ادْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام برکت التیام کتاب
مستطاب گنجینہ اوصاف و فضائل محمدیہ خزینہ خصائل و شمائل احمدیہ

المسمّٰی بہ

[illegible]

نصرۃ الواعظین

باوصاف

سیّد المرسلین

حصہ اوّل

از تالیف لطیف و تصنیف منیف جناب مولٰنا مولوی
حکیم محمد حشمت علی صاحب فائق سنّی حنفی۔ قادری بریلوی

علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری ناظم و مفتی
دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور

...پرنٹنگ پریس لاہور میں طبع ہوئی

قیمت

چند مفید اور کار آمد کتابیں

نام کتاب	قیمت
مجموعہ تمہید ایمان و حسام الحرمین عربی مترجم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے احکم اور توہین کرنیوالوں کی تکفیر میں اکابر حرمین شریفین کے جلیل القدر فتاوے معہ ترجمہ اردو	عہ ر
ایذان الاجر۔ قبر پہ اذان کہنے کا ثبوت	۳ر
تجلی الیقین۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونیکا ثبوت اور فضائل نبوی میں کرامات و احادیث کا مجموعہ واعظوں اور میلاد خوانوں کے لئے اعلیٰ ذخیرہ۔	۱۱ر
رد الرفضہ۔ رافضی سنی کا وارث نہیں ہو سکتا۔ اور باہم نکاح نہ ہونیکا مدلل بیان۔	۲ر
لمعۃ الضحیٰ۔ داڑھی رکھنے کا آیات و احادیث و اقوال علمائے کرام سے روشن ثبوت	۶ر
برکات الامداد۔ محبوبان خدا سے استعانت و لداد کے جواز میں مفصل مدلل روشن بیان	۲ر
نفی الفی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کا روشن ثبوت	۲ر
الحجۃ الفاتحۃ۔ فاتحہ مروجہ سوم چہلم برسی عرس وغیرہ کا ثبوت بعض اکابر علمائے اہل سنت کی نفیس تحریروں اور بعض وہابیہ کی کتابوں سے سلیس اردو میں۔	۲ر
اتیان الارواح۔ ارواح مومنین کن دنوں میں اپنے گھر آتی ہیں۔ اپنے عزیزوں سے کیا کہتی ہیں۔ نیز شہید اور صالحین کی روحیں کس قدر آزاد اور کفار کی کہاں مقید ہیں	۱ر
حدائق بخشش۔ (حصہ اول) دیوان نعتیہ اعلیٰ حضرت قبلہ اردو۔	عہ ر
سلوک قادریہ۔ حضور پر نور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مقالات کا منظوم ترجمہ۔	۳ر
اطیب البیان رد تقویۃ الایمان تقویۃ الایمان وہ کتاب ہے۔ جس نے دنیائے اسلام میں آگ لگادی۔ بات بات پر شرک و کفر کے فتوے اجڑ دیئے بدعت وہابیہ کا سب سے بڑا میگزین یہی کتاب ہے۔ اس کی ہر بات کا کامل رد	عہ ر
خالص الاعتقاد۔ آیات و احادیث و اقوال آئمہ سے مسئلہ علم الغیب کا عظیم ثبوت قابل مطالعہ	۱۲ر

ہیئۃ الواعظین حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد متوافر خالق انس و جاں و نعوت متکاثر باعثِ وجود کون و مکاں اولوالاحلام والنہیٰ پر واضح و لائح ہو کہ آج کل بعض مدارس اسلامیہ میں دیکھا گیا کہ ہفتہ میں دو ایک مرتبہ بغرض مہارت طلبہ سے وعظ کہلایا جاتا ہے۔ اور اس کی جانب انہیں توجہ و ترغیب دلائی جاتی ہے۔ خصوصاً مدرسہ منظر اسلام بریلی میں تو اسی لئے ایک انجمن وعظ و نصائح قائم کی گئی ہے۔ جس میں ہر جمعہ کو طلبہ جمع ہو کر تقریر کرتے ہیں مگر چونکہ منتہی و ذی لیاقت طلبا تو کتب متداولہ سے اخذ بیان اور تقریر پر قادر ہوتے ہیں۔ اور مبتدی بیچارے بوجہ کم علمی اس سے عاجز رہتے ہیں اور اردو میں انہیں کوئی کتاب ایسی دستیاب نہیں ہوتی۔ جس میں ایک آیت کے متعلق مسلسل تقریر گھنٹے دو گھنٹے بیان کے قابل ہو۔ اور از انجا کہ حضور اقدس سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اوصاف و فضائل خصائل و شمائل بیان کرنا حضور کے ذکر سے رطب اللسان رہنا۔ لوگوں کو اس طرف مائل کرنا اور حضور کی تعظیم و توقیر محبت و الفت اتباع و اطاعت کی طرف ہدایت کرنا اصل وعظ و تذکیر ہے۔ لہٰذا مجھ بے بضاعت و بدلیاقت نے ان کی خاطر یہ چند بیانات ایام برکت التیام یعنی ماہ پیدائش سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۳۳۴ھ میں کتب معتمدہ و مستندہ سے اخذ کیئے۔ اور تطویل لاطائل و اختصار مخل کو مدِ نظر رکھ کر معرض تحریر میں لایا۔ امید کہ اصحاب علم و حلم اگر انہیں ملاحظہ فرمائیں تو بندہ کی خطا و نسیان کو بذیل عفو کرم پوشیدہ فرما کر اصلاح فرمائیں۔ فہا انا اشرع فی المقصود بتوفیق اللہ الملک المعبود۔

وعظ اوّل

بیان رافت و رحمت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قال اللہ تبارک و تعالیٰ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ اللہ رب العزت جل جلالہ و عم نوالہ اس آیہ کریمہ میں اپنے بندوں کو اپنے حبیب کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تشریف آوری کی خبر فرحت اثر سناتا ہے۔ اور حضور کے اوصاف جمیلہ و اخلاق حمیدہ و عادات کریمہ کی تحدیث اور آپ کی مدحت سرائی فرماتا ہے۔ کہ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس اے لوگو رسول تمہارے نفسوں اور تمہاری جنس سے تاکہ تم لوگ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ ہدایت پاؤ اور اس کے ساتھ میل جول الفت و محبت کرو۔ لِاَنَّ الْجِنْسَ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ وَبِہٖ یَاْلَفُ وَیَاْنَسُ یعنی جنس اپنی ہم جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور اس سے الفت و محبت کرتی ہے۔ اُس سے مانوس ہوتی ہے۔ جیسا کہ مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

یک زنے آمد بہ پیشِ مرتضےٰ — گفت شد بر ناودان طفلے مرا
گرش میخوانم نمی آید بدست — ور ہلم ترسم کہ او افتد بہ پست
نیست عاقل تاکہ دریابد چو ما — گر بگویم کز خطر سوئے من آ!
ہم اشارت را نمیداند بدست — ور بداند نشنود ایں ہم بدست

پس نمودم شیر و پستان را بدو — او همی گرداند از من چشم و رو
از برای حق شمایید ای مہان — دستگیر این جہان و آن جہان
زود درمان کن کہ می لرزد دلم — کہ بدر وا از میوۂ دل بگسلم!
گفت طفلی را بیاور ہم ببام — تا ببیند جنس خود را آن غلام
سوی جنس آید سبک زان ناودان — جنس بر جنست عاشق جاودان
آن چنان شد چون بدید آن طفل او — جنس خود خوش خوش بدان آورد رو
سوی بام آمد ز متن ناودان! — جاذب ہر جنس را ہم جنس دان
خوش خوشک آمد بسوی طفل طفل — وارہید او از فتادن سوی سفل
زان بود جنس بشر پیغمبران — تا بجنسیت رہند از ناودان
زانکہ جنسی است عجائب جاذبیست — جاذب جنسیت ہر جا طالبی است
پس بشر فرمود خود را مثلکم — تا بجنس آیند و کم گردند گم!!
موجب ایمان نباشد معجزات — بوی جنسیت کند جذب صفات
معجزات از بہر قہر دشمن ست — بوی جنسیت پئے دل بردن ست

اور اگر مرجع ضمیر خاص اہل عرب قرار دیئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس اے اہل عرب رسول تمہاری جنس سے تمہاری مثل زبان عربی میں کلام کرنے والا تاکہ تمہیں اس کے کلام سمجھنے اُس سے بات چیت کرنے میں آسانی ہو اور بہت جلد اُس سے فائدہ اٹھا سکو۔ ہدایت پا سکو کہ اگر تمہاری طرف کوئی فرشتہ یا کوئی جن رسول بنا کر بھیجا جاتا تو تمہیں اُس سے بات چیت کرنے اُس کے کلام سمجھنے اُس سے کامل طور پہ فائدہ اُٹھانے میں وقت و دشواری پیش آتی اور تم اُس سے کلام کرنے اور اُس کے کلام سمجھنے کی طاقت نہ رکھتے۔

یا یہ معنی ہیں کہ بہ تحقیق آیا تمہارے پاس اے اہل عرب رسول تمہارے حسب تمہارے نسب تمہارے قبیلہ و خاندان سے عربی قریشی کہ جس کے حسب و نسب کو تم لوگ مثل

اپنی آل و اولاد کے حسب و نسب کے جانتے ہو اور جس کے صدق و امانت عفت
و صیانت کا اقرار کرتے ہو کما قال اللہ تعالیٰ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ یعنی اہل
عرب حضور کے حال سے ایسے آگاہ تھے جیسے اپنی آل و اولاد کے حال سے حضرت
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عرب میں کوئی قبیلہ کوئی
خاندان ایسا نہ تھا کہ جس سے حضور اقدس سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو قرابت و رشتہ
نہ ہو۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کی ترغیب و ہدائت کے واسطے انہیں میں سے رسول
بھیجا تاکہ وہ اس کو اپنا عزیز و اقارب اپنا ہم قبیلہ و ہم خاندان سمجھ کر اس کی نصرت و اعانت
کریں۔ اس پر ایمان لائیں ہدائت پائیں اور اُسے اپنا فخر خاندان سمجھیں کہ اُن کا شرف و
عزت حضور کے شرف عزت سے تمام ان کا فخر آپ کے فخر سے کامل ہو گیا۔

یا یہ معنی ہیں کہ البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس اے اہل عرب رسول فاضل تر و شریف
تر تم میں کا از روئے حسب و نسب کے کہ جس کے آباؤ اجداد امہات و جدات تمام اہل عرب
سے افضل و اشرف ارفع و اعلیٰ طاہر و مطہر تھے۔ جیسا کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خُرِجْتُ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّاهِرَاتِ اِلَى الْاَرْحَامِ
الطَّاهِرَاتِ۔ یعنی میں پاک پیٹھوں سے پاک رحموں کی طرف نکالا گیا۔ دوسری حدیث
میں ارشاد فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ اللہ تعالیٰ نے عرب و عجم دو فرقے کیے
اور اُن میں عرب کو افضل کیا۔ اور مجھے اُن میں رکھا۔ پھر عرب کے دو فرقے کیے۔
قریش اور غیر قریش اور اُن میں قریش کو افضل کیا۔ اور مجھے اُن میں رکھا۔ تو میں تمام
اقوام و قبائل سے بہتر و افضل ہوں (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ
یعنی تمہارے پاس ایسا رسول آیا۔ جس پر تمہارا مکروہات میں مبتلا ہونا محنت و مشقت
میں پڑنا رنج و مصیبت میں گرفتار ہونا شدید و شاق ہے۔ ہر دم تمہارا چین تمہارا
آرام تمہاری راحت مدنظر ہے۔ جب معراج شریف میں تم پر پچاس نمازیں فرض
ہوئیں۔ اور وہاں سے واپسی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا
آپ کی اُمت پر اللہ تعالیٰ نے کیا فرض کیا۔ فرمایا دن و رات میں پچاس نمازیں تب

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور تخفیف چاہیئے۔ کہ آپ کی امت اتنی نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں۔ آپ سنتے ہی جناب باری میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے رب اس میں تخفیف فرما میری امت اتنی نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پچاس میں سے پانچ کم فرمائیں۔ واپسی میں پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا کیا فرمایا پانچ نمازیں کم فرمائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ کی اُمت اتنی کی بھی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ پھر جائیے اور کم کرائیے۔ یہاں تک کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چند مرتبہ جناب باری میں واپس بھیجا۔ اور نمازیں کم کراتے کراتے پانچ رہ گئیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمد یہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ اور ایک ایک کے بدلے دس دس کا ثواب دونگا۔ پس یہ پچاس نمازیں ہوگئیں۔ اور جو شخص نیکی کرنے کا ارادہ کریگا اگرچہ کرے نہیں۔ اس کی نیکی لکھی جائے گی اور اگر کرے گا۔ تو اس نیکی کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور گناہ کا ارادہ کرنے سے لکھا نہ جائے گا۔ جب کریگا تو ایک گناہ لکھا جائے گا۔ کما قال اللہ تعالیٰ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَهٗ مِثْلُهَا۔ پس آپ آئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ اور پچاس میں پانچ نمازیں رہ جانے کی خبر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر جائیے اور اپنے رب سے اپنی امت کے واسطے تخفیف چاہیئے۔ آپ کی اُمت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ تب آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی اُمت کی آسانی کے واسطے اتنا مانگا کہ اب مانگتے شرم آتی ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم) تو وہ ایسے رسول ہیں کہ جن پر تمہارا ابتلا و معصیت میں مبتلا ہونا عذاب الٰہی میں گرفتار ہونا دشوار و ناگوار ہے۔ ایکبار بارگاہِ الٰہی میں اُمت عاصی کی مغفرت کی دعا مانگی حکم ہوا کہ امت کی مغفرت تمہارے رات کے جاگنے پر موقوف ہے۔ اگر آدھی اُمت کی مغفرت چاہو۔ آدھی رات جاگو چہارم کی چاہو چہارم رات جاگو تہائی کی چاہو تہائی رات جاگو اور اگر

ساری امت کی بخشش چاہتے ہو تو ساری رات جاگو۔ چونکہ اس نبی مکرم کو ہم گنہگاروں کا رنج والم درد وغم میں مبتلا ہونا عذاب الٰہی میں گرفتار ہونا ناگوار تھا لہٰذا ہمارے چین و آرام کی خاطر اپنی جان پر یہ مشقت جانکاہ لی کہ تمام رات جاگتے اور نماز میں کھڑے رہتے۔ یہاں تک کہ پائے مبارک ورم فرما گئے اور پھٹ کر خون بہہ نکلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات حضور رات بھر کھڑے اس آیت کو پڑھتے رہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ حدیث میں ہے کہ ایک روز آپ نے یہ قول ابراہیم علیہ السلام کا رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور پھر یہ قول عیسیٰ علیہ السلام کا اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ پڑھا۔ پھر کہا اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ اور رونے لگے۔ خطاب آیا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ بیشک ہم تجھے تیری امت کے معاملہ میں راضی کر دیں گے اور غمگین نہ کریں گے۔

تو وہ ایسے رسول ہیں کہ جن پر تمہارا عذاب الٰہی میں گرفتار ہونا رنج وغم درد والم میں مبتلا ہونا شاق ہے۔ کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شخص کو دیکھینگے کہ فرشتے اسے دوزخ میں لئے جاتے ہیں۔ آپ ہمارے آقائے نامدار مولائے غمگسار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دیں گے۔ حضور ارشاد فرمائیں گے۔ لبیک یا ابوالبشر۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپکے ایک امتی کو فرشتے دوزخ میں گھسیٹے لئے جاتے ہیں۔ حضور یہ سنکر بیقرار ہو جائیں گے اور بے اختیار دوڑ کر اس کے پاس تشریف لائیں گے اور فرشتوں سے فرمائیں گے۔ کہ اے میرے رب کے فرشتو ٹھہر جاؤ۔ فرشتے جواب دینگے کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ نے اپنے رب کا حکم نہیں سنا کہ فرماتا ہے لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ پس حضور جناب باری میں حاضر ہونگے۔ حکم ہوگا کیا ہے۔ عرض کریں گے کہ تیرے فرشتے میری اطاعت نہیں کرتے۔ حکم ہوگا اَطِيْعُوْا مُحَمَّدًا۔ پس آپ فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے کہ اس کو میزان کی طرف لیچلو۔ وہ بموجب ارشاد میزان پر لائیں گے آپ اس کے

اعمال وزن کرائیں گے گناہوں کا پلہ بھاری اور نیکیوں کا ہلکا ہوگا تب آپ ایک پرچہ اپنی جیب مبارک سے نکال کر پلہ حسنات میں رکھیں گے فوراً وہ پلہ بھاری ہوجائیگا اور وہ شخص خوش ہوکر کہیگا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں اور یہ پرچہ وہ ہے جس پر دنیا میں تو نے درود لکھا تھا اور میں نے اسے آج کے دن کے واسطے محفوظ رکھا تھا پس وہ شخص آپ کے پائے مبارک پر گر کر بوسہ دیگا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

تو وہ ایسے رسول ہیں کہ جن کو تمہارا محنت ومشقت میں پڑنا تکلیف اٹھانا ناگوار ہے ہر وقت ہر امر میں تمہارا چین وآرام ملحوظ خاطر ہے۔ حدیث میں زید بن خالد الجہنی سے ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَلَاَخَّرْتُ الْعِشَاءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ یعنی اگر میری امت پر گراں و دشوار نہ ہوتا تو البتہ میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے اور ہر نماز عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنے کا حکم فرماتا۔ دوسری حدیث میں زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چند روز تراویح پڑھیں۔ ایک دن آپ کی آواز وغیرہ کچھ نہ سنائی دی خیال کیا کہ سو گئے ہوں گے۔ لوگوں نے کھانسنا شروع کیا تب آپ تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا۔ خَشِيْتُ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ میں نے تمہارے ہمراہ تراویح اس خوف سے نہ پڑھیں کہ کہیں تم پر فرض نہ ہوجائیں اور اگر فرض ہو جائیں گی تو تم انہیں قائم نہ کرسکو گے۔ انہیں ادا نہ کرسکو گے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وبارک وسلم ؀

ڈالے جو چیز مصیبت میں مشقت میں ہمیں	ہوتی ہے رحمت عالم پہ گراں بار عزیز

تو وہ ایسے رسول ہیں جن پر تمہارا محنت ومشقت میں پڑنا مصیبت وبلا میں مبتلا ہونا عذاب الٰہی میں گرفتار ہونا گراں ہے۔ ذرا کہیں آسمان پر بادل گرجتا یا آندھی غبار آتا دیکھتے گھبرا جاتے رنگ چہرہ مبارک کا متغیر ہوجاتا کہ کہیں ایسا نہ ہو میری امت پر کوئی بلا کوئی عذاب نازل ہوا ہو۔ اور جب تک آسمان پر آندھی غبار رہتا .... بادل گرجتا رہتا آپکا یہی حال رہتا گھبرا گھبرا کر کبھی اندر آتے کبھی باہر جاتے اور اللہ سے دعا فرماتے کہ اے اللہ میری امت پر اسے خیر کر اور انہیں اس کے شر سے بچا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فرماتی ہیں۔ کہ میں نے ایک روز حضور سے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا اے عائشہؓ میں اس امر کا خوف کرتا ہوں کہ کہیں میری قوم سے قوم عاد کا سا معاملہ نہ کیا جائے۔ کہ جیسے قوم عاد کو ہوا اڑا لے گئی۔ ویسے ہی میری امت کے ساتھ بھی کیا جائے (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم) تو وہ ایسے رسول ہیں کہ جن پر تمہارا بلا و مصیبت میں مبتلا ہونا عذاب الٰہی میں گرفتار ہونا سخت و دشوار ہے۔ ہر دم و ہر لحظہ تمہارا ہی خیال ہے کہ کہیں کسی دشواری میں نہ پھنسیں کسی بلا میں گرفتار نہ ہوں۔ کسی عذاب میں مبتلا نہ ہوں۔ جب اس خاکدان عالم کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن و منور فرمایا تب بھی تمہارا ہی خیال رہا اور جناب باری میں سجدہ کیا اور تمہاری مغفرت کی دعا مانگی وَیَا رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ اے رب میرے میری امت کو بخش دے میری اُمت کو مجھے دے ڈال۔ جب اس دارِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ تب بھی تمہارا ہی خیال دامنگیر رہا۔ جب مزار اقدس میں اتارے گئے۔ اس وقت بھی تمہارا ہی خیال تھا اور تمہاری ہی یاد میں لبہائے مبارک ہلتے پائے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کان لگا کر سُنا کہ آپ آہستہ آہستہ فرما رہے ہیں رَبِّ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اے رب میری امت کو بخش دے۔ میری امت کو بخش دے۔ جب مرتبہ قاب قوسین اَوْ اَدْنٰی کو۔ کہ وہ مقام ماسوی اللہ سب کو فراموش کرنے کا ہی پہنچے۔ تب بھی تمہیں نہ بھولے اور دعا و سلام میں یاد رکھا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ط فرمایا صالحین امت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے روبرو ظاہر فرمایا اور ہم گنہگارانِ امت کو اپنے دامنِ رحمت یعنی ضمیر جمع متکلم میں چھپایا۔ انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے۔ کہ میں نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول قیامت کے دن آپ میری شفاعت فرمائیں۔ فرمایا میں شفاعت کرنیوالا ہوں۔ عرض کی اس روز میں آپ کو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا پل صراط پر عرض کی اگر وہاں نہ پاؤں تو کہاں تلاش کروں فرمایا حوض کوثر پر* ان تینوں جگہوں سے کہیں نہ جاؤں گا۔ توجیہ تخصیص ان مواقع کی اس نظر سے فرمائی گئی۔ کہ یہی تین جگہ قیامت کے دن گنہگاران امت پر زیادہ مصیبت کی ہوں گی۔ انہیں جگہوں میں امت کو زیادہ رنج و غم درد و الم گھیرینگے۔ پل صراط پر

*عرض کی اگر وہاں بھی نہ پاؤں تو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا میزان پر۔

اس لیے تشریف فرما ہوں گے کہ اُمت کی دستگیری فرماکر پار لگائیں۔ دوزخ سے نجات دلائیں حوض کوثر پہ اس لیے کھڑے ہوں گے کہ اُمت کے پیاسوں کو آب کوثر پلاکر سیراب فرمائیں میزان پہ اس لیے کھڑے ہوں گے کہ اُمت کے اعمال اپنے روبرو تلوائیں جس کسی کی برائیاں غالب آئیں۔ شفاعت فرماکر اُسے بخشوائیں۔

جب مولا علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر میں اُتارا اور حضور کے پہلو مبارک میں سُلایا بے اختیار چیخکر روئے۔ لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا میں نے وہ دیکھا جو تم کو نظر نہ آیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ ابوبکر کی قبر پہ تشریف فرما ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ کہ الٰہی میری اُمت کے بوڑھوں کو صدقے میں ابوبکر کے بخشدے۔ قیامت کے دن عمامہ مبارک رخ انور سے جدا فرمائیں گے۔ اور سجدے میں جاکر جناب باری میں عرض کریں گے یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اے رب میری اُمت کو بخشدے۔ قربان جایئے ایسے شفیق امت کے کہ جن کو دنیا و برزخ و آخرت ہر جگہ ہر دم وہر لحظہ اپنی اُمت ہی کا خیال اور انہیں کی یاد ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم)

حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ وہ ایسے رسول ہیں۔ جو تمہارے ایمان تمہاری ہدایت پہ حریص ہیں۔ کہ کہیں تم ہدایت پاؤ۔ راہِ حق پہ آؤ ایمان لاؤ مسلمان بنو گمراہی وعذابِ الٰہی سے بچو مگر تم ہو کہ گمراہی پر اڑے ہو دیدہ ودانستہ آتش دوزخ میں کودے پڑتے ہو اور وہ تمہارا دامن پکڑ پکڑکر کھینچ رہے ہیں۔ دوزخ کی بھڑکتی آگ سے اینچ رہے ہیں۔ تمام دنیا کو ہدایت فرما رہے ہیں مگر وہ ایک نہیں سنتے۔ طرح طرح کی تکلیفیں پہونچاتے ہیں اذیتیں دیتے ہیں۔ لیکن حضور اس پر بھی یہی چاہتے ہیں اور اسی بات پر حریص ہیں کہ کہیں یہ سب کے سب ایمان لائیں ہدایت پائیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم)

جب جنگ اُحد میں کفار نے آپ کے چچا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا۔ اور ان کا دل مبارک نکال کر چبایا۔ اُن کی نعش اطہر کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے پامال کیا۔ دندان مبارک حضور کا سنگِ ستم سے شہید کیا۔ تب بھی حضور ان کے ایمان لانے ہدایت پانے پر حریص رہے۔ اور خون چہرہ انور سے صاف فرماتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ خدایا میری قوم کو ہدایت فرما راہِ حق دکھا۔ وہ جانتے پہچانتے نہیں ہیں جب طائف کو تشریف فرما ہوئے اور وہاں کے لوگوں کو ہدایت فرمائی دعوتِ ایمان دی مگر انہوں نے دعوت قبول نہ کی ایمان نہ لائے اور اپنے غلاموں اور نوجوانوں سے حضور پر اس قدر پتھر پھنکوائے کہ پائے مبارک آپ کے خون آلود ہو گئے۔ تو حضرت جبریل بحکم ربّ جلیل حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی خدائے تعالیٰ نے آپ کی اُمت کا کلام سُنا۔ ظلم و ستم دیکھا فرشتہ پہاڑوں کا آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ جو چاہیئے اسے حکم فرمایئے اور اس سے کام لیجئے پھر اس فرشتے نے ظاہر ہو کر سلام عرض کیا اور کہا کہ اے محمد مجھے خدا تعالیٰ نے آپکا فرمانبردار کیا ہے۔ اگر آپ حکم فرمائیں۔ تو میں دونوں پہاڑ مکہ کے اُٹھا کر ان کے سروں پر مار دوں کہ سب ہلاک ہو جائیں۔ فرمایا میں ان کی ہلاکی نہیں چاہتا ہوں۔ بلکہ یہ چاہتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ اُن کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے کہ جو ایمان لائیں اور اُس کی واحدنیت کا اقرار کریں۔ اور اس کی بندگی بجالائیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم)

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمُ ۝ وہ ایسے رسول ہیں۔ جو تمہارے ایمان لانے پر حریص ہیں۔ مومنین پر نہایت مہربان و رحیم فرما ہیں بلکہ مومنین تو مومنین تمام عالم جنّات انسان ملائکہ شیطان۔ زمین و آسمان۔ ارواح انبیاء و اولیاء و حوش و طیور، حیوانات جمادات نباتات۔ معدنیات۔ سب حضور کی رحمت سے مستفیض و بہرہ مند ہیں۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے نبی مگر رحمت سارے عالم کے لئے اور عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں۔ جس کا ہر فرد وجودِ صانع پر علامت اور اس کے کسی خاص اسم و صفت کا مظہر ہو۔ گویا آیۂ مذکورہ میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ جو شے ہمارے وجود پر علامت اور ہماری ذات و صفات کی مظہر ہے۔ وہ تمہاری رحمت سے بھی مستفیض و بہرہ ور ہے۔ جب آیۂ کریمہ نازل ہوئی تو آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین کیا میری رحمت سے تمہیں کیا فائدہ حاصل ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے انجام سے

ڈرتا تھا اور شیطان کا معاملہ دیکھ کر اپنی عاقبت سے خوف کرتا تھا جب آپ پر قرآن نازل ہوا اور میں سفیر وحی و واسطہ انزال امر و نہی مقرر کیا گیا۔ اور اللہ رب العزت نے قرآن عظیم میں میری تعریف فرمائی ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ تب میرا خوف زائل ہوا اور اپنے حسن عاقبت پر مجھے اطمینان حاصل ہوا اور اس سب کو آپ کی رحمت کے باعث شمار کیا منافقوں کو حضور کی رحمت سے یہ حصہ ملا کہ آپ کا کلمہ پڑھ کر اپنا جان و مال بچا لیتے ہیں اور قتل و غارت سے محفوظ رہتے ہیں۔ کافروں کو آپ کی رحمت سے یہ نصیبہ ملا کہ آپ کی وجہ سے استیصال سے محفوظ رہے۔ عذاب الٰہی ان سے مؤخر کیا گیا۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اللہ ان پر عذاب نازل نہ فرمائے گا اے رحمت عالم جب تک آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔ اگلے پیغمبروں کے وقت میں جو لوگ کفر و شرک کرتے فوراً ہلاک کر دیئے جاتے نوح علیہ السلام کی قوم طوفان میں غرق کر دی گئی۔ قوم عاد کو ہوا اڑا لے گئی ثمود اور اصحاب مدین پر جبرئیل نے ایک چیخ ماری کہ سب مر کر رہ گئے قوم لوط علیہ السلام کو جبرئیل نے اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان کے قریب لیجا کر الٹ دیا فرعون رود نیل میں ڈبو دیا گیا قارون زمین میں دھنسا گیا بنی اسرائیل میں ایک قوم بندر اور بعض انبیاء علیہ السلام کی امت سے ایک جماعت سؤر ہو گئی شداد کڑک سے ہلاک کیا گیا۔ ابرہہ کا لشکر ابابیلوں نے ہلاک کیا۔ آپ کے وقت کے کفار طرح طرح کی سرکشی کرتے ایذا پہونچاتے ہیں مگر حکم ہوتا ہے۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اللہ ان پر عذاب نازل نہ کریگا۔ جب تک کہ اے رحمت عالم آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔ الحمد للہ جب کفار کو یہ بشارت ہے تو مومنین کو بدرجہ اولیٰ ہے بیت

تو کہ با دشمنان نظر داری !	دوستان را کجا کنی محروم :

جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ تو حضور کی خاطر مبارک محزون و ملول ہوئی۔ کہ جب تک میں ان میں ہوں۔ عذاب سے محفوظ ہیں اور جب میں ان میں سے رحلت کر دوں گا۔ تو شاید عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تسلی و تشفی کے

واسطے آیہ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ہ نازل فرمائی۔ یعنی اللہ انہیں عذاب میں مبتلا نہیں کریگا۔ جب تک کہ وہ استغفار کرتے رہیں گے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بعد نزول آیۂ مذکورہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ لِاُمَّتِیْ اَمَانَانِ مِنَ الْعَذَابِ یُوْشِکُ اَنْ یَّرْفَعَ مِنْهُمْ اَحَدُ وَّیَبْقَی الْاٰخَرُ میری اُمت کیواسطے دو امانیں ہیں۔ قریب ہے کہ ایک ان میں سے اٹھالی جائے اور دوسری باقی رہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ملائکہ کے حق میں آپ کی یہ رحمت ہے کہ جب آپ معراج کو تشریف لے گئے تو آپ سے انہوں نے استفادۂ علوم و استفاضۂ معارف و اسرار مکتوم کیا۔ دوسرے یہ کہ جب آپ پر درود بھیجتے ہیں اُس کے باعث مورد رحمتِ الٰہی ہوتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم) انبیاء علیہم السلام کو آپ کی رحمت سے یہ فائدہ ہوا کہ آپ اور آپ کے پیروان کی تصدیق کرتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی گواہی دیں گے اور ان کی تصدیق اور ان کے دشمنوں کی تکذیب کریں گے کما قال اللہ تعالیٰ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ہ ہم تم کو ان سب پر قیامت کے دن گواہ بنائیں گے۔ ارواح کو آپ کی رحمت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ آپ نے عالم ارواح میں انہیں ہدایت فرمائی راہِ حق دکھائی۔ پس دین فطری ہر شخص کا اسلام ہے۔ بعض اُس پر قائم رہتے ہیں اور بعض بہ تقلید آباد و اجداد کافر و مشرک ہو جاتے ہیں۔ جیساکہ حدیث شریف میں وارد ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُمَجِّسَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ ہر شخص دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ماں باپ اُس کے اُسے یہودی مجوسی نصرانی بنادیتے ہیں۔ جنوں کو آپ کی رحمت سے یہ نفع حاصل ہوا کہ آپ کی دعوت و اجابت سے سماع قرآن و دولتِ ایمان و عرفان سے مالامال ہوئے۔ طریقہ رشد و ارشاد و عبادت رب عباد معلوم ہوا۔

شیطان کو آپ کی رحمت سے یہ فائدہ ہوا کہ ضربت طمانچہ آپ کی برکت سے موقوف ہوئی۔ نقل ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے اپنی بارگاہ سے ابلیس لعین کو مردود کیا۔ ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ ہر روز ایک طمانچہ غضب اس کے مونھ پر مارا کرے کہ جس کی وجہ سے اس

کو نہایت درد و الم ہوتا اور سائرہ اُس طمانچے کا دوسرے روز تک باقی رہتا۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو مسند رسالت پر متمکن فرمایا اور آپ کے حق میں آیہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ نازل فرمائی۔ شیطان علیہ اللعن بارگاہ احدیت میں رویا اور گڑگڑایا کہ اے اللہ جملہ عالم سے میں بھی ہوں کیا مجھے اس رحمت سے کچھ حصہ نہ ملے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کا اُس فرشتہ کو حکم ہوا کہ آج سے ضربت طمانچہ موقوف کرتا کہ وہ بھی رحمتِ محمدی سے حصہ لے ؎

نور شفاعت تو اگر پرتو زند	ابلیس را ز رحمتِ عصیاں شد خلاص

زمین کو آپ کی رحمت سے یہ فائدہ ہوا کہ کفر و شرک سے پاک ہوئی اور نور ایمان و عرفان اس کے ہر چہار طرف پھیل گیا۔ جہاں بت خانے تھے۔ وہاں مسجدیں تعمیر ہو گئیں۔ جس جگہ ناقوس بجتے تھے وہاں اذانیں ہونے لگیں۔ خدا اور رسول کا نام اُس پہ پکارا جانے لگا۔ ہر طرف نماز روزہ ریاضت عبادت کا چرچا ہونے لگا ؎

آنجا کہ بود نعرۂ فریاد مشرکاں !	اکنوں نخرو شش نعرۂ اللہ اکبر ست

پانی کو حضور کی رحمت سے یہ نفع ہوا کہ طوفان سے محفوظ رہا۔ ہوا کو یہ فائدہ ہوا کہ طرق شیاطین سے سلامت اور کفار کو ہلاک کرنے سے محفوظ رہی آگ کو آپ کی رحمت سے یہ حصہ ملا کہ صدقات کے جلانے سے باز رکھی گئی آسمان کو حضور کی رحمت سے یہ فائدہ ہوا کہ شیاطین کے پہونچنے اور استراق سمع سے محفوظ رہا۔ چرند و پرند و حوش و طیور وغیرہ کے حق میں آپ کی یہ رحمت ہوئی کہ قبل پیدائش حضور اقدس سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قحط عظیم پڑا تھا۔ تمام عالم بوجہ خشک سالی کے لب گور ہو گیا تھا۔ اثمار اشجار گھاس وغیرہ سوکھ گئی تھی۔ چرند و پرند درند سب لقمۂ اجل بن چکے تھے۔ کہ رحمتِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم باہزاراں جاہ و جلال تشریف فرما ہوئے۔ پانی برسا۔ خشک سالی دور ہوئی۔ درخت سرسبز و شاداب ہوئے۔ ہرے بھرے میوے لگے۔ اجل رسیدوں کو حیات ملی رہے مومنین اُن کے حق میں تو حضور دونوں جہان میں سراپا رحمت و برکت ہیں۔ دنیا میں آپ نے جو جو انعام و اکرام ان پہ فرمائے وہ لاتعد و لاتحصیٰ ہیں۔ حضور

ہی کی وجہ سے تو وہ دولتِ ایمان وعرفان سے مالامال ہوئے ہدائت پائی۔ راہِ حق دیکھی۔ آتشِ دوزخ سے نجات ملی۔ عذابِ الٰہی سے محفوظ رہے اور عقبےٰ میں سب سے بڑی رحمت ان کے حق میں حضور کی یہ ہوگی۔ کہ آپ ان کو آبِ کوثر سے سیراب فرمائیں گے۔ پلصراط پر مدد فرماکر پار لگائیں۔ میزان پر جس کی سیئات زیادہ ہوں گی اس کی سفارش فرمائیں گے۔ آتشِ دوزخ وگرمیٔ محشر سے نجات دلائیں گے اور شفاعت فرماکر جنت میں داخل کرائیں گے

روایت ہے کہ قیامت کے دن دروازے دوزخ مفتوح ہوں گے اور آتشِ دوزخ تمام اہلِ محشر کو گھیر لے گی۔ تب حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم جناب باری میں استغاثہ کریں گے تو جبرئیل بحکم رب جلیل آکر کہیں گے یا رسول اللہ آپ کا رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اپنے گیسوئے مشکیں کو جھاڑیئے اور قدرتِ الٰہی کا تماشا دیکھئے۔ اس وقت آپ اپنے گیسوئے مبارک جھاڑیں گے۔ اُس سے غبار نکل کر۔ آپ کی امت پر مثل ابر کے سایہ فگن ہوگا۔

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

پھر جبرئیل امین عرض کریں گے کہ ریش مبارک کو جھاڑیئے آپ اپنی ریش اطہر کو اس وقت جھاڑیں گے۔ پس اُس سے غبار نکل کر درمیان مومنان و دوزخ حائل ہوگا اور مومنین کو اس کی لپٹوں سے نجات دیگا۔ حضور اقدس سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب پیغمبر اپنے اپنے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور میں خدا کے حضور کھڑا ہوں گا۔ حکم ہوگا کیا چاہتا ہے۔ عرض کرونگا۔ امت کا حساب جلد کردے۔ پس حساب امت ہوگا۔ بعض خدا کی رحمت بعض میری شفاعت سے بہشت میں جائینگے اور میں شفاعت کرتا ہونگا۔ یہاں تک کہ مجھ کو چھٹی ان کی رہائی کی عنایت ہوگی۔ جن کو دوزخ کا حکم ہوچکا تھا۔ یہاں تک کہ داروغہ دوزخ کہیگا۔ کہ اے محمد تم نے اپنی امت میں غضب پروردگار اصلا نہ چھوڑا۔ طبرانی وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں اپنی امت کی شفاعت کرونگا۔ یہاں تک کہ میرا رب مجھ سے کہیگا کہ اے محمد تو راضی ہوا۔ میں کہوں گا۔ اے رب میں راضی ہوا۔ روایت ہے

کہ جب یہ آیہ وَلَسَوْفَ یُعْطِیکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ہ نازل ہوئی آپ نے فرمایا میں ہرگز راضی نہ ہوں گا۔ جب تک کہ ایک ایک اُمتی کو جنت میں داخل نہ کرا لوں گا۔ لہذا دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ صلے اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ اُمَّۃٍ اِلَّا بَعْضُھَا فِی الْجَنَّۃِ وَبَعْضُھَا فِی النَّارِ اِلَّا اُمَّتِی فَاِنَّھَا کُلُّھَا فِی الْجَنَّۃِ۔ یعنی تمام امتوں کے بعض لوگ دوزخ میں ہوں گے اور بعض جنت میں۔ مگر میری تمام اُمت جنت میں ہو گی دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اِنَّ مِفْتَاحَ الْجَنَّۃِ بِیَدِیْ وَاَنَا خَازِنُھَا۔ یعنی بے شک جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔ اور میں اس کا خازن و مالک ہوں تو پھر جس کو چاہیں ۔جنت میں داخل فرمائیں۔ مالک و مختار بعطائے پروردگار ہیں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم)۔

تنبیہ مسلمانو ذرا تعصب و حسد کو اپنے دلوں سے نکال کر بنظر انصاف دیکھو اور غور کرو اور خدا لگتی کہو کہ اس آیہ کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب لبیب کا کیسے مجمع کثیر میں کس طرز وروش سے ذکر پیدائش فرمایا۔ اور حضور کی نعت خوانی اور مدحت سرائی فرمائی۔ اور پھر طریقہ مروجہ میلاد پر نظر کرو کہ جس میں ایک مسلمان مسلمانوں کو جمع کر کے انہیں میں سے ود ایک کو جو اہل اس کے ہوتے ہیں۔ ممبر یا چوکی پر بیٹھا کر اپنے آقائے نامدار مولائے غمگسار حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل ومحامد وذکر ولادت باسعادت اور اس وقت جو واقعات عالم ظہور میں آئے بیان کرواتا ہے۔ اور حضور کی نعت خوانی ومدحت سرائی کرواتا ہے تو کیا کوئی منصف مزاج بعد اس نظر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ طریقہ مروجہ میلاد نبی ناجائز وگمراہی ہے۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس آیہ کریمہ میں اپنے رب جل وعلا کی طرز وروش کو دیکھ چکا کہ اُس نے اول اپنی تمام مخلوق یا بعض کو جمع ومخاطب فرما کر اپنے پیارے حبیب کی پیدائش اور ان کی طرف آنے کی خبر دی۔ اور پھر اُن کے صفات جمیلہ واخلاق حمیدہ کو بیان فرمایا کہ وہ اپنی اُمت پر نہایت مہربان ورحم والے ہیں۔ اور ان کے ایمان وہدایت پر حریص ہیں۔ اور انہیں امت کا محنت ومشقت رنج وغم درد والم میں مبتلا ہونا عذاب الٰہی کی مصیبت میں گرفتار ہونا سخت ناگوار ہے۔ اور یہی طریقہ

مروجہ میلاد میں ہوتا ہے۔ تو پھر کیسے دیدہ و دانستہ طریقہ مروجہ میلاد کو ناجائز و گمراہی کہہ سکتا ہے اگر اسے ناجائز و گمراہی کہے تو گویا معاذ اللہ اپنے رب کے طریقہ و فعل کو ناجائز اور گمراہی کہا۔ تو افسوس صد ہزار افسوس۔ آج کل کے اُن اشخاص پر جو کہ طریقہ مروجہ میلاد کو ناجائز اور گمراہی بتاتے ہیں اور حضور کے ذکر سے مسلمانوں کو روکتے اور باز رکھتے ہیں۔ پس اے عزیزو تمہیں ایسے نبی محترم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دل و جان سے تصدیق اور اُن کا مطیع و فرمانبردار اور ان کی محبت میں دن رات سرشار اور ان کے ذکر سے ہر دم و ہر زمان رطب اللسان ہونا اور اپنے دلوں کو ان کی یاد سے جلا دینا چاہیئے جس نے بارھویں ربیع الاول شریف کو باہزاراں جاہ و جلال اس خاکدانِ عالم میں رونق افروز ہو کر تمہاری ڈوبتی کشتیوں کو پار لگایا تمہیں دولتِ ایمان و عرفان سے مالا مال کیا عذاب الٰہی و آتش دوزخ سے بچایا۔ اور جنت میں عیش مخلد کا مژدہ سنایا اور تمہارے اوپر تمہارے ماں باپ سے زیادہ شفقت و رحم اور کرم فرمایا کہ جو کسی نبی نے اپنی اُمت کے ساتھ نہ فرمایا۔ اگر ہر موئے بدن زبان ہو کر آپ کے احسان و مہربانیوں کا شکریہ ادا کرے تو ہرگز نہیں کر سکتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

وعظ دوم

بیان اتباع و اطاعت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ ۝ اللہ تبارک و تعالیٰ اس آیہ کریمہ میں اپنے حبیب لبیب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے میرے پیارے حبیب تم ان لوگوں سے جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہماری دوستی کا دم بھرتے۔ ہماری طرف تقرب و نزدیکی حاصل کیا چاہتے ہیں۔ کہدو اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو۔ اللہ کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو تو فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ میرا اتباع کرو۔ میرے تابعدار

وفرمانبردار ہو۔ میرے غلام اور حلقہ بگوش ہو۔ تب تمہیں اللہ اپنا محبوب اپنا مقرب۔ اپنا پیارا بنالیگا۔ تم تو صرف یہی چاہتے تھے کہ ہم اللہ کے محب ہوجائیں۔ اب تو تمہیں کو اللہ اپنا محبوب بنالیگا۔ اور آپ محب بن جائے گا۔ جو تمہارے مقصود سے بدرجہا بہتر و افضل ہے کہ محب تو وہ ہے۔ جو محبوب کی رضا چاہے جو وہ کہے وہ کرے جس کام سے وہ منع کرے۔ اُس سے باز رہے۔ ہزاروں مصائب جھیلنے آزمائشیں کیا جاوے ہر دم و ہر لحظہ خیال رکھے کہ کہیں ایسا نہ ہو میرا محبوب میری کسی حرکت کسی عادت سے ناخوش و ناراض ہوجائے اور محبوب وہ ہے۔ جس کے واسطے یہ سب امور ہوں اور وہ بستر ناز پر آرام سے جلوہ نگن ہو۔ اور جب تم اللہ کے پیارے اللہ کے محبوب بن جاؤگے تو تم کو کسی بات کی حاجت کسی امر کی خواہش نہ رہے گی۔ جو کچھ ہے سب تمہارا ہے۔ جو چاہو کرو۔ جسے چاہو دو۔ کوئی تمہارا روکنے ٹوکنے والا نہیں۔

تنبیہہ یہی وجہ ہے جو اولیائے کرام سے تصرفات صادر ہوتے ہیں۔ کرامتیں ظہور میں آتی ہیں۔ نامرادوں کو مرادیں بر لاتے ہیں۔ مشکلیں آسان کرتے ہیں۔ حاجتیں روا فرماتے ہیں۔ بیکسوں کی دستگیری کرتے ہیں۔ اپنے اپنے مراقد میں بیٹھے سلطنتیں کر رہے ہیں۔ تمام خلائق ان کی طرف رجوع کرتی ہے اور وہ ان کی حاجتیں بر لاتے ہیں۔ کہ وہ اللہ کے پیارے اللہ کے محبوب ہوچکے ہیں۔ اللہ ان کا محب ہوگیا ہے۔ اب جو کہتے ہیں وہ فوراً ہوتا ہے جو مانگتے ہیں وہ اُسی وقت ملتا ہے۔

جب حضور اقدس سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہود و نصاریٰ نے اللہ کی دوستی و محبت کا دعوے کیا اور اپنے کو اللہ کا بیٹا اور اللہ کا محب بتایا۔ اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت کو واسطہ محبت و قربت الٰہی ٹھہرایا اور ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں دیکھا کہ قریش نے وہاں بُت نصب کیئے ہیں۔ اور انہیں نہایت آراستہ و پیراستہ کر رکھا ہے۔ اور اُن کے سامنے سجدے کرتے ہیں۔ تو آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اے گروہ قریش! خدا کی قسم تم اپنے باپ ابراہیم و اسمٰعیل کے دین و مذہب کے خلاف کرتے ہو۔ تو قریش نے

جواب دیا کہ ہم بتوں کو اس لئے پوجتے سجدہ کرتے ہیں تاکہ ہمیں اللہ سے محبت و دوستی ہو جائے۔ اور یہ ہمیں اللہ کا مقرب بندہ بنا دیں۔ لہذا اللہ تعالے نے ان لوگوں کے خیالات فاسدہ و اوہام باطلہ کے رد میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی اور فرمایا کہ اگر تم تمام عمر بتوں کے آگے سر رگڑو گے، حضرت مسیح کی عبادت کرو گے۔ کچھ بھی نہ ہوگا۔ یہ سب تمہاری محنت و جانفشانی بیکار و برباد ہے۔ تم میرے یہاں سے مردود ہو ہرگز مقرب درگاہ نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ تم میرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ کی تابعداری و فرمانبرداری نہ کرو گے۔ ان کے غلام و حلقہ بگوش نہ بنو گے۔

تنبیہہ اے عزیزو! اللہ تعالیٰ نے کیا اچھی کسوٹی اپنے محبوں کے جانچنے اپنے متوالوں کے پرکھنے کے واسطے تمہیں تعلیم فرمائی ہے تاکہ تم لوگ دھوکا نہ کھاؤ کسی کے فریب میں نہ آؤ اور اللہ عز وجل کے سچے محبوں کو پہچان لو۔ کہ آجکل بہت سے لوگ رنگے کپڑے پہن کر سر کے بال بڑھا کر بڑے دانوں کی تسبیح ہاتھ میں لیکر دنیا کی تحصیل کو نکل کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے کو اہل اللہ اور محب خدا ظاہر کرتے ہیں نعرہائے الا اللہ لگاتے ہیں جن پر بلا کلام ؎ بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر صادق آتا ہے۔ اب لوگ ہیں کہ چاروں طرف سے ان صوفی کافی و مکل کے پاس دوڑے چلے آتے ہیں اور ان کے دام تزویر میں مثل طائر انجان پھنستے ہیں۔ لہذا جب تم کو ایسے لوگ نظر پڑیں تو انہیں پہلے فَاتَّبِعُونِی کی کسوٹی پر کس کر دیکھو کہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تابعدار اور حضور کے احکام کے فرمانبردار بھی ہیں یا نہیں۔ اگر ان کو کھرا پاؤ۔ اور حضور کا مطیع و منقاد دیکھو تو جان لو۔ کہ وہ اللہ کے سچے محبوب ہیں۔ ورنہ ان کی طرف ہرگز التفات نہ کرو۔ کہ وہ دنیا کے کتے اور خدا کے نافرمان ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا جس نے نافرمانی کی اللہ اور اللہ کے رسول کی۔ پس تحقیق وہ گمراہ ہوا گمراہی کھلی وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ یعنی جس نے میری اطاعت کی۔ اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ عز و جل کی نافرمانی کی۔

علمار فرماتے ہیں کہ بندے کو اللہ سے محبت رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ اللہ کی معرفت حاصل کرے۔ اس کی ذات وصفات کو پہچانے اور اُس کے خوف سے ہمیشہ ترساں ولرزاں اور دن رات اس کا مطیع وفرمانبردار رہے۔ اس کے اوامر اور نواہی سے پرہیز کرے اور اُس کے سوا سب سے پرہیز کرے۔ ہر دم وہر لحظہ اس کا ذکر زبان پر جاری اور قلب کو اس کی یاد میں مشغول رکھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ مَنْ اَحَبَّ اللہَ تَعَالیٰ اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ جو شخص اللہ کو محبوب رکھے گا اس کا ذکر زیادہ کریگا روایت ہے کہ حضرت سعدون رضی اللہ عنہ اپنی ہتھیلی پر اللہ لکھا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا۔ اے سعدون یہ کیا کرتے ہو۔ فرمایا میں اللہ کو دوست رکھتا ہوں لہٰذا میں نے اس کا نام پہلے قلب میں لکھا۔ حتیٰ کہ اس کا غیر اب اس میں گزر نہیں کرتا۔ پھر زبان پر لکھا تاکہ میری نظر اسے دیکھے اور اسی کیساتھ مشغول رہے روایت ہے کہ حضرت سمنون رضی اللہ عنہ نے آخر عمر میں ایک عورت سے نکاح کیا۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جب وہ تین برس کے قریب پہنچی۔ تو اس کی محبت ان کے دل میں پیدا ہوئی۔ پس ایک دن خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ہر گروہ کے علم علیحدہ علیحدہ نصب ہیں۔ اور سب کے آگے ایک علم رفیع الشان قائم ہے جس کے نور نے تمام زوایا کو گھیر لیا ہے بعد دریافت معلوم ہوا کہ یہ علم خاص اللہ کے محبوں کا ہے۔ پس سمنون نے اپنے کو اس گروہ میں پایا کہ ناگہ ایک فرشتہ نے آکر انہیں اس گروہ سے علیحدہ کر دیا تو سمنون نے ان سے کہا کہ میں تو اللہ کے محبوں میں سے ہوں اور یہ علم محبین اللہ کا ہے۔ مجھے تم نے کیوں اس کے نیچے سے جُدا کیا۔ تب اُس فرشتہ نے جواب دیا کہ بیشک تم اللہ کے محبوں سے تھے۔ مگر جب سے تمہارے قلب میں لڑکی کی محبت پیدا ہوئی تمہارے نام کو اللہ کے محبوں سے نکال ڈالا۔ پس حضرت سمنون نے اُسی خواب میں نہایت تضرع وزاری کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں عرض کی الٰہی اگر لڑکی مجھے تجھ سے روکنے والی ہے تو تو اس کو مجھ سے جدا کر دے تاکہ میں تیرے لطف وکرم کیوجہ سے تجھ سے قریب ونزدیک ہو جاؤں۔ پس اُسی وقت چیخنے اور رونے کی آواز کان میں آئی۔ بیدار ہو کر دریافت

کیا معلوم ہوا کہ لٹھ کی چھت پر سے گر کر مرگئی۔ پس آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ الْمَانِعَ عَنِّیْ

منقول ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک چرواہا قوم بنی اسرائیل کا ہر وقت خدا کے ذکر میں مشغول اور نشہ حُبِ الٰہی سے مست و سرشار رہتا تھا۔ ایک دن وہ جنگل میں بیٹھا ہوا اپنے مولا کی یاد میں نہایت الفت و محبت سے کہہ رہا تھا کہ اے اللہ کہاں ہے اگر میرے پاس ہوتا۔ تو میں تیری خدمت کرتا۔ تیرے ہاتھ پاؤں دابتا۔ بالوں میں کنگھا کرتا۔ سر میں تیل ڈالتا۔ کپڑے سی کر پہناتا۔ صبح و شام تجھے کھانا کھلاتا۔ روغنی روٹیاں دودھ۔ دہی۔ گھی۔ تیرے روبرو پیش کرتا۔ بیماری میں تیری تیمارداری کرتا۔ اور اپنا تمام مال و اسباب اہل و عیال تجھ پر قربان کرتا۔ ناگاہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف فرما ہوئے۔ اور اُس سے یہ واہی تباہی باتیں سُن کر پوچھا۔ ارے تو یہ کس سے باتیں کر رہا ہے اس نے کہا کہ اپنے پیدا کرنے والے اپنے مولا و پیارے سے۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر نہایت غضب ناک ہو کر فرمایا۔ اے کم بخت تو ان باتوں سے کافر ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کھانے پینے۔ کپڑا پہننے۔ دست و پا وغیرہ اعضا سے مبرا و منزہ ہے۔ یہ چیزیں اس کے لئے ثابت کرنا کفر و گناہ ہے۔ پس وہ عاشق الٰہی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ باتیں سُن کر کانپ گیا۔ اور اپنے لباس کو پارہ پارہ کر کے لرزاں و ترساں جنگل کی طرف بھاگا۔ جس کو حضرت مولانا جلال الملۃ والدین رومی قدس سرہٗ اپنی مثنوی شریف میں تحریر فرماتے ہیں ؎

دید موسیٰ یک شبانی را براہ	کو ہمی گفت اے خدا و اے الہٰ	تو کجائی تا شوم من چاکرت
چارقت دوزم کنم شانہ سرت	اے خدائے من فدایت جان من	جملہ فرزندان و خان و مان من
تو کجائی تا سرت شانہ کنم	چارقت را دوزم و بخیہ زنم	جامہ ات دوزم بشپہایت گشم
شیر پیشت آورم اے محتشم	در ترا بیماری آید بہ پیش	من ترا غمخوارہ باشم ہمچو خویش
دستکت بوسم بمالم پائکت	وقت خواب آید بروبم جائکت	گر بہ بینم خانہ ات را من دوام
روغن و شیرت بیارم صبح و شام	ہم پنیر و نان ہائے روغنیں	خمرہا جغراتہائے نازنین!
سازم و آرام پیشت صبح و شام	از من آوردن ز تو خوردن طعام	اے فدائے تو ہمہ بزہائے من

اے بیادت ہی ہی ویبہاے من
گفت با آنکس کہ مارا آفرید
خود مسلمان ناشدہ کافر شدی
چارق و پاتابہ لائق مر تراست
آتشے آید بسوزد خلق را
دست و پا در حق ما آسائش ست
دز پشیمانی تو جانم سوختی
وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا
نے برائے فصل کردن آمدی
ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم
در حقِ او شہد و در حق تو سم
در حق او نیک و در حق تو بد
از گراں جانی و چالاکی ہمہ
ہندیاں را اصطلاح ہند مدح
پاک ہم ایشاں شوند و درفشان
چونکہ موسیٰ این عتاب از حق شنید
گرد از پرہ بیابان برفشاند
ہیچ آدابے و ترتیبے مجو
ایمنی و ز تو جہانی در اماں!
من ز سدرہ منتہیٰ بگذشتہ ام
گنبدی کرد و ز گردون برگذشت

زین نمط بیہودہ میگفت آں شبان
ایں زمین و چرخ زو آمد پدید
ایں چہ ژاژ است ایں چہ کفر و فشار
آفتابی را چنینہا کے رواست
شیر او نوشد کہ در نشو و نما است
در حق پاکی حق آلائش ست
جامہ را بدرید و آہے کرد تفت
بندہ ما را چرا کردی جدا
تا تو دانی یا منہ اندر فراق
ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم
در حق او نور و در حق تو نار
در حق او خوب و در حق تو رد
من نکردم خلق تا سودے کنم
سندیاں را اصطلاح سندھ مدح
ما برون را ننگریم و قال را
در بیابان در پئے چوپان دوید
عاقبت دریافت او را و بدید
ہر چہ میخواہد دل تنگت بگو
گفت اے موسیٰ زاں بگذشتہ ام
صد ہزاراں سالہ زانسو گشتہ ام

گفت موسیٰ با کیست اے فلاں
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی
پنبہ اندر دہانِ خود فشار
گر نہ بندی زیں سخن تو حلق را
چارق او پوشد کہ او محتاج پاست
گفت اے موسیٰ دہانم دوختی
سر نہاد اندر بیابانے و رفت
تو برائے وصل کردن آمدی
ابغض الاشیاء عندی الطلاق
در حق او مدح و در حق تو ذم
در حق او ورد و در حقِ تو خار
ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ
بلکہ تا بر بندگان جودے کنم
من نگردم پاک از تسبیح شان
ما درون را بنگریم و حال را
بر نشان پائے آں سرگشتہ راند
گفت مژدہ باد دستورے رسید
کفر تو دین ست و دینت نور جان
من کنون در خون دل آغشتہ ام
تازیانہ برزدی اسپم بگشت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جس نے اللہ کی محبت کا مزہ چکھا۔ اس نے خلق سے نفور اور دنیا سے اعراض کیا۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں جس نے خدا کو پہچانا۔ اس نے خدا کو دوست رکھا اور جس نے دنیا کو پہچانا اُس نے خدا کو دشمن رکھا۔ تو گویا خدا کی محبت خدا کا پہچاننا خلق سے نفور اور دنیا سے اعراض کرنا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن ایک قوم پر گزرے۔ کہ نہایت ضعیف ہو گئی تھی۔ پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے۔ عرض کیا ہم خدا کے خوف سے پگھل گئے ہیں فرمایا خدا تعالیٰ پر حق ہے کہ تمہیں عذاب سے بےخوف کرے۔ پھر دوسری قوم پر گذرے کہ جو قوم اوّل سے بھی زیادہ ضعیف ولاغر ہو گئی تھی۔ پوچھا تمہیں کیا ہوا کہا بہشت کی آرزو نے ہمیں گداختہ کر دیا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ تمہیں تمہاری آرزو پر پہونچائے۔ پھر تیسری قوم پر گذرے۔ کہ جو دونوں سے زیادہ ضعیف و نحیف ہو گئی تھی۔ مگر پیشانیاں اُن کی مثل آئینہ کے چمکتی تھیں۔ پوچھا تمہیں کیا سختی پہونچی۔ عرض کیا ہم کو اللہ کی دوستی نے اس حال کو پہنچا دیا ہے۔ پس آپ اُن کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا تم مقربان خدا ہو تمہیں لوگوں کے پاس مجھے بیٹھنے کو حکم کیا گیا ہے۔

اور اللہ کو بندے سے محبت رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام ملائکہ و مخلوق میں اس کی تعریف کرے اور اُس سے راضی و خوشنود ہو اور اُس کے گناہوں کو بخشدے اسی واسطے بعد یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اُس کو دوست رکھ۔ پس جبرئیل علیہ السلام اُسے دوست رکھتے ہیں اور تمام اہل آسمان میں ندا کرتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے تم بھی اسے دوست رکھو چنانچہ سب اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کے واسطے مقبولیت و محبوبیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اُس کو سب خلق مقبول سمجھتی ہے۔ محبوب رکھتی ہے۔ یونہی جسے اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ کرتا ہے۔ رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہرطور مقصود بیان یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں اپنی محبت کو معلول و مشروط باتباع جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا ہے اور وجود

مشروط بدون شرط ناممکن ہے۔ تو اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم شرط محبت بھی ہوا اور علت محبت بھی ہوا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ انتفار شرط مستلزم انتفار مشروط ہوتا ہے اور وجود شرط و علت مستلزم وجود مشروط و معلول ہوتا ہے۔ تو ضرور ہوا کہ جو کوئی اللہ سے محبت و دوستی رکھنا چاہے۔ اس کی درگاہ میں تقرب و نزدیکی حاصل کیا چاہے تو پہلے اتباع جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرے۔ حضور کا تابعدار و فرمانبردار بنے تب اس کو اللہ سے محبت اور دوستی حاصل ہوگی۔ ورنہ اگر تمام عمر ریاضت کرے مجاہدہ اور نفس کشی کرے کبھی ولی اللہ نہیں ہو سکتا ہرگز محبوب خدا نہیں بن سکتا ایک دم میں وہ تمام عمر کی محنت و مشقت برباد ہو جاتی ہے ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید	کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

دیکھو جب حضرت مولانا مولوی عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحصیل حدیث سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ میں حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقدس پر حاضر ہوئے۔ بعد چند روز ایک رات خواب میں زیارت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مشرف ہوئے حکم ہوا اے عبدالحق تو اب ہندوستان میں جاکر علم حدیث کو جاری اور لوگوں کو ہدایت کر۔ مگر فقرائے ہند سے ملتے رہنا۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ آستانہ عالیہ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔ بغیر حضوری زندگی ناممکن ہے حکم ہوا تم رات کو مراقبہ میں ہماری لو لگایا کرو ہمارے حضور میں حاضر ہوا کرو گے۔ جب بیدار ہوئے۔ ہندوستان روانہ ہوئے۔ جہاں کسی فقیر کو دیکھتے سنتے اس سے بموجب ارشاد عالی ملاقات کرتے۔ ایک مقام پر ایک فقیر کی ملاقات کو گئے۔ دیکھا وہ شراب پیتا ہے۔ جب اس نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگا۔ لے مولوی تو بھی پی لے۔ آپ نے لاحول پڑھ کر فرمایا اس ناپاک چیز کو تو ایک تو خود پیتا ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں کو پلاتا ہے۔ تب وہ فقیر کہنے لگا۔ بچہ یہ نعمت ہے۔ اگر نہیں پیئے گا۔ تو حضور کے دربار میں نہ جانے پائیگا۔ آپ نے فرمایا جس کو حضور نے منع فرمایا۔ اُس کو کوئی مسلمان کیونکر پیئے گا۔ یہ فرمایا اور ناراض ہو کر چلے آئے۔ شب کو جو مراقب ہوئے دیکھا کہ وہی فقیر آستانہ تاجدار

دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سوٹا لیے کھڑا ہے۔ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ جب تک تو میرے ہاتھ سے ایک پیالہ نہیں پیئے گا۔ دربار حضور میں نہ جانے دوں گا۔ اسی طرح تین روز تک اس بے شرع نے آپکو پریشان رکھا۔ اور دربار میں نہ جانے دیا۔ چوتھے روز مولوی صاحب نے پکار کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ فقیر حضور میں حاضر نہیں ہونے دیتا۔ تو فوراً حضور نے حضار سے فرمایا دیکھو دروازہ پہ عبدالحق ہے۔ بلا لو چنانچہ آپ حاضر کیے گئے۔ اور حضرت نے پوچھا۔ کہ تم تین روز سے کہاں تھے۔ آپ نے تمام قصہ اس فقیر کا سنایا۔ حضور نے فرمایا۔ اس ملعون کو حاضر کرو۔ جب وہ حاضر کیا گیا۔ حضور نے نہایت غیظ و غضب میں فرمایا اُخْرُجْ یَا کَلْبُ۔ اے کتے تو ہمارے دربار سے نکل جا۔ فوراً وہ دربار سے نکالا گیا۔ اور مولوی صاحب بہت خوش ہوئے صبح کو اُس کے مکان پر پہونچے تو دیکھا کہ اس کے تمام مرید حاضر ہیں۔ مگر اس کلب کا پتہ نہیں جب لوگوں سے دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ان کا لوگوں کو بہت دیر سے انتظار ہے۔ مگر وہ ناپید ہیں تب مولوی صاحب نے پوچھا۔ تم نے اس کے حجرے سے کسی شئے کو نکلتا دیکھا۔ سب نے عرض کیا۔ کہ اس کے حجرے سے کتا نکل کر گیا ہے۔ اور تو کوئی نہیں نکلا۔ فرمایا اب تم سب جاؤ وہ شراب پیتا تھا۔ اسے حضور نے خفا ہو کر کتا کہہ کر نکل جانے کا حکم فرمایا۔ وہ کتا ہو کر نکل گیا۔ تب اس کے تمام مریدوں نے شراب سے توبہ کی۔

روایت ہے۔ کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں ایک جوگی نے حاضر ہو کر زمین ادب چومی۔ آپ نے فرمایا۔ تو نے اپنا کام کہاں تک پہونچایا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ جوگیوں کے یہاں کمال یہ ہے کہ جب چاہیں ہوا میں اڑ جائیں اور یہ کہہ کہ ہوا میں بلند ہوا۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی نعلین مبارک کو اشارہ کیا۔ کہ وہ ہوا میں جا کر جوگی کے سر پہ پڑنے لگیں۔ اور اُس کو مار کر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو گرا دیا۔ جوگی آپ کی کرامت کا معترف ہوا اور کہا کہ جس شخص کی جوتیوں میں یہ رتبہ ہے۔ وہ کس قدر عالی مرتبہ ہو گا۔ اور یہ کہہ کر مشرف باسلام ہوا۔ اور حضور کا تابعدار و فرمانبردار ہو کر چند روز میں ولی ہو گیا۔

روایت ہے۔ کہ ایک ولی اللہ کے مرید نے چار برس نفس کشی کی ریاضت و مجاہدہ کیا نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ جب ان بزرگ کو خبر ہوئی۔ نہایت رنج و ملال کیا۔ اور فرمایا۔ افسوس ترقی سے رہ گیا۔ بعض مریدوں نے عرض کیا۔ کہ حضرت اس میں تو صفات ملکی پیدا ہو گئے اور کیا ترقی کریگا۔ فرمایا۔ صفات محمدی پیدا ہونا چاہیئے تھے کہ جن کے آگے صفاتِ ملکی ہیچ ہیں۔ اور صفات محمدی نہیں حاصل ہوتی ہیں۔ مگر اتباع افعال و اقوال محمدی اور قدم بقدم چلنے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ تو معلوم ہوا کہ بغیر اتباع واطاعتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام ریاضت و اطاعت باطل و بیکار ہے۔ اور تمام طاعات کی اصل اور سب ریاضیات کی جڑ طاعت و فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے اطاعت کی رسول کی پس تحقیق اس نے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی اور جب اس کا رفع کیا گیا۔ تو وہی نتیجہ بالانکل آیا۔ کہ جس نے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کی۔ اگرچہ تمام عمر ریاضت و طاعت میں بسر کی ہو کہ تمام طاعات کی اصل اور تمام ریاضیات کی جڑ طاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دیکھو جب جنگ خیبر کی واپسی میں منزل صہبا پر حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر ادا فرماکر مولا علی کرم اللہ وجہہ کے زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ آنکھ سے دیکھتے رہے۔ کہ وقت نماز عصر جو سب نمازوں میں اہم و افضل ہے۔ اور جس کی تاکید قرآن عظیم میں بتکرار عطف فرمائی گئی۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى[1] اور یوم خندق جس کے فوت ہو جانے پر خود حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کفار کے واسطے بددعا فرمائی ہے کہ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى

---

[1] یعنی حفاظت کرو اور نگاہ رکھو تم نمازوں کو اور نماز وسطےٰ یعنی نماز عصر کو ۱۲ منہ

صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَلَاَءَ اللّٰہُ بُیُوْتَہُمْ وَقُبُوْرَہُمْ نَارًا[1] آڑے آ رہا ہے مگر صرف اس خیال سے کہ اگر زانو سرکاؤں تو شاید سردارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں خلل آ جائے۔ حضور کی طاعت میں فرق آئے۔ ذرا جنبش نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔ وقت عصر جاتا رہا۔ جب چشم اقدس کھلی مولا علی کرم اللہ وجہہ نے نماز فوت ہو جانے کا حال عرض کیا۔ حضور نے آفتاب کو اشارہ فرمایا۔ آفتاب ڈوبا ہوا پلٹ آیا۔ عصر کا وقت ہو گیا۔ مولا علی نے نماز عصر ادا کی۔ آفتاب ڈوب گیا۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں	اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

پس اے عزیزو خوب یاد رکھو۔ کہ اطاعت و فرمانبرداری سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر امر میں تم پر واجب و لازم ہے۔ جس نے تصدیق رسالت کی۔ مگر اتباع و اطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ کی وہ بالتزام شریعت گمراہ ہے۔ اگرچہ اصل ایمان رکھتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[2] بلکہ رسول بھیجا ہی اس لئے گیا ہے کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی جاوے۔ اور اُس کے قدم بقدم چلا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی جاوے۔ اسی باعث قرآن شریف میں جابجا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کا حکم ہوتا ہے۔ اور اپنے حبیب کی طاعت کو اپنی طاعت کے مقترن کیا جاتا ہے۔ بلکہ اپنے محبوب کی طاعت و فرمانبرداری کو بعینہ اپنی طاعت و فرمانبرداری فرمایا جاتا ہے۔ اور اپنی محبت کو اپنے حبیب کے اتباع پر موقوف و منحصر کیا جاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَاِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

[1] یعنی روکا ہم کو ان کفار نے نماز وسطی نماز عصر سے بھر دے اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے ۱۲ منہ [2] تیرے رب کی قسم اے محمد جب تک یہ لوگ تجھے اپنے جھگڑوں میں حکم نہ بنائیں گے اور تیرے حکم کو بے شبہ و شک صاف دل سے قبول نہ کریں گے مومن نہ ہوں گے ۱۲ منہ

جس نے اطاعت کی رسول کی پس تحقیق اس نے اطاعت کی اللہ کی۔ اور اگر محبت رکھتے ہو تم مجھ سے پس اتباع کرو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

اتباع کا اطلاق عادت وسیرت پر آتا ہے۔ اور اطاعت کا اوامر ونواہی فرائض وواجبات پر۔ پس آیہ کریمہ کے یہ معنی ہوئے کہ پیروی کرو تم محمدؐ کی سیرت وخصلت وادب وعادت میں اور اطاعت کرو تم ان کے اوامر ونواہی فرائض وواجبات میں جیساکہ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو تمہیں رسول دے اور تعلیم فرمائے اسے اختیار کرو اور اس پر عمل کرو۔ اور جس سے تمہیں رسول منع کرے۔ اُس سے بچو اور باز رہو۔

پس اے عزیزو تم پر لازم وواجب ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سیرت وعادت کو اختیار کرو۔ اور حضور کے سنن کی پیروی کرو۔ اور جو حضور فرمائیں اس پر عمل کرو۔ اور جس سے منع کریں۔ اُس سے باز رہو۔ کہ حضور کی تابعداری و فرمانبرداری میں سراسر تمہارا نفع وبہبودی ہے اور نافرمانی میں کھلا نقصان و ٹوٹا۔ جو لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ چار خوشخبریاں سناتا ہے۔ اوّل دخول جنت کی۔ دوسرے فوز عظیم کی کما قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ یعنی جس نے اطاعت کی اللہ اور اُس کے رسول کی داخل کریگا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں کہ جاری ہیں اُن کے نیچے نہریں اور وہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ اور یہ فوز عظیم ہے۔ تیسرے قیامت کے دن انہیں درجات علیا عطا فرمائے گا۔ اور زمرہ انبیاء و اولیاء شہدا و صالحین میں اُٹھائے گا۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا یعنی جس نے اطاعت و فرمانبرداری

کی خدا اور رسول کی پس یہ لوگ قیامت کے دن اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے کہ جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا۔ نبیوں اور صدیقوں و شہیدوں اور صالحین سے اور اچھے ہیں یہ لوگ رفیق۔ چوتھے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے سحاب رحمت و مغفرت میں چھپائیگا۔ اور تمام گناہ اُن کے عفو فرمائیگا۔ کما قال اللہ تعالےٰ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اطاعت کرو تم اللہ اور رسول کی بیشک تم رحم کیے جاؤگے اور اللہ تمہارے گناہوں کو بخش دیگا۔ اور جو لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری نہیں کرتے نافرمانی کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ دوزخ میں رکھیگا۔ اور عذاب الیم میں مبتلا کرے گا۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۔ یعنی جس نے نافرمانی کی اللہ اور اللہ کے رسول کی اور تجاوز کیا اللہ کی حدود سے داخل کریگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں کہ ہمیشہ رہے گا وہ اس میں اور اس کے واسطے عذاب اہانت والا ہے۔ کہ جس کے باعث وہ یہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے اور آج کے دن ہم مٹی ہوتے۔ اور ہم پر زمین برابر کردی جاتی کما قال اللہ تعالیٰ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا وَیَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰی بِھِمُ الْاَرْضُ یعنی جس دن پھیرے جائیں گے موٗنھ اُن کے دوزخ میں کہیں گے کاش ہم اطاعت کرتے اللہ و رسول کی اور آج کے دن دوست رکھیں گے وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا اور نافرمانی کی رسول کی کاش اُن پر برابر کردی جاتی زمین۔

پس اے مسلمانو! اپنی جان عزیز کو آتش دوزخ و عذاب سے بچاؤ۔ اور جان و دل سے اپنے نبی مکرم شفیع معظم باعث ہیژدہ ہزار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں دن رات مصروف رہو۔ اور حضور کی سیرت و عادت کو اختیار کرو۔ اور حضور کے احکام کی تعمیل کرو۔ اگر تمہیں معلوم نہ ہو۔ تو یہاں کے

علماء سے دریافت کرو۔ کہ ہمارے آقائے نامدار اور مولائے غمگسار سید ابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس امر میں کیا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ یعنی اگر تمہیں کوئی بات نہ معلوم ہو تو اہل ذکر علماء سے پوچھو۔ اور جب وہ بتائیں تب اس پر عمل کرو۔ تاکہ دخول جنت و رحمت و مغفرت کے مستحق ہو اور قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ کے خاص محبوبوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں مجھے اور جملہ مسلمانوں کو اپنے حبیب لبیب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا سچا غلام و فرمانبردار و تابعدار بنائے۔ اور اپنے محبوبوں کے ہمراہ جنت میں داخل فرمائے۔ آمین آمین آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۝۔

وعظ سوم

بیان تعظیم و توقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ مسلمانو! تمہارا رب عزوجل اس آیہ کریمہ میں اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ بیشک بھیجا ہم نے تم کو اے حبیب گواہی دینے والا اور خوشی و ڈر سنانے والا۔ یعنی جو لوگ تم پر ایمان لائے۔ اور تمہاری اطاعت و فرمانبرداری اور تعظیم و توقیر کرتے ہیں۔ انہیں ہمارے فضل عظیم یعنی شفاعت و جنت و رویت کی بشارت دیدو۔ اور جو لوگ تم پر ایمان نہ لائے۔ یا ایمان لائے مگر تمہاری اطاعت و فرمانبرداری و تعظیم و توقیر نہیں کرتے۔ انہیں ہمارے عذاب الیم سے ڈرا دو۔ اور یہ رسول بھیجے کس واسطے گئے ہیں۔ خود ارشاد فرماتا ہے۔ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ تاکہ ایمان لاؤ تم اللہ اور اللہ کے رسول پہ اور تعظیم و توقیر کرو تم رسول کی اور پاکی بیان کرو تم اللہ کی صبح و شام۔ مسلمانو! ذرا غور کرو کہ تمہارا مولیٰ تبارک و تعالیٰ اس آیت میں دین و اسلام بھیجنے۔ قرآن مجید اتارنے کا مقصود تین باتیں بتارہا ہے۔ اول یہ کہ لوگ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لائیں۔ دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کریں۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہیں۔ پھر ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب خیال کرو کہ سب میں پہلے ایمان کو فرمایا۔ اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم حبیب کارآمد نہیں بہتیرے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کافران لئیم میں تصنیفیں کرچکے لکچر دے چکے مگر جب کہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی۔ اگر دل میں حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عظمت تو ضرور ایمان لاتے۔ پھر جب کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر کی طاعت و عبادت بیکار و مردود بہتیرے جوگی اور راہب ترک دنیا کرکے اپنے طور پر ذکر و عبادت الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں۔ بلکہ ان میں بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر ازانجا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کیا فائدہ اصلاً قابل قبول بارگاہ الٰہی نہیں۔ دیکھو اللہ عزوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا جو کچھ اعمال انھوں نے کئے ہم نے سب برباد کرڈالے۔ ایسوں ہی کو فرماتا ہے۔ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں بیٹھیں گے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو بعد ایمان اپنے پیارے حبیب کی تعظیم و توقیر اور رعایت ادب اپنی عبادت سے زیادہ محبوب و منظور ہے اور ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی اور بے ادبی مبغوض و ناپسند ہے۔ جب تو اس آیہ کریمہ میں ایمان کے بعد ہی اپنے حبیب کی تعظیم و توقیر و حفظ ادب کا حکم فرمایا اور دیگر آیات

میں حضور کے ساتھ بے ادبی و گستاخی کرنے کو منع فرمایا۔ اور اول یعنی تعظیم و رعایت
ادب پر مغفرت و اجر عظیم کا وعدہ فرمایا۔ اور ثانی یعنی بے ادبی پر ذم شدید وعید حبطِ عمل
نازل فرمائی کما قال اللہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
اے ایمان والو اللہ اور اللہ کے رسول کے سامنے کسی امر میں سبقت اور پیشقدمی نہ کرو۔
یعنی کوئی بات کوئی کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہ کرو۔ بلکہ آپ کے قول
و فعل کے بعد کرو۔ کہ اول میں شان رسالت کی بے ادبی اور ثانی میں تعظیم و تبجیل ہے۔
چونکہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض لوگ حضور سے پہلے قربانیاں کر لیا کرتے
تھے۔ جیسا کہ حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی اور بعض یوم شک حضور سے پہلے
روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے مروی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی اور انہیں حضور پر سبقت
کرنے سے منع فرمایا کہ ایمان والو قربانی نہ کرو۔ تم قبل قربانی کرنے نبی اپنے کے اور نہ
روزہ رکھو تم قبل روزہ رکھنے نبی اپنے کے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی طرح حضور کی
آواز پر آواز بلند کرنے حضور کے روبرو چلا کر بولنے سے ممانعت فرمائی گئی کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ
لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ہ یعنی اے ایمان والو نہ بلند کرو تم
اپنی آوازیں آوازِ نبی پر اور چلا کر بات نہ کرو تم اُن سے جیسا کہ چلا کر بات کرتے ہیں
بعض تمہارے بعض سے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل اکارت ہو جائیں۔ یعنی اپنے
کلام کو نبی کے کلام پر بات چیت کرتے وقت بلند و مرتفع نہ کرو۔ اور اُن سے چلا
کر نہ بولو۔ کہ چلا کر بولنے میں ترک ادب و احترام نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ایسا نہ ہو۔
کہ نبی کے حضور میں چلا کر بولنے اور ان کے کلام پہ کلام کو بلند و مرتفع کرنے اور
اُن کا ادب و احترام لحاظ رکھنے سے تمہارے عمل حبط ہو جائیں۔
حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ
ثابت ابن قیس خطیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی۔

کہ ان کے کانوں میں بہرا پن تھا۔ اور بلند آواز تھی جب وہ کلام کرتے چلا کر کرتے اور اکثر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ تو ثابت ابن قیس اپنے گھر میں گھس کر بیٹھ رہے۔ خدمت حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں آنا بند کر دیا اور کہا میں اہل نار سے ہوں۔ پس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ثابت ابن قیس کا کیا حال ہے کیا وہ بیمار ہو گیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ مجھے تو ان کی بیماری کا علم نہیں ہے۔ پس حضرت سعد اُن کے پاس آئے۔ اور اُن سے کہا۔ کہ تمہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج دریافت فرماتے تھے۔ پس حضرت ثابت ابن قیس نے اُن سے کہا کہ یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں۔ پس میں اہل نار سے ہوں۔ پس حضرت سعد نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر تمام قصہ اُن کا عرض کیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وہ اہل نار سے نہیں۔ بلکہ وہ اہل جنت سے ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ تو ثابت ابن قیس راستہ میں بیٹھ کر رونے لگے۔ پس ان پر حضرت عاصم ابن عدی رضی اللہ عنہ گزرے اور رونے کا سبب دریافت کیا۔ کہا میرے رونے کا باعث یہ آیت ہے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ وہ مجھی میں نازل ہوئی ہو کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں بلند آواز تھا۔ میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں میرے اعمال اس بے ادبی کے باعث حبط نہ فرمائے جائیں۔ اور میں اہل دوزخ سے ہو جاؤں۔ پس عاصم ابن عدی خدمت حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ثابت ابن قیس کی بی بی ان کے پاس آئیں تو انہوں نے ان سے کہا کہ جب میں اپنے اصطبل میں جاؤں تو تم اس کی کنڈی لگا دینا۔ یعنی مجھے تم اُس میں بند کر دینا۔ پس جب وہ اصطبل میں داخل ہوئے تو اُن کی بی بی نے اصطبل کی کنڈی لگا کر انہیں اس میں بند کر دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ میں اب یہاں سے نہ نکلوں گا

جب تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے موت نہ دیگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ پس حضرت عاصم نے خدمت حضور میں حاضر ہو کر ان کے حال کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔ پس حضرت عاصم پہلے وہاں آئے جہاں وہ بیٹھے رو رہے تھے۔ جب انہیں وہاں نہ پایا۔ تو اُن کے اہل میں آئے تو انہیں اصطبل میں پایا اور کہا۔ کہ تمہیں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں۔ پس آپ نے حضرت عاصم سے فرمایا۔ کہ کنڈی کھولو۔ جب انہوں نے کنڈی کھولی تو دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس حضور نے اُن سے سبب رونے کا دریافت فرمایا عرض کیا میں نہایت بلند آواز ہوں۔ خوف کرتا ہوں کہ یہ آیت مجھی میں نازل ہوئی ہو۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَعِیْشَ حَمِیْدًا اَوْ تُقْتَلَ شَہِیْدًا اَوْ تَدْخُلَ الْجَنَّۃَ کیا انہیں راضی ہے تو اس بات سے کہ زندگی گزارے تو حمید اور مرے تو شہید اور داخل ہووے تو جنت میں۔ پس انہوں نے عرض کیا میں اللہ اور اور اللہ کے رسول کی خوشخبری سے راضی ہوں۔ نہ بلند کرونگا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کبھی آواز۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان کا یہ فعل اور اپنے حبیب کا ادب پسند آیا اور اُن کی تعریف میں آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَہُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَہُمْ لِلتَّقْوٰی لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ بیشک جو لوگ پست کرتے ہیں آوازیں اپنی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے آزما لیا ہے واسطے پرہیزگاری کے ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیہ کریمہ حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل فرمائی گئی۔ کہ ان میں ایک دن سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف و جھگڑا واقع ہوا اور اُن کی آوازیں حضرت کے روبرو بلند ہوئیں پس یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی گئی اور انہیں ممانعت فرمائی گئی کہ میرے نبی کے حضور میں بلند آواز سے کلام نہ کرو۔ ان کا ادب و تعظیم ملحوظ خاطر رکھو۔ پس اُس روز سے کسی نے

حضور کے روبرو بلند آواز سے چلا کر گفتگو نہ کی۔ طارق ابن شہاب سے روایت ہے کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی اور فرمایا وَاللّٰہِ لَا اُکَلِّمُکَ بَعْدَ ھٰذَا اِلَّا کَاَخِی السِّرَارِ اللہ کی قسم میں حضور سے بعد اس کے کلام نہ کرونگا۔ مگر اس طرح کہ جیسے کوئی اپنے بھائی سے بھید کی باتیں کرتا ہے۔ یعنی بہت آہستہ حضرت ابوہریرہ اور ابن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سے نہایت پست آواز کے ساتھ کلام کیا کرتے یہاں تک کہ بعض اوقات حضور کو دوبارہ استفہام کی ضرورت پڑتی پس اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنے حبیب کریم کی تعظیم و توقیر پسند آئی۔ اور ان کی تعریف میں آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ الخ نازل فرمائی۔

ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے یہاں تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آواز بلند کرتے سنا۔ پس آپ نے انہیں پکڑا اور تھپیڑ مارنے کو اٹھایا اور کہا لَا اَرَاکِ تَرْفَعِیْنَ صَوْتَکِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اب تجھے حضور پر حضور کے روبرو آواز بلند کرتے نہ دیکھوں۔ کہ اتنے میں حضور بھی تشریف لائے۔ پس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور کو دیکھ کر اسی غصہ کی حالت میں چلے گئے اور کتنے روز بباعث ناراضگی و غصہ حضرت عائشہ کے پاس نہ گئے (کذا فی المشکوٰۃ)

اسی طرح دوسری آیت میں حضور کا نام لے کر پکارنے کو منع فرمایا گیا اور جو لوگ حضور کو نام لے کر ندا کیا کرتے تھے۔ ان کی مذمت بیان کی گئی کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ نہ کرو تم رسول کی پکار کو درمیان اپنے مثل پکارنے بعض اپنے کے بعض کو یعنی تم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر نہ پکارو جیسے کہ بعض تم میں کا بعض کو نام لے کر پکارتا ہے۔ بلکہ ان کو تعظیم و توقیر کے ساتھ یاد کرو۔ یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ کہہ کر پکارو۔ جیسے کہ ان کا رب عزوجل ان کو پیارے پیارے خطاب نئے نئے القاب سے یاد فرماتا ہے۔ یَااَیُّھَا النَّبِیُّ یَااَیُّھَا الرَّسُوْلُ یَااَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ یَااَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ وَاِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّھُمْ

صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ اور بے شک جو لوگ ندا دیتے ہیں۔ آپ کو حجرات کے پیچھے سے اکثر ان کے بے عقل اور جاہل ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ نکلتے۔ اُن کی جانب تو البتہ بہتر ہوتا واسطے ان کے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وفد بنی تمیم خدمتِ حضور میں حاضر ہوا اور آستانہ عالیہ پر کھڑے ہو کر حضور کو آواز دی کہ اُخْرُجْ اِلَیْنَا یَا مُحَمَّدُ تشریف لائیے ہماری طرف اے محمد ہم قبیلہ بنی تمیم سے ہیں۔ اپنے شعراور خطبا کو حضور کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ کی شان میں اشعار پڑھیں اور مفاخرت کریں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس بے تہذیبی سے اپنے حبیب کا پکارنا اور ندا دینا ناگوار ہوا اور یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔ اور انہیں تنبیہہ فرمائی کہ میرے حبیب کو نام لے کر نہ پکارو اگر وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوں۔ تو اُن کا انتظار کرو۔ یہاں تک کہ وہ خود تمہاری جانب تشریف فرما ہوں یہ طریقہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس ثانی طریقہ یعنی نام لے کر پکارنے اور انتظار نہ کرنے سے تنبیہہ ان آیات سے اللہ رب العزۃ کو اولاً و بالذات تو اپنے حبیب کی تعظیم و توقیر اور ثانیاً و بالعرض ہم گنہگاروں کو تہذیب وادب سکھانا مقصود ہے کہ جب تم اپنے کسی محترم و بزرگ کسی ذی وجاہت مثل علمائے کرام و مشائخ عظام و بارگاہ اولیائے کرام میں حاضر ہو تو ان کا بھی ایسے ہی ادب ملحوظ خاطر رکھو۔ اور ان کے حضور میں چلا کر بات نہ کرو۔ اُن کا نام لے کر نہ پکارو۔ ان پر سبقت نہ کرو۔ اسی طرح بعض لوگ حضور کو راعنا کہہ کر پکارتے تھے۔ ان کے رب جل وعلا کو اپنے حبیب کی شان میں ان کا یہ لفظ بولنا بُرا معلوم ہوا۔ اور یہ آیہ کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا نازل فرمائی۔ کہ اے ایمان والو تم میرے حبیب کی شان میں راعنا کا لفظ استعمال نہ کرو انظرنا بولو۔

مسلمانو! غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ تمہارے رب جل وعلا کو اپنے حبیب کی تعظیم و رعایت ادب کس قدر مد نظر ہے اور اُن کی شان میں ادنیٰ بے ادبی و گستاخی کتنی ناگوار و ناپسند ہے۔ کہ راعنا کے لفظ میں صرف ایہام گستاخی تحقانہ

صراحۃً گستاخی کہ معنی اس کے محافظ و نگہبان کے ہیں۔ مگر چونکہ یہود عناداً اُسے حضور کی شان میں بولا کرتے تھے اور اس سے مراد رعونت و حماقت لیا کرتے تھے۔ لہٰذا ان کے رب عزوجل کو ان کی شان میں یہ ایہام گستاخی بھی ناگوار و ناپسند ہوا اور فرمایا اے ایمان والو تم میرے حبیب کی شان میں راعنا کا لفظ استعمال نہ کرو کہ وہ موہم گستاخی ہے۔ بلکہ بجائے اس کے انظرنا کہو۔ اسی طرح حضور پر قول و فعل میں سبقت و پیشقدمی کرنے کو منع فرمایا۔ حضور کا نام نامی لیکر پکارنے کو منع فرمایا اگر گھر میں حضور تشریف فرما ہوں تو آواز دینے کی ممانعت فرمائی۔ اور تا تشریف آوری از خود انتظار کا حکم فرمایا۔ حضور کے روبرو چلا کر باتیں کرنے سے ممانعت فرمائی۔ حضور سے کلام کرتے وقت حضور کی آواز سے زیادہ آواز بلند کرنے کو منع فرمایا۔ اور اس پر وعید حبط اعمال سنائی۔ کہ یہ سب امور بے ادبی و گستاخی شان حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ اور اُن کے عکس میں احتشام و احترام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکلتا۔ لہٰذا اس کا حکم کیا۔ اور اس پر وعدہ مغفرت و اجر عظیم فرمایا منقول ہے کہ زمانۂ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک شخص نام مبارک بے ادبی سے لیتا اور از راہ تمسخر منھ ٹیڑھا کر کے پڑھتا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب کی شان میں اس کی یہ گستاخی ناپسند آئی۔ اور اس کا منھ ٹیڑھا فرما دیا۔ جس کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں ؎

آں دہن کژ کرد و از تسخر بخواند	نام احمد را دہانش کژ بماند	باز آمد کاے محمد عفو کن
اے ترا الطاف علم من لدن	من ترا افسوس میکردم ز جہل	من بدم افسوس را منسوب و اہل
چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنۂ پاکاں زند	

روایت ہے کہ زمانہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت فاجر و بدکار تھا۔ دو سو برس تک فسق و فجور میں مبتلا رہا۔ لوگ اس کے فسق و فجور سے عاجز تھے۔ جب وہ مرا تو اس کو ایک مزبلہ بول و براز پر پھینک دیا۔ اُسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی۔ کہ آج ہمارے دوست نے دنیا سے انتقال کیا۔ لوگوں نے اُس کا لاشہ بول و براز میں پھینک دیا ہے۔ ابھی جاؤ اور اس کی تجہیز و تکفین کرو۔ اور بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اگر اپنی مغفرت چاہتے ہو۔ تو اُس کے

جنازے کی نماز پڑھو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی مغفرت کا سبب پوچھا رحکم ہوا کہ اُس نے دو سو برس کی مدت میں جس قدر گناہ کیے ان کو خدا خوب جانتا ہے کبھی وہ لائق بخشش نہ تھا۔ مگر یہ شخص ایک دن توریت دیکھتا تھا جس وقت اُس نے نام پاک ہمارے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لکھا ہوا دیکھا۔ فوراً آبدیدہ ہو کر اُس ورق کو آنکھوں سے لگایا۔ ہم کو تعظیم و توقیر اپنے حبیب کی پسند آئی۔ اور ایک تعظیم کی برکت سے دو سو برس کے گناہ عفو کیے۔ مولانا جلال الملۃ والدین رومی قدس سرہٗ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

بود در انجیل نام مصطفیٰ	آن سر پیغمبران بحر صفا	بود ذکر حلیہ ہا و شکل او
بود ذکر غزوہ و صوم و اکل او	طائفہ نصرانیان بہر ثواب	چون رسیدندے بدان نام و خطاب
بوسہ دادندے بدان نام شریف	رو نہادندے بدان وصف لطیف	اندرین فتنہ کہ گفتیم آن گروہ
ایمن از فتنہ بودند و از شکوہ	ایمن از شر امیران و وزیر	در پناہ نام احمد مستجیر
نسل ایشان نیز ہم بسیار شد	نور احمد ناصر آمد یار شد	وان گروہ دیگر از نصرانیان
نام احمد داشتندے مستہان	مستہان و خوار گشتند از فتن	از وزیر شوم رائے شوم فن
مستہان و خوار گشتند آن فریق	گشتہ محروم از خود و شرط طریق	نام احمد چون چنین یاری کند
تاکہ نورش چون مددگاری کند	نام احمد چون حصارے شد حصین	تا چہ باشد ذات آن روح الامین

فعلیٰ ہذا القیاس اے عزیزو۔ اگر تم بھی اپنے نبی کی تعظیم و توقیر بجالاؤ گے۔ اور ان کا ادب و احترام ہر امر میں نگاہ رکھو گے۔ تو ایسے ہی مورد افضال و اکرام الٰہی ہو گے اور مولا تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب کی تعظیم و توقیر کے باعث تمہارے گناہ بخش دیگا۔ اور ہمیشہ تمہارے دشمنوں پر تمہیں مظفر و منصور فرمائیگا۔ ورنہ وعید شدید ان تحبط اعمالکم کے مستحق اور غضب و عذاب الٰہی کے سزاوار ہو گے۔ کہ تعظیم و توقیر حبیب رب قدیر و احتشام و احترام محبوب رب انام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم پر ہر وقت و ہر امر میں لازم و واجب ہے جیسا کہ شفا شریف میں ہے۔ وَاعْلَمْ اَنَّ حُرْمَۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِہٖ وَتَعْظِیْمَہٗ وَتَوْقِیْرَہٗ لَازِمٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ کَمَا کَانَ حَالَ حَیَاتِہٖ وَذٰلِکَ عِنْدَ ذِکْرِہٖ

عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَذِکْرُہٗ حَدِیْثِہٖ وَسُنَّتِہٖ وَسِمَاعِ اِسْمِہٖ وَسِیْرَتِہٖ الخ یعنی جان تو تحقیق حرمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تعظیم و توقیر آپ کی بعد وفات آپ کے ہر مسلمان پر لازم ہے۔ جیسا کہ آپ کی زندگی میں تھی۔ اور یہ تعظیم و توقیر آپ کی وفات کے بعد مسلمانوں پر کہاں کہاں واجب ہے۔ ایک تو حضور کے ذکر کے وقت۔ دوسرے حضور کی حدیث و کلام ذکر ہوتے وقت تیسرے حضور کے سنن و طریقے ذکر ہوتے وقت چوتھے حضور کا نام مبارک سنتے وقت۔ پانچویں آپ کی سیرتوں اور خصلتوں کے سنتے وقت آپ کی تعظیم و توقیر ہر مسلمان پر لازم ہے۔ جیسا کہ آپ کی زندگی میں تھی۔

دیکھو۔ حیاتِ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام کے قلوب میں حضور کی تعظیم و توقیر کس قدر جاگزیں تھی۔ کہ حضور کے روبرو بات نہ کر سکتے تھے اگر کچھ دریافت کرنا ہوتا تو برسوں ٹال رکھتے یا کسی بدوی کی فکر میں رہتے کہ وہ آکر حضور سے کچھ پوچھے اور ہم استفادہ کریں۔ حضور کی تعظیم و اجلال کے باعث خود دریافت نہ کر سکتے اور جب مجلس شریف میں آکر بیٹھتے۔ تو بالکل بے حس و حرکت نیچا سر کئے بیٹھے رہتے۔ کبھی نگاہ اٹھا کر حضور کی طرف نہ دیکھتے۔ اور حضور کے روبرو کبھی بلند آواز سے گفتگو نہ کرتے۔ جب سال حدیبیہ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واسطے دعوتِ اسلام و ترتیب قواعد صلح قریش کی طرف بھیجا۔ تو قریش نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو طواف کی اجازت دی آپ نے طواف سے انکار کیا۔ اور اپنے رب تبارک و تعالیٰ کے حکم یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اور اپنے آقائے نامدار حبیب پروردگار کا ادب و تعظیم مدنظر رکھ کر فرمایا۔ مَا کُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰی یَطُوْفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں طواف نہ کرونگا۔ جب تک کہ میرے مولا محمد رسول اللہ طواف نہ فرمائیں گے۔

اسی طرح حضور کی وفات کے بعد صحابہ کرام و تابعین عظام حضور کے ذکر حضور کی حدیث و کلام کے ذکر کے وقت حضور کی تعظیم و توقیر فرمایا کرتے۔ اور حضور کا ادب لحاظ رکھتے تھے۔ ابن حمید سے مروی ہے۔ کہ ایک بار ابو جعفر نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ

علیہ سے مسجد نبوی میں مباحثہ کیا۔ پس امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے کہا۔ لَا تَرْفَعْ
صَوْتَکَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ اپنی آواز کو اس مسجد میں بلند نہ کرو۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور
کی آواز پہ آواز بلند کرنے کو منع فرمایا ہے۔ اور حضور کے احترام نگاہ رکھنے والوں کی
تعریف اور بے ادبوں کی مذمت فرمائی ہے۔ اور حضور کی حرمت بعد وفات مثل حیات
لازم ہے۔ پس ابو جعفر نے خضوع وخشوع اختیار کیا۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے
استفسار فرمایا۔ ءَاَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَۃَ وَاَدْعُوْ اَمْ اَسْتَقْبِلُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کیا میں قبلہ کی جانب موں کر کے دعا مانگوں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی جانب پس امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا لِمَ تَصْرِفُ وَجْھَکَ عَنْہُ
تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کیوں اپنا موں پھیرتے ہو وہ تو تمہارے
اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے قیامت تک اللہ کی جناب میں وسیلہ ہیں بَلْ
اِسْتَقْبِلْہُ وَاسْتَشْفِعْ بِہٖ فَیُشَفِّعُکَ اللّٰہُ بلکہ انہیں کی جناب میں توجہ کرو اور انہیں
سے اپنی ہر حاجت ومراد میں شفاعت چاہو اور وسیلہ بناؤ۔ پس قبول کریگا اللہ تعالیٰ
شفاعت ان کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْکَ الآیۃ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا

حضرت مصعب ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مالک رحمۃ اللہ
علیہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے یا ان کے پاس حضور کا ذکر کیا جاتا تو
ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ اور جھک جاتے بوجہ تعظیم وتبجیل نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے یہاں تک کہ ہم نشینوں پہ گراں گذرتا۔ پس آپ سے ایک دن اس کا باعث
دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا لَوْ رَاَیْتُمْ مَا رَاَیْتُ لَمَا اَنْکَرْتُمْ عَلَیَّ مَا تَرَوْنَ جو حضور کی
رفعت شان وعظمت مکان میں جانتا ہوں۔ اگر تم اسے جانتے تو ہرگز تم اپنی دیکھی
ہوئی پر انکار نہ کرتے نیز حضرت مصعب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں
نے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ کہ آپ نہایت ہی ہنس مکھ تھے مگر جب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اُن کے نزدیک کیا جاتا تو اُن کا رنگ متغیر ہو جاتا اور میں

نے انہیں کبھی بلا وضو حدیث بیان کرتے نہیں دیکھا اور عبدالرحمن ابن قاسم اور عامر بن عبداللہ اور محمد ابن شہاب زہری اور صفوان ابن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے روبرو جب ذکر حضور ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال واحترام کے باعث رنگ چہرے کا متغیر ہو جاتا۔ حال بدل جاتا۔ زبانیں خشک ہو جاتیں۔ اور اتنا روتے۔ کہ لوگ انہیں چھوڑ کر چلے جاتے۔ اور جب ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو احادیث حضور اقدس تلاوت کی جاتیں۔ تو نہایت خشوع وخضوع فرماتے۔ حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک سال برابر آتا جاتا رہا۔ مگر میں نے ان کو کبھی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے نہ سُنا۔ یعنی کبھی حضور کا نام مبارک بوجہ کمال عظمت ورعایت ادب لیکر حدیث بیان نہ کرتے۔ ایک دن حدیث بیان کرتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زبان پر جاری ہو گیا۔ تو حضور کی ہیبت وجلال کے باعث پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگا اور رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ حضرت مصعب ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک ابن انس رضی اللہ عنہ جب حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتے۔ تو پہلے وضو فرماتے۔ اور کپڑے وغیرہ پہن کر آراستہ ہوتے۔ پھر حدیث بیان کرتے۔ اور جب کوئی شخص دروازے پر آتا تو لونڈی کو بھیج کر دریافت فرماتے کہ تم کیوں آئے ہو۔ کوئی حدیث پوچھنے آئے ہو۔ یا مسائل فقہ۔ اگر وہ کہتا کہ مسائل فقہ تو آپ اُسی حالت پر باہر آکر اُسے مسئلہ بتلاتے اور اگر وہ کہتا کہ حدیث پوچھنے آیا ہوں۔ تو آپ غسل خانہ میں جاکر غسل فرماتے اور نئے کپڑے پہنتے۔ خوشبو لگاتے۔ عمامہ باندھتے۔ سبز چادر اوڑھتے اور ان کے واسطے خاص اُس وقت کے لئے ایک کرسی بچھائی جاتی۔ پس آپ آکر اس پر بیٹھتے اور نہایت خضوع اور خشوع کے ساتھ حدیث بیان کرتے اور جب تک حدیث بیان کرتے خوشبو سلگتی رہتی۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور آپ حدیث فرما رہے تھے۔ کہ آپ کو بچھو نے سولہ ۱۶ بار

کاٹا۔ اور آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔ مگر آپ نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی حدیث قطع نہ فرمائی۔ جب آپ حدیث ختم فرما چکے اور لوگ چلے گئے تو میں نے حال استفسار کیا۔ فرمایا۔ آج میرے حدیث بیان کرتے میں بچھو نے سولہ بار کاٹا اور میں نے حضور کی حدیث کی عظمت و اجلال کے باعث صبر کیا۔ سبحان اللہ کیا عظمت و احترام ان حضرات کے قلوب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جاگزیں تھا۔ کہ سولہ مرتبہ بچھو کاٹے اور اُف نہ کریں۔ جان جانے کو رہے۔ مگر نبی کریم کی تعظیم و توقیر میں خلل نہ آئے۔

پس اے پیارے مسلمان بھائیو! اپنے نبی کے شیدائیو۔ تم بھی اسی طرح اپنے آقائے نامدار مولائے غمگسار حبیب کردگار صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کی سچی تعظیم و توقیر سچا احترام و احتشام اپنے قلوب میں بھر لو۔ اور ہر امر میں حضور کا ادب لحاظ رکھو۔ جس وقت حضور کا ذکر ہو یا نام مبارک لیا جائے یا حضور کا کلام پڑھا جائے۔ یا حضور کے فضائل و سنن بیان کئے جائیں تو نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ متوجہ ہو کر سنا کرو اور جب تک ایسے مقام پر رہا کرو درود شریف کی کثرت کیا کرو۔ کہ اس میں تمہارے رب کی رضا اور خوشنودی اور سراسر تمہارا نفع اور بہبودی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے تمہارے سب مسلمانوں کے قلوب میں سچی عظمت و محبت اپنے حبیب کی پیدا کرے اور حضور کا سچا تابعدار و فرمانبردار بنا کر دنیا میں نیکنام اور عقبیٰ میں خیر انجام اور قیامت میں معیت حضور سے شاد کام فرمائے۔ آمین۔ آمین۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

وعظ چہارم

بیان محبت و الفت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ

وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ہ اللہ رب العزۃ جل جلالہ وعم نوالہ اس آیہ کریمہ میں اپنے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے ارشاد فرماتا ہے۔ اے نبی فرما دیجئے۔ کہ اے لوگو اگر تمہارے باپ و بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیبیاں تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے۔ اور تمہارے پسند کئے ہوئے مکان تم کو اللہ اور اللہ کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو ٹھہرو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو راہ نہیں دیتا۔

مسلمانو! یہ آیہ کریمہ صاف صاف بتا رہی ہے کہ محبت حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم پر لازم اور واجب ہے۔ اور جسے تم میں سے دنیا میں کوئی معزز کوئی عزیز کوئی مال کوئی چیز اللہ اور اللہ کے رسول سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے اپنی طرف راہ نہ دیگا۔ اسے عذابِ الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیئے۔ والعیاذ باللہ تمہارے پیارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ہ اور ایک روایت میں من اھلہ ومالہ اور ایک میں من نفسہ بھی آیا ہے۔ یعنی کوئی تم میں کا مسلمان نہیں ہوتا ہے۔ جبتک کہ میں اس کے نزدیک اُس کے باپ اُس کے بیٹے اس کے اہل وعیال اُس کے مال اس کے نفس سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ پس اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا۔ کہ جو کوئی حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کو زیادہ محبوب رکھے، وہ مسلمان نہیں۔ حلاوتِ ایمان سے خبردار نہیں کہ اصل ایمان تو محبت اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ہ تین خصلتیں جس میں ہوں گی۔ وہ حلاوتِ ایمان پائیگا۔ ایک اُن میں کی یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کا رسول ان کے ماسوا ان کے غیر سے محبوب تر ہو۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ آپ میرے نزدیک تمام اشیاء سے زیادہ محبوب ہیں۔ مگر میرے نفس سے۔ پس آپ نے فرمایا تم میں کا کوئی مومن نہیں ہوتا۔ جبتک کہ میں اس کے نزدیک اس کے نفس سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر کتاب اُتاری آپ مجھے اپنے نفس سے زیادہ محبوب ہیں۔ پس آپ نے فرمایا الان یا عمر۔ یعنی اب تو نے حقیقت حال کو جانا اور ایمان لایا اور مومن کامل ہوا۔

صاحب مواہب لدنیہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پہلی مرتبہ ٹھہرنا اور اپنے نفس کو استثناء کرنا اس وجہ سے تھا کہ انسان کو اپنے نفس کے ساتھ محبت طبعی ہوتی ہے۔ لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب بھی بحکم طبع دیا بعدہ جب تامل کیا۔ اور بدلائل عقلی پہچانا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے نزدیک ان کے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہونا چاہیئے۔ کیونکہ حضور مہلکات دنیا و آخرت سے ان کی نجات کا باعث ہیں۔ لہذا بعد تامل و غور آپ نے فوراً عرض کیا۔ کہ آپ میرے نزدیک میرے نفس سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو معلوم ہوا کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان کے لوگوں۔ تمام دنیا کی چیزوں سے زیادہ محبوب رکھنا مدار ایمان و مدار نجات ہے بلکہ حضور سے محبت رکھنا عین ایمان بلکہ ایمان کی بھی جان کہی جائے تو بجا ہے۔ کہ ابھی آیات و احادیث سے معلوم ہو چکا کہ جسے جہان بھر میں کوئی معزز کوئی عزیز کوئی مال کوئی چیز اللہ اور اللہ کے رسول سے زیادہ محبوب ہو وہ مسلمان صاحب ایمان نہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ اپنی طرف راہ نہ دیگا۔ اُسے عذاب الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیئے۔ اب تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی کہہ اٹھیں گے۔ کہ ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا جہان باپ دادا اہل و عیال جان و مال سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہیں۔ مگر جب وہ میدان امتحان میں بُلائے جائیں گے اور اُن میں علامات و شواہد محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھے جائیں گے۔ تو اکثر میدان امتحان میں کانپنا

نہ ہوں گے بہت سوں ہیں علامات وشواہد محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پلئے جائیں گے۔ کہ ہر شے کی شناخت کیلئے شواہد و علامات ہوا کرتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے وہ شے پہچانی جاتی ہے۔ مثلاً انسان کے فربہ ہونے کی علامت رطوبت ہے۔ اور دُبلا ہونے کی یبوست بالوں کا غلیظ کثیر اسود ہونا علامت حرارت و یبوست ہے قلیل و رقیق و کم سیاہ ہونا علامت برودت و رطوبت ہے۔ گورا اور سفید رنگ ہونا برودت و بلغمیت کی نشانی ہے۔ سُرخ رنگ ہونا غلبۂ خون و حرارت کی نشانی ہے کثرتِ نوم علامت برودت و رطوبت ہے۔ کثرتِ بیداری علامت حرارت و یبوست ہے۔ پس اسی طرح محبتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شناخت کیلئے بھی شواہد و علامات ہیں۔ جن کے ذریعہ سے محبت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہچانی جاتی ہے۔ اور ان سب میں پہلی علامت محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطاعت و اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ جو ہر مسلمان پر واجب و لازم ہے۔ کما مر فی بیانہ اور ان کا اطلاق سیرت و خصلت اوامر و نواہی فرائض واجبات پر آتا ہے۔ یعنی حضور کی سنت کی پیروی کرنا حضور کی سیرت و عادات اختیار کرنا۔ جس سے آپ نے منع کیا ہو اُس سے باز رہنا جس کام کو کہا ہو یا خود کیا ہو اُسے کرنا اطاعت و اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتا ہے۔ کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھنا چاہتے ہو تو میرا اتباع کرو تم کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیگا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کریمہ میں اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبت کی علامت و موقوف علیہ گردانا اور رسول کی اطاعت کو اپنی طاعت فرمایا۔ اور اس کا حکم فرمایا۔ اور محبت خدا اور رسولِ خدا باہم دیگر لازم و ملزوم ہیں۔ ابو سعید خراز فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت نے مجھے آپ کی محبت سے باز رکھا ہے۔ یعنی مجھ کو آپ کے ساتھ ایسی محبت ہے کہ بغیر آپ کے نہیں

ہوتا ہوں۔ اور سوائے آپ کی یاد کے اور آپ کے ذکر کے دوسرے کی یاد و ذکر میں مشغول نہیں ہوتا ہوں۔ مگر چونکہ محبت جل و علا اصل و مقدم ہے۔ اور آپ نے بھی فرمایا ہے اس سبب سے مجھ کو فرصت و گنجائش محبت دوسرے کی نہ رہی۔ اور آپ کی جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔ وجود میں نہیں آتی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ اَحَبَّ اللهَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ اور دوسری حدیث میں فرماتے ہیں۔ مَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللهَ یعنی جس کسی نے دوست رکھا اللہ کو۔ تحقیق دوست رکھا اس نے مجھ کو اور جس نے دوست رکھا مجھ کو پس تحقیق اس نے دوست رکھا اللہ تعالیٰ کو یعنی دوستی خدا کی اور میری ایک ہے۔ اور ایک دوسرے کو لازم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ متابعت حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دلیل و علامت محبت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جو شخص اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کامل طور سے بجا لائیگا۔ وہ محب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمجھا جائیگا۔

دوسری علامت آپ کی محبت کی آپ کی سنت کا احیا رہے کہ حدیث میں ہے مَنْ اَحْیٰی سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ جس نے میری سنت کو زندہ کیا۔ اُس نے مجھے محبوب رکھا۔ اور جس نے مجھے محبوب رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

تیسری علامت آپ کی محبت کی آپ کی تعظیم و توقیر ہے۔ وقت آپ کے ذکر کے اور اظہار خشوع و خضوع وقت سننے نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رعایت ادب ہر امر میں جیسا کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ یعنی تمہارے پاس رسول اس لئے بھیجے گئے ہیں۔ کہ تم ان کی تعظیم و توقیر کرو۔ اور تعظیم کسی کی بوجہ اتم اُسی وقت ہوتی ہے۔ کہ جب اس کے دل میں اُس شخص کی محبت جاگزین ہو۔ جیسا کہ صحابہ کرام و تابعین عظام کے قلوب میں حضور کی تعظیم و توقیر جاگزین تھی۔ کہ جس وقت آپکا ذکر سنتے یا کرتے تو گریہ و خشوع و خضوع کرتے تھے۔ اور اُن کے بدن پر بسبب تعظیم و ہیبت و جلالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

کما مر فی بیانہ۔

چوتھی علامت۔ محبت کی کثرت شوق زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ ہر محب اپنے محبوب کا دیدار و زیارت و لقا بدل و جان محبوب و مرغوب اور پسند رکھتا ہے جیسا بعض عشاق نے کہا ہے۔ اَلْمَحَبَّۃُ ھِیَ الشَّوْقُ اِلَی الْحَبِیْبِ لہذا اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جب شوق لقا سخت ہوتا اور سورش محبت زیادہ ہوتی۔ ملازمت کا قصد کرتے آپ کے مشاہدہ جمال جہاں آرا سے شفا ڈھونڈھتے اور آپکی ہمنشینی سے لذت پذیر ہوتے۔ حدیث اشعریین میں آیا ہے کہ بر وقت قدوم مدینہ اہل مدینہ رجز پڑھتے۔ اور کہتے تھے غَدًا نَلْقَی الْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَّ حِزْبَہٗ۔

پانچویں علامت۔ محبت حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت ذکر حضور ہے۔ کہ حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ جو شخص جس شے کو زیادہ محبوب رکھیگا۔ اُس کا ذکر زیادہ کریگا۔ اور اُسی ذکر میں سے حضور پر کثرت سے درود بھیجنا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ مَنْ اَحَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثَرَ مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھیگا۔ بکثرت ان پر درود پڑھیگا۔

چھٹی علامت محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ محبت رکھنا اس سے جس کو حضور سے تعلق ہو اور جسکو حضور محبوب رکھتے ہوں۔ جیسے آل و اصحاب و اہل بیت اطہار اور عداوت رکھنا ان سے جو اُن سے عداوت رکھے اور انہیں برا کہے اور گالیاں دے کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا اے اللہ میرے میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں۔ پس تو بھی ان دونوں کو محبوب رکھ۔ اور فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مَنْ اَحَبَّھُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ۔ جس نے محبوب رکھا ان دونوں کو پس تحقیق محبوب رکھا اس نے مجھے اور جس نے محبوب رکھا مجھے

پس تحقیق اُس نے محبوب رکھا اللہ کو اور جس نے بغض رکھا۔ اُن دونوں سے پس تحقیق
بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے اور جس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض
رکھا۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ۔ اور فرماتے
ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی شان میں اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ
غَرَضًا بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ
فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ
یعنی اللہ سے خوف کرو۔ اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں نہ بناؤ تم انہیں
نشانۂ طعن بعد میرے پس جس نے محبت رکھی اُن سے پس بوجہ محبوب رکھنے میرے کے
محبت رکھی اُن سے اور جس نے بغض رکھا اُن سے پس بسبب بغض رکھنے کے مجھ سے
بغض رکھا اُن سے اور جس نے اذیت دی انہیں پس تحقیق اس نے مجھے اذیت دی
اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو اذیت
دی قریب ہے کہ اُسے عذاب الٰہی پکڑے۔ اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے شان
فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا میں اِنَّھَا بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ یُغْضِبُنِیْ مَا اَغْضَبَھَا۔

دوسری حدیث شریف میں فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا ھِیَ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ فَمَنْ
اَبْغَضَھَا اَبْغَضَنِیْ بیشک فاطمہ میری پارہ جگر ہے جس نے اُس سے بغض وعداوت رکھی
اُس نے مجھ سے بغض وعداوت رکھی۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب مہاجرین
والانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُھُمَا کُفْرٌ۔
وَحُبُّ الْاَنْصَارِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُھُمْ کُفْرٌ وَحُبُّ الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُھُمْ
کُفْرٌ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَمَنْ حَفِظَنِیْ فِیْھِمْ فَاَنَا اَحْفَظُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
ابوبکر وعمر سے دوستی رکھنا ایمان ہے اور اُن سے بغض وعداوت رکھنا کفر ہے اور
انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر کی نشانی ہے۔
اور اہل عرب سے محبت رکھنا ایمان سے ہے اور اُن سے بغض رکھنا کفر ہے اور جس نے
گالیاں دیں اور بُرا کہا میرے اصحاب کو پس اُس پہ اللہ کی لعنت ہے۔ اور جس نے نگاہ

رکھا اُن میں مجھے پس میں اُس کی دن قیامت کے حفاظت کرونگا۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم، مَنْ اَحَبَّ الْعَرَبَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ الْعَرَبَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ جس نے اہل عرب کو دوست رکھا۔ اس نے مجھے دوست رکھا اور جس عرب سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ غرضیکہ احادیث کثیرہ اس باب میں وارد ہیں۔ کہ محبت آل و اصحاب محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کیوں نہ ہو کہ انہیں محبوب و دوست رکھتے تھے۔ اور محبوب کا محبوب اپنا محبوب ہوا کرتا ہے۔ پس محبوب کے محبوب کی محبت اور محبوب کے دشمن کی دشمنی علامت ہوئی محبت محبوب کی۔ **ساتویں علامت** حضور کی محبت کی۔ دوست رکھنا حضور کے محبین علما اور صلحا و متبعین شریعت کو اور بغض و عداوت رکھنا ہے اس سے کہ جو اللہ و اللہ کے رسول سے بغض و عداوت رکھے اور رسول کو گالیاں دے۔ توہین و تنقیص شان کرے۔ اور رسول کا مخالف و نافرمان شرع رسول ہو جیساکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ یعنی تو نہ پائیگا۔ انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ اُن کے دل میں ان لوگوں کی محبت آنے پائے جنہوں نے خدا اور رسول کی مخالفت کی چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ **آٹھویں علامت** حضور کی محبت کی آپ کی اُمت پر شفقت و رحمت کرنا ان کو پند و نصائح کرنا ان کے نفع پہنچانے کی کوشش اور مضرات کو ان سے دفع کرنا کہ حضور اپنی اُمت پر نہایت شفیق و رحیم تھے ہر وقت انہیں اپنی اُمت کی بہبودی مدنظر رہتی اور مضرتوں اور سختیوں میں ان کا پڑنا ناگوار خاطر ہوتا۔ جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ اور محب کو اپنے محبوب کی تمام اشیاء محبوبہ و مرغوبہ کو محبوب و مرغوب رکھنا چاہیئے جیسے کہ سیرت سلف صالحین تھی۔ کہ جس شئے کو حضور محبوب و مرغوب رکھتے اُسے وہ بھی محبوب و مرغوب رکھتے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور کو نعال سبتیہ پہنتے اور ریش مبارک کو مہندی لگاتے دیکھا۔ پس آپ بھی اُسی روز سے نعال

سبیئہ پہننے اور مہندی لگانے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور کو لانبا کدو محبوب و مرغوب دیکھا پس اسی روز سے وہ بھی اُسے محبوب دلپسند فرمانے لگے۔
ایک دن امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو محبوب رکھتے تھے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ میں تو اُسے محبوب نہیں رکھتا پس فوراً امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اُس پر تلوار کھینچی اور فرمایا کہ ابھی تجدید اسلام کر۔ ورنہ تجھے قتل کر ڈالوں گا۔ **نویں علامت** محبت قرآن عظیم ہے۔ یعنی اُس کی تلاوت کرنا اُس کے معنی میں تدبر کرنا اس کے اوامر و نواہی پر عمل کرنا اس کے حلال و حرام پر کاربند ہونا کہ جو اللہ تعالیٰ کی جناب سے آپ پر نازل ہوا۔ اور جس کے باعث آپ ہادی مہدی و متخلق ہوئے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنُ آپکا خلق قرآن تھا۔ حضرت سہل ابن عبداللہ فرماتے ہیں کہ علامت خدا کی محبت کی محبتِ قرآنِ عظیم ہے اور علامتِ محبتِ قرآن کی محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور علامت محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رکھنا آپ کی سنت کا ہے۔ حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لَا یُسْئَلُ اَحَدٌ عَنْ نَفْسِہٖ اِلَّا الْقُرْاٰنَ فَاِنْ کَانَ یُحِبُّ الْقُرْاٰنَ فَھُوَ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ نہیں سوال کیا جاویگا کوئی سوا قرآن کے۔ پس اگر وہ قرآن کو محبوب رکھتا ہے۔ تو اللہ اور اللہ کے رسول کو بھی محبوب رکھتا ہے

دسویں علامت حضور کی محبت کی فقر کو محبوب رکھنا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ اِنِّیْ اُحِبُّکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں۔ پس آپ نے فرمایا۔ اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ۔ اپنے قول میں فکر و نظر کر۔ پس اُس نے تین مرتبہ یہی کہا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ اللہ کی قسم البتہ میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں۔ تب آپ نے فرمایا۔ اِنْ کُنْتَ تُحِبُّنِیْ فَاعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا اگر تو مجھے محبوب رکھتا ہے تو فقر کیواسطے سامان اور توشہ مہیا کر۔ پس جس میں یہ علامات حُبِّ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پائی جائیں گی۔ وہ بے شک اپنے دعوے میں صادق اور سچا محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ورنہ وہ اپنے دعوٰی میں جھوٹا اور امتحان میں ناکامیاب ہے۔

پس اے عزیزو اب ذرا انصاف کی نظر سے دیکھو کہ آج کل تم میں کتنے ایسے نظر آتے ہیں۔ جن میں یہ علامات پائی جاتی ہوں اور وہ محب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہے جانے کے مستحق وسزاوار ہوں۔ اگر اطاعت واتباع کو دیکھا جاتا ہے تو وہ تم میں مفقود ہے کہ تمہارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تمہیں نماز پڑھنے روزہ رکھنے زکوٰۃ دینے۔ حج کرنے زنا، چوری، شراب وحرام خوری۔ جھوٹ بہتان۔ فریب، دغابازی۔ بغض وعداوت وغیرہ وغیرہ منہیات شرعیہ سے بچنے پرہیز کرنے کو فرماتے ہیں۔ اور تم علاوہ بچنے کے دن رات اسی میں مشغول رہتے ہو۔ علی الاعلان اوامر کو ترک اور نواہی کو کرتے ہو پھر عمل بالسنت کا تو کچھ ذکر ہی نہیں۔ کہ جب اوامر ونواہی ندارد تو سنت سے کیا تعلق۔ کیا اسی کا نام اطاعت واتباع ہے کیا اسی کا نام احیائے سنت وپیروی سنت ہے کہ جس کو حضور خود کریں اور دوسروں کو اس کے کرنے کا حکم فرمائیں۔ اس کو تو نہ کرو۔ اور جس سے وہ منع فرمائیں۔ اس کو کرو۔ اور پھر اس پر دعوائے محبت۔ حیف تمہاری اس طرز روش پر دیکھو اتباع واحیائے سنت اس کا نام ہے کہ جیسے سلف صالحین کیا کرتے اور ہر کام میں حضور کے اقوال وافعال کو نگاہ رکھتے۔ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے آکر سوال کیا۔ کہ اے عبدالرحمٰن اِنَّا نَجِدُ صَلٰوۃَ الْخَوْفِ وَصَلٰوۃَ الْحَضَرِ فِی الْقُرْاٰنِ وَلَا نَجِدُ صَلٰوۃَ السَّفَرِ ہم نماز خوف وحضر کو قرآن شریف میں پاتے ہیں اور نماز سفر یعنی قصر کو نہیں پاتے ہیں۔ پس آپ نے جواب دیا۔ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ اِلَیْنَا مُحَمَّدًا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَلَا نَعْلَمُ شَیْئًا وَاِنَّمَا نَفْعَلُ کَمَا رَاَیْنَاہُ یَفْعَلُ ہم کچھ نہیں جانتے ہیں ہماری جانب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پس جیسا ہم نے حضور کو کرتے دیکھا۔ ویسا ہم کرتے ہیں۔ یعنی آپکا اتباع کرتے ہیں روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ برائے طواف تشریف لائے تو آپ نے حجر اسود کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اِنَّکَ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ ثُمَّ قَبَّلَہٗ یعنی تو نہ نفع دیسکتا ہے اور نہ ضرر اور اگر نہ دیکھتا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے تجھے نہ چومتا میں تجھے پھر اپنے لبوں سے بوسہ دیا

اسی طرح اگر تعظیم و توقیر حضور دیکھی جاتی ہے۔ تو وہ تم میں نظر نہیں آتی جو اوقات کہ آپ کی تعظیم کے ہیں۔ ان میں تعظیم و خشوع تو در کنار ان کے بجائے بات چیت کا تار باندھتے ہو۔ تمام دنیا کے جھگڑے اُسی وقت نکالتے ہو اور ذرا بھی توجہ تعظیم حبیب کی طرف نہیں کرتے۔ اگلے بزرگوں کو دیکھو۔ کہ وہ آپ کے ذکر کے وقت کیسا خضوع و خشوع کرتے اشکوں سے آنکھوں کو تر کرتے اور چپکے اپنے حبیب کا ذکر سن کر اپنے قلوب کو تسکین دیتے۔ جیسا کہ بیان تعظیم و توقیر میں گزرا۔

اگر کثرت ذکر تم میں دیکھا جائے۔ تو وہ نابود ہے۔ بذاتِ خود کرنا تو ایک طرف اگر کہیں حضور کا ذکر ہوتا بھی ہے مجلس میلاد یا جلسہ وعظ کوئی محب نبی کرتا بھی ہے تو تم وہاں جا کر جھانکتے بھی نہیں۔ اگر وہاں جانے کو تم سے کہا جاتا ہے۔ تو صاف جواب دیتے ہو کہ میاں کون رات میں اپنی نیند خراب کرے آرام چھوڑے بارہ ایک بجے تک بیٹھا رہے۔ اور جو صاحب کبھی ایسے مواضع میں قدم رنجہ فرماتے بھی ہیں۔ تو گھنٹہ آدھ گھنٹہ یا اس سے بھی کم بیٹھ کر چل دیتے ہیں۔ اور پوچھو تو کہتے ہیں کہ بیٹھ کر کیا کریں۔ اس میلاد خواں کے پڑھنے میں لطف نہیں آتا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہاں بطور مشغلے کے آئے تھے۔ اگر اپنے نبی کا ذکر سننے کو آتے اور ان کی محبت تمہارے دل میں جوش زن ہوتی تو خواہ کوئی واعظ کوئی میلاد خواں بُرے سے بُرا پڑھتا ہوتا۔ جب بھی تم اُٹھ کر نہ جاتے کہ آخر وہ ذکرِ حبیب ہی تو کر رہا ہے۔ اور ذکرِ حبیب راحتِ روح و آرام جانِ محب ہوتا ہے۔ ہاں اگر کہیں ناچ گانا تھیٹر کا تماشا ہوتا ہے تو فوراً پہونچتے ہو ایک رات نہیں دس رات مزے سے جاگتے ہو ایسی جگہوں میں آرام جانے نیند خراب ہونے رات بھر بیٹھے رہنے لطف نہ آنے کی ذرا بھی شکایت زبان پر نہیں لاتے ہائے کیا عقل ہے کہ جہاں کے بیٹھنے میں گناہ سر پر ہو مستحق دوزخ بنو وہاں تو خوب بیٹھا جائے خوب دل لگے۔ اور جہاں رحمتِ الٰہی گھیرے سکینہ نازل ہو۔ وہاں بیٹھے سے دل گھبرائے ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

اسی طرح اگر تم میں شوقِ زیارت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جاتا ہے تو وہ ناپید ہے۔ مفلس بیچارے تو مجبور رہیں۔ جن کے پاس مال وزر ہے۔ ان کے دلوں میں بھی زیارت نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا شوق اور مدینہ طیبہ کی حاضری کا ذوق نہیں کہ فضول روپیہ خرچ ہو جائے گا اتنا روپیہ اور کسی کام آئیگا اگر بعض حضرات حج کو جاتے بھی ہیں تو مکہ معظمہ ہی سے واپس آتے ہیں۔ حاضری مدینہ منورہ وزیارت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترک کرتے اور ایک نہ ایک بہانہ کر دیتے ہیں۔ بلکہ بعض خبث باطن تو زیارتِ حضور کو جانا حرام سمجھتے ہیں۔ کیا اسی کا نام محبت ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ محبت اس کا نام ہے کہ اپنے محبوب کا شہر اپنے حبیب کی جائے قیام اگرچہ وہ کیسی ہی خراب وخستہ ہو کیسے ہی اس میں مصائب درازی کا سامنا ہو تمام بلاد ومواضع سے محبوب تر ہونا چاہیئے۔ دیکھو ایک عاشق صادق سے جب اُس کے معشوق نے پوچھا کہ تیرے نزدیک کونسا شہر محبوب وپسندیدہ ہے تو اس نے جواب دیا کہ جس میں محبوب ہے۔ جس کو مولانا مثنوی شریف میں تحریر فرماتے ہیں ؎

گفتِ معشوقی بعاشق کای فتی	تو بغربت دیدہ بس شہرہا	پس کدامی شہر ازینہا خوشتر است
گفت آں شہری کہ در وے دلبر است	ہر کجا باشد شہ ما را بساط	ہست صحرا گر بود سم الخیاط
ہر کجا یوسف رخی باشد چو ماہ	جنت ست آں گرچہ باشد قعر چاہ	با تو دوزخ جنت ست اے جانفزا
با تو زنداں گلشن ست اے دلربا	شد جہنم یا تو زنداں نعیم	بے شدہ ریحاں وگل نارِ جہیم
ہر کجا تو با منی من خوشدلم	ور بود در قعر گوری منزلم	خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود
کہ مرا با تو سر وسودا بود		

نہ کہ جس کے روضہ کی زیارت باعث شفاعت اُس سے محروم رہیں کہ حدیث میں ہے مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گی ؎

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ	ان پر درود جن سے نویدان بُشر کی ہے

اگلے لوگوں کو دیکھو۔ کہ شوقِ زیارت نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں سفر دور دراز کر کے آتے اور حضور کی زیارت سے مشرف ہوتے بلکہ بہت سے تو بعد وفات حضور

اقدس بوجہ شاق ہونے جدائی اور نہ دیکھنے صورت زیبا کے دُعا کرتے کہ ہمیں اللہ ہمارے نبی اور اُن کے اصحاب سے ملاوے۔ حضرت عبدہ بنت خالد بن معدان یا صفوان سے روایت ہے کہ جب خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں سونے کو آتے تو شوق ملاقات و دیدار حضور و اصحاب حضور کو ظاہر کرتے اور ہر ایک کو نام بنام یاد کرتے اور کہتے ھم اصلی و فصلی یہ لوگ میری اصل و فرع ہیں۔ یعنی بڑے اُن میں کے مثل میرے باپ کے ہیں۔ اور چھوٹے مثل اولاد کے ہیں انہیں کی جانب میرا دل میل و آرزو کرتا ہے اور دراز ہو گیا ہے۔ زمانہ شوق ملاقات ان کے کا پس اے اللہ جلد میری روح قبض فرما۔ تاکہ میں اُن سے جا کر ملوں اور روتے اور بار بار یہی فرماتے یہاں تک کہ سو جاتے۔

روایت ہے کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ برائے حفاظت امت محمدی تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک گھر میں چراغ جلتا ہے اور ایک بڑھیا بیٹھی روئی تو مہتی ہے اور نہایت ذوق و شوق میں حضور کو یاد اور آپ پر صلاۃ و سلام عرض کرتی۔ اور رو رو کر اظہارِ شوق ملاقات کرتی ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس بیٹھ گئے اور اس سے کہا کہ اپنے قول کا اعادہ کر۔ پس اس نے آپ کے فرمانے سے پھر دوبارہ انہیں الفاظ کو باوازِ غمگین اعادہ کیا اور روئی۔

روایت ہے ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے واسطے حضور کی قبر شریف کو کھولو۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے کہنے سے حضور کی قبر شریف کھولی۔ پس وہ عورت حضور کی قبر شریف کو دیکھ کر بے اختیار روئی اور مر گئی۔

روایت ہے کہ جب وقتِ وفات حضرت بلال رضی اللہ عنہ قریب ہوا۔ ان کی بی بی نے کہا واحربا آپ نے سُن کر فرمایا واطربا اَلْقِیْ غَدًا اَلْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَ صَحْبَہٗ جیسا مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

چوں بلال از ضعف شد ہمچو ہلال	رنگ مرگ افتاد بر روئے بلال	جفت او دیدش بگفتا واحرب
پس بلالش گفت نے نے واطرب	تاکنوں اندر حرب بودم ز زیست	تو چہ دانی مرگ چہ عیش است و چیست

ہمچنیں گفت ورخش رعین گفت
می گواہی داد بر گفتار او
جفت گفت امشب غریبی میرمی
ہیں مدو خوش از غریبی در وطن
گفت آں رویت کجا بینیم ما
گفت اندر حلقۂ خاص خدا

نرگس و گل برگ لالہ می شگفت
گفت حقیقش الفراق ای خوش خصال
در تبار خویش غائب می شوی
گفت اے جان و دلم و احسرتا
گفت اندر خلوت خاص خدا

تاب رود چشم پر انوار اد
گفت نے نے الوصال است الوصال
گفت نے نے بلکہ امشب جان من
گفت نے نے جان من وا دوستا
گفت ویراں گشت ایں خانہ دریغ

اگر محبت اہل بیت و اصحاب اور اُن کے دشمنوں سے دشمنی دیکھی جائے تو ندارد ہے صراحۃً لوگ آپ کے آل و اصحاب کو گالیاں دے رہے ہیں. اُن پر تبرا کہہ رہے ہیں مگر سنیوں کے کان میں جوں نہیں رینگتی اور ان سے بخندہ پیشانی میل جول کلام و سلام کیا جاتا ہے. جیسے فرقہ رافضیہ خارجیہ مرزائیہ وغیرہ کہ برملا حضور کے اہل و عیال و صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں. بُرا کہتے ہیں. مگر پھر بھی اُن سے شیر و شکر کی طرح ملا جاتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ اُن کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیں میل جول کلام سلام سب ترک کر دیں. آل و اصحاب تو درکنار بعض خبیث تو خود حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں کر رہے ہیں توہین و تنقیص کر رہے ہیں. گالیاں لکھ لکھ چھاپ رہے ہیں اور کچھ خیال نہیں اگر کوئی کہتا ہے کہ ایسوں سے میل جول سلام کلام مت کرو یہ گمراہ و بد مذہب ہیں. تو اُس جواب دیا جاتا ہے کہ میاں وہ مولوی ہے. مدرس ہے بھلا وہ ایسا کریں.

اگر علماء و صلحا سے دوستی اور بد مذہب گمراہوں فساق سے بغض و عداوت دیکھی جائے تو وہ اصلا نہیں. علماء و صلحا سے بجائے دوستی کے بغض و عداوت رکھی جاتی ہے ان کی توہین کیجاتی ہے کہ میاں فلاں مولوی آپس میں جھگڑا فساد کرتا رہتا ہے. ہر ایک پر کفر کا الزام رکھتا ہے. دنیا بھر کے خلاف فتویٰ دیتا ہے یہ نہیں سمجھتے کہ کیا علمائے کرام اپنے گھر سے کسی کو کافر بنا دیتے ہیں. یا اُن کے گھر کی شرع ہے کہ اپنے موافق اور تمہارے مخالف فتوے دیدیتے ہیں. وہ تمہارے نبی کی شرع میں جو حکم ہوتا ہے. تم کو سنا دیتے ہیں. وہ خواہ تمہارے موافق ہو یا مخالف. جب تم کلمات کفر اپنی زبان سے

نکالتے ہو۔ کافروں کو مسلمان جانتے ہو۔ تو اُس پر کہا جاتا ہے۔ کہ جو ایسے کلمات اللہ اور اللہ کے رسول کی شان میں کہے یا کافر کے کفر میں شک کرے۔ اُس کو مسلمان سمجھے تو وہ کافر ہے۔ بدمذہبوں گمراہوں سے بغض و عداوت کے بدلے میں دوستی و اتحاد رکھا جاتا ہے۔ شیر و شکر کی طرح اُن سے ملا جاتا ہے۔ حالانکہ خود رب تبارک و تعالیٰ ایسوں سے میل جول کرنے ان کے پاس بیٹھنے کو منع فرماتا ہے کہ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اور اگر بھلائے تجھے شیطان تو یاد آنے پر ظالموں پاس نہ بیٹھ

اسی طرح اگر آپ کی اُمت سے شفقت و محبت دیکھی جائے تو ذرا بھی نہیں نفع پہنچانے کے بدلے ضرر پہنچایا جاتا ہے۔ محبت و شفقت کی بجائے بغض و عداوت رکھا جاتا ہے ظلم و ستم کیا جاتا ہے۔ بجائے اتفاق و اتحاد کے اختلاف و نااتفاقی عمل میں لائی جاتی ہے

اگر قرآن عظیم کی محبت آپ لوگوں میں دیکھی جائے تو وہ بالکل نظر نہیں آتی بہت کم مسلمان ایسے نکلیں گے جو قرآن پڑھتے ہوں۔ اور اُس کی تلاوت صبح و شام کرتے ہوں ورنہ آج کل تو علی العموم یہ نظر آتا ہے کہ آپ تو درکنار اپنے بچوں کو بھی اُس کے پڑھانے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جہاں کچھ بول چال آئی۔ اے۔ بی۔ سی۔ ڈی پڑھائی۔ مدارس انگریزیہ میں داخل کر دیا اپنے دین کے احکام سکھانے قرآن پڑھانے کو بالائے طاق رکھا۔ گھر میں دیکھو تو قصہ کہانیوں کی کتابوں کے انبار۔ ناولوں کے طومار لگے ہیں۔ اور قرآن عظیم و کتب دینیہ کا ورق بھی نظر نہیں آتا۔ اگر تمہارے دلوں میں خدا اور رسول کی محبت ہوتی۔ تو تمہارے گھر قرآن عظیم و کلام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے گونجتے ہوتے کہ قاعدہ ہے اپنے محبوب کا کلام بھی محبوب ہوا کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو تمہارے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی ذرا محبت نہیں ہوتی۔ تو یہ سب علامتیں تم میں پائی جاتیں اور میدان امتحان و آزمائش میں ناکامیاب ہو کہ اگر کامیاب ہوتے۔ تو اُس کی حقیقی و واقعی باتیں تم میں پائی جاتیں۔ کہ ہر شے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے۔ کہ جو باتیں اس میں حقیقی و واقعی ہونی چاہئیں وہ اُس میں ہیں یا نہیں۔ اور یہی قرآن و حدیث

ارشاد فرما چکے۔ کہ محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی واقعی ہونے کے
یہ بات ضرور ہے کہ حضور کی محبت تمام جہان والد ولد اہل وعیال مال ومنال عزیز و
اقارب سے زیادہ اور سب کی محبت پر غالب ہو اور اُس کی آزمایش کا صریح طریقہ
یہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم کتنی ہی عقیدت کتنی ہی دوستی کا علاقہ ہو اگرچہ
وہ تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے کنبے والے تمہارے پیر تمہارے استاد
وغیرہ کسے باشد جب وہ حضور کی شان میں گستاخی کریں۔ توہین و تنقیص
کریں آپ کے احکام کی مخالفت کریں۔ تو اصلا تمہارے قلوب میں اُن کی عظمت و
محبت کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ ان سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ان کی صورت ان کے
نام سے نفرت کھاؤ۔ مگر یہ تم میں بالکل نظر نہیں آتا برابر تم کو دیکھا جاتا ہے۔ کہ
جو لوگ توہین و تنقیص شان حضور کر رہے ہیں۔ ان سے بخندہ پیشانی شیر و شکر
کی طرح میل جول سلام کلام کرتے ہو۔ جو لوگ حضور کے احکام کی مخالفت کرتے
ہیں۔ اُن کے یہاں تم بیاہ و شادی میں بوجہ قرابت جاتے ہو۔ بلکہ ان کی دلشکنی کی
وجہ سے خود مرتکب جرائم ہوتے ہو۔ مثلاً اگر تمہارے کنبے میں کہیں شادی ہو۔
اور اُس میں منہیاتِ شرعیہ ناچ گانا وغیرہ ہوں۔ تو تم بوجہ اپنی قرابت کے شریک
شادی ہوتے ہو۔ گھر میں اگر شادی وغیرہ ہو تو بیوی صاحبہ کی رضا اور خوشی کے لئے
ناچ گانا ڈھول وغیرہ سب مہیا کر دیتے ہو۔ بیٹے کی شادی میں اگر کوئی عزیز یا خود
بیٹا کہتا ہے۔ کہ ہم بغیر باجے کے برات میں شریک نہ ہوں گے۔ تو اُس کی خوشی کرنے
کو سب کچھ کرتے ہو۔ اور جس کی محبت کے مدعی ہو اس کا اس وقت میں کچھ بھی
لحاظ و پاس۔ علاوہ اس امر کے کہ ان امور کے کرنے میں کچھ گناہ ہے یا نہیں۔
نہیں کرتے تو اب بتلاؤ۔ کہ تم امتحان میں کامیاب ہوئے یا ناکامیاب۔ اپنے
دعوے محبت میں جھوٹے ہوئے یا سچے۔ بارگاہ الٰہی سے مردود اور عذاب
الٰہی فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ کے مستحق ہوئے یا نہیں۔
پس اے عزیزو اگر تم مسلمان صاحب ایمان بننا اور اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے

ہو تو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے قلوب میں جاگزین کرلو کہ ماسوائے محبت حضور تمام دنیا جہان والد ولد اہل وعیال جان و مال عزیز و اقارب سب کی محبت معدوم و کالعدم ہو جائے۔ سب کی محبت پر حضور کی محبت غالب آئے۔ کہ محبت کے معنی بھی یہی ہیں کہ ماسوائے محبوب تمام لوگ دنیا کی چیزیں دل سے محو ہو جائیں۔ اور اُس کی محبت کے آگے کچھ اُن کی اصل و حقیقت نہ رہے جیسا کہ اگلے زمانہ کے لوگوں کو حضور کے ساتھ محبت تھی۔ کہ آپ کی محبت کے آگے اپنی اہل وعیال اپنی جان و مال کی کچھ حقیقت نہ رکھتے تھے۔ آپ کے مخالفوں کا اگرچہ ان کے ماں باپ اہل وعیال ہی کیوں نہ ہوں۔ سر اُتارنے کو تیار رہتے۔ اور سب کی محبت والفت حضور کی محبت والفت کے مقابلہ میں بالائے طاق رکھتے تھے۔ بہتیروں نے حضور کی محبت میں اپنے ماں باپ اہل وعیال کے سر تن سے جدا کرکے حضور کے قدموں پر نثار کردے۔

روایت ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عبداللہ بن اُبی نے کہ جو محب و جاں نثار حضور تھے۔ اور باپ ان کا عبداللہ بن اُبی راس المنافقین تھا۔ ایک دن خدمت اقدس میں عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ فرمائیں۔ تو اپنے باپ کا سر اُتار لاؤں۔ اور جب اُس منافق نے کہا لَئِنۡ رَّجَعۡنَاۤ اِلَی الۡمَدِیۡنَۃِ لَیُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡہَا الۡاَذَلَّ اور اعز سے اپنے آپ کو مراد لیا اور اذل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو۔ پس جب اُس منافق نے مدینہ طیبہ کی طرف رجعت کی تو حضرت عبداللہ اُس کے بیٹے تلوار ہاتھ میں لے کر مدینہ منورہ کے دروازے پر آکھڑے ہوئے۔ اور اُس منافق سے کہا کہ اپنی زبان سے ان کلمات کے بدلے یہ کہہ انا اذل الناس و اصحاب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعز الناس ورنہ ابھی تیرا سر گردن سے جدا کردوں گا۔ اس نے کہا کیا سچ کہتا ہے کیا ایسا ہی کریگا۔ فرمایا ہاں میں سچ کہتا ہوں۔ اور اُس منافق کی زبان سے یہ الفاظ کہلوا لیے۔ تو اُس کو زندہ چھوڑا۔

روایت ہے کہ خولیبہ اور محیصہ دو بھائی تھے۔ چھوٹا ایمان لے آیا تھا اور بڑا نہ لایا تھا۔ اُس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کے قتل کا حکم فرمایا۔ بڑے بھائی نے کہا کیا تو ایسے شخص کو قتل کیا چاہتا ہے کہ میرے شکم کی چربی اس کی نعمت کے آثار سے ہے۔ پس چھوٹے بھائی نے جواب دیا جو کچھ بھی ہو اگر حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تیرے قتل کا حکم فرمائیں تو بھی ذرا دیر نہ کروں۔ فوراً قتل کر ڈالوں۔ پس اس کے بھائی نے جواب دیا۔ کہ تیرا عجب دین و عجب محبت ہے اور مسلمان ہو گیا۔

روایت ہے۔ کہ جنگ احد میں جب حضور کے دشمنوں کے قتل کی خبر مشہور ہوئی۔ زنانِ مدینہ حضور کی محبت میں گریہ وزاری اور فریاد و فغاں کر رہی تھیں۔ کہ ایک عورت انصار سے فریاد و فغاں کرتی ہوئی باہر آئی۔ ناگاہ چار لاشے اس کی نظر پڑے۔ ہر ایک کو لوگوں سے دریافت کرتی جاتی۔ کہ یہ کس کا لاشہ ہے۔ یہ کس کا ہے۔ بعد دریافت کے معلوم ہوا۔ کہ یہ لاشے تیرے باپ بھائی شوہر پسر کے ہیں۔ جو جنگ احد میں شہید ہوئے ہیں۔ اس عورت نے ان کی طرف ذرا بھی التفات نہ کیا۔ اور ہر ایک سے پوچھتی تھی۔ کہ میرے آقا میرے پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ وہ تو زندہ ہیں۔ یہاں تک کہ دریافت کرتے کرتے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور دامن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکڑ کر عرض کرنے لگی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں نے حضور کو صحیح و سالم پایا۔ میں باپ بھائی، شوہر، پسر کے مارے جانے کا غم والم نہیں رکھتی۔ کہ حضور کو سلامت دیکھ لیا۔

روایت ہے۔ کہ جب کفار مکہ زید ابن دشنہ کو برائے قتل حرم سے باہر لائے تو ابی سفیان نے کہا۔ تجھ کو قسم ہے اے زید کہ کیا تو دوست رکھتا ہے اس امر کو۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری جگہ ہوتے۔ اور قتل کئے جاتے اور تو اپنے اہل میں ہوتا۔ پس اُس محب وفادار نے فرمایا۔ قسم ہے مجھ کو کہ میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر رہیں۔ اور میں یہ گوارا نہیں کرتا ہوں کہ حضور کے

دستِ اقدس کو ایک کانٹا بھی چبھے ابوسفیان کہتا ہے کہ میں نے کسی شخص کو نہ دیکھا کہ دوست رکھتا ہو کسی کو ایسا جیسا کہ دوست رکھتے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ اللہ اگلے لوگوں کے قلب میں کیا عظمت و محبت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جاگزیں تھی۔ کہ اپنے اہل و عیال و جان و مال وغیرہ کی حضور کے آگے کچھ اصل در حقیقت نہ سمجھتے تھے۔ وہ تو پھر انسان تھے۔ حضور کے زمانہ کے بے زبان بلکہ بیجان بھی حضور کے کیساتھ ایسی محبت و الفت رکھتے کہ ذرا دیر کی جدائی انہیں شاق گذرتی اور آپ کی مفارقت کے تاب نہ لاتے۔ دہاڑیں مار مار کر روتے۔ ابن عساکر نقل کرتے ہیں کہ حضور کے زمانہ میں ایک گدھا تھا۔ حضور نے اُس کا نام پوچھا۔ عرض کیا یزید بن شہاب خدا تعالیٰ نے میرے نسل میں ساٹھ گدھے پیدا کئے۔ ان پر ہمیشہ پیغمبر سوار ہوتے رہے۔ اب اُس نسل سے سوائے میرے اور پیغمبروں میں سوائے آپ کے کوئی باقی نہیں ہے۔ امیدوار ہوں کہ آپ کی سواری میں رہوں۔ آج تک میں ایک یہود کے پاس تھا۔ جب وہ سوار ہوتا۔ تو میں اُسے قصداً گرا دیتا۔ وہ مجھے مارتا۔ اور بھوکا رکھتا۔ آپ نے اُس کا نام یعفور رکھا۔ جب حضور کسی کو بلانا چاہتے۔ اُسے بھیج دیتے وہ جاکر دروازے پر اپنا سر رگڑتا۔ جب صاحب خانہ باہر آتا۔ اشارہ کرتا۔ کہ تجھے تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلب فرماتے ہیں۔ جس روز حضور نے رحلت فرمائی۔ اسے تابِ مفارقت نہ آئی۔ کوئیں میں گر کر مر گیا۔

بطریق متواتر روایت ہے کہ جب مسجد نبوی میں جماعت کی کثرت ہونے لگی۔ منبر خطبہ کے واسطے تیار کیا گیا اور حضور نے اس پر قدم رکھا۔ ستونِ مسجد شریف جس پر منبر تیار ہونے سے پہلے حضور تکیہ لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ تابِ جدائی نہ لاسکا بے اختیار دہاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ جس کو مولانا روم علیہ الرحمۃ اپنی مثنوی میں تحریر فرماتے ہیں

اُستنِ حنانہ از ہجرِ رسول	نالہ میزد ہمچو اربابِ عقول	درمیانِ مجلس وعظ آنچناں
کز وے آگہ گشت ہم پیر و جواں	در تحیر ماندہ اصحابِ رسول	کز چہ مینالد ستوں با عرض و طول
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں	گفت جانم از فراقت گشت خوں	از فراق تو مرا چوں سوخت جاں

چوں ز نالم بے نوا ایجان جہاں
پس رسولش گفت کاے نیک درخت
شرقی و غربی ز تو میوہ چنند
گفت آنخواہم کہ دائم شد بقاش
تا چو مردم حشر گردد یوم دیں

مسندت من بودم از من تاختی
اے شدہ با سر تو ہمراز بخت
یادواں حالم خشت کسروی کنند
بشنو اے غافل کم از چوبی مباش

بر سر منبر تو مسند ساختی
گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند
تا تر و تازہ بمانی تا ابد
آں ستوں را دفن کرد اندر زمین

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ حال پُر ملال اس کا دیکھ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں اُسے تسکین نہ دیتا تو قیامت تک وہ ایسے ہی روتا رہتا۔ دارمی کی روایت میں ہے کہ پھر آپ نے اُس سے کہا۔ کہ اگر تو کہے تو تجھے تیرے باغ میں لگا دوں۔ کہ پھر تجھ میں برگ و بار آئیں اور جو کہے۔ تو تجھے بہشت میں پہونچادوں۔ تا دوستانِ خدا تجھ سے میوہ کھائیں اس نے بہشت پسند کی تو آپ نے فرمایا قد اختار دار البقاء علی دار الفناء اس نے ہمیشہ رہنے والے گھر کو فنا ہو جانے والے گھر پر اختیار کیا۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے۔ کہ آپ نے اسے منبر کے نیچے دفن کیا۔ جیسے مولانا فرما رہے ہیں۔ جب خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں مسجد کشادہ ہوئی۔ ابن ابی ابن کعب اُسے اُکھیڑ کر اپنے گھر لے گئے اسفرائنی کی روایت میں آیا ہے۔ کہ جب وہ رونے لگا آپ نے اُسے اپنے پاس بلایا وہ زمین چیرتا ہوا آپ کے حضور میں حاضر ہوا۔ حضور نے اپنے بدن مقدس سے اُسے چپٹایا پھر حکم فرمایا اپنی جگہ چلا جا۔ وہ فوراً چلا گیا۔

پس اے عزیزو تم بھی اسی طرح اپنے پیارے نبی کی سچی محبت اپنے دل و جان و رگ و ریشے میں جاگزیں کر لو۔ اور جب تم کو محبت قلبی اُس تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو جائیگی۔ تو قطعاً یقیناً تم قیامت کے دن اُن کے ساتھ جنت میں ہو گے کہ حدیث میں ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ جو جس کے ساتھ محبت رکھیگا۔ اُس کے ساتھ ہوگا۔ رواہ الترمذی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور کے روئے مبارک کو دیکھے جاتا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ تیرا کیا حال ہے۔ اُس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی طرف دنیا میں نظر

کرکے تمتع و برخورداری اٹھاتا ہوں۔ جب دن قیامت کا ہوگا تو اللہ تعالیٰ آپ کو
منزل رفیع و درجہ عالی عطا فرمائے گا۔ میں آپ کے رخِ روشن کی زیارت نہ کرسکونگا
پس آپ نے فرمایا۔ مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ جو مجھے محبوب رکھیگا۔ وہ میرے
ساتھ جنت میں ہوگا۔ دوسری روایت انہیں سے ہے کہ ایک شخص نے حضور
کی خدمت میں حاضر ہوکر استفسار کیا کہ قیامت کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ تو
وہاں کے لئے کیا توشہ تیار کیا ہے۔ عرض کیا میرے پاس وہاں کے واسطے نہ نماز نہ
ہے نہ روزہ اور نہ صدقہ۔ لیکن میں اللہ اور اللہ کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں
آپ نے فرمایا۔ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ تو اُس کے ساتھ ہوگا۔ جس کو دوست رکھیگا
حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو بعد سلام کے کسی شے سے اتنا خوش
ہوتے نہ دیکھا۔ جتنا اس کلمہ کو سُن کر خوش ہوئے۔ (رواہ البخاری و مسلم) تیسری
روایت میں انہیں انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ کہ ثوبان مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حضور کو نہایت محبوب رکھتے تھے۔ اگر ذرا دیر حضور کو نہ دیکھتے۔ بے صبر و
بیقرار ہو جاتے ایک دن حضور کی خدمت میں غمگین و متغیر رنگ حاضر ہوئے حضور
نے انہیں اس حال میں دیکھ کر دریافت فرمایا۔ کہ تمہارے چہرے کا رنگ آج کیوں
متغیر ہو رہا ہے۔ عرض کیا نہ مجھے کوئی بیماری ہے۔ نہ کوئی درد ہے۔ سوائے اس کے
کہ جب میں حضور کو نہیں دیکھتا ہوں تو نہایت متوحش و پریشان ہوتا ہوں۔ یہاں
تک کہ حضور کو دیکھتا ہوں۔ پھر جب آخرت کو یاد کرتا ہوں۔ تو خوف کرتا ہوں۔ کہ
آپ کو وہاں نہ دیکھنے پاؤنگا۔ کیونکہ آپ اعلیٰ علیین میں ہوں گے۔ اور میں اگر جنت
میں داخل ہوا۔ تو ادنےٰ درجے میں ہونگا۔ اور اگر نہ داخل ہوا۔ تو بالکل حضور کو
نہ دیکھ سکوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی و تشفی کیواسطے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔
کہ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ
وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا۔[1]
پس اے پیارے مسلمانو تم محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے قلوب

[1] ترجمہ اس کا بیان اطاعت میں گزر چکا ۱۲ منہ

میں اس طرح بھر لو کہ ان کی محبت کے روبرو تمام دنیا و مافیہا کی محبت تمہارے دلوں سے محو ہو جائے۔ اور اللہ و رسول کے سوا کسی کا خیال تمہارے دل میں نہ آئے تاکہ تم لوگ قیامت میں دخولِ جنت کے سزاوار اور مستحق معیت حبیب کردگار ہو۔ اللہ تعالیٰ میرے تمہارے اور جملہ مسلمانوں کے قلوب میں سچی محبت اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کی پیدا کرے۔ اور قیامت کے روز ان کے غلاموں میں اٹھائے۔ آمین یارب العٰلمین بجاہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

وعظ پنجم

بیان حسن و جمال ظاہری و باطنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ہ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس آیہ شریفہ میں اپنے پیارے محبوب طالب و مطلوب دانائے کل غیوب جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی تعریف و توصیف کرتا ہے اور اس آفتاب عرب و عجم کے چہرۂ انور کو روشن چراغ یا چمکتے آفتاب سے تشبیہ دے کر فرماتا ہے کہ اے نبی بیشک بھیجا ہم نے تم کو شاہد یعنی گواہی دینے والا تمام انبیاء اور امم پر جیسا کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام اور جمیع امم پر گواہ ہوں گے۔ بلکہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا ہ اور ہم لائیں گے ہم تم کو اے محمد قیامت کے دن ان سب پر گواہ اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کو شاہد بنایا تو شاہد کے واسطے مشاہدہ درکار ورنہ اس کی شہادت شرعاً ناجائز و نامعتبر تمام فقہائے کرام و علمائے عظام تصریح فرماتے ہیں کہ اگر کوئی

شخص کسی شے نامعلوم بلا دیکھی پر گواہی دے تو اس کی گواہی شرعاً مردود و نامقبول بلکہ خود طبری کی روایت میں وارد ہے۔ کہ آیت اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا جب نازل ہوئی تو حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں عرض کی کہ اے رب تو نے تو میرے واسطے یہ مشروع فرمایا ہے کہ شاہد شہادت نہ دے۔ مگر دیکھی ہوئی شے پر پھر میں بغیر مشاہدہ بغیر دیکھے کیسے گواہی دے سکوں گا۔ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ اَيُّهَا السَّيِّدُ نَحْنُ نُسْرِیْ بِكَ اِلَيْنَا لِتُشَاهِدَ مَلَكُوْتَ الْاَعْلٰى۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ اے سردار ہم آپ کو اپنی طرف بلائیں گے تاکہ تمام ملکوت اعلیٰ کا مشاہدہ کرا دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ شب معراج عرش عظیم سے میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا فَعَلِمْتُ بِهَا مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ پس میں نے اس کے باعث جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا۔ سب جان لیا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو ملک السموات والارض کا شاہد بنایا۔ علم اولین و آخرین عطا فرمایا۔ ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا۔ اور ہوگا اور ہو رہا ہے۔ سب آپ پر ظاہر ہے۔ کوئی ذرہ زمین پر ایسا نہیں۔ کہ جس کی آپ کو خبر نہ ہو۔ کوئی پتہ ایسا نہیں۔ کہ جو آپ پر ظاہر نہ ہو۔ ہمارے تمہارے سب کے تمام اقوال و افعال و احوال و اعمال حضور کے پیش نظر ہیں۔ اور آپ ان کو ایسا دیکھ رہے ہیں۔ جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی۔ طبرانی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ ۔ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے واسطے دنیا اٹھا لی۔ میں اس کی طرف اور اس میں قیامت تک جو کچھ ہونیوالا ہے۔ ایسا دیکھ رہا ہوں۔ جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ جس کو ترمذی وغیرہ اکابر محدثین حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رَاَيْتُهٗ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَیَّ فَتَجَلّٰى لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ میں نے رب عزوجل کو اس حال

میں دیکھا کہ اُس نے اپنا یدِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھا پس میں
نے اُس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان محسوس فرمائی۔ پس مجھ
پر ہر شے روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ بخاری کی حدیث میں بجائے وَعَرَفْتُ کے
فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے۔ یعنی میں نے جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان
ہے جان لیا۔ پھر بخاری میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی قَامَ فِيْنَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ
الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ یعنی ایک جگہ ہم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے کھڑے ہو کر ہم کو ابتدائے خلق سے جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں
کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی خبر دے دی۔ مسلم شریف میں عمر بن اخطب
انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ
فجر کے بعد غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا۔ بیچ میں سوائے نماز ظہر و عصر کے اور کچھ نہ
کیا۔ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ پس اس میں ہم سے جو کچھ قیامت
تک ہونے والا تھا۔ سب بیان کر دیا۔ صحیحین میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
ہے کہ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا
يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ یعنی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں ایک مقام پہ کھڑے ہو کر قیامت تک جو
کچھ ہونے والا تھا سب بیان کر دیا۔ کوئی چیز نہ چھوڑی۔ امام احمد مسند اور ابن
سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسندِ صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے راوی لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ
فِي السَّمَاءِ اِلَّا ذَكَرَ مِنْهُ عِلْمًا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال
میں چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے
ہم سے نہ فرمایا ہو۔ اللہ رب العزۃ جل جلالہ و عم نوالہ ارشاد فرماتا ہے وَعَلَّمَكَ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ہ یعنی سکھا دیا ہم نے تم کو

اے حبیب جو کچھ کہ تم نہیں جانتے تھے۔ اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے رب جل وعلا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ۔ یعنی غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہے۔ سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ یعنی اللہ کی یہ شان نہیں ہے۔ کہ اے عام لوگو تمہیں غیب پر مطلع کرے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے۔

پس ان آیات احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ رب العزۃ جل جلالہ وعم نوالہ نے اپنے حبیب اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان وما یکون عطا فرمایا۔ ملک السمٰوات والارض کا شاہد بنایا جس کا انکار نہ کریگا۔ مگر گمراہ بیدین کھلا منافق۔

دیکھو علامہ بغوی اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا میری امت مجھ پر اپنی اپنی صورتوں میں پیش کی گئی۔ اور میں نے آگاہ کر دیا۔ کہ کون مجھ پر ایمان لائیگا۔ اور کون ایمان نہ لائیگا۔ جب یہ خبر منافقین کو پہونچی تو وہ استہزاءً کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ گمان کرتا ہے کہ جو مجھ پر ایمان لائیں گے اور جو مجھ پر ایمان نہ لائیں گے۔ اُن سب کا علم مجھ کو ہے۔ اور وہ ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں۔ باوجودیکہ ہم اس کے ہمراہ ہیں اور وہ ہم کو نہیں پہچانتا جب اس کی خبر حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی۔ آپ نے منبر شریف پر رونق افروز ہو کر حمد وثنائے الٰہی بیان فرمائی اور فرمایا کہ اس قوم کو کیا ہوا ہے۔ کہ میرے علم میں طعنہ زنی کرتی ہے۔ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَۃِ اِلَّا اَنْبَأْتُکُمْ بِہٖ نہیں سوال کروگے تم مجھ سے کسی شے کا کہ درمیان تمہارے اور درمیان قیامت کے ہے۔ مگر میں تم کو اس کی خبر دوں گا۔ لہذا آجکل کے وہابیہ نے بھی انہیں منافقین منکر علم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا اور نفی علم غیب پر کمر کسی اس کے مثبت پر کفر و شرک کے فتوے لگائے اپنی تحریروں اور تقریروں میں

باستدلالات واہیہ ثابت کیا کہ علم غیب خاصہ خدا ہے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مانا جائے گا۔ تو مساوات لازم آئے گی اور وہ شرک اور شیخ کی عبارت میں قطع برید کر کے اپنے مطلب کے موافق بنا کر لکھ دیا۔ کہ شیخ مدارج میں فرماتے ہیں رسول اللہ فرمودہ اند کہ مرا علم پس دیوار نیست۔ حالانکہ یہاں پر شیخ اس حدیث کو بے اصل قرار دے رہے ہیں۔ کہ جس سے منکرین علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مدعا پر استدلال لایا کرتے تھے۔ اور فرماتے ہیں۔ وجوابش آنست کہ ایں سخن اصلی ندارد۔ پھر مساوات تو اُس وقت لازم آتی۔ کہ جب ہم حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم خدا جیسا مانتے۔ ہم تو علم باری تعالیٰ اور علم حضور میں فرق بین بیان کرتے ہیں۔ کہ خدا کا علم ذاتی اور حضور کا علم عطائی اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم حقیقی حضور کا علم اضافی خدا کا علم قدیم، حضور کا علم حادث خدا کا علم ممتنع التغیر حضور کا علم ممکن التغیر اللہ تعالیٰ کا علم تفصیلی فعلی فردانی ہر فرد کو محیط آپکا علم اجمالی پھر باوجود ان فروق کثیرہ کے دعوے مساوات کرنا۔ اور حضور سے علم کو سلب کلی ماننا مثبتین پر شرک وکفر کے فتوے لگانا اور نصوص حصر سے اپنے مدعا پر استدلال لانا محض جہالت ونادانی وعداوتِ شیطانی بلکہ خود مستلزم شرک وکفر ہے کہ صریح آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے انکار لازم آتا ہے۔

قرآن مسلمان کا دین وایمان اس کے ایک ایک حرف پر ایمان لانا واجب جو نصوص حصر ہیں۔ اُن میں وہی علم ذاتی مراد ہے۔ نہ علم عطائی ورنہ تطبیق ناممکن بلکہ بعض علمائے کرام نے تو یہاں تک تصریحیں فرمادیں کہ علوم خمس جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الخ میں اپنے ہی ساتھ مخصوص فرمائے ہیں۔ اُن کو بھی اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو عطا فرمایا اور علم قیام ساعت روح کا بھی آپ کو عطا فرمایا۔ مگر ان دونوں کے پوشیدہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ علامہ [illegible]ین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ شریف میں لکھتے ہیں ذَھَبَ بَعْضُھُمْ [illegible] صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُوْتِیَ عِلْمَ الْخَمْسِ اَیْضًا وَعِلْمَ وَقْتِ

السَّاعَةِ وَالرُّوحِ وَاِنَّهٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرَ بِکَتْمِ ذٰلِکَ یعنی بعض علما اس طرف گئے ہیں کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم خمسہ بھی عطا فرمائے گئے اور علم قیام قیامت اور روح کا بھی دیا گیا مگر ان دونوں کے پوشیدہ کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ علامہ عبدالعزیز قدس سرہ ابریز میں تحریر فرماتے ہیں۔ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْءٌ مِّنَ الْخَمْسَۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ فِی الْاٰیَۃِ الشَّرِیْفَۃِ (الی ان قال) وَکَیْفَ یَخْفٰی اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْوَاحِدُ مِنْ اَھْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِہِ الشَّرِیْفَۃِ لَا یُمْکِنُہُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَۃِ ھٰذِہِ الْخَمْسِ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شے علوم خمسہ سے جو آیت شریفہ میں ذکر کیے گئے ہیں۔ پوشیدہ نہیں ہے اور کیسے علوم خمسہ حضور پر پوشیدہ ہوں گی۔ کہ آپ کی امت کے اہل تصرف سے ایک شخص کو بھی تصرف بدون معرفت علوم خمسہ کے ممکن نہیں۔ بلکہ حضور نے علوم خمسہ میں سے بعض کو ظاہر بھی فرمایا۔ مثلاً خطیب و ابونعیم دلائل میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ مجھ سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہا مَرَرْتُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَاِذَا وَلَدْتِہٖ فَاْتِیْنِیْ یعنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گذری پس آپ نے فرمایا تیرے حمل میں لڑکا ہے۔ جب تو اسے جنے تو میرے پاس لانا آگے حدیث میں فرماتے ہیں۔ فَلَمَّا وَلَدْتُہٗ اَتَیْتُہٗ فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِہِ الْیُمْنٰی وَاَقَامَ فِی الْیُسْرٰی وَاَلْبَاہُ بِرِیْقِہٖ پس جب میں نے اس کو جنا تو آپ کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئی۔ پس آپ نے اس کے دہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور اپنا لب مبارک اس کو چٹایا۔ دیکھو یہ علم مافی الارحام انہیں علوم خمسہ مخصوصہ باللہ تعالیٰ سے ہے۔ مگر بعطائے الٰہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا اور آپ نے اس کو ظاہر فرمایا کہ تیرے پیٹ میں لڑکا ہے۔ بلکہ آگے حدیث میں ان کے اصلاب کی بھی خبر دے دی کہ اس کے صلب سے فلاں و فلاں ہو گا۔

صحیحین میں سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے حدیث خیبر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاَعْطَاھَا عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ الکریم میں اس جھنڈے کو کل ایسے شخص کو دونگا۔ جس کے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ فتح دیگا۔ اور وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا۔ پس آپ نے وہ جھنڈا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا۔ یہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ما فی غد ہے۔ جس کو باعطائے الٰہی ظاہر فرما رہے ہیں اور جو آپ نے فرمایا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے میدان میں لوگوں کو جمع فرمایا۔ جب وہ جمع ہوگئے تب آپ نے اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ یہ فلاں کا مصرع ہے۔ یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے۔ فَمَا مَاطَ وَمَا تَجَاوَزَ اَحَدُھُمْ عَنْ مَوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پس نہ زائل ہوا اور نہ تجاوز کیا۔ کسی نے موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاں جہاں آپ نے اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا تھا۔ کہ فلاں اس جگہ مرے گا۔ فلاں اس جگہ قتل ہوگا وہیں پر ہر ایک قتل ہوا تو یہ علم بای ارض تموت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو باعطائے الٰہی ظاہر فرمایا اور ویسا ہی ہوا۔

حضور کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔ حضور کے صدقے حضور کے طفیل میں تو غلامان حضور کو اُن کے رب عزوجل نے وہ علوم عطا فرمائے کہ یارائے تقریر سے باہر ہیں۔ اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ کو مشاہدہ کر رہے ہیں۔ تمام اشیائے عالم کو دیکھ رہے ہیں۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز مسجد نبوی میں منبر پر خطبہ فرما رہے ہیں۔ تمام لوگ جمع ہیں۔ یکایک اثنائے خطبہ میں فرمانے لگے۔ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ۔ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ پکڑ۔ تمام حاضرین حیران رہ گئے۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ دن تاریخ یاد رکھا وہاں پر حضرت ساریہ لڑائی میں مشغول تھے کہ یکایک خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی آواز کان میں آئی۔ فوراً پہچان لیا۔ کہ یہ میرے آقا کی آواز ہے۔ اور اس پر عمل کیا۔ فتح پائی۔ سینکڑوں کوس سے معاملہ جنگ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پیش نظر ہونا۔ اور آواز دینا اور حضرت ساریہ کا سننا اور اس پر عمل کرنا اور فتح پانا یہ کیا ہے۔ وہ طاقت ہے کہ اللہ رب العزۃ نے اپنے حبیب کے خلیفہ کو عطا فرمائی۔ جب وہ لشکر فتح پاکر واپس آیا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ فلاں تاریخ فلاں دن فلاں وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیوں آواز دی تھی۔ کیا واقعہ تھا معلوم ہوا۔ کہ کچھ کفار پہاڑ کے درہ میں کمین گاہ میں پوشیدہ تھے۔ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو غافل پاکر حملہ آور ہوں۔ میدان کارزار گرم تھا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی آواز سنائی دی موافق آواز عمل کیا فتح پائی۔ اسی طرح ایک دن ایک شخص آپ سے ملنے آیا۔ آپ نے اُس سے اس کا پتہ پوچھ کر فرمایا تو جلد اپنے گھر کو واپس جا کہ تیرے گھر میں آگ لگی ہے اور گھر کے لوگ جل رہے ہیں۔ جب وہ گھر کو واپس آیا۔ بموجب ارشاد تمام گھر اور گھر والوں کو جلا ہوا پایا۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ایک سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں اور فرماتے ہیں۔ لوح محفوظ سے نیچے کا تمام حال مجھ سے دریافت کر لو۔

حضرت پیران پیر دستگیر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عَیْنِیْ فِیْ لَوْحِ الْمَحْفُوْظِ میری آنکھیں لوح محفوظ میں ہیں۔ اور میں اللہ کے علوم کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں اور مجھے ہر دن ہر ہفتہ ہر مہینہ ہر سال آکر سلام کرتا ہے۔ اور اس میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کی خبر دیتا ہے۔

مسلمانو! مقامِ غور ہے کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو ان کے رب تبارک وتعالیٰ نے ان کے صدقے میں جب یہ علوم عطا فرمائے کہ صرف ایک سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دینے کا دعوے کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہماری آنکھیں لوح محفوظ میں لگی ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ ان کے آقا کے

نامدار حبیب پروردگار کو ان کو مولا نے کیا کیا علوم عطا فرمائے ہوں گے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور کے سامنے عرض فرما رہے ہیں کہ مجھ کو تمام آسمان و زمین پہ رہنے والوں کا اور جنت و دوزخ اور ان میں داخل ہونے والوں کا علم ہے۔ اگر فرمایئے تو بیان کروں۔ جس کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی شریف یوں فرماتے ہیں ؎

گفت پیغمبر صباحی زید را ۔ کیف اصبحت ای رفیق باصفا ۔ گفت عبداً مومنا باز اوش گفت
کو نشان از باغ ایماں گر شگفت ۔ گفت تشنہ بودہ ام من روزہا ۔ شب نخفتستم ز عشق و سوزہا
تا ز روز و شب جدا گشتم چناں ۔ کہ ز اسپر بگذرد نوکِ سناں ۔ کہ ازاں سو جملۂ ملت یکی ست
صد ہزاراں سال و یکساعت یکیست ۔ ہست ازل را و ابد را اتحاد ۔ عقل را رہ نیست سوئی افتقاد
گفت ازیں رہ کو رہ آورد بیار ۔ در خورد فہم و عقول ایں دیار ۔ گفت خلقاں چوں بہ بینند آسماں
من بہ بینم عرش را با عرشیاں ۔ ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ۔ ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن
یک بیک وا می شناسم خلق را ۔ ہمچو گندم من ز جو در آسیا ۔ کہ بہشتی کہ و بیگانہ کی ست
پیش من پیدا چو مار و ماہی ست ۔ جملہ را چوں روز رستاخیز من ۔ فاش می بینم عیاں از مرد و زن
ہیں بگویم یا فرو بندم نفس ۔ لب گزیدش مصطفٰے یعنی کہ بس ۔ یا رسول اللہ بگویم سر حشر
در جہاں پیدا کنم امروز نشر ۔ ہل مرا تا پردہا را بر درم ۔ تا چو خورشیدی بتابد گوہرم
تا کسوف آید ز من خورشید را ۔ تا نمایم نخل را و بید را ۔ وا نمایم روز رستاخیز را
نقد را و نقد قلب آمیز را ۔ دستہا ببریدہ اصحاب شمال ۔ وا نمایم زنگ کفر و رنگ آل
وا کشائم ہفت سوراخ نفاق ۔ در ضیاے ماہ بے خسف و محاق ۔ وا نمایم من پلاس اشقیا
بشنوانم طبل و کوس انبیا ۔ دوزخ و جنات و برزخ در میاں ۔ پیش چشم کافراں آرم عیاں
وا نمایم حوض کوثر را بجوش ۔ کاب بر روشاں زند بانگش بگوش ۔ وانکساں کہ تشنہ گردش می تنند
یک بہ یک را وا نمایم تا کیستند ۔ می بسایند دوش شاں بر دوش من ۔ نعرہا شاں می رسد در گوش من
اہل جنت پیش چشمم ز اختیار ۔ در کشیدہ یک بہ یک را در کنار ۔ دست یکدیگر زیارت می کنند
وز لباں ہم بوسہ غارت میکنند ۔ گر شد ایں گوشم ز بانگ آہ آہ ۔ از حنین و نعرۂ وا حسرتا
ایں اشارتہا ست گویم از نغول ۔ لیک می ترسم ز آزار رسول

اس روایت نے تو جان

منکریں پر اور بھی آفت ڈھائی کہ ایک صحابی حضور کے روبرو دعوے علم غیب کر رہا ہے۔ تمام دنیا زمین آسمان جنت و دوزخ و ما فیہم کی اشیا بتلانے کو تیار ہے مگر حضور نہ اُسے کافر بتاتے ہیں نہ مشرک کہتے ہیں۔ اگر کہتے ہیں۔ تو اتنا کہ بس چپ رہ تو یہ علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جو اُن کو بعطائے آلٰہی حاصل ہوئے اور اُنہوں نے اپنی اُمت کے سامنے ظاہر فرمائے۔

تو بیشک بھیجا ہم نے تم کو اے نبی خلق پر گواہی دینے والا و مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا اور خوشی سنانے والا واسطے اولیا کے اور ڈر سنانیوالا واسطے اعدا کے یا بھیجا ہم نے تمہیں لے نبی خوشخبری سنانیوالا جنت کی واسطے مومنین کے اور ڈرانے والا دوزخ سے واسطے کافرین کے۔ یا یہ معنی ہیں کہ اے نبی بھیجا ہم نے تم کو مبشر واسطے گنہگاروں کے تاکہ وہ ہماری رحمت اور مغفرت سے ناامید نہ ہوں۔ اور نذیر واسطے صدیقین کے تاکہ وہ اپنی عبادت و ریاضت پر نازاں نہ ہوں۔

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی اتری کہ یا داؤد بَشِّرِ الْمُذْنِبِیْنَ وَ اَنْذِرِ الصِّدِّیْقِیْنَ اے داؤد گنہگاروں کو خوشخبری سنا کہ میں غفور رحیم ہوں۔ میری رحمت و مغفرت سے ناامید نہ ہوں۔ اور صدیقوں کو ڈرا کہ میں غیور ہوں۔ گویا اس آیہ کریمہ میں گنہگاران امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سنائی جارہی ہے۔ کہ وہ بباعث اپنے گناہوں کے میری رحمت و مغفرت سے ناامید و بے آس نہ ہوں۔ بلکہ میرے رحم و کرم کی آس لگائے رہیں۔ میں ایک دم میں اُن سب کے گناہ عفو کر دوں گا۔ اور اپنے دامنِ رحمت میں انہیں چھپا لونگا۔ جیساکہ دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ۔ اپنی عبادت پر نازاں نہ ہوں کہ میں جبار و قہار ہوں۔ یا یہ معنی ہیں کہ اے نبی بھیجا ہم نے تم کو خوشخبری سنانے والا واسطے ان لوگوں کے جو تم پر ایمان لائے اور تمہاری اطاعت و فرمانبرداری اور تعظیم و توقیر کرتے ہیں اُن کو ہمارے فضلِ عظیم یعنی شفاعت و جنت و رویت کی بشارت دیدو اور جو لوگ کہ

ایمان نہیں لائے یا ایمان لائے مگر تمہاری اطاعت و فرمانبرداری تعظیم و توقیر نہیں
کرتے انہیں ہمارے عذاب الیم یعنی دوزخ اور اس کے عقوبات کا ڈر سنادو۔
وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ اور بھیجا ہم نے تم کو بلانے والا واسطے اتقیا کے۔
یا بلانے والا واسطے کافرین کے یا بلانے والا تمام مخلوق کو اللہ کے دین اور اس کی
عبادت کی طرف اس کے حکم سے وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا اور بھیجا ہم نے تم کو اے نبی چراغ
چمکتا ارباب تفاسیر فرماتے ہیں۔ کہ سِرَاجًا مُّنِیْرًا سے اس جگہ یا تو آفتاب
مراد ہے جیساکہ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو سراج سے تعبیر فرمایا ہے
تَبَارَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا بزرگ
و برتر ہے وہ ذات جس نے بنائے آسمان میں برج اور چاند اور سورج چمکتے ہوئے
یا روشن چراغ مراد ہے بر تقدیر اول یعنی جب سراج منیر کو آفتاب سے تعبیر کیا جائے وجہ اول
تو وجہ مناسبت و مشابہت یہ ہوگی کہ جیسے آفتاب بروقت طلوع اپنے نور سے
تمام زوایائے عالم کو روشن و منور کر دیتا ہے اسی طرح جب آفتاب وجود محمدی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فلک رسالت پر طلوع اجلال فرمایا تو اپنے انوار ظاہری و
باطنی سے تمام اطراف و اکناف عالم کو روشن و منور کر دیا اور ہر جڑی بوٹی میں حضور
ہی کا جلوہ نظر آنے لگا۔ لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سراج منیر فرمایا یا یہ کہ جیسے وجہ دوم
آفتاب تمام دنیا کی ظلمتوں کو اپنی شعاع سے مندفع کر دیتا ہے۔ اسی طرح آفتاب
وجود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاع سے تمام جہان کی ظلمتیں کافور ہو گئیں
لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سراج منیر فرمایا یہ کہ جیسے آفتاب کے طلوع ہونے وجہ سوم
سے رات دن سے جدا و تمائز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آفتاب فلک رسالت کے چمکنے
سے کفر و ایمان میں تمائز حاصل اور ہر ایک دوسرے سے جدا و ممتاز ہو گیا لہٰذا
اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سراج منیر فرمایا۔ یہ کہ طلوع آفتاب کے وقت اس وجہ چہارم
کی شعاعیں تمام جہان کی چیزوں بحر و بر سہل و جبل پاک و نجس غنی و مفلس وغیرہ
پر پڑتی ہیں۔ اور ان کو اپنے نور سے روشن و منور کر دیتی ہیں۔ اسی طرح حضور اقدس

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کا نور تمام خلائق پر پڑا اور سب کو روشن کر دیا۔ اور قیامت کے دن تمام امت مطیع و عاصی و دانی و قاضی و مرد و زن پر آفتاب شفاعت چمکے گا۔ اور اپنی شعاع سے ہر ایک کو روشن و منور کر دیگا کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بیشک بھیجا ہم نے تم کو اے محمد تمام خلق کیطرف وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً میں جمیع خلق کی طرف بھیجا گیا ہوں لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سراج منیر فرمایا۔ یا یہ وجہ ہے کہ جب آفتاب آسمان پر طلوع ہوتا ہے۔ تو اُس کے نور سے تمام ستارے اور چاند ماند ہو جاتے ہیں اور چادر کبود میں پنہاں و مستور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب آفتاب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فلک رسالت پر چمکا۔ تو اُس کے نور کے روبرو تمام انبیا و مرسلین کہ ہر ایک کوکب فلک عز و تمکین ہے۔ ماند و مستور و محجوب ہو گئے لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور کو سراج منیر فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

بشارت۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب کو اس خاکدان عالم میں آفتاب درخشاں و ماہتاب نور افشاں بنا کر بھیجا اور آفتاب کی خاصیت ہے کہ جب ولائیت یمن اور حوالی بدخشاں پر طلوع کرتا ہے اور اپنا پرتو سنگ اصلی پر ڈالتا ہے۔ تو وہ سنگ لعل و عقیق ہو جاتا ہے۔ تو اے عزیز و ہم گنہگاران امت کو بھی اس آفتاب فلک رسالت ماہتاب سپہر نبوت سے قوی امید ہے کہ جب وہ ولایت گنہگاران و بلاد سیاہکاران پر طلوع فرمائیگا۔ اور ہمارے سنگ سیأت پر پرتو جمال آرا ڈالیگا۔ تو وہ سنگ سیأت لعل و عقیق حسنات ہو کر رہ جائینگے

پڑتے ہی مہر شفاعت کی شعائیں فائق	سنگ سیأت ترا لال بدخشاں ہوگا

اور بر تقدیر ثانی یعنی جب سراج منیر کے معنی روشن چراغ لئے جائیں۔ تو وجہ مناسبت و مشابہت درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم و درمیان چراغ یہ ہوگی۔ کہ جس طرح چراغ سے تاریکی دور ہوتی ہے۔ اور جہاں وہ جلتا ہے وہ جگہ اُس کی روشنی و نور سے روشن و منور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب چراغ وجود محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم پردہ دنیا پر روشن ہوا تو اس کے نور سے تاریکی کفر و شرک دور ہوئی اور تمام عالم نور ایمان و عرفان سے روشن و منور ہو گیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراج منیر فرمایا۔ یا یہ وجہ ہے۔ کہ جس گھر میں چراغ روشن ہوتا ہے۔ چور نہیں آتا۔ اسی طرح جس کے خانۂ دل میں چراغ محبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روشن ہوگا۔ وزد متاع ایمان یعنی شیطان علیہ اللعن اس پر قابو نہ پائیگا۔ یا یہ وجہ ہے کہ چراغ کی روشنی خانۂ تیرہ کو روشن کر دیتی ہے۔ اسی طرح آپ کی محبت کا چراغ دل تیرہ کو روشن و منور کر دیتا ہے۔ یا یہ وجہ ہے کہ جس گھر میں چراغ روشن ہوتا ہے۔ وہاں بیٹھنے سے دل نہیں گھبراتا۔ اسی طرح جس کے خانۂ دل میں حضور کی یاد و محبت کا چراغ روشن ہوگا۔ اس کا دل کبھی نہ گھبرائیگا۔ اور اس کے پاس رنج و غم درد و الم نہ آئیگا۔

الٰہ کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو	جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلادیے ہیں

غرضیکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کو سراج منیر فرمایا کہ جس سے مراد آفتاب ہے بعینہٖ آفتاب نہ فرمایا اس میں چند حکمتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ آفتاب کیواسطے منزل رفیع ہے اور دست تصرف اس سے کوتاہ اگر آفتاب کہتا تو ضعفائے امت آپ کے ناامید ہوتے اور آپ کی دوستی سے دست بردار ہوتے لہذا سراج منیر فرمایا شمسا منیرا نہ فرمایا تاکہ فقیر و امیر اعلیٰ و ادنے سب کا دست تصرف اس پر پہونچ سکے۔ اور آپ کے نور کامل السرور سے کوئی محروم نہ رہے سب فیض یاب ہوں دوسری یہ کہ چراغ کیواسطے چند خاصیتیں ہیں۔ جو آفتاب کیلئے نہیں مثلاً ایک سے سیکڑوں بلکہ لاکھوں چراغ روشن ہو سکتے ہیں۔ اور ایک چراغ جہاں بھر کے خس و خاشاک جلاسکتا ہے۔ اسی طرح چراغ وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزارہا چراغ ایمان و عرفان طاعت و عبادت کے روشن ہو گئے۔ اور قیامت کے دن سیکڑوں خرمن خس و خاشاک عصیاں آپ کے پرتو شفاعت اور فروغ رحمت سے سوختہ ہونگے لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراج منیر فرمایا۔ شمس منیر نہ فرمایا۔ منقول ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے بار الٰہ تو مجھ کو اپنے خزائن رحمت سے ایک نشانی

دکھا تاکہ میں دیکھوں کہ تیرے خزائن بے انتہا کی دنیا میں کوئی نظیر ہے حکم ہوا اے موسیٰ ایک چراغ روشن کر اور اپنے تمام گروہ کو حکم دے کہ وہ اس چراغ سے ایک ایک چراغ جلائیں جب انہوں نے چراغ روشن کیئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ دیکھ جو تو نے چراغ روشن کیا تھا۔ اُس کی روشنی میں کچھ کمی ہوئی۔ عرض کیا کچھ نہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ میرے خزائن رحمتِ وجود وکرم کو اسی پر قیاس کر کہ سیکڑوں کو اپنی عطاو بخشش سے سرفراز کرتا ہوں۔ اور ایک ذرہ بھر میرے خزائن رحمت وجودِ کرم سے کم نہیں ہوتا۔ لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس حکمت کی وجہ سے اپنے حبیب کریم کو شمس منیر نہ فرمایا۔ سراج منیر فرمایا کہ جیسے ایک چراغ سے ہزار ہا چراغ روشن ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی روشنی میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ اسی طرح میرے محبوب رحمۃ للعٰلمین شفیع المذنبین کے دریائے رحمت وشفاعت وخزائن جود وکرم میں کچھ کمی نہیں ہوتی روز بروز ترقی وجوش پر ہے۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔ تیسری یہ کہ آفتاب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں ہوتا۔ اور چراغ منتقل ہوتا ہے۔ پس اگر آپ کو آفتاب فرمایا جاتا۔ تو آپ کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمانا اور مسجد اقصےٰ سے تا بقاب قوسین پہنچنا مناسب نہ ہوتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراج منیر فرمایا۔ شمس منیر نہ فرمایا۔ چوتھی یہ کہ بقول حکما جب چراغ میں پھونک ماری جاتی ہے اور اُسے گل کیا جاتا ہے۔ تو اس کا نور کہ دراصل نار ہے۔ کرۂ ناری کی طرف صعود اور اپنے خیر طبعی کی طرف کہ فوق ہے میل کرتا ہے۔ لہٰذا تبارک وتعالیٰ نے آپ کو سراج منیر فرمایا۔ تاکہ جب آپکا نور کالبد خاکی کو خالی کرے۔ تو اپنے کرۂ اصلی وخیر طبعی اللہ نور السمٰوٰت والارض کی طرف صعود میل کرے۔ اور معدن ومطلع حقیقی باری عزوجل میں جاکر مل جائے۔ کہ منہ البدایۃ والیہ النہایۃ۔

نکتہ۔ پھر اللہ عزوجل نے یہاں پر اپنے حبیب کریم کو چراغ ہی فرمایا۔ شمع یا مشعل نہ فرمایا۔ اس لئے کہ شمع ارباب سلطنت واصحاب مملکت اور مشعل اغنیار وارباب مکنت کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔ اگر آپ کو مشعل یا شمع فرماتا۔ تو آپ کی امت کے

غرباء فقراء بے آس و ناامید ہوتے۔ لہٰذا آپکو سراج منیر فرمایا۔ تاکہ آپکی امت کا کوئی غریب فقیر مسکین بے آس و ناامید نہ ہو۔ ہر ایک آپکی رحمت و شفاعت جود و نوال سے مستفیض و بہرہ مند ہو کہ انعالتنال من قال لہ

نکتہ پھر صرف سراج ہی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ اُسے مقید بانارت فرمایا۔ تاکہ اشارہ ہو جائے۔ اس امر کی طرف کہ چراغ دو قسم ہے۔ ایک فاتر دوسرا منیر فاتر مشوش خاطر اور منیر منور ضمیر ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے حبیب کو چراغ منیر اور منور ضمیر بنا کر بھیجا ہے۔ نہ فاتر اور مشوش خاطر۔

نکتہ یا سراج کو اس لیے مقید بہ منیر فرمایا کہ کوئی چراغ بغیر دھوئیں کے نہیں ہوتا۔ چراغ وجودِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم وہ چراغ ہے کہ جس میں سوائے نور کے دھوئیں کا نام ہے۔

نکتہ یا اس لیے منیر فرمایا کہ تمام دنیا کے چراغ باد مخالف سے گل و مغلوب و مقہور ہو جاتے ہیں۔ چراغ وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا روشن چراغ ہے کہ کسی باد مخالف سے گل و مقہور نہیں ہوتا۔ کسی کے صاعقہ مخالفت سے مغلوب نہیں ہوتا۔ قیام قیامت تک منور و روشن رہیگا۔ اگر دشمنان دین کتنے ہی اس کے گل کرنے کی فکریں اور کوششیں کریں۔ جانیں لڑائیں۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ وَ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ غرضیکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو دنیا میں آفتاب درخشاں و ماہتاب نور افشاں بنا کر مبعوث فرمایا۔ جس کے انوار باطنی نے تمام دنیا کو روشن و منور فرمایا اور حسن و جمال ظاہری نے تمام دنیا والوں کو مسخر اور اپنا شیفتہ و متوالا بنایا۔ اور سیکڑوں بلکہ ہزاروں کو اپنا جمال جہاں آرا دکھا کر جان سے بے جان بنا دیا ؎

پیش یوسف ہاتھ کاٹے ہیں زنان مصر نے
تیری خاطر سر کٹا بیٹھے فدایان جمال!

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرئیل نے مجھ سے آکر کہا کہ اے محمد اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ كَسَوْتُ حُسْنَ يُوْسُفَ مِنْ نُوْرِ الْكُرْسِيِّ وَكَسَوْتُ نُوْرَ وَجْهِكَ مِنْ نُوْرِ عَرْشِيْ

میں نے یوسف کو نورِ کرسی سے لباسِ حُسن پہنایا۔ اور آپ کے چہرہ انور کو اپنے عرش کے نور سے منور کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْہِہٖ۔ میں نے کسی شئے کو زیادہ حسین و خوبصورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ دیکھا۔ گویا کہ حضور کے چہرہ انور میں آفتاب سیر کر رہا ہے۔

نکتہ اثر مذکور میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مَا رَاَیْتُ شَیْئًا فرمایا مَا رَاَیْتُ رَجُلًا یا اِنْسَانًا نہ فرمایا۔ تاکہ غایت حُسن و جمال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہو جائے۔ کہ حضور کا حُسن و جمال تمام دنیا کی چیزوں پر فائق تھا تمام اشیاء ان کے جمال کے روبرو ہیچ تھیں۔ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آکر پوچھا اَکَانَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّیْفِ کیا حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چمک دمک روشنی و صقالت میں مثل تلوار کے تھا۔ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ فرمایا نہیں بلکہ مثل ماہتاب کے چمکتا دمکتا روشن و منور تھا۔

نکتہ چونکہ حضور کے روئے انور کو سیف سے تشبیہ دینے میں معنی تدویر فوت ہوتے تھے۔ لہٰذا حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے اُس سے عدول کر کے قمر سے تشبیہ دی۔ کہ وہ تدویر و لمعان دونوں کا مستجمع ہے۔ حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روشن رات میں سُرخ حلہ پہنے دیکھا۔ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْہِ وَاِلَی الْقَمَرِ فَھُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔ پس میں نے حضور کے چہرہ انور اور چاند کی جانب دیکھنا شروع کیا۔ تو حضور کا رُخ روشن میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین اور روشن و منور تھا۔

رُخِ تابانِ مصطفےٰ کے حضور
رنگ فق ہے مہ منور کا

بیہقی ابی اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک عورت مجھ پہ گذری۔ اور کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کیا ہے۔ پس میں نے اُس سے کہا۔ کہ

حضور کے روئے منور کی تعریف کر۔ اس نے کہا۔ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ حضور کا روئے مبارک مثل چودھویں رات کے چاند کے تھا۔ کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو قبل آپ کے نہ بعد آپ کے مثل آپ کے صلی اللہ علیہ وسلم

روایت ہے۔ کہ جب شب معراج حضور کی سواری قریب بطحا پہونچی بے شمار قدسی شمع کافوری و مشعل نوری اپنے ہاتھوں میں لئے۔ حضور کی جلو میں تھے کہ حضرت احدیت سے خطاب آیا کہ اے جبرئیل میرے حبیب کے روئے درخشاں پر جو ستر حجاب پڑے ہیں۔ ان میں سے ایک اٹھا دے۔ چنانچہ جبرئیل نے بموجب فرمان خالق انس و جان حضور کے رخ روشن سے ایک حجاب دور فرمایا۔ کہ ناگاہ تمام حوالی بطحا چہرۂ انور کی روشنی سے روشن و منور ہو گیا۔ اور سب شمعوں اور مشعلوں کی روشنی حضور کے رخ تاباں کی تابشوں کے آگے ماند ہو گئی۔ اسی طرح حضور کے دندان مبارک نور کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تو مثل برق چمکتے۔ اور ان سے نور ظاہر ہوتا۔ اور در و دیوار اس سے روشن ہو جاتے

روایت ہے۔ کہ ایک رات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کچھ سی رہی تھیں کہ چراغ گل ہو گیا۔ اور سوئی گر گئی۔ آپ اسی حالت میں سوئی ڈھونڈھنے لگیں۔ کہ اتنے میں حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف فرما ہوئے اور پوچھا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا ڈھونڈھتی ہو۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ سوئی گر گئی ہے۔ پس آپ نے تبسم فرمایا۔ کہ اس کی روشنی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوئی پالی ۵

الماس جیسے شب میں چمکتے دمکتے ہیں	دنداں نہیں ہیں موتھ میں جواہر کی کان ہے

تو معلوم ہوا کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال میں یکتا شکل و شمائل میں بے ہمتا۔ بلکہ ہمہ تن نور اور نور باری عزوجل کے مظہر تھے۔ لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اس آیہ کریمہ میں سراج منیر فرمایا۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۵ بہ تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے

نور اور روشن کتاب اور آپ ہمہ تن نور کیوں نہ ہوتے۔ کہ اول تو نور باری عزاسمہ سے مخلوق دوسرے ہمیشہ بعد نماز اپنے رب عزوجل سے دعا فرماتے۔ کہ اے اللہ میرے کر تو میرے قلب میں اور بصر میں نور اور سماعت میں نور اور پٹھوں میں نور اور گوشت میں نور اور آگے پیچھے اور داہنے بائیں نور اور مجھے ہمہ تن نور فرما دے (رواہ الشیخان واصحاب السنن الاربعۃ) اور دعاء انبیا علیہم السلام مستجاب تو آپ سر سے پا تک ہمہ تن نور ہوئے۔ یہی باعث ہے کہ حضور کے تن اطہر کے سایہ نہ تھا۔ کہ آپ ہمہ تن نور تھے اور نور کے سایہ نہیں ہوتا۔ جیسے چراغ کہ اگرچہ حقیقتاً نور نہیں۔ مگر اس کی لمعان کے باعث اس کا سایہ نظر نہیں آتا۔ بخلافِ سائرِ اشیائے دنیوی کے۔ کہ سب کا عکس و سایہ نظر آتا ہے

سایۂ جسم نہ ہونے سے ہوا صاف عیاں ۔۔۔ تن میں حضرت کے کوئی چیز بجز نور نہیں

بہر حال حضور کا حسن و جمال بے نظیر و بے مثال تھا۔ نہ کسی کی آنکھوں نے ایسا دیکھا۔ نہ کانوں نے سنا جس کا بیان احادیث کثیرہ میں وارد یہاں پر بعض مذکور ہوئیں۔ اور باقی بخوف تطویل حوالہ کتب مبسوط کی گئیں۔

وعظ ششم

بیان حوض کوثر و شفاعت و کثرت و رفعت ذکر وجود و سخا و خلق عظیم وغیرہ اوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ہ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ہ اللہ رب العزۃ جل جلالہ و عم نوالہ اس سورۂ پاک میں اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنی نعمتیں اپنی رحمتیں اپنا فضل و کرم جو اُس تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں روز ازل سے آخر تک مبذول فرمایا ہے۔ یاد دلا کر ان کی تسلی و تشفی فرماتا ہے۔ اور

حضور کے اعدائے لعین کی جو حضور کی شان میں الفاظ گستاخانہ و بے ادبانہ بکا کرتے تھے۔ توہین و تنقیص فرماتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس سورۂ پاک کی تفسیر میں مروی ہے۔ کہ ایک دن حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد شریف سے تشریف لا رہے تھے۔ اور عاص ابن وائل مسجد کو جا رہا تھا۔ کہ باب بنی سہم کے نزدیک باہم ملاقات ہوئی۔ اور کچھ دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ جب حضور تشریف لے آئے اور وہ مسجد میں گیا۔ تو ایک جماعت قریش نے جو وہاں بیٹھی تھی۔ اس سے پوچھا تو کس سے باتیں کرتا تھا۔ اس نے کہا۔ میں اس ابتر سے باتیں کر رہا تھا۔ اور مراد ابتر سے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیا۔ کہ اہل عرب موافق اپنی عادت کے منقطع النسل کو ابتر کہا کرتے تھے۔ اور اسی ہنگام میں حضور کے صاحبزادے ابراہیم نے بطن حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔ وفات پائی تھی۔ لہٰذا اس نے حضور کو ابتر

---

[1] تذییل حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک قاسم جو قبل نبوت پیدا ہوئے۔ اور تا سترہ روز کے بعد انتقال فرمایا۔ دوسرے عبداللہ جو بعد نبوت مکہ میں پیدا ہوئے۔ اور حالت سفر میں انتقال کیا۔ تیسرے ابراہیم علی ابیہم وعلیہم الصلاۃ والسلام جنہوں نے حالت رضاع میں چھ سات روز زندہ رہ کر انتقال فرمایا اور حکمت حضور کے لڑکے زندہ نہ رہنے میں یہ تھی کہ اگر وہ زندہ رہتے تو یا مرتبۂ نبوت پر فائز ہوتے یا نہ ہوتے اگر زندہ رہ کر مرتبۂ نبوت پر فائز ہوتے تو حضور خاتم الانبیاء نہ ہوتے۔ حالانکہ مرتبۂ خاتمیت حضور کی ذات والا صفات کے ساتھ مخصوص ہو چکا تھا۔ اور حق تعالیٰ آپ کو خاتم النبیین فرما چکا تھا۔ کما قال اللہ تعالیٰ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ اور اگر مرتبۂ نبوت پر فائز نہ ہوتے۔ تو اس میں حضور کے لیے کوئی شرف نہ ہوتا کہ اکثر انبیائے کرام کی اولاد تو نبی ہو اور حضور کی جو بالاجماع افضل الانبیا وسید المرسلین ہیں۔ اولاد نبی نہ ہو۔ اور چار لڑکیاں تولد ہوئیں ایک رقیہ دوسری زینب تیسری کلثوم چوتھی فاطمۃ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ اور یہ سب اولاد حضور کی بطن خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئی تھی۔ سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تولد ہوئے تھے۔ اور سوائے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سب نے حضور کے روبرو وفات پائی اور حضرت سیدہ نے حضور کی وفات کے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔ اور سب اولاد میں افضل و اعلیٰ ہوئیں۔ ۱۲

کہا۔ جب یہ خبر حضور کو پہنچی۔ تو آپ کی خاطر عاطر ملول و محزون ہوئی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کی تشفی خاطر اور حضور کو ابتر کہنے والے کی توہین و تنقیص کیواسطے یہ سورۂ پاک بھیج کر فرما دیا کہ انا اعطینٰک الکوثر بے شک ہم نے عطا کیا تم کو اے حبیب پاک کوثر یعنی خیر کثیر جو قیامت تک آپ کے نام و نشان قائم رکھنے کیواسطے کافی و وافی ہے۔ آپ بوجہ لڑکا نہ ہونے اور نسل منقطع ہونے اور قریش کے ابتر کہنے سے کیوں ملول و محزون ہوتے ہیں۔ لڑکے سے یہی تو ہوتا ہے کہ بعد مُردن نام روشن ہوتا ہے۔ نشان باقی رہتا ہے۔ نسل قائم رہتی ہے۔ ہم نے تو تمہیں وہ وہ مراتب وہ وہ کمالات وہ وہ فضائل و معجزات وغیرہ اشیائے کثیرہ عطا فرمائی ہیں۔ کہ جن سے تا بقیام قیامت تمہارا نام روشن اور نشان باقی رہے گا۔ بلکہ قیامت کے دن بھی تمہارے ہی نام کا شور ہوگا۔ تمہاری ہی حمد و ثنا کا غلغلہ بلند ہوگا۔ تمام اولین و آخرین اُس دن تمہارے ہی دست نگر ہوں گے۔ تمہاری ہی طرف رجوع کریں گے۔ پھر آپ گفتاران کفار ناہنجار دشمنانِ دین و ایمان سے کیوں رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہوتے ہیں۔

اشعار مثنوی شریف

باش کشتیبان دریں بحر صفا ۔ کہ تو نوحِ ثانی اے مصطفیٰ
جوق کوراں را قطار اندر قطار ۔ کارہائے ایں بود تو ہادی
ہیں رواں کن اے امام المتقین ۔ ایں خیال اندیشگاں را بالیقیں
گردنش را میزنم تو شاد رو ۔ بر سر کورش کور بینا نہیم
منبر و محراب سازم بہر تو ۔ وز محبت قہر من شد قہر تو
نامِ تو بر زر و بر نقرہ زنم ۔ چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ
در گشاد ختمہا تو خاتمے ۔ در جہاں روح بخشاں حاتمے

ایں بکس تو زیں جہان بیقرار
ماتمِ آخر زمان را شادی
ہر کہ در مکر تو دارد دل گرد
او شکر پندارد و زہرش دہیم
رونقت را روز روز افزوں کنیم
دیں تو باشد ز ماہی تا بماہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا دیر سوئے تھے کہ تبسم فرماتے ہوئے سر اقدس اٹھایا۔ پس حضور سے بسبب تبسم دریافت کیا گیا۔ فرمایا مجھ پر ابھی سورۂ انا اعطینٰک الکوثر نازل ہوئی۔ اور آخر تک پڑھ کر سنائی۔

ارباب تفاسیر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ کوثر بروزن فوعل کنایہ کثرت سے ہے کہ اہل عرب ہر شئے کثیر العدد والقدر کو کوثر بولتے ہیں پس یہاں پر بھی کوثر سے مراد خیر کثیر و اشیائے کثیرہ ہیں یعنی عطا کی ہم نے تم کو اے پیارے حبیب خیر کثیر و اشیائے کثیرہ جن سے قیامت تک تمہارا نام روشن و نشان باقی رہے گا۔ علماء فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یا تو نہر جنت و کوثر ہے۔ کہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمائی۔ اور اس کا مالک و مختار بنایا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی الکوثر نہر فی الجنۃ یعنی کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے۔ جس کی درازی ایک ماہ کی راہ ہے۔ پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ کوزے اس پر مثل ستاروں کے روشن اور عدد میں ان سے زیادہ ہیں۔ جو شخص اس سے ایک مرتبہ پانی پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ آپ اپنی امت کے تشنہ کاموں کو قیامت کے دن اس سے سیراب فرمائیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ کیا حضور اُس روز ہمیں پہچانیں گے۔ فرمایا میں تمہیں پہچانونگا۔ تمہارے واسطے ایک خاص علامت ہو گی۔ کہ کسی امت کے واسطے وہ علامت نہ ہو گی۔ تم مجھ پر اُس حال میں پیش کیے جاؤ گے۔ کہ تمہاری پیشانیاں بسبب اثر وضو کے سفید اور چمکدار ہوں گی۔

تنبیہہ۔ اے عزیزو! اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ جو لوگ وضو کرتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ انہیں کے واسطے یہ علامت ہو گی۔ جس کے باعث حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو پہچانیں گے۔ بے نمازی اُس سے محروم رہیں گے۔ کہ جب وہ نماز نہیں پڑھتے۔ تو وضو کس واسطے کریں گے۔ اور جب اثر وضو موجود نہ ہوا تو روشنی و چمک کہاں سے آئیگی۔ کہ جس کے باعث وہ دوسری امتوں سے جدا و ممتاز ہوں۔ تو افسوس اور صد حیف بے نمازوں کے۔ کہ وہ اپنی سُستی و کاہلی و تغافل شعاری کے باعث قیامت کے دن ایسی نعمتِ عظمیٰ سے محروم رہیں گے۔ پس اے پیارے مسلمان بھائیو۔ اگر تم قیامت کے دن اپنی پیشانیاں مثل آفتاب کے چمکدار کرنا اور حوض

کوثر سے سیراب ہونا چاہتے ہو۔ تو پنج وقتہ وضو کر کے نماز ادا کیا کرو۔ تا کہ اس نعمت اور اس کے علاوہ اپنے رب کی دیگر نعمتوں کے مستحق و سزاوار ہو۔ اور جہنم کی بھڑکتی آگ سے محفوظ رہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حوض کے چار رکن ہیں اوّل ہاتھ میں ابوبکر صدیق کے اور ثانی عمر فاروق کے اور ثالث عثمان ذی النورین کے رابع علی مرتضےٰ کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پس جو کوئی ابوبکر و علی سے محبت اور عمر و عثمان سے بغض و عداوت رکھیگا۔ اسے ابوبکر و علی آب کوثر سے سیراب نہ فرمائیں گے۔ (کذا النقل فی المواہب) مگر مشہور یہ ہے کہ ساقی کوثر قیامت کے دن حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ ہوں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں ابوبکر کی محبت نہ ہو گی۔ اور جو اُن سے بغض و عداوت رکھتا ہو گا۔ میں اُسے قیامت کے دن آبِ کوثر سے سیراب نہ کرونگا۔ (کما ذکرہ الشیخ) تو حیف صد حیف اُن لوگوں کی کج فہمی پر۔ کہ جو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی محبت کا تو دم بھریں انہیں اپنا امام و مقتدا جانیں۔ مگر ان کے اس قول کو پسِ پشت ڈال کر ان کے دوستوں یعنی حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بغض و عداوت رکھیں۔ ان کو بُرا کہیں۔ گالیاں دیں۔ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُھُمَا کُفْرٌ وَّمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ محبت ابوبکر و عمر کی ایمان ہے۔ اور بغض و عداوت ان کی کفر ہے۔ اور جس نے بُرا کہا اور گالیاں دیں۔ میرے اصحاب کو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔ یا مراد کوثر سے مقامِ محمود ہے۔ یعنی عطا کیا ہم نے تم کو اے نبی مقام محمود یعنی شفاعت کبریٰ جہاں تمام اولین و آخرین تمہارے دست نگر ہوں گے اور تمہیں سب کی شفاعت کرو گے۔ جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ قریب و نزدیک ہے کہ تیرا رب تجھ کو پہنچائیگا تعریف کے مقامِ شفاعت میں۔

صحیح بخاری وجامع ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ کہ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقامِ محمود سے سوال کیئے گئے آپ نے ارشاد فرمایا۔ ھو الشفاعۃ یعنی مقامِ محمود شفاعت ہے۔

امام احمد و بیہقی و ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیہ کریمہ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ہ سے سوال کیئے گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ھی الشفاعۃ یعنی مقامِ محمود شفاعت ہے۔ پس حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے دن گنہگارانِ امت کی شفاعت فرمانا۔ اُن کو بخشوا کر جنت میں لے جانا۔ قطعاً و یقیناً حق اس دن حضرت آدم صفی اللہ سے حضرت مسیح کلمۃ اللہ تک سب انبیائے کرام و رسل عظام نفسی نفسی فرمائیں گے اور ہمارے آقائے نامدار مولائے غمگسار حبیب کردگار۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر امتی امتی ہوگا۔ سب شفاعت سے اعتراض کریں گے۔ آپ اقرار و انا لہا انا لہا فرمائیں گے۔ یعنی میں ہوں شفاعت کے واسطے میں ہوں شفاعت کے واسطے تمام انبیائے کرام و ملائکہ مقربین ساکت ہوں گے اور حضور متکلم سب سرنگوں و پریشاں وہ ساجد و قائم سب محل خوف و رجا میں وہ امن و ناعم سب اپنی اپنی فکر میں ہوں گے۔ انہیں سارے جہاں کی فکر ہوگی۔ سب زیر حکومت وہ مالک و حاکم بارگاہِ الٰہی میں سجدہ فرمائیں گے۔ تب اُن کا رب ان سے فرمائے گا یا محمد اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَہْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو۔ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا ہوگا۔ اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت مقبول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) احادیث متواترہ میں حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا۔ باقی تمام انبیاء اولوالعزم کا انکارِ شفاعت زبان پر انا نفسی نفسی اذھبوا الی غیری فرمانا مذکور اور بحمد اللہ ہر مسلمان صاحبِ ایمان کو حضور کا شافع محشر ہونا معلوم مگر بعض کج روش عقل کے دشمنوں کو اس سے بھی انکار ہے۔ کچھ روز ہوئے۔ ایک صاحب نے ایک مضمون دہلی گزٹ

میں شائع کرایا تھا جس میں علاوہ اور لغویات کے حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے بھی انکار کیا تھا۔ اور اس پر آیہ کریمہ ومَا اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ ہ سے استدلال لائے تھے۔ کہ جب آپ وکیل نہ ہوئے تو شفیع کیونکر ہوئے مجرموں کا چھڑانا تو وکیل کا کام ہے۔ جس کا رد اہل ایمان نے قرار واقعی کر دیا تھا۔ کہ بے شک حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفیع مجرماں و عاصیاں ہیں۔ قیامت کے دن آپکا گنہگاروں کی شفاعت فرمانا اور اس مرتبہ پر فائز ہونا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ جس کا انکار نہ کریگا مگر بیدین و گمراہ۔

امام بخاری و مسلم و ترمذی و ابن ماجہ و طبرانی و احمد و ابو یعلیٰ و ابن خزیمہ وغیرہ اکابر محدثین لبسند صحیح حضرت ابوہریرہ و انس ابن مالک و ابوسعید خدری و سلمان فارسی و عبد اللہ ابن عباس و حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو ایک میدان وسیع و ہموار میں جمع کریگا۔ کہ سب دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں۔ اور پکارنے والے کی آواز سنیں۔ قیامت کا روز بہت بڑا ہوگا۔ آفتاب کو اُس روز دس برس کی گرمی دی جائیگی پھر لوگوں کے سروں کے نزدیک کیا جاویگا۔ یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فاصلہ رہ جائیگا پسینہ آنا شروع ہوگا۔ قد آدم پسینہ تو زمین میں جذب ہو جائیگا۔ پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا۔ یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں گے۔ غڑپ غڑپ کریں گے۔ جیسے کوئی ڈبکیاں لیتا ہے۔ قرب آفتاب سے غم و کرب اس درجہ ہوگا۔ کہ طاقت طاق ہوگی۔ تاب تحمل نہ رہیگی۔ رہ رہ کر لوگوں کو گھبراہٹیں اٹھیں گی۔ آپس میں کہیں گے۔ دیکھتے نہیں۔ تم کس آفت میں مبتلا ہو۔ کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈھتے جو رب کے پاس شفاعت کرے۔ تاکہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔ پھر خود ہی کہیں گے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام ہمارے باپ ہیں۔ ان کے پاس چلنا چاہیئے

سلہ یہ جملہ احادیث شفاعت کا مجموعہ ہے۔ جو بطریق و الفاظ مختلفہ مروی ہیں ۱۲

پس آدم علیہ السلام کے پاس جاکر عرض کریں گے کہ اے آدم آپ ابوالبشر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دستِ قدرت سے بنایا۔ اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا۔ جنت میں رہنے کو جگہ دی۔ تمام اشیاء کے نام سکھائے اپنا صفی کیا آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے۔ کہ اس مکان سے ہمیں نجات دے۔ آپ دیکھتے ہیں۔ کہ ہم کس بلا میں مبتلا ہیں۔ تب حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ میں اس قابل نہیں۔ مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں۔ آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے۔ کہ نہ ایسا پہلے کبھی کیا۔ اور نہ آئندہ کبھی کرے۔ نفسی نفسی اذھبوا الی غیری مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں مجھے اپنی جان کا غم ہے۔ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ رب عرض کریں گے۔ پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے کہ تم اپنے پدر ثانی نوح کے پاس جاؤ۔ کہ وہ پہلے نبی ہیں۔ جنہیں خدا نے زمین پر بھیجا۔ وہ خدا کے شاکر بندے ہیں۔ پس تمام لوگ نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ کہ اے نوح آپ نبی اللہ ہیں۔ آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبداً شکوراً فرمایا اور آپ کو برگزیدہ کیا۔ آپ کی دعا قبول فرمائی۔ کہ زمین پر کسی کافر کا نام و نشان نہ رکھا۔ آپ دیکھتے ہیں۔ کہ ہم کس بلا میں کس حال میں ہیں۔ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ نوح علیہ السلام فرمائیں گے۔ میں اس قابل نہیں۔ یہ کام مجھ سے نہ نکلیگا۔ آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں۔ میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے۔ جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کرے نفسی نفسی اذھبوا الی غیری آج مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ اپنی جان کی فکر ہے۔ اپنی جان کا ڈر ہے۔ تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ پس سب عرض کریں گے۔ کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے۔ تم خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا دوست فرمایا ہے۔ تمام لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے۔

اے خلیل الرحمٰن آپ اللہ کے نبی ہیں۔ اور اہل زمین میں اس کے خلیل ہیں۔ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کیجئے۔ کہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ آپ دیکھتے ہیں۔ کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے۔ میں اس قابل نہیں۔ یہ کام میرے کرنے کا نہیں۔ آج مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ میرے رب نے آج ایسا غضب کیا کہ نہ اس سے پہلے ایسا کیا۔ نہ اس کے بعد کرے۔ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ مجھے اپنی جان کا تردد ہے۔ تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ عرض کریں گے۔ پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے۔ تم موسیٰ کے پاس جاؤ۔ وہ بندے ہیں۔ جن سے خدا نے کلام کیا۔ اُن پر توریت نازل فرمائی۔ اپنا رازدار بنا کر قرب بخشا۔ اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ کیا۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے۔ اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ دیکھتے ہیں۔ ہم کس صدمے میں ہیں۔ کس حال کو پہونچے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ میں اس لائق نہیں۔ یہ کام مجھ سے نہ ہوگا آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں۔ میرے رب نے آج وہ غضب کیا ہے۔ کہ ایسا نہ کبھی کیا تھا۔ اور نہ کبھی کرے۔ مجھے اپنی جان کا خیال ہے۔ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ سب عرض کریں گے۔ پھر ہمیں آپ کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے۔ تم عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے ہیں۔ اور اس کے رسول اس کے کلمہ اس کی روح ہیں۔ مادرزاد کوڑھی اور اندھے کو اچھا کرتے۔ اور مردے کو جلاتے ہیں۔ لوگ مسیح علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے۔ اے عیسیٰ آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں۔ کہ اُس نے مریم کی طرف القا کیا۔ اور اس کی طرف کی روح ہیں۔ آپ نے گہوارے میں لوگوں سے کلام کیا۔ آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کریں۔ کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ آپ دیکھتے ہیں۔ کہ ہم کس اندوہ و غم میں مبتلا ہیں۔ مسیح علیہ السلام فرمائیں گے۔ میں

اس لائق نہیں۔ یہ کام میرے کرنے کا نہیں۔ آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے۔ کہ نہ ایسا کبھی کیا۔ اور نہ کبھی کرے۔ سب کو اپنی جان کا ڈر ہے۔ مجھے اپنی جان کا خوف ہے مجھے اپنی جان کا غم ہے۔ تم اور کے پاس جاؤ۔ سب عرض کریں گے۔ پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے۔ تم اس بندے کے پاس جاؤ۔ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالےٰ نے فتح لکھی ہے۔ اور وہ آج کے دن بے خوف و مطمئن ہیں۔ تم اس کی طرف جاؤ۔ جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے۔ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ اب وہ وقت ہے۔ کہ لوگ تھکے ہارے مصیبت کے مارے ہاتھ پاؤں چھوڑے۔ چار طرف سے امیدیں توڑے بارگاہ عرش جاہ بیکس پناہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہاہزاراں ہزار نالہلئے زار و دل بیقرار و چشم اشکبار حاضر ہو کر عرض کریں گے۔ اے محمد اے اللہ کے نبی آپ وہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا۔ اور آج آپ آمن و مطمئن ہیں اللہ کے رسول اور خاتم الانبیا ہیں۔ آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے۔ کہ ہمارا فیصلہ فرمائے۔ حضور دیکھیں۔ کہ ہم کس درد میں ہیں۔ ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔ حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے۔ انا لھا انا صاحبکم میں شفاعت کے لئے ہوں۔ میں تمہارا وہ مطلوب ہوں۔ جسے تم ڈھونڈتے پھرتے تھے ؎

اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ	کہیں گے اور نبی
اَنَا لَهَا ہو گا	میرے حضور کے لب پہ

نکتہ حق جل و علا کا اہل محشر کے قلوب میں خیال شفاعت پیدا فرمانا۔ اور اس کے لئے ترتیب وار انبیا علیہم السلام کے پاس جانا اور سب کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا القا فرمانا اور ان کے قلوب سے جن میں صحابہ و تابعین و ائمہ محدثین و اولیائے کاملین و علمائے عالمین رضی اللہ عنہم اجمعین سبھی موجود ہوں گے۔ حدیث شفاعت بھلانا اس لئے تھا کہ تا اولین و آخرین موافقین و مخالفین خلق اللہ اجمعین پر اس کے حبیب اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب جلیل عیاں ہو جائے۔ اور سب پر حضور کا فضل و شرف اس روز بھی کھل جائے۔ کہ یہ

منصبِ رفیع یعنی شفاعت اُسی تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص حصہ ہے جس کا دامن رفیع تمام انبیاء و مرسلین سے بلند و بالا ہے۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی	سب سے بالا و والا ہمارا نبی
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی	دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

پھر حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے اذن شفاعت چاہیں گے۔ اور آپ کو اذن ملے گا۔ اور کچھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے محامد الہام ہوں گے۔ پس آپ اُن محامد سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائیں گے۔ اور سجدے میں جائیں گے۔ پس آپکا رب عزوجل آپ سے ارشاد فرمائیگا۔ یا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَہٗ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ پس آپ عرض کریں گے۔ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ پس حکم ہوگا۔ جائیے اور جس کے دل میں جو برابر بھی ایمان ہو اُس کو دوزخ سے بچا لیجئے۔ پس آپ ایسا ہی عمل کریں گے۔ بعدہ پھر سجدہ کر کے عرض کریں گے۔ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اور وہی حکم ہوگا۔ غرضیکہ کئی مرتبہ اسی طرح جناب باری میں سجدہ کریں گے۔ اور جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا ہوگا۔ اس کی بھی اللہ تعالیٰ سے آپ شفاعت فرمائیں گے۔ اور دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اللھم ارزقنا شفاعتہ یوم القیمۃ وصلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم مؤلفہ۔

حشر کی صبح کا جب چاک گریباں ہوگا	اور سوا نیزے پہ خورشید درخشاں ہوگا
ساری خلقت کا عجب حال پریشان ہوگا	ہولِ محشر سے ہر اک خائف و ترساں ہوگا
رنج و غم درد و مصیبت میں ہر انساں ہوگا	کوئی مضطر کوئی نالاں کوئی گریاں ہوگا
غرق دریائے عرق میں تپ حدت کے سبب	تا کمر کوئی کوئی تا بہ گریباں ہوگا!
جان کے لالے پڑے ہونگے ہر اک کو اُس دن	حال کا بھی نہ کسی کے کوئی پرساں ہوگا
اونچے اونچے ہیں وہاں اور ہے نفسی نفسی	کون پرسندہ احوالِ غریباں ہوگا!
حشر کے روز یہ مخلوق کی حالت ہوگی	اک فقط حفظ و ایماں میں پریشان ہوگا

اور تو کیا کہوں میں حشر کے دن کا منظر
حلۂ نور بھی اور تاج شفاعت بھی شہا
سب تو اللہ کی چاہیں گے رضا روزِ جزا
سنکے قُل تُسمَع وَسَل تُعطَہ وَاشفَع تُشَفَّع کی صدا
جب شفاعت کیلئے جائیں گے وہ پیشِ خدا
لبِ جاں بخش ہلاتے ہی تمہارے مولا
جلوہ فرمائیں گے یوں عرصۂ محشر میں حضور
فضلِ خالق سے وہ ذی جاہ نبی ہم کو ملا
خُلد میں پہلے وہی جائیں گے پھر اور نبی
خلد میں گرد غلامانِ پیمبر ہر دم
صدقے ہیں سرورِ کونین کے انشاءاللہ
حشر کی دھوپ ذرا بھی نہ ستائیگی ہمیں
ہو چکے ختم سب اوصاف و مراتب ان پہ
دیکھیے کب نظر آئیگی وہ پیاری صورت
روح مرقد میں اکیلی نہیں گھبرانے کی
دیکھ کر حشر کے دن حسن و جمالِ مولا
ان کے متوالوں کو پھولوں سے زیادہ پیارا
پھر اشارہ تو ذرا کیجیے انگلی سے حضور
پڑتے ہی مہر شفاعت کی شعاعیں فائق

جلوہ گاہ شہِ دیں حشر کا میداں ہوگا
حشر کے دن تمہیں زیبا تمہیں شایاں ہوگا
اور اللہ رضا کا تری خواہاں ہوگا
مصطفےٰ پیارے کا دل خرم و شاداں ہوگا
ہر بشر آپکا اُس وقت ثنا خواں ہوگا
صاف ہم عاصیوں کا دفترِ عصیاں ہوگا
رخ کے ٹکڑے روشنی سے نور درخشاں ہوگا
بیٹھنا عرشِ بریں پر جسے شایاں ہوگا
منتظر اُن کا درِ خلد پہ رضواں ہوگا
جمگھٹا حوروں کا اور مجمعِ غلماں ہوگا
ہم گنہگاروں کو دوزخ بھی گلستاں ہوگا
ہم پہ سایہ کئے محبوب کا داماں ہوگا
اب کوئی اُن سا زمانے میں نہ ذی شاں ہوگا
کب دل آئینۂ عکسِ رُخِ تاباں ہوگا
دل کے آئینہ میں عکسِ رُخِ تاباں ہوگا
ماہِ کنعاں بھی تو سو جان سے قرباں ہوگا
دشتِ طیبہ کا ہر اک خارِ مغیلاں ہوگا
ابھی دو ٹکڑے فلک پر سرِ تاباں ہوگا
سنگِ عصیاں کا ترے لعلِ بدخشاں ہوگا

یا مراد کوثر سے خلق عظیم ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کو عطا فرمایا۔ اور اُس کے ساتھ آپ کی ثنا فرمائی۔ کہ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ علماء فرماتے ہیں کہ خلق کے معنی یا تو جُودِ بالکونین والتوجہ اِلیٰ خالقہما ہیں۔ یا آپس میں صلہ رحمی کرنا اور ظالم کے ظلم کو عفو کرنا اور برائی کرنے والے سے نیکی کرنا بس

کی جانب اس حدیث میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَاَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْكَ یا اس کے معنی اللہ اور اللہ کی مخلوق کو راضی و خوشنود رکھنا اور وہ کام کرنا جس سے وہ راضی و خوشنود ہوں ؎

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شاغل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدد کا

بہر حال جو معنی بھی لیے جائیں۔ وہ ہمارے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں علیٰ وجہ الکمال موجود کہ آپ تمام مکارم اخلاق و محاسن افعال کے مخزن و منبع تھے اور جمیع خصائل حسنہ آپ کی ذات والاصفات میں جمع تھے جس پر آیہ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ شاہد عدل ہے بلکہ آپ مبعوث ہی اسی واسطے فرمائے گئے تھے۔ کہ مکارم اخلاق و محاسن افعال کی تکمیل فرمائیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ وَاُكَمِّلَ مَحَاسِنَ الْاَفْعَالِ یعنی میں مبعوث ہی اس لیے کیا گیا ہوں۔ کہ مکارم اخلاق کو تمام اور محاسن افعال کو کامل کروں اگر معنی اوّل پہ نظر کی جاتی ہے۔ تو وہ آپ میں علیٰ وجہ الکمال پائے جاتے تھے کہ کونین کے ساتھ آپ کی جود و سخا کا یہ حال تھا کہ ؎

ترفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر در اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یعنی کلمہ شہادت کے سوا کبھی لا آپ کی زبان مبارک سے نہ نکلتا۔ جو شخص جس شے کو حضور سے طلب کرتا فوراً عطا فرماتے۔ کبھی نہیں نہ فرماتے منع نہ کرتے اگر کوئی شے موجود نہ ہوتی اور کوئی سائل آکر مانگتا۔ سکوت فرماتے۔ کلام شیریں سے اس کی دلجوئی کرتے عذر فرماتے۔ مگر صراحۃً انکار نہ کرتے۔ بلکہ بسا اوقات سائل سے فرما دیتے۔ کہ میرے واسطے سے قرض لیلے۔ جب میرے پاس یہ شے آجائیگی ادا کر دوں گا غرض ؎

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرا تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

فرش والے تری رفعت کا علو کیا جانیں	خسروا فرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک سائل نے آ کر کچھ حضور سے طلب کیا آپ نے فرمایا تم یہ شئے کسی اور سے قرض لیلو میں ادا کروں گا۔ جب آپ فرما چکے۔ تو امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جو شئے آپ کی قدرت میں آپ کے پاس نہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تکلیف نہیں دی ہے۔ پس حضور کو یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ناگوار معلوم ہوا کہ ایک انصاری نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جو کچھ آپ چاہیں عطا فرمائیں۔ اور خداوند عالم سے اس بات کا آپ خوف نہ فرمائیں۔ کہ وہ آپ کو نہ دے گا۔ بلکہ بے شک آپ کا رب عز وجل آپ کو عطا فرمائیگا۔ پس حضور نے تبسم فرمایا۔ اور آپ کے چہرۂ مبارک میں تازگی و خوشحالی پائی گئی۔ اور فرمایا میں اسی پہ مامور ہوں (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال کثیر آیا۔ آپ نے فرمایا مسجد میں ڈال دو۔ اور اس مال کی طرف ذرا بھی توجہ نہ فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے مال پر تشریف لائے۔ اور جس فرد بشر کو دیکھا بقدر حاجت اس کو اس مال سے عطا فرمایا۔ حضرت عباس آپ کے چچا نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو بھی کچھ مال اس مال سے عطا فرمائیے۔ کہ میں نے اپنے نفس و عقیل کو فدیہ دیا ہے۔ پس حضور نے ان کے جامہ میں اتنا مال بھر دیا۔ کہ اٹھا نہ سکے۔ عرض کی یا رسول اللہ کسی کو حکم کیجیئے۔ کہ میرے واسطے اس مال کو اٹھا دے۔ فرمایا ادیا عم نہیں اسے چچا۔ جتنا اٹھا سکو اٹھالو۔

پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے کاندھے پہ جتنا اٹھ سکا اٹھا کر روانہ ہوئے۔ اور حضور ان کی جانب دیکھتے تھے۔ اور ان کی حرص پہ تعجب کرتے تھے۔ یہانتک کہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس مال سے ایک حبہ باقی نہ رہا۔ روایت ابن ابی شیبہ میں آیا ہے۔ کہ وہ مال ایک لاکھ درم تھا ترمذی کی حدیث میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس نوّے ہزار درہم آئے اور چٹائی پر رکھے۔ آپ نے سب تقسیم فرما دیئے

اور کسی سائل کو رد نہ کیا۔ یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہا۔
جب جنگِ حنین فتح فرمائی مال کثیر ہاتھ آیا۔ آپ نے ایک ایک بدوی کو سَو سَو اونٹ اور ہزار ہزار بکریاں عطا فرمائیں۔ اُسی دن صفوان بن امیہ نامی ایک شخص کو حضور نے سو بکریاں عطا فرمائیں۔ پھر سَو اور عطا فرمائیں۔ امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ روز حنین آپ نے صفوان کو ایک جنگل کا ٹکڑا عطا فرمایا۔ کہ اونٹ اور بکریوں سے بھرا ہوا تھا۔ پس صفوان نے کہا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ اس امر پہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں۔ پس ابی سفیان یہ سن کر حضور کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ آج کے دن قریش میں سب سے زیادہ مالدار آپ ہی ہیں۔ مجھ کو بھی اس مال سے کچھ عطا فرمائیے۔ آپ نے تبسم فرمایا۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ چالیس اوقیہ چاندی اور سَو اونٹ اس کو دو پھر سفیان نے کہا کہ میرے لڑکے یزید کا بھی حصہ دیجیے۔ حضور نے چالیس اوقیہ چاندی اور سَو اونٹ اس کو بھی عطا فرمائے۔ پھر سفیان نے عرض کی میرے لڑکے معاویہ کا بھی حصہ دیجیے۔ حکم فرمایا کہ اس کو بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سَو اونٹ دیئے جائیں۔ پس ابی سفیان نے عرض کی خدا کی قسم میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ زمانۂ جنگ و زمانہ آشتی دونوں میں کریم ہیں۔ خدائے تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے۔ صاحب مواہب لدنیہ تحریر فرماتے ہیں کہ فتح حنین کے دن جو مال آپ نے لوگوں کو عطا فرمایا وہ حساب سے پانچسو ہزار تھا۔ محقق علی الاطلاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تو پانچسو ہزار تھا۔ اگر ہزار در ہزار ہوتا تو بھی آپ اس کو اسی طرح لوگوں کو عطا فرما دیتے اور کسی کو محروم نہ فرماتے کہ آپکا جود و نوال حصر و اندازہ سے باہر تھا ؎

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا	وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

اور جب حضور کسی کو محتاج دیکھتے تو اپنا کھانا پینا کپڑا باوجود خود حاجتمند ہونے کے اُسے عطا فرماتے اور اُسے محروم نہ کرتے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک بار حضور کی خدمت میں ایک بچے نے حاضر ہو کر کہا میری ماں نے پیراہن مبارک

مانگا ہے۔ آپ نے فرمایا تھوڑی دیر میں لیجانا وہ پھر تھوڑی دیر میں حاضر ہوا اور کہا میری ماں نے پیراہن شریف مانگا ہے۔ آپ فوراً گھر میں تشریف لائے۔ اور بدن اطہر سے پیراہن باوجودیکہ اُس کے سوا دوسرا نہ تھا۔ اُتار کر اُس بچے کو حوالے کیا۔ اور آپ برہنہ گھر میں بیٹھ رہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی لوگوں نے کچھ دیر حضور کا انتظار کیا۔ جب آپ تشریف نہ لائے۔ تو اصحاب بیقرار ہو کر گھر میں داخل ہوئے دیکھا کہ آپ برہنہ تشریف فرما ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْهَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ہ اے حبیب آپ اپنے ہاتھ کو اپنی گردن میں بندھا ہوا نہ رکھیے۔ یعنی راہ حق میں خرچ کرنے سے نہ تو بالکل ہاتھ بند فرمائیے۔ اور نہ اُسے بہت کشادہ فرمائیے یعنی نہ اتنا دیجئے۔ کہ خود محتاج اور ملوم ملامت کردہ شدہ ہو کر بیٹھ رہو۔ بلکہ متوسط درجہ خرچ فرمائیے اگر آپ کا قرض کسی پر آتا ہوتا اسے معاف فرما دیتے۔ لبا اوقات آپ اشیاء خریدتے اور قیمت دینے کے بعد ہی اس چیز کو بھی اُسے عنایت فرماتے۔ اور کبھی قیمت میں زیادتی فرما کر دیتے کبھی قرض لیتے تو اُس سے زیادہ صاحب قرض کو عطا فرماتے۔ کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اُس سے دوچند اُسے عنایت فرماتے۔ غرضکہ جس طرح ممکن ہوتا آپ صدقات خیرات ہبات عطیات فرماتے۔ اور خود اس طرح گذر فرماتے کہ دو دو ماہ گزر جاتے مگر حضور کے گھر میں آگ نہ جلتی۔ اور بوجہ شدت بھوک کے شکم مبارک پر پتھر باندھ لیا کرتے تو یہ حال آپ کے جود و نوال کا خلق کے ساتھ تھا کہ نہ کسی کا آج تک ہوا اور نہ ہو بعد خدائے ذوالجلال جود و سخا آپ ہی کا حصہ تھا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اَللّٰهُ اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِیْ اٰدَمَ اللہ تعالیٰ تمام سخیوں سے سخی تر ہے۔ پھر میں تمام بنی آدم سے سخی تر ہوں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

یہی حال آپ کی توجہ کا خالق کو نین کی طرف تھا۔ کہ دن رات ہر دم و لحظہ خداوند عالم کی طرف لو لگائے رہتے اور ہمیشہ اُس کے خوف سے ترساں و ہراساں

اور اس کی اطاعت و عبادت حمد و ثنا ذکر و یاد میں مشغول رہتے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رات قیام فرماتے۔ نماز میں کھڑے رہتے حتیٰ تورّمت قدماہ یہاں تک کہ پائے مبارک ورم فرما گئے۔ پس صحابہ کرام نے عرض کیا۔ کہ اتنی تکلیف اتنی مشقت حضور کس واسطے فرماتے ہیں۔ آپ کے رب عزوجل نے تو آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیے قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر پس آپ نے فرمایا افلا اکون عبدًا شکورًا کیا میں بندہ شاکر نہ ہوں اپنے رب عزوجل کا شکریہ ادا نہ کروں۔

حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک شب حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ کہ آپ بیدار ہوئے اور مسواک و وضو فرما کر نماز کو کھڑے ہوئے پس میں بھی حضور کے ہمراہ نماز کو کھڑا ہو گیا۔ آپ نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی۔ جب آیت رحمت پر گزرتے توقف فرماتے اور خدا تعالیٰ سے سوال کرتے رحمت چاہتے۔ اور جب آیتِ عذاب پر گذرتے ٹھہرتے اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگتے۔ پھر رکوع فرماتے اور مثل قیام اُس میں ٹھہرتے اور سُبحانَ ذِی الجَبَرُوتِ وَالمَلَکُوتِ وَالعَظَمَۃِ وَالکِبرِیَاءِ فرماتے۔ پھر قومہ فرماتے اور مثل رکوع اُس میں ٹھہرتے پھر سجدے میں جاتے اور تسبیح مذکور پڑھتے اور مثل رکوع ٹھہرتے پھر قیام و جلسے بین السجدتین فرماتے اور اس میں بھی مثل رکوع و سجود توقف فرماتے اور سورۂ بقر اور آلِ عمران اور نساء اور مائدہ ایک ایک رکعت میں تلاوت فرماتے۔ اور کبھی آپ تمام رات ایک ہی آیت پر قیام کرتے اور نماز میں حضور کا سینہ مبارک خوف خدا سے مثل ہانڈی کے جوش مارتا اور اُس سے ایسی آواز نکلتی جیسے کھولتی ہوئی ہانڈی سے آواز نکلتی ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور کے اعمال حضور کی عبادت ہمیشہ و پیوستہ تھے۔ تم میں کون سا ایسا ہے جو حضور کی سی طاقت رکھتا ہو یعنی

ہر عمل پر حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشگی و مداومت فرماتے اور دوسروں کو مداومت و ہمیشگی کرنے کا حکم دیتے۔ اور فرماتے اَحَبَّ الْاَعْمَالِ عِنْدَ اللہِ اَدْوَمُھَا محبوب ترین اعمال نزدیک اللہ کے وہ عمل ہے۔ جس پر مداومت کی جائے۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر تم اسے جانتے جو میں جانتا ہوں۔ تو تم ہنستے اور بہت روتے اور تمہیں عورتوں کے ساتھ بستر پر لذت نہ آتی اور تم زمین اور راستوں اور بلندیوں پر نالہ و فریاد کرتے اور خدا کی طرف اپنی آوازیں دعا کے لئے بلند کرتے میں اپنی قوت صبر و تحمل سے اس کو اٹھا لیتا ہوں۔ اگر تم اس سے آگاہ ہو تو ہرگز اس کا بار نہ اٹھا سکو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اس روز سے یہ دوست رکھتا تھا کہ درخت ہوتا۔ اور کاٹا جاتا تو یہ آپ کی توجہ کا خالق کونین کی طرف حال تھا جو کسی میں بھی نہ ہوگا۔ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم)

اسی طرح خلق بمعنی ثانی حضور اقدس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں غایت درجہ موجود تھا۔ آپ اپنے خویش و اقارب دوست احباب اور ان کے ملنے والوں سے ہمیشہ صلہ رحمی فرماتے ان کے ساتھ احسان سے پیش آتے۔ جو آپ پر ظلم و ستم کرتا آپ کے ساتھ بدی برائی سے پیش آتا۔ آپ اس کے ساتھ نیکی کرتے اور اس کے ظلم و جور کو معاف فرماتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِہٖ اِلَّا اَنْ یُّجَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَمَا نِیْلَ مِنْہُ شَیْئٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِہٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَھَکَ شَیْئٌ مِّنْ مَحَارِمِ اللہِ فَیَنْتَقِمُ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے دست مبارک سے نہ مارا مگر جہاد فی سبیل اللہ میں اور کبھی انتقام و بدلا نہ لیا گزند ضرر پہنچانے والے سے مگر ہتک محارم اللہ میں دوسری حدیث میں انہیں سے ہے۔ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَعْفُوْ وَیَصْفَحُ یعنی آپ برائی کرنے والوں کے ساتھ برائی سے پیش نہ آتے۔ اس سے درگزر کرتے

اور معاف فرماتے۔ روایت ہے۔ کہ ایک بار حضور قیلولہ فرما رہے تھے۔ کہ ایک اعرابی بارادہ قتل تلوار کھینچ کر آپ کے پاس آیا۔ آپ بیدار ہوئے تو اُس نے کہا۔ اب کون آپ کو مجھ سے بچائے گا۔ فرمایا۔ اللہ یہ کہتے ہی تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ نے تلوار اٹھا کر اُسے پکڑا اور پوچھا۔ کہ اب تجھے کون قتل سے بچائیگا وہ مشکر خوف سے کانپنے اور لرزنے لگا۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ اور اس کی اس حرکت سے عفو و درگزر فرمایا۔ پس اس نے اپنی قوم میں آکر کہا۔ میں تمہارے پاس بہترین لوگوں میں سے آیا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دن میں حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہا تھا۔ اور آپ کی گردن میں چادر پڑی تھی۔ کہ ایک اعرابی نے حضور کی وہ چادر پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا۔ کہ اس کا نشان واثر حضور کے گلوئے مبارک میں بن گیا۔ پھر اُس اعرابی نے کہا۔ کہ اے محمد مجھے مال خدا سے جو تیرے پاس ہے دے۔ پس آپ نے اسے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ اور اسے مال دینے کا حکم فرمایا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم)

اسی طرح اگر معنی ثالث کو دیکھا جائے۔ تو وہ بھی آپ میں بدرجہ کمال پائے جاتے تھے۔ ہر امر میں اپنے رب کی رضا و خوشنودی مدنظر رکھتے۔ تمام بندگانِ خدا کی دلجوئی فرماتے۔ اور انہیں راضی خوشنود رکھتے۔ کبھی اُن کی دلشکنی و دل آزاری نہ فرماتے۔ کبھی زجر و توبیخ نہ کرتے۔ زبان سے اُن کے حق میں اُف نہ نکالتے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی۔ پس مجھ سے حضور نے کبھی اُف نہ فرمایا۔ اور نہ یہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا۔ انہیں سے دوسری حدیث میں ہے کہ کَانَتْ اَمَۃٌ مِّنْ اِمَاءِ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ فَتَاْخُذُ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِہٖ حَیْثُ شَاءَتْ اہل مدینہ کی باندیوں میں سے ایک باندی تھی کہ حضور کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی۔ انہیں سے تیسری حدیث میں ہے

کہ ایک عورت نے جس کی عقل میں کچھ فتور تھا۔ حضور سے آکر کہا۔ کہ مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جون سے کوچہ میں تو اپنی حاجت بتائیے۔ میں پورا کروں۔ پس آپ اس کے ہمراہ ہوئے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی حاجت پوری کر لی۔ انہیں سے چوتھی حدیث میں ہے۔ کہ جب کوئی آپ سے مصافحہ کرتا تو آپ اُس سے اپنا ہاتھ علیحدہ نہ فرماتے۔ جب تک کہ وہ اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے جدا نہ کرتا۔ اور آپ اُس کی جانب سے موبخہ نہ موڑتے۔ جب تک کہ وہ اپنا مونھ آپ سے نہ پھیرتا۔ روایت ہے۔ کہ ایک دن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خچر پر بلا پالان سوار ہوئے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل آپ کے ہمرکاب تھے۔ پس آپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا کیا تجھے بھی سوار کر لوں۔ عرض کی جو رضائے حضور ہو فرمایا سوار ہو جا۔ پس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چڑھنے کے واسطے آپ کو پکڑ کر کود ے۔ مگر سوار نہ ہو سکے۔ دونوں گر پڑے۔ اسی طرح دو مرتبہ چڑھنے کا قصد کیا۔ مگر نہ چڑھ سکے۔ اور مع حضور کے گر پڑے۔ تیسری مرتبہ پھر سوار ہونے کو فرمایا۔ عرض کی خدا کی قسم اب سوار ہونا نہیں چاہتا ہوں۔ کہ تیسری مرتبہ بھی آپ کو گراؤں۔ سُبحان اللہ کیا خلقِ عظیم سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور کا خلق دریافت کیا گیا۔ فرمایا کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنُ آپ کا خلق قرآن عظیم تھا یعنی جو کچھ قرآن عظیم میں مکارم اخلاق و حمائد و صفات سے مذکور ہیں۔ اُن سب کے ساتھ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم متصف تھے۔

صاحب عوارف المعارف فرماتے ہیں کہ مراد عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس مقولہ سے یہ ہے کہ قرآن عظیم آپ کے اخلاق کا مہذب تھا۔ یعنی اللہ رب العزۃ جل جلالہ آپ کی تہذیب و تادیب فرماتا۔ خصائل مذمومہ سے باز رکھتا۔ اخلاق پسندیدہ و حسنہ تعلیم فرماتا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ مجھ کو میرے رب نے ادب سکھایا پس اچھا ادب سکھایا۔ تو اب ظاہر ہے کہ جس کا خود اللہ تعالیٰ مہذب و مودب ہو وہ کیونکہ تمام مکارم اخلاق و محاسن افعال کا جامع نہ ہوگا و نیز صاحب عوارف لکھتے ہیں۔ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کان خلقہ القراٰن میں ایک رمز غامض ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ کہنا چاہتی تھیں۔ کہ خلق آپکا بعینہٖ خلق الٰہی تھا مگر بوجہ ادب و لحاظ متخلق باخلاق اللہ کو کان خلقہ القراٰن سے تعبیر فرمایا۔ بعض علما تحریر فرماتے ہیں کہ کان خلقہ القراٰن کا یہ مطلب ہے کہ جیسے قرآن عظیم کے معنی غیر متناہی ہیں اسی طرح خلق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی غیر متناہی ہے بعض کہتے ہیں کہ کان خلقہ القراٰن کا یہ مطلب ہے کہ جیسا قرآن عظیم حقائق و دقائق نکات و حکم متشابہات وغیرہ متشابہات وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اور اس کے ادراک سے عقل کوتاہ اور ان کا احاطہ محال و ناممکن اسی طرح اخلاق حسنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درک محال و احاطہ ناممکن بلکہ خود آیہ کریمہ ہی ان دونوں توجیہ کی طرف اشارہ فرمارہی ہے۔ کہ اس آیۃ میں لفظ عظیم وارد ہے۔ اور عظیم وہ کہلاتا ہے۔ جو حیطۂ ادراک سے باہر ہو اگر محسوس ہو۔ تو حیطۂ ادراک باصرہ سے باہر ہو۔ جیسے مجمع عظیم کہ حیطۂ ادراک میں اس کا آنا ناممکن ہے۔ جہاں تک نگاہ کام کرے گی۔ آدمی ہی آدمی نظر آئیں گے۔ اور اگر معقول ہو۔ تو حیطۂ ادراک عقل سے باہر ہو اس کا عقل احاطہ نہ کرسکے جیسے ذات و صفات باری تعالیٰ کہ عقل البشر ان کے ادراک سے قاصر ان کا احاطہ محال و ناممکن۔ پس گویا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیہ انک لعلی خلق عظیم میں اشارہ فرمایا ہے۔ اس طرف کہ ہمارے پیارے حبیب کے اخلاق حمیدہ و فضائلِ حسنہ لاتعد و لاتحصٰی ہیں۔ کسی کے حیطۂ ادراک میں نہیں آسکتے۔ کوئی ان کا احاطہ نہیں کرسکتا ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

یا مراد کوثر سے کثرت و رفعت ذکر حضور ہے یعنی عطا کیا ہم نے تم کو اے حبیب کثرت و رفعت ذکرِ دنیا و آخرت میں جس سے تمہارا نام دونوں جہان میں ہمیشہ

روشن رہے گا۔ جیسا دوسری آیت میں ارشاد فرمایا گیا۔ ورفعنا لک ذکرک اور بلند کیا ہم نے آپ کا نام و آوازہ دنیا و آخرت میں بایں طور کہ آپ کے نام کو اپنے نام سے ملایا آپ کی طاعت کو اپنی طاعت سے مقرون کیا بلکہ آپ کی طاعت و ذکر کو بعینہ اپنی طاعت قرار دیا۔ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جہاں کہیں ہمارا ذکر ہوگا۔ جو ہماری ربوبیت و الوہیت کا قائل ہوگا وہ آپ کی رسالت و نبوت کا قائل ہوگا۔ بلکہ آپ کے ذکر کو ہم نے جزو موقوف علیہ ایمان ٹھہرایا۔ کہ جب تک آپ کا ذکر نہ ہو آپ کا نام نامی نہ لیا جائے۔ ہزار بار لاالہ الا اللہ کہا جائے ہمارا نام لیا جائے۔ ہرگز مسلمان صاحب ایمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس کے ساتھ آپ کا نام نہ ملائے۔ اور آپ کی رسالت کا صدق دل سے اقرار نہ کرے اور پورے کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو زبان پر جاری نہ کرے۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ کہ جب آیہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ نازل ہوئی۔ آپ نے اس کی بابت جبرئیل سے دریافت کیا۔ عرض کی آپ کا رب جل و علا ارشاد فرماتا ہے۔ ہم نے آپ کے ذکر کو اس طرح بلند فرمایا کہ اذا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ جب ہم ذکر کئے جائیں گے ہمارے ساتھ آپ بھی ذکر کئے جائیں گے۔ دوسری حدیث میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جبریل نے آکر عرض کی کہ رب جل و علا فرماتا ہے۔ قَرَنْتُ اِسْمَكَ مَعَ اِسْمِيْ فَلَا اُذْكَرُ فِيْ مَوْضِعٍ حَتّٰى تُذْكَرَ مَعِيَ یعنی ہم نے آپ کے نام کو اپنے نام سے ملایا پس نہ ذکر کئے جائیں گے۔ ہم کسی جگہ یہاں تک کہ آپ ہمارے ساتھ ذکر کئے جائیں۔ چنانچہ یہی دونوں جہان میں معمول فرمایا گیا کہ جہاں اللہ کا نام ہے۔ وہاں اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں اُس کے پیارے حبیب کا ذکر ہوتا ہے۔ کوئی کلمہ گو کوئی مصلے کوئی متشہد کوئی موذن و خطیب ایسا نہیں جو اللہ کے نام اور اللہ کے ذکر کے ساتھ اس کے پیارے حبیب کا ذکر نہ کرتا ہو۔ پنجوقتہ اذان و اقامت و نماز و کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت و خطبہ وغیرہ میں سوائے

تین مقام عطسہ وذبیحہ وآخر اذان کے سب جگہ برابر اللہ کے نام کے ساتھ حضور کا نام پکارا جاتا ہے اور اللہ کے ذکر کے ہمراہ حضور کا ذکر کیا جاتا ہے ۵

خطبوں میں نمازوں میں اقامت میں اذاں میں		ہے نام الٰہی سے ملا نام محمد

تمام آسمان حتی کہ عرش معلی اور تمام جنتیں اور ان کی اشیاء حور وغلمان اشجار اثمار در و دیوار سب پر حضور کا نامِ نامی واسم گرامی منقوش وکندہ ہے۔ گویا یہ دلیل اس امر کی ہے۔ کہ یہ سب اشیاء ملک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اور حضور سب کے مالک ومختار ہیں۔ بزار ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میں آسمان پر بلایا گیا تو میں کسی آسمان پر نہ گزرا مگر اس پر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ منقوش پایا طبرانی وغیرہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی۔ کہ میری خطا کو صدقے میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بخش دے فرمایا تو نے محمد کو کیسے پہچانا۔ عرض کی کہ جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی۔ تو میں نے سر اٹھایا فَرَاَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ وَفِیْ دَ دَایَۃٍ فِیْ کُلِّ مَوْضِعٍ مِّنَ الْجَنَّۃِ مَکْتُوْبًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَعَلِمْتُ اَنَّہٗ اَکْرَمُ خَلْقِکَ عَلَیْکَ تو عرش کے پاؤں پر اور جنت کے ہر گوشہ پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا پایا۔ پس پہچان لیا۔ کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

یا مراد کوثر سے کثرت معجزات نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہے۔ یعنی عطا کیا ہم نے تم کو اے پیارے حبیب معجزات کثیرہ جن کے چرچے قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ اور ان کے تذکرے زبان زد ہر خاص وعام ہوں گے۔

تنبیہ چونکہ معجزات حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کثیر ہیں اور اکثر اُن میں کے اردو کی کتابوں میں مسطور ہیں۔ لہٰذا اُن کا ضبط یہاں پر

مناسب نہ جانا اور وہ چند معجزے جو مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ میں مذکور ہیں۔ یہاں پر تحریر کئے گئے کہ اکثر سامعین مثنوی سے زیادہ ذوق و شوق رکھتے ہیں۔ اور بیان میں اس کے پڑھنے سے دلچسپی آتی ہے۔ روایت ہے کہ ایک بار بوجہل لعین کچھ کنکریاں اپنی مٹھی میں دابکر خدمتِ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ اگر آپ رسول ہیں۔ اور آسمان و زمین کے حال سے خبردار ہیں۔ تو فرمائیے کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ میں بتاؤں۔ یا وہ خود میری رسالت حقہ کی گواہی دیں۔ اس نے کہا کہ یہ بات تو اس سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ تیرے ہاتھ میں چھ کنکریاں ہیں۔ اور ان سب کنکریوں نے حضور کا کلمہ پڑھا اور حضور کی رسالت کی تصدیق کی ؎

سنگریزوں کو ترے ہاتھ میں سب نے سنا	کلمہ گو تیرا سنا تیرا ثناخواں دیکھا

تب تو بوجہل نے جل کر ان کنکریوں کو زمین پر پھینکدیا۔ اور حضور کو معاذ اللہ ساحر بتایا جس کو مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی میں تحریر فرماتے ہیں ؎

سنگہا اندر کف بوجہل بود	گفت اے احمد بگو این چیست زود	گر رسولے چیست در دستم نہاں
چوں خبر داری ز راز آسمان	گفت چوں خواہی کہ گویم کانچہ ہست	یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست
گفت بوجہل این دوم نادر تر ست	گفت حق آری ازاں قادر تر ست	گفت شش پارہ حجر در دست تست
بشنو از ہر یک تو تسبیحے درست	از میانِ مشت او ہر پارہ سنگ	در شہادت گفتن آمد بیدرنگ
لا الہ گفت و الا اللہ گفت	گوہر احمد رسول اللہ سفت	چوں شنید از سنگہا بوجہل این
زد ز خشم آن سنگہا را بر زمین	گفت نبود مثل تو ساحر دگر	ساحراں را سر توئی و تاج سر
چوں بدید آں معجزہ بوجہل تفت	گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت	رو گرفت و رفت از پیش رسول
افتاد اندر چہ آں زشت و سفول	معجزہ او دید شد بدبخت و رفت	سوئے کفر و زندقہ سر تیز رفت

روایت ہے۔ کہ ایک دن حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں چند مہمان آئے جب آپ نے دستر خوان بچھانے کو منگوایا۔ تو وہ نہایت میلا آیا۔ آپ نے خادمہ کو حکم دیا کہ اسے تنور میں ڈال دے اس نے بموجب حکم فوراً تنور میں ڈال دیا۔

بعد تھوڑی دیر کے اُسے نکالا۔ تو وہ نہایت صاف و شفاف نکلا۔ لوگوں نے اس کے آگ میں نہ جلنے اور صاف و شستہ ہو جانے سے نہایت تعجب کیا اور انس رضی اللہ عنہ سے اُس کے پاک و صاف ہو جانے اور نہ جلنے کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا۔ اس دسترخوان سے ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک و چہرۂ اقدس صاف فرمایا تھا۔ لہذا یہ دسترخوان اس کی برکت سے جلنے سے محفوظ رہا اور پاک و صاف ہو گیا۔ جس کو مولانا مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

از انس فرزند مالک آمد است	که بمهمانی او شخصی شد است	او حکایت کرد کز بهر طعام
دید انس دستار خوانی از رو فام	چرکن و آلوده گفت اے خادمہ	اندر افگن در تنورش یکدمہ
در تنور پرز آتش درفگند	آں زماں دستار خواں را ہوشمند	جملہ مہماناں دراں حیراں شدند
انتظاری دود کندوری بدند	بعد یکساعت بر آورد از تنور	پاک و اسپید ازاں اوساخ دور
قوم گفتند اے صحابی عزیز	چوں نسوزید و منقی گشت نیز	گفت زانکہ مصطفےٰ دست و رُو
پس بمالید اندریں دُستار خواں		

روایت ہے۔ کہ ایک ریگستان میں ایک گروہ مسافراں عرب کا پھنسا تھا اور بوجہ شدت تشنگی زبانیں باہر نکل آئی تھیں اور قریب المرگ ہو گئے تھے کہ ان کی خبر فریادرس بیکساں ہادی گمراہاں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہونچی۔ آپ تشریف فرما ہوئے اور ایک مشک پانی جو ایک غلام حبشی نہایت دور سے اپنے مالک کے واسطے لئے جا رہا تھا لے کر تمام کاروانِ عرب اور ان کی سواری کے جانوروں کو سیراب فرمایا۔ اور بھری مشک اُس غلام کو واپس کر دی اس میں سے ایک قطرہ کم نہ ہوا۔ حضور کا یہ معجزہ دیکھ کر تمام قافلہ والے اور وہ غلام حبشی حیران رہ گئے۔ اور غلام مشرف باسلام ہُوا۔ پھر حضور نے اُس کے چہرے پر اپنا دستِ اقدس پھیر افور اً اُس کا چہرہ مثل آفتاب چمکنے لگا۔ جس کو مولانا رحمۃ علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں تحریر فرماتے ہیں ؎

اندراں وادی گروہی از عرب	خشک شد از قحطِ باراں شاں قرب	درمیانِ آں بیاباں ماندہ
کاروانِ مرگ بر خود خواندہ	ناگہاں آں مغیثِ ہر دو کون	مصطفےٰ پیدا شد از رہ بہر عون

دید کانجا کاروانی بس بزرگ
خلق اندر ریگ ہا بر سوختہ
کہ سیاہی بر شتر مشک آورد
سوئی من آرید با قربان مر
بندہ رومی سیہ با اشتری
ایں طرف فخر البشر خیر الوریٰ
سید و سرور محمد نور جاں !
گفت ما نا او مگر آں ساحر ست
گشتکشانش آوریدند آں طرف
گفت نوشید آب بردارید نیز
راویہ پر کرد مشک از مشک او
یا محمد چیست ایں اے بحر جو
اے غلام اکنوں تو پر بیں مشک خود
می رسید از لامکاں ایماں او
مصطفےٰ او دست مبارک بر رخش
ہمچو بدر و روز روشن شد شبش
او ہمیشہ بے سر و بے پائے دست
سوئے خواجہ از نواح کارواں

بر تف ریگ و رہ صعب و سترگ
رحمش آمد گفت ہیں زوتر روید
سوئی میر خود بزودی می برد او
سوئی کیشاں آمدند آں طالباں
راویہ پر آب چوں ہدیہ بری !
گفت من نشناسم او را کیست او
مہتر و بہتر شفیع مجرماں !
کہ گروہی را زبوں کرد او بسحر
او فغاں برداخت بر تشنیع و تف
جملہ را زاں مشک او سیراب کرد
ابر گردوں خیرہ ماند از رشک او
کردہ رو پوشش مشک خود را
تا نگوئی در شکایت نیک و بد
دستہای مصطفےٰ بر رو نہاد
آں زماں مالید و کرد او فرخش
یوسفی شد در جمال و در دلال
یارے می نشناخت در رفتن ز دست

اشتراں فشاں زباں آویختہ
چند باری سوئی آں کیشاں دوید
آں شتربان سیہ را با شتر
بعد یکساعت بدیدند آں چناں
پس بدو گفتند می خواند ترا
گفت او آں ماہ روی تند خو
نوعہا تعریف کردندش کہ ہست
من نیایم جانب او نیم شبر
چوں کشیدندش بہ پیش آں عزیز
او شتراں و ہر کسی زاں آب خورد
قافلہ حیراں شدند از کار او
غرقہ کردی ہم عرب ہم کرد را
آن سیہ حیراں شد از برہان او
بوسہائی عاشقانہ پس بداد
شد سپیداں زنگی زادہ حبش
گفتش اکنوں بدہ و واگوی حال
پس بیامد باد مشک بر رطل

روایت ہے۔ کہ ایک کافرہ دو ماہا بچہ لیے کہ حضور کی حضور کی آزمائش کے واسطے آئی۔ جس وقت حضور کے روبرو پہنچی۔ فوراً اُس بچے نے بزبانِ فصیح حضور پر سلام عرض کیا۔ اپنا نام بتایا۔ سارا حال سنایا۔ تب تو اُس کی ماں یہ ماجرا دیکھ کر نہایت حیران ہوئی اور ایمان لائی۔ جس کو مولانا روم مثنوی شریف میں تحریر فرماتے ہیں ؎

ہم ازاں رو یک زنی از کافراں
سوئی پیغمبر دواں شد زامتحاں
پیش پیغمبر بیامد با خمار

کودکی دو ماہہ زن را در کنار
مادرش از خشم گفتش می خموش
کہ زبانت گشت در طفلی جریر
گفتگو گفتا کہ بالای سرت
مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل
مے بیاموزد مرا وصف رسول
چیست نامت باز گو و شو مطیع
من ز عزی پاک و بیزار و بری
در س بالغ گفتہ چوں اصحاب صدر
ہر دو می گفتند کز خوف سقوط

گفت کودک سلم اللہ علیک
کیست افگند این شہادت را بگوش
گفت حق آموخت وانگہ جبرئیل
می نہ بینی کن ببالا منظرت
گفت می بینی تو گفتا کہ بلے
بر علوم میرساند زیں سفول
گفت نامم پیش حق عبد العزیز
حق آنکہ دادت این پیغمبری
پس حنوط آمد ز جنت در رسید
جاں سپرم من بہ بریں بوئے حنوط

یا رسول اللہ قد جئنا الیک
ایں کیست آموخت اے طفل صغیر
در بیان با جبرئیلم من رسیل
ایستادہ بر سر تو جبرئیل
بر سرت تاباں چو بدر کالبلے
پس رسولش گفت اے طفل رضیع
عبد عزی پیش این یکمشت چیز
کودک دو ماہہ ہمچوں ماہ بدر
تا دماغ طفل و مادر بوکشید

روایت ہے۔ کہ ایکبار زمانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پانی برسا اور اتنا اہلا آیا کہ تمام جنگل بھر گیا۔ اور شہر میں گھس آیا۔ تمام اہل شہر میں دہشت سے شور و فغاں مچنے لگا۔ پس حضور نے اُس وقت کے امراء سے فرمایا۔ کہ اب وقتِ امتحان ہے۔ ہر امیر اپنا نیزہ اُس میں ڈالے اور اُسے روکے سب نے اپنے زعم میں نیزے ڈالے وہ اہلا ان کے نیزوں کو ایسا بہا کر لے گیا۔ جیسے خس و خاشاک کو۔ بعد ازاں حضور نے اپنے دستِ مبارک کی لکڑی اُسمیں ڈالی۔ پس وہ لکڑی محافظ و نگہبان کی طرح اس میں کھڑی ہو گئی۔ اور بباعث اُس کے وہ اہلا چلا گیا تب تو سب نے سوائے ابوجہل و ابولہب و ابوسفیان کے حضور کے معجزے کا اقرار کیا جیسا کہ مولانا مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

در زمان ابری بر آمد ز امر مر
اہل شہر افغاں کناں جملہ رعیب
ہر امیرے نیزہ خود را فگند
آب تیز سیل پر جوش عنود
نیزہا گم گشت جملہ واں قضیب

سیل آمد گشت آں اطراف پر
گفت پیغمبر کہ وقتِ امتحاں
تا شود در امتحاں آں سیل بند
پس قضیب انداخت بروے مصطفےٰ
بر سر آب ایستادہ چوں رقیب

رو بشہر آورد سیلی پس مہیب
آمد اکنوں تا نہاں گردد عیاں
نیزہا را ہمچو خاشاکے ربود
آں قضیب معجز فرماں روا
ز اہتمام آں قضیب آں سیل رفت

رو بگردانید و سوی شہر رفت جز سہ کس کہ حقد الشاں چیرہ بُد واں سوم ہم بود بوسفیان حرب	چوں بدیدند از وی آں امر عظیم ساحرش گفتند و کاہن از حجر	پس مقر گشتند آں میراں زبیم بود بوجہل لعین و بولہب

غرضکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب کو ایسے ایسے ہزاروں معجزے عطا فرمائے۔ کہ جن کو دیکھ کر کفاران عرب مبہوت و متحیر ہو ہو گئے مگر بوجہ حقد و کینہ اُس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہت سے ایمان نہ لائے یا مراد کوثر سے کثرتِ علم ہے۔ یعنی عطا کیا ہم نے تم کو اے حبیب علم کثیر باوجود اس کے کہ آپ امی تھے۔ نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا سہ

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست	کتب خانہ چند ملت بشست

جیسا کہ اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں فرماتا ہے۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور سکھایا آپ کو جو کچھ کہ آپ نہ جانتے تھے۔ معارف و علوم و اسرار مکتوم سے اور مطلع کیا آپ کو اوپر جمیع مصالح دینی و دنیوی کے اور امور شرائع و قوانین دین و سیاست عباد و مصالح آخرت و قصص اُمم ماضیہ و احکام شرائع سابقہ کے اور عطا کیا آپکو علم اولین و آخرین اور علم ہر شے کا ابتدا خلق سے آخر تک جیسا کہ بیان آیہ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا الخ میں گذرا یا مراد کوثر سے فضل کثیر ہے۔ یعنی عطا کیا ہم نے آپ کو اے نبی فضل کثیر جیسا کہ اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں فرماتا ہے۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ جس کا درک محال احاطہ ناممکن نہ کسی نبی پہ ایسا ہوا۔ اور نہ کسی رسول کو ایسا ملا۔ اسی کے باعث آپ تمام انبیائے کرام و رسل عظام پہ افضل و اعلیٰ اور تمام خلق پر بلند و بالا سید کل ہادی سبل فرمائے گئے۔ جس کی قدرے تفصیل بیان فضائل حصہ سوم میں کی جائے گی۔

یا مراد کوثر سے قرآن عظیم ہے یعنی عطا کیا ہم نے آپ کو قرآن عظیم جو کہ اسرار و حکم سے پر اور ہر چیز کا روشن بیان تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہے اور تا بقیام قیامت دائم و قائم رہیگا اور تمہارا نام و نشان روشن کریگا۔ کوئی اس میں تغیر و تبدل اور اس کو تلف نہیں کر سکتا۔ کہ اللہ تعالیٰ خود اُس کا محافظ و نگہبان ہے۔ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

مصطفےٰ را وعدہ کرد الطاف حق ۔ گر بمیری تو نمیرد ایں سبق ! ۔ من کتاب و معجزت را رافعم
بیش و کم کن راز قرآں مانعم ۔ من ترا اندر دو عالم حافظم ۔ طاعناں را ز حدیثت دافعم
کس نیابد بیش و کم کردن درو ۔ تو بہ از من حافظے دیگر مجو !

یا مراد کوثر سے دین اسلام ہے یعنی عطا کیا ہم نے آپ کو دینِ اسلام جو ہمارے نزدیک تمام دینوں سے افضل اور تمام ملتوں سے بہتر ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ اور جس میں قیامت تک لوگ ہر چہار طرف سے جوق جوق و فوج و فوج داخل ہوتے رہیں گے ۔ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا اور وہ تمام ادیان و ملل کا ناسخ اور قیامت تک قائم و باقی رہیگا۔ جس سے ہمیشہ آپ کا نام و نشان چلے گا اور کوئی اسے میٹ نہ سکے گا۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

از ہراس و ترس گفتار لعین ۔ ورنیت پنہاں کے شود زیر زمین ۔ چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ
دیں تو گیرد زماہی تا بماہ ۔ تا قیامت باقیش داریم ما ۔ تو مترس از نسخ دیں اے مصطفےٰ

یا مراد کوثر سے فتوحات کثیرہ ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور اُن کے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو عطا فرمائیں۔ کما قال اللہ تعالےٰ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ہ جن کے چرچے تا قیامت باقی رہیں گے اور ان کے تذکرے کتب تواریخ و سیر میں موجود رہیں گے۔ جیسے صلح حدیبیہ و فتح مکہ و خیبر و احد و بدر و تبوک وغیرہ جن کے تذکرے کتب تواریخ و سیر میں موجود ہیں۔

یا مراد کوثر سے کثرت اتباع و اصحاب و امت ہے۔ یعنی عطا کیا ہم نے تم کو اتباع و اصحاب کثیر و امت کثیرہ کہ جس سے تا بقیام قیامت آپ کا نام و نشان باقی رہے گا۔ اور وہ ہر چہار اطراف عالم میں تمہارے نام کا ڈنکا بجانے اور جا بجا تمہارے چرچے اور تذکرے کرتے رہیں گے۔ وہ سب مثل تمہارے آل و اولاد کے ہیں۔ اور تم اُن کے حق میں مثل باپ کے بلکہ حقیقۃً اُس سے بھی زیادہ ہو جیسا وہ تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ تَمَلَّکَ عَلٰے

طَرِیْقَتِیْ فَھُوَ اٰلِیْ جو میرے طریقے پر چلا۔ بس وہ میری آل و اولاد ہے لہذا تمام امت مرحومہ حضور کی آل و اولاد ہوئی۔

سبحان اللہ! کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو آل کثیر و اولاد وافر عطا فرمائی۔ کہ جس سے قیامت تک نسل قائم اور حضور کا نام و نشان باقی رہے گا کسی کے دو چار دس یا پانچ حد کمال بیس پچیس اولادیں ہوتی ہیں یہاں کروڑہا حضور کے نام لیوا موجود ہیں۔ اور تا قیامت باقی رہیں گے۔ بلکہ قیامت کے دن بھی کثرت میں تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر فوق لیجائیں گے۔ اور حضور اُن کو وہاں دیکھ دیکھ کر تمام امم پر مفاخرت و مکاثرت فرمائیں گے۔ لہذا حدیث میں حکم ہوتا ہے۔ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ تم بہت بچے جننے والی محبت رکھنے والی عورتوں سے نکاح کرو تاکہ اولاد زیادہ ہو اکہ میں قیامت کے دن تمام امتوں پر تمہارے ساتھ کثرت جتانے والا ہوں گا۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اَھْلُ الْجَنَّۃِ عِشْرُوْنَ وَمِائَۃُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ اسّی اس امت کی اور چالیس باقی امم کی تو ہم تمام امم سے دُگنے ہوں گے۔

بشارت اے عزیزو۔ بڑی خوشی و مسرت اور حمد الٰہی کرنے کا مقام ہے۔ کہ اُس پروردگار عالم نے ہمارے نبی کو اپنا محبوب بنایا۔ اور تمام خلق سے بہتر و اشرف اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل و اعلیٰ فرمایا۔ اور ہمیں ان کے صدقے میں بہترین امم کیا اور تمام امم پر کثرت و فضیلت میں زیادہ اور طرح طرح کے فضائل و خصائص سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے کلام پاک میں ہماری مدح و ثنا فرمائی۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۱ھ

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۔ یعنی اے حبیب پاک

جب ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمائی۔ اور طرح بطرح تم پر انعام واکرام کیا۔ اور تمام جہان پر تمہیں فضیلت بخشی۔ تو تم اس کے شکریہ میں اپنے رب کی عبادت کرو نماز پڑھو۔ اس کے واسطے قربانی کرو۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ تو وہ بے شک آپ سے بغض وعداوت رکھنے والا آپ کو ابتر کہنے والا ہی مقطوع النسل و دم بریدہ اور بے نام ونشان ہے۔ نہ آپ کہ آپ کی نسل قیامت تک قائم رہے گی۔ اور پنجوقتہ آپ کے نام کے ڈنکے بجتے رہیں گے۔ اور تمام آسمانوں اور زمینوں میں آپ کے چرچے آپ کے تذکرے صبح ومسا ہوتے رہیں گے۔ پھر آپ اُن جاہلوں وشمنانِ دین وایمان کے کہنے سے کیوں ملول ومحزون ہوتے ہیں۔ فصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وافضل رسلہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

وعظ ہفتم

بیان درود وسلام بر سید انام علیہ التحیۃ والسلام

اول ثناء وحمد خداوند کی کروں مقدور جس قدر ہے نہ اس میں کمی کروں	تعریف اس کی جس نے دیا جان وجی کروں بعد اس کے اس عمل کو ادا لازمی کروں

وصفِ شہ محمد رب غنی کروں
تم سب پڑھو درود میں ذکر نبی کروں

حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ خاک آلودہ ہو۔ ناک اس شخص کی یعنی ذلیل وحقیر ہو۔ وہ شخص کہ جس کے پاس میں ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ لہذا اے مسلمانو! ذلیل وحقیر مت بنو اور ذکر نبی سنکر درود پڑھو۔

القاب کیسے کیسے خدا نے کئے عطا	حضرت رسول پاک کو قرآں میں جابجا

یٰسین کہیں پکارا تو طٰہٰ کہیں کہا — حٰمٓ و نٓ اور کہیں والشمس والضحیٰ

کیا میرا علم و عقل صفت آپ کی کریں
تم سب پڑھو درود میں ذکر نبی کروں

سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین فرماتے ہیں۔ بڑا بخیل وہ شخص ہے جس کے پاس میں ذکر کیا جاؤں۔ اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ لہٰذا اے عزیزو! بخیل نہ ہو خطاب بخل حاصل نہ کرو اور ذکر نبی سنکر درود پڑھو

خود ہے خدا ہمارے پیمبر کا مدح خواں — قرآں ہے سارا آپ کے اوصاف کا بیاں
الحمد کے الف سے ہے والناس تک عیاں — نعت جناب احمد و بشیر ختم مرسلاں

میں کیا بھلا ثنائے شہ ہاشمی کروں
تم سب پڑھو درود میں ذکر نبی کروں

حبیب اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ ذُكِرْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ دَخَلَ النَّارَ۔ جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہوگا۔ اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھیگا۔ وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ لہٰذا اے عزیزو! دوزخ سے بچو۔ اور حضور کے ذکر کے وقت درود پڑھو۔

حضرت کی ذات پاک بشیر و نذیر ہے — داعی الی القدیر سراج منیر ہے
وہ نائب خدا ہے سمیع و بصیر ہے — بے مثل ہے جہاں میں اور بے نظیر ہے

پھر کیوں نہ اُن کے ذکر سے وابستگی کروں
تم سب پڑھو درود میں ذکر نبی کروں

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ لَا يَرَى وَجْهِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وہ شخص میری زیارت نہ کر سکیگا جس کے پاس میں ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ پس اے مسلمانو! اس نعمتِ عظمیٰ یعنی زیارت نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو ترک نہ کرو۔ اور حضور کے ذکر کے وقت درود پڑھو۔

ہو کس زباں سے شکر ادا تیرا اے خدا — اپنے حبیب کی ہمیں امت بنا دیا

اب آخری ہے تجھ سے یہ اسرار کی دعا قائم ہمیں تو شرع محمد پہ رکھ صدا

حضرت کے اتباع سے ہمیں ایماں قوی کریں
تم سب پڑھو درود میں ذکر نبی کریں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

قال عز ذکرہ و جل جلالہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ اللہ رب العزۃ جل جلالہ و عم نوالہ اس آیہ کریمہ میں اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی عظمت شان و رفعت مکان اپنے بندوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ کہ میرے حبیب کی میری جناب میں یہ قدر و منزلت ہے۔ کہ میں اور میرے فرشتے اُس ذات مقدس پر درود بھیجتے ہیں۔

صلاۃ کے معنی لغت میں دعا اور رحمت و استغفار اور حسن ثنا کے ہیں۔ اللہ کی جانب سے رسول پر اور کبھی اس طرح فرق کیا جاتا ہے۔ کہ صلاۃ اگر منسوب الی اللہ ہو تو اس سے مراد رحمت اور اگر منسوب الی الملائکہ ہو۔ تو اس سے مراد استغفار۔ اور اگر منسوب الی العباد ہو تو اُس سے مراد دعا ہوتی ہے۔ اور نبی کے معنی یا تو بلند کئے گئے کے ہیں۔ اگر اس کو فعیل بمعنی مفعول ماخوذ از نبوت بروزن مروت کہا جائے یا خبر دینے والے کے ہیں۔ اگر اُس کو اسم فاعل مشتق از نبا کہا جائے۔ اور سلام کے معنی لغت میں براۃ عن العیوب والنقائص کے ہیں۔ پس معنی آیہ کے اُس وقت یہ ہوں گے کہ بیشک اللہ اور اللہ کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر یا یہ معنے ہوں گے۔ کہ بہ تحقیق اللہ رحمت بھیجتا ہے۔ اور فرشتے اس کے طلب رحمت کرتے ہیں۔ اوپر اس ذات کے کہ جس کا مرتبہ خلق پر ارفع و اعلیٰ بلند و بالا کیا گیا ہے۔ اے ایمان والو تم بھی دعا کرو واسطے اس کے بایں طور کہ اے اللہ معظم کر تو اُسے دنیا میں اور اُس کے ذکر کو بلند فرما۔ اور اُس کے دین کو تا بقیام قیامت باقی رکھ۔ اور آخرت میں اس کی شفاعت قبول فرما۔ اور اُس درجے بلند فرما اور اُسے مقام محمود عطا فرما۔ جیسا کہ ایک حدیث میں خود سرار

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تعلیم فرماتے ہیں۔ کہ بعد اذاں آپ کے واسطے اس طرح دعا کریں اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

یا یہ معنے ہیں کہ بیشک اللہ اور اللہ کے فرشتے حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اُس ذات کی جو احکامِ الٰہی سے خبر دینے والا ہے۔ اے ایمان والو۔ تم بھی اس کی تعریف و توصیف بیان کرو۔ اور اس کے ذکر سے اپنی مجالس و محافل کو روشن و منور کرو۔ اور براۃ چاہو تم اس کی عیوب و نقائص سے براۃ چاہنا یا سلامتی چاہو تم اس کی آفات و بلیات سے سلامتی چاہنا۔ نکتہ۔ اور لانا جملہ اسمیہ کا پھر اُسے مُصدر ربان کرنا جو واسطے تاکید و تقریر مضمون جملہ کے بمقابلہ مخاطب منکر یا متردد فی الحکم کے لایا جاتا ہے۔ محض اہتمام شان اس حکم کے ہے۔ یعنی درود پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا مہتم بالشان امر ہے کہ میں اور میرے فرشتے اس پر درود پڑھتے ہیں۔ اے ایمان والو۔ تم بھی اس نبی پر درود و سلام پڑھو۔ نکتہ۔ اور لانا جملہ فعلیہ کا واسطے افادہ تجدد کے ہے یعنی رحمت و عنایت پروردگار عالم کی اپنے حبیب پر روز بروز زیادہ ہے اور آپ کے کمالات کو یوماً فیوماً ترقی ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔ تبارک و تعالیٰ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی نکتہ پھر اللہ تعالیٰ کا حضور کو اس آیت میں نبی فرمانا اور درود ایسے مہتم بالشان امر کو آپ کے مرتبہ نبوت کے مقابلہ میں ظاہر کرنا حالانکہ مرتبہ رسالت بھی قطعاً یقیناً آپ ہی کے واسطے ثابت ہے۔ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ جب ایسی نعمتِ عظمیٰ و دولتِ کبریٰ آپ کی نبوت کے مقابل ہے۔ تو کمالات مرتبہ رسالت کے کہ نبوت سے بہت بلند و بالا ہیں۔ کس درجہ اشرف و اعلیٰ ہوں گے۔ ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ نکتہ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کا اس آیہ کریمہ میں پہلے اپنی اور اپنے فرشتوں کی درود خوانی سے خبر دینا اور پھر مومنین کو درود پڑھنے کا حکم کرنا صرف اس فائدے کیواسطے ہے کہ اگر بادشاہ اپنی رعایا لشکر کو

کسی کام کا حکم کرتا ہے اور لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ فقط ایکبار تعمیل اس حکم ہم پر واجب ہے۔ پھر ہم مختار ہیں۔ تو اکثر لوگ اس میں دوسری بار کاہلی و سستی کرتے ہیں۔ اور جب جانتے ہیں کہ تمام مقربان شاہی اکثر اس کام میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اسے بادشاہ کی خوشنودی کا باعث سمجھتے ہیں۔ بلکہ خود بادشاہ بہ نفس نفیس اُسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو شوق و رغبت اور بڑائی و عظمت اس کی سب کے دل میں زیادہ ہو جاتی ہے اور اسے عزت وسعادت جانتے ہیں۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی رح فرماتے ہیں۔ کہ تقدیم اس جملہ یعنی اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کی امر یعنی صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا پر درود کی فضیلت و عظمت پر صاف وصریح دلالت کرتی ہے۔ کہ ہر عبادت میں ابتدا ربامر ہوئی مگر اس امر میں پہلے اپنے اور اپنے فرشتوں کے فعل سے خبر دی گئی کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ تحقیق اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اور پھر مسلمانوں کو اُس کا حکم فرمایا گیا کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اے ایمان والو تم بھی صلوٰۃ وسلام عرض کرو۔ اس ذات مقدس پر۔ بشارت اے عزیزو لفظ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے تین امر مستفاد ہوئے۔ اول یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا نہایت عظمت وشان والا امر ہے۔ کہ خود رب تبارک وتعالیٰ درود پڑھتا ہے اور درود پڑھنے والوں کے ایمان کی گواہی دیتا اور انہیں ایمان والا کہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور پر درود پڑھنا مقتضائے ایمان ہے اس لئے کہ جب کسی سے کوئی بات طلب کی جاتی ہے۔ تو اُسے مناسب و مقتضی مطلوب کیساتھ متصف کر کے خطاب کرتے ہیں۔ جیسے معرکہ جنگ وجدل میں سپاہیوں سے کہتے ہیں کہ اے بہادرو! یہی وقت جانبازی وجرأت کا ہے اور سخی سے وقت تحریص سخاوت کہتے ہیں کہ اے کریم یہی موقعہ دینے کا ہے۔ تیسرے یہ لفظ حضور کی اُمت مرحومہ کی فضل و بزرگی پر دلالت کرتا ہے۔ مسلمانو! بڑی خوشی کا مقام ہے کہ ہم سے گنہگاروں کو ہمارا رب عزوجل ایمان والا کہہ کر پکارے ایسے پیارے

خطاب سے یاد فرمائے یہ سب اُسی تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے کہ پروردگار عالم ہم سے نافرمانوں کو ایسے پیارے خطاب سے ممتاز و سرفراز فرماتا ہے۔ بخلاف سارے اُمم ماضیہ کے کہ ہر جگہ اونکو نام ہی لیکر پکارا گیا جیسا کہ ان کے انبیا علیہم السلام کو نام لیکر پکارا گیا اور ہمارے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو کبھی نام لیکر یاد نہ فرمایا ہر جگہ ہر مقام پر پیارے خطاب نرالے القاب ہی کے ساتھ یاد فرمایا کہیں یاایھا النبی کہا کہیں یاایھا الرسول فرمایا۔ کہیں یاایھا المزمل کہیں یاایھا المدثر کہیں طٰہٰ کہیں یٰسین کے خطاب سے سرفراز فرمایا ہے

یا آدم ست با پدر انبیا خطاب	یا ایھا النبی ست خطاب محمدی

اور کیوں نہ ہو کہ ہم اپنے نبی کو محبوب و پیارے ہیں اور قاعدہ ہے۔ کہ محب اپنے محبوب کے محبوب کو بھی محبوب رکھتا اور اس کی گلی کے کتوں کو بھی طرح طرح سے نوازتا ہے۔ دیکھو جب لیلی کی گلی کا کتا مجنوں کو نظر پڑا۔ تو اُس نے کس کس طرح اسے نوازا۔ اور اُس کی عزت کی جیسا کہ مولانا مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

ہمچو مجنوں کو سگی را می نواخت	بوسہ اش میداد و پیشش میگداخت	گرد او میگشت خاضع در طواف
ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف	ہم سر و پالش ہمی بوسید و ناف	ہم جلاب و شکرش میداد صاف
بوالفضولی گفت کاے مجنوں خام	ایں چہ شیدست اینکہ می آری مدام	پوز سگ دائم پلیدی میخورد
مقعد خود را بلب مے استرد	عیبہائے سگ بسی او می شمرد	عیب داں از غیب داں بوی نبرد
گفت مجنوں تو ہمہ نقشی و تن	اندر آ بنگر تو از چشمان من	ایں طلسم بستۂ مولیست ایں
پاسبان کوچہ لیلے است ایں	ہمتش بین و دل و جان و شناخت	کو کجا بگزید و مسکن گاہ ساخت
او سگ فرخ رخ کہف منست	بلکہ او ہمدرد و ہم لیف منست	آں سگی کہ گشت در کویش مقیم
خاک پالش بہ ز شیران عظیم	آں سگی کہ باشد اندر کوے او	من بشیراں کے دہم یک موی او

بلکہ مسند الیہ کا اسم موصول لانا خود اس امر پر شاہد عدل ہے کہ اللہ رب العزۃ کو ہمیں نام لیکر پکارنا یا امت محمدی کہنا اچھا نہ معلوم ہوا کہ اسم موصول مسند الیہ اس جگہ لایا جاتا ہے۔ جہاں انہیں بالتصریح ہو نام لیتے تصریح بالعلم کرتے شرم آتی ہو۔ بُرا معلوم ہوتا

ہو خواہ وہ بوجہ عظمت و بزرگی ہو۔ یا بسبب پیار و محبت غرضیکہ اس آیہ کریمہ کا ہر حرف ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمتِ شان و رفعت مکان اور درود کی عظمت و بزرگی اور درود خوانوں کے فضل پر دلالت کرتا ہے۔

حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِیْ مَلَکَیْنِ فَلَا اُذْکَرُ عِنْدَ مُسْلِمٍ فَیُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا قَالَ ذَالِکَ الْمَلَکَانِ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ وَتَقُوْلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ جَوَابًا لَھُمَا اٰمِیْنَ ہ یعنی اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔ کہ جب میں کسی مسلمان پاس ذکر کیا جاتا ہوں اور وہ مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ تو یہ فرشتے کہتے ہیں۔ اللہ تجھے بخش دے۔ اور باقی فرشتے آمین کہتے ہیں۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کی آمین فرشتوں کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو جائے۔ اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ پس خوش نصیب وہ ہے بخت اس شخص کے جس کی درود درود ملائکہ یا صلاۃ خدا سے موافق ہو جائے تو ؎

خموش بیٹھے ہو کیا مومنو درود پڑھو	شفیع روزِ جزا پر پڑھو درود پڑھو

ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُمِرْنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْکَ (وفی روایۃ) قَدْ عَرَفْنَا السَّلَامَ عَلَیْکَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ یعنی آپ پر درود پڑھنے کا ہمیں حکم فرمایا گیا ہے۔ اور آپ پر سلام عرض کرنے کا طریقہ تو ہم نے جان لیا درود کس طرح پڑھیں فرمایا کہو اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ یہ آیہ کریمہ صاف و صریح اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام بھیجنا واجب ہے۔ اس لئے کہ صلوا اور سلموا دونوں امر کے صیغے ہیں اور موجب امر مطلقا وجوب ہے۔ مگر جبکہ کوئی قرینہ صارفہ عن الوجوب موجود ہو۔ یعنی مذہب ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر احناف کرام کا ہے۔ اگرچہ امام شافعی وغیرہ کا اس میں خلاف ہے۔ مگر اس آیۃ میں امر بالاجماع وجوب کے لئے ہے۔ ہاں اختلاف

اس میں ہے۔ کہ تمام عمر میں ایکبار درود وسلام آپ پر بھیجنا فرض ہے یا جتنی مرتبہ نام نامی و اسم گرامی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سُنے اتنی مرتبہ درود پڑھنا فرض ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ مسلک ہے کہ تمام عمر میں ایک مرتبہ فرض اور زیادہ اس سے مندوب و مستحب ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ نماز کے قعدۂ اخیرہ اور بروقت سماعت اسم مبارک حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم واجب ہے۔ اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ تمام عمر میں ایکبار صلاۃ وسلام حضور پر پڑھنا فرض ہے۔ اور بروقت سماعت نام مبارک واجب ہے۔ ہاں اگر ایک مجلس میں متواتر نام مبارک حضور کا ذکر کیا جائے۔ تو اول مرتبہ درود پڑھنا واجب اور باقی مستحب جیسا کہ ایک مجلس میں تکرار آیت سجدہ سے ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے۔ مگر مذہب مختار یہ ہے کہ ہر مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے۔ جیسا کہ طحاوی اور در والوجیہ میں ہے اور جمہور اسی پر ہیں۔ لیکن بروقت قرأت قرآن وخطبہ درود بالجہر پڑھنا مکروہ ہے۔ اولیٰ یہ ہے کہ اپنے دل میں پڑھے۔ اسی طرح خطبہ ہوتے وقت جب نام نامی و اسم گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لیا جائے۔ یا آیہ مذکورہ تلاوت کی جائے۔ تو قوم کو درود پڑھنا مکروہ ہے۔ احوط الفصاحت ہے چاہیے کہ اپنے دل میں پڑھے۔ اسی طرح سوائے انبیاء علیہم السلام کے دوسرے پر بالاستقلال درود پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ ہاں بہ تبعیت جائز ہے۔ مثلاً کہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَصْحَابِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَحْزَابِہٖ پس اگرچہ یہ نعمت عظمیٰ اور انبیاء کے لیے بالاستقلال اور غیر کے لئے تبعاً حاصل ہے۔ مگر باعتبار کمیت و کیفیت کے اُس جناب ہی کے ساتھ ایک طرح کی خصوصیت رکھتی ہے۔ کہ نہ ایسا اوروں کو حاصل اور نہ اس طرح کی رحمت کاملہ دوسروں پر نازل اور نہ کسی کے درود پر مصلّی کے واسطے اس قدر فوائد مترتب اور نہ جناب احدیت کو کسی کے درود کا ایسا اہتمام منظور روز ازل سے اب تک ان کے رب عزوجل نے اپنے محبوب پر بے غایت رحمت نازل فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے

اولوالعزم پیغمبر کو حکم فرمایا گیا کہ اگر تمہیں میری قربت منظور ہے۔ تو میرے حبیب پر درود بکثرت بھیجا کرو۔ روایت ہے۔ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا دل بہشت میں تنہائی سے گھبرایا تو جناب باری میں عرض کی کہ میرا جوڑ پیدا کر کہ جس سے میرا دل بہلے۔ چنانچہ ان کی بائیں پسلی سے حضرت حوا پیدا کی گئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان سے جب ارادہ قربت کا کیا حکم ہوا۔ اے آدم پہلے اُن کا مہر ادا کرو۔ تب ہاتھ لگانا عرض کیا یا رب مہر حوا کا کیا ہے۔ حکم ہوا کہ ہمارے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دس بار درود پڑھو۔ یہی مہر حوا کا ہے۔ اور ستر ہزار فرشتے صبح سے شام تک اور ستر ہزار شام سے صبح تک اس امر پر مقرر فرمائے گئے ہیں۔ کہ آپ کے روضۂ منورہ پر حاضر ہو کر درود پڑھتے رہا کریں۔ تمام ملائکہ بلکہ خود ربّ العزۃ اُس تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے۔ اور جملہ مومنین کو حکم فرماتا ہے کہ تم بھی اس محبوب پر درود پڑھو۔ تاکہ اس نعمتِ عظمیٰ و دولتِ کبریٰ سے محروم نہ رہ جاؤ۔ چنانچہ اکثر مسلمان بحکم الٰہی اپنی مجالس و محافل اور عبادت گاہوں میں بلکہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے رات دن اس کا ورد رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ عمدہ طاعات وافضل عبادات یعنی نماز پنجگانہ میں پڑھی جاتی ہے۔

اے عزیزو! غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ اُس معبود حقیقی کا اپنے حبیب اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر کس قدر نوازش و اکرام ہے۔ کہ کسی پر بھی ایسا نہ ہوگا تو سہ

ایسے نبی پہ پس مدام بھیجو درود اور سلام بھولو نہ اس کو میری جان لکھو مدام صبح و شام	آئے گا یہ تمہارے کام بھیجو درود اور سلام سن کے رسولِ حق کا نام بھیجو درود اور سلام

درود شریف کے فضائل و فوائد لاتعد ولاتحصی ہیں۔ جن کا ضبط ناممکن اور بیان دائرے تقریر سے باہر۔ درود پڑھنے والوں کو دونوں عالم میں فوائد جلیلہ حاصل ہوتے ہیں بلکہ عالمِ برزخ میں بھی یہ اپنے قاری کی دستگیری کرتی ہے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں۔ کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایکبار

درود پڑھنا تمام دنیا و مافیہا سے بہتر اور افضل ہے۔ اور دنیا و آخرت دونوں کے واسطے کافی و وافی ہے۔ اور ثواب اس کا ہزار برس کی طاعت اور اکثر عبادت مالیہ و بدنیہ و قولیہ سے افضل و اعلیٰ ہے۔ یہ فضل و عنایت ہم گنہگارانِ امت پر اسی تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہے۔ ورنہ ہم کب اس عنایت کے لائق اور اس کرامت کے مستحق تھے۔ سب سے پہلا فائدہ درود خواں کو یہ ہوتا ہے کہ وہ بباعث درود شریف آتش دوزخ سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اللہ رب العزۃ اس پر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائیگا۔ وہ کبھی دوزخ میں نہ جائیگا۔ امام مسلم و ترمذی و ابوداؤد و طبرانی و احمد وغیرہم اکابرِ محدثین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ عَشْرًا۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ یعنی اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ بلکہ امام احمد و حاکم کی ایک روایت میں وارد ہے۔ کہ جو شخص حضور پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ستر مرتبہ درود پڑھتا ہے ۝

خموش بیٹھے ہو کیا مومنو درود پڑھو	شفیع روزِ جزا پر پڑھو درود پڑھو

دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ دس مرتبہ نظر عنایت فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف فرماتا ہے۔ اور دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں درج فرماتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ بلکہ حلیہ وغیرہ کی ایک روایت میں وَکُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ بھی وارد ہوا ہے۔ یعنی جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجے گا اور اس

کی دسّ خطائیں معاف فرمائے گا۔ اور دسّ درجے بلند کرے۔ اور دسّ نیکیاں اُس کے لئے لکھیگا۔

اے عزیزو۔ یہ تو بڑی نعمت ہے۔ کہ پروردگار عالم اس بندۂ ناچیز آلودہ معصیت پر ایک بار درود پڑھنے کے باعث دسّ بار بلکہ ستر بار نظر رحمت فرمائے اور دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھے اور دسّ برائیاں اس کی محو فرمائے۔ اور دس درجے بلند فرمائے۔ ایک نگاہِ کرم اس کی تمام دنیا کی مہمات کو کافی اور اُدنیٰ عنایت اس کی کل مطالب و مقاصد کیواسطے وافی ہے۔ مگر اپنے محبوب کی پیاری اُمت کے ساتھ جو کچھ بھی کرے وہ تھوڑا ہے۔ اگر غور کرو تو کیسے نفع کی یہ تجارت ہے۔ جو دنیا بھر کی تجارات سے انفع ہے۔ کہ بے محنت و مشقت بغیر کچھ خرچ کیئے ہوئے ایسا نفع کثیر ہاتھ آئے جو کسی تجارت میں دیکھا نہ سُنا۔ مگر باوجود اس کے پھر بھی تم اس تجارت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اگر ابھی کوئی تم سے اتنا کہدے کہ فلاں جگہ پر ایک چیز میں دسّ گنا نفع ہوتا ہے۔ یا ایک روپیہ کے بدلے دسّ روپیہ ملتے ہیں۔ تو ابھی ایک دوسرے پر سبقت کروگے۔ کہ کہیں یہ نفع ہاتھ سے نہ نکل جائے اور طرح طرح کی محنت و مشقت بلا کچھ خرچ کیئے ہوئے تم کو ایسا نفع کثیر حاصل ہوتا ہے۔ اور تم اس کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوتے۔ اور بطور کہانی و خواب و خیال کے سمجھتے ہو۔ اور واہ کیا عقل ہے۔ ؏ بریں عقل و دانش بباید گریست ۔ تم کو چاہیئے کہ دن رات چلتے پھرتے اس نفع کے حاصل کرنے میں کوشش کرو۔ کہ اس میں سراسر نفع و بہبودی دارین ہے تو[1]

[1] تذئیل بعض حضرات کے روبرو جب فوائد درود بیان کئے جاتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ میاں بارہا درود درد کیا مگر کچھ بھی فائدہ نہ ہوا یہ ان کی بد اعتقادی ہے وہ خیال نہیں کرتے کہ بلا دریافت حکیم عطار کے یہاں سے دوا لا کر استعمال کرنیسے کچھ نفع ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں جبتک کہ حکیم انکے مرض کیموافق ایک مقدار پر دوا تجویز کرکے نہ دے۔ اسیطرح درود کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ جب تک اس کے عامل سے اجازت حاصل نہ کیجائے۔ اور ان کی حاجت کے موافق کمیت و کیفیت نہ بتلائے۔ ہرگز ظاہری نفع نہ ہوگا۔ ہاں باطنی نفع ہر حال میں ہوگا۔ اور اس کا ثواب انہیں اللہ کے یہاں سے ملیگا۔ جو انہیں معلوم نہ ہوگا۔ ۱۲ منہ

خموشں بیٹھے ہو کیا مومنو درود پڑھو اِدھر اُدھر کی نہ باتیں کرو درود پڑھو	شفیعِ روزِ جزا پر پڑھو درود پڑھو! شفیعِ حشر کی مدحت سنو درود پڑھو

فائدہ ۳۔ یہ ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ جو شخص مجھ پر کھڑے ہو کر درود پڑھے قبل کھڑے ہونیکے بخشا جائے اور جو سوتے میں پڑھے قبل جاگنے کے بخشا جائے۔ بعض صوفیائے کرام سے منقول ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک شخص نہایت شرابخوار تھا دن رات نشہ شراب میں رہتا تھا۔ ہم اس کو اکثر نصیحت کرتے رہتے تھے۔ مگر وہ کچھ نہ سنتا تھا۔ جب وہ مرا میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ عمدہ مکان میں جنت کے حُلّے پہنے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے سبب پوچھا۔ اس نے کہا۔ میں ایک دن مجلسِ وعظ میں تھا۔ ایک واعظ کو کہتے سُنا کہ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر باآواز بلند درود پڑھے گا۔ جنت اُس کے واسطے واجب ہو جائیگی پھر اُس واعظ نے بلند آواز سے درود شریف پڑھا۔ میں نے اور نیز حاضرین مجلس نے چلا کر اُس کے ہمراہ درود پڑھا پس ہم سب کے سب اُسی دن بخشے گئے تو سہ

غرض درود کے مرتے ہی خلد پاؤ گے	عزیزو مغفرت کا سودا ہے لو درود پڑھو

فائدہ ۴۔ درود شریف سے یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے قاری کی تمام حاجتیں رفع کرتا ہے مشکلیں آسان کرتا ہے رنج وغم درد والم مصائب کو دور کرتا ہے۔ اور اُس کے رزق میں زیادتی کرتا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ عَسُرَتْ عَلَيْهِ حَاجَةٌ فَلْيُكْثِرْ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيَّ فَاِنَّهَا تَكْشِفُ الْهُمُوْمَ وَالْغُمُوْمَ وَالْكُرُوْبَ وَتُكْثِرُ الْاَرْزَاقَ وَتَقْضِي الْحَوَائِجَ سہ

جو چاہتے ہو کہ کچھ رزق کی کشائش ہو	تو اُس جناب پہ اے مفلسو درود پڑھو

فائدہ ۵۔ درود سے یہ ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ جو مجھ پر تعظیماً درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کلمات سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جس کے دو پر ہوتے ہیں۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور پاؤں اُس کے زمین کے نیچے اور سر اُس کا عرش بریں سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے میرے

بندے پر درود پڑھ جیسے کہ اس نے میرے نبی پر درود پڑھا۔ پس وہ قیامت تک اس شخص پر درود پڑھتا رہے گا۔

فائدہ ۶۔ درود پڑھنے سے یہ ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تحتِ عرش ایک دریا نور کا اور ایک فرشتہ پیدا کیا ہے۔ جس کے دو پر ہیں۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں سر اس کا تحتِ عرش پاؤں اس کے ساتویں زمین کے نیچے جب کوئی بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس فرشتہ کو حکم فرماتا ہے۔ کہ مار حیات میں غوطہ مار جب وہ فرشتہ غوطہ مار کر نکلتا ہے۔ تو اپنے پر جھاڑتا ہے اور اس کے پروں سے بے حساب قطرے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ کہ وہ اس قاری درود کے واسطے قیامت تک استغفار کرتے ہیں

فائدہ ۷۔ یہ ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ تو اس درود کو ملک الموت باذن اللہ قبض کر کے میری قبر پر پہنچاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اے محمد فلاں ابن فلاں نے آپ کی امت سے آپ پر درود پڑھا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ میری جانب سے بھی اس کو دس درود پہنچاؤ اور کہدو کہ میری شفاعت تیرے واسطے حلال ہوئی۔ پھر وہ فرشتہ آسمان پر صعود کرتا ہے۔ اور عرش عظیم کے پاس پہونچ کر عرض کرتا ہے۔ کہ اے رب فلاں ابن فلاں نے تیرے حبیب پر درود بھیجا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری جانب سے بھی اس پر درودیں پہنچا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اس درود کے ہر حرف کے بدلے میں ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جس کے تین سو ساٹھ سر ہوتے ہیں۔ اور ہر سر میں تین سو ساٹھ چہرے ہوتے ہیں۔ اور ہر چہرے میں تین سو ساٹھ مونھ ہوتے ہیں اور ہر موںھ میں تین سو ساٹھ زبانیں ہوتی ہیں۔ اور ہر زبان سے کلام کرتا ہے اور تین سو ساٹھ طرح سے خدا کی حمد و ثنا بجالاتا ہے۔ اور اس سب کا ثواب اس درود پڑھنے والے کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

فائدہ ۸۔ یہ ہے کہ درود پڑھنے والے کا قیامت کے دن جبرئیل ہاتھ پکڑ کر پلصراط

سے پانی لگائینگے۔ اور میکائیل اسے حوض کوثر سے سیراب فرمائیں گے۔ اور اسرافیل جناب باری میں سربسجود ہو کر اُس کی مغفرت چاہیں گے۔ اور جب تک وہ بخشا نہ جائیگا سر نہ اُٹھائیں گے۔ اور عزرائیل وقت جانکنی مثل انبیاء علیہم السلام کے آسانی سے اس کی روح قبض فرمائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میرے پاس جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام آئے پس جبریل نے کہا۔ یا رسول اللہ من صلی علیک عشر مرۃ انا اخذ بیدہ و امرہ علی الصراط وقال میکائیل انا اسقیہ من حوضک وقال اسرافیل انا اسجد اللہ تعالیٰ ما ادفع راسی حتی یغفر اللہ لہ وقال عزرائیل انا اقبض روحہ کما قبضت ارواح الانبیاء علیہم الصلوٰۃ۔

فائدہ ۹۔ درود کے پڑھنے سے یہ ہے۔ کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صبح کو دس مرتبہ اور شام کو دس مرتبہ درود پڑھیگا۔ قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے مامون اور محفوظ رہیگا۔ اور انبیا علیہم السلام اور صدیقان عظام کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔
حدیث شریف میں آیا ہے۔ من صلی علی عشرا اذا اصبح وعشرا اذا امسی امنہ اللہ تعالیٰ من فزع الاکبر یوم القیمہ وکان مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین
دوسری حدیث میں یوں ہے۔ ان انجاکم یوم القیمۃ من احوالھا ومواطنھا اکثرکم علی صلوٰۃ۔

فائدہ ۱۰۔ درود کے پڑھنے سے یہ ہوتا ہے۔ کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھیگا۔ حضور پر اس کی شفاعت واجب ہو گی۔ زید ابن حباب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ من قال اللھم صل علی محمد وانزلہ منزل المقرب عندک یوم القیمۃ وجبت لہ شفاعتی

فائدہ ۱۱۔ یہ ہے کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک نہر بنائی ہے۔ جس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا دودھ سے زیادہ سفید مشک سے زیادہ خوشبودار برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ وہ اس سے قیامت کے دن سیراب ہوں گے۔ مگر یہ مخصوص بر جب ہے۔ سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ رأیت لیلة المعراج نہرا مائه احلی من العسل وابرد من الثلج واطیب من المسك فقلت لجبرئیل لمن ھذا قال لمن صلی علیك فی رجب۔

فائدہ ۱۲۔ یہ ہے کہ درود مغفرت گناہِ گنہگاران ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا علی الصلوٰۃ فان صلوٰتکم مغفرۃ لذنوبکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الصلوٰۃ علی النبی امحق للذنوب من ماء البارد للثیاب۔

فائدہ ۱۳۔ یہ ہے کہ جو شخص حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ہر روز پانچسو مرتبہ درود پڑھے گا۔ کبھی کسی کا محتاج نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے من صلی علی کل یوم خمس مائة مرة لم یفتقر ابدا۔

فائدہ ۱۴۔ یہ ہے کہ جو شخص حضور پر ہر روز سو مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالی سو حاجتیں اس کی روا فرماتا ہے۔ ستر آخرت میں اور تیس دنیا میں حدیث شریف میں ہے۔ اذا صلے علی احد من امتی فی یوم مائة مرة قضے اللہ تعالی له مائة حاجة سبعون منها فی الاخرۃ وثلاثون فی الدنیا۔

فائدہ ۱۵۔ یہ ہے درود مصلی کے واسطے قیامت کے دن نور ہوگی۔ انس ابن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینوا مجالسکم بالصلوٰۃ علی فان صلوٰتکم علی نور لکم یوم القیمه۔

فائدہ ۱۶۔ یہ ہے کہ جو شخص حضور پر کثرت سے درود بھیجے گا۔ وہ قیامت کے دن حورانِ کثیرہ کا مالک ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اکثروکم علی الصلوٰۃ اکثرکم ازواجا فی الجنة۔

فائدہ ۱۷۔ یہ ہے کہ درود مصلے کی پل صراط پر دستگیری کریگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ آج کی شب میں نے عجب معاملہ دیکھا کہ ایک شخص میری امت کا پلصراط پر کبھی چوتڑوں کے بل گھسٹتا ہے۔ کبھی گھٹنوں کے بل چلتا ہے۔ کبھی صراط سے چپٹ جاتا ہے۔ کہ ناگاہ اُس کے درود نے دستگیری کی۔ کہ صراط سے

پار اُتر گیا۔

فائدہ ۱۸۔ یہ ہے کہ جو شخص حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بکثرت بھیجتا ہے۔ حضور اس کی تعظیم و تکریم فرماتے ہیں۔ اور تمام دنیا سے زیادہ اس کو عزیز رکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز مسجد شریف میں تشریف فرما تھے ایک جوان خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُس کی تعظیم کی اور اس کو اپنے پہلو میں فوق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بٹھایا۔ پھر ابی بکر رضی اللہ عنہ سے عذر فرمایا۔ اور کہا کہ اے ابی بکر میں نے اس کو تم سے اعلیٰ بٹھایا کہ دنیا میں اس کی برابر کوئی مجھ پر درود نہیں بھیجتا ہے۔

فائدہ ۱۹۔ یہ ہے کہ قاری درود پر ستر ہزار فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ اور ایک روایت میں تمام فرشتے پڑھتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاءنی جبریل فقال یا محمد لا یصلے علیک احد الا صلے علیہ سبعون الف ملک ومن صلت علیہ الملئکۃ کان من اھل الجنۃ وعن عامر بن ربیعۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی علی صلٰوۃ صلت علیہ الملئکۃ کما صلی علی۔

فائدہ ۲۰۔ یہ ہے کہ درود پڑھنے والے کیلئے قیامت کے روز پلصراط پر نور ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ للمصلے علی نور علی صراط ومن کان علی الصراط من اھل النور لم یکن من اھل النار۔

فائدہ ۲۱۔ یہ ہے کہ قاری درود کے تمام گناہ معاف کیئے جاتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ من صلی علی مرۃ صاد کلہ ذنب لہ ۔

شفیع حشر پہ اے عاصیو درود پڑھو	اگر یہ چاہتے ہو تم گناہ بخشے جائیں

فائدہ ۲۲۔ بلکہ تمام فوائد سے اجل و اعظم فائدہ یہ ہے کہ کثرت درود سے حضور کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ خوشا بخت و زہے نصیب اُس شخص کے جو حضور کے جمال جہاں آراسے مشرف ہو۔ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے

ہیں۔ کہ جو شخص اللّٰھم صل علیٰ روح محمد فی الارواح وصل علیٰ جسد محمد فی الاجساد وصل علیٰ قبر محمد فی القبور۔ اللّٰھم بلغ روح محمد منی تحیۃ وسلاما پڑھے۔ مجھے خواب میں دیکھے
شیخ الشیوخ مولانا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب میں فرماتے ہیں۔ جو شخص اس درود کی مداومت باطہارت کرے۔ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و اٰلہ کما تحب و ترضیٰ یہ عمل مجرب و آزمودہ ہے۔ اکثر کتب میں اس کے بارے میں حکایات منقول ہیں محمد بن سعید کہتے ہیں کہ میں سوتے وقت چند بار درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ ایک روز سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور فرماتے ہیں اپنا موہنہ آگے لاؤ میں اسے بوسہ دوں اس لئے کہ تو اس سے مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ میں نے اپنا موہنہ اس قابل نہیں سمجھا مگر بامتثال حکم عالی اپنا رخسارہ حضرت کے روبرو پیش کیا۔ آپ نے میرے رخسارے پر بوسہ دیا۔ جب میں بیدار ہوا تمام گھر مشک کی خوشبو سے بسا پایا اور آٹھ روز تک میری عورت کو اس رخسارے سے مشک کی خوشبو آتی رہی ۵

اگر حضور کی مد نظر حضوری ہے ۔۔۔ حضور قلب سے اے دوستو درود پڑھو
جو اس حبیب کا مد نظر نظارہ ہے ۔۔۔ پڑھو درود پڑھو عاشقو درود پڑھو

اگرچہ ہر وقت چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں حتیٰ کہ غسل کی حالت میں بھی درود مندوب و مستحب ہے۔ مگر جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرنا افضل و بہتر ہے۔ جس کی بابت خود حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثروا علی الصلوٰۃ یوم الجمعۃ فان صلوتکم معروضۃ علی اور فرماتے ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) من صلی علی یوم الجمعۃ مائۃ مرۃ جاء یوم القیمۃ معہ نور لو قسم ذالک النور بین الخلائق لوسعھم اور فرماتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے اسی برس کے گناہ معاف فرمائے۔ اور فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو شخص جمعہ کے روز نماز عصر پڑھ کر اٹھنے سے پہلے کہے۔ اللّٰھم صل علی محمد ن النبی الامی وعلیٰ

اللہ وسلم تسلیما اسی برس کے گناہ اس کے معاف کئے جائیں۔ اور فرماتے ہیں۔ جو شخص جمعہ کے دن یا رات میں مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ خدا تعالیٰ اُس کی سو حاجتیں روا فرماتا ہے۔ ستر آخرت میں اور تیس دنیا میں اور فرماتے ہیں۔ کہ جمعہ کے روز مجھ پر درود بکثرت بھیجو۔ کہ وہ دن مشہود ہے۔ ملائکہ اُس روز آتے ہیں۔ اور جو بندہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ اُس کا درود مجھ کو پہونچاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ جمعہ کے روز اور جمعہ کی رات میں مجھ پر بہت درود بھیجو۔ بے شک تمہارے درود مجھے پہنچتے ہیں۔ اور میں تمہارے حق میں دُعا اور استغفار کرتا ہوں۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا۔ اور بعد وفات یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بعد وفات بھی پہنچتا ہے کہ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کہ جمعہ سید الایام ہے۔ اس روز حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اُسی روز اُن کی روح قبض کی گئی۔ اور اُسی دن نفخہ اور صعقہ ہے۔ پس اس دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو۔ کہ تمہارے درود میرے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ ان احادیث سے دو امر اور بھی ثابت ہوئے۔ ایک تو یہ کہ ایام متبرکہ میں اہتمام حسنات زیادہ چاہیئے دوسرے یہ کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ تشریف فرما ہیں۔ اور ہمارے درود آپ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ آپ خوش ہوتے ہیں۔ اور ہمارے واسطے دعائے مغفرت فرماتے ہیں تو زہے نصیب اس شخص کا کہ جسے یہ نعمت عظمیٰ یعنی آپ کا اُس کے واسطے استغفار کرنا میسر ہو کہ یہ دولت ہفت کشور کی سلطنت سے افضل ہے اگر تمام عمر میں ایک ہی بار نصیب ہو جائے تو گویا دونوں جہان کی خوبیاں مل گئیں۔ اور آخرت کی تمام آفات سے نجات پائی۔ تیسرے احادیث اخیرہ سے اُس خبیث مردک کا قول بھی رد ہو گیا۔ کہ جو حضور اقدس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لکھ کر لقمہ حشرات الارض و نوالہ حیات نار ہوا کہ حضور تو معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ خاک بدہان گستاخ بلکہ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ان اللہ وعدنی افمت ان یسمعنی صلوٰۃ

من صلی علی وانا فی المدینة وامتی فی مشارق الارض ومغاربها یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ جب میں وفات پاؤں تو وہ مجھے مجھ پر درود پڑھنے والوں کی درود سنوائے گو میں مدینہ میں ہوں اور میرا امتی مشرق یا مغرب میں ہو۔ اور فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی نائیا ابلغته (رواہ البیہقی) یعنی جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے۔ اُسے میں سنتا ہوں۔ اور جو دور سے پڑھتا ہے۔ اسے مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ اور فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ان اللہ وکل بقبری ملکا اعطاہ اسماع الخلائق فلا یصلی علی احد الی یوم القیمة الا ابلغنی باسمه واسم ابیه (رواہ البزار والطبرانی) یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے۔ جسے تمام دنیا کی شنوائی دی ہے۔ پس قیامت تک کوئی مجھ پر درود نہ پڑھے گا۔ مگر وہ فرشتہ وہ درود مع نام پڑھنے والے اور اس کے باپ کے پہنچاتا ہے۔

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود ۔۔۔ طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
شافعِ روزِ جزا تم پہ کروڑوں درود ۔۔۔ دافعِ جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود
جان و دلِ اصفیا تم پہ کروڑوں درود ۔۔۔ آب و گلِ انبیا تم پہ کروڑوں درود
ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب ۔۔۔ نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود
وہ شبِ معراج راج وہ صفِ محشر کا تاج ۔۔۔ کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروڑوں درود
تم سے کھلا بابِ جود تم سے ہے سب کا وجود ۔۔۔ تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں درود
تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور ۔۔۔ لِمَ ہے یہ وہ اِن ہوا تم پہ کروڑوں درود
خلق تمہاری جمیل خُلق تمہارا جلیل ۔۔۔ خلق تمہاری گدا تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رسل کے امام ۔۔۔ نوشہِ ملکِ خدا تم پہ کروڑوں درود
تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروڑوں سلام ۔۔۔ تم پہ کروڑوں ثنا تم پہ کروڑوں درود
تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم ۔۔۔ بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود
خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم ۔۔۔ تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم
مظہر حق ہو تمہیں مظہر حق ہو تمہیں
برسے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن
گرچہ ہیں بیحد قصور تم ہو عفو و غفور
آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس
دل کر و ٹھنڈا مرا وہ کف پا چاند سا
جائیں نہ جبتک غلام خلد ہے سب پر حرام
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کام غضب کے کئے اس پہ ہے سرکار سے
آنکھ عطا کیجئے اس میں ضیا دیجئے

تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروڑوں درود
تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروڑوں درود
ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروڑوں درود
بخش دو جرم خطا تم پہ کروڑوں درود
بس ہے یہی آسرا تم پہ کروڑوں درود
سینہ پہ رکھدو ذرا تم پہ کروڑوں درود
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروڑوں درود
کوئی کمی سرورا تم پہ کروڑوں درود
بندوں کو چشم رضا تم پہ کروڑوں درود
جلوہ قریب آگیا تم پہ کروڑوں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

تمام شُد

اہل سنت وجماعت کی تصانیف دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف

لاہور اندرون دہلی دروازہ سے دستیاب ہو سکتی ہیں

المعلن سید محمود احمد رضوی ناشر کتب خانہ اشرفیہ

(کتبہ احقر العباد الطاف حسین کاتب بدوکی گوسائیاں!)

نام کتاب	قیمت
...وار ساطعہ۔ وہابیہ دیوبندیہ کی براہین ...طعہ کے ٹکڑے اڑا دیئے اور تیجہ جہلم عرس ...تحہ میلاد شریف گیارھویں شریف قیام و ...ت خوانی مل کر پڑھنا شیرینی تقسیم کرنا۔ ...لہ مسائل کو نہایت زبردست دلائل سے ...یت کیا ہے۔	عا/
...صول الکلام۔ قیام تعظیمی اور میلاد ...ریف کے جواز و استحباب کا آیات و ...حادیث و اصولِ فقہ و اقوال علماء و تعامل ...ضلاء سے روشن بیان ہے۔ موافق و ...خالف ہر طالب فن حدیث اس سے فوائد ...الیہ کا استفادہ کرسکتا ہے۔ نیز ضمن میں ...یالات بخدیہ قدیم اور اوہام وہابیہ ...دید کا ابطال کیا گیا ہے۔	عہ/
...موذن الاوقات۔ پنجاب کے تقریباً ...ہزار مقامات میں نماز کے اوقات خمسہ ...وع و غروب مقدار یوم بتانے والا اور ...شہ کام آنیوالا اور خصوصاً لاہور کے ...رہ مہینوں کے مکمل نقشے بھی دیئے ...ئے ہیں۔ جملہ نمازیوں کے پاس اس ...ہونا ضروری ہے۔	۸/
...ایۃ الطریق۔ بطریق مکالمہ۔ غیر مقلد	

نام کتاب	قیمت
کو سنی و مقلد بنانیوالا۔ تقلید امام ہمام سیدنا ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واجب و ضروری ثابت کرنیوالا غیر مقلدین کے تمام اعتراضات و شکوک داوہام کو بیخ برکندہ کرنیوالا	عہ/
انہار الانوار۔ ثبوت نماز غوثیہ شریف معہ مسائل قابل مطالعہ کتاب ہے۔	۷/
احسن الوعا الآداب الدعا۔ دعا کے طریقے اوقات و مواقع اجابت و فضائے حاجات۔	۱۳/
القول الصواب فی مسئلۃ الحجاب۔ پردے کا شرعی ثبوت از علامہ ابوالبرکات	۲/
مقدمہ تفسیر میزان الادیان۔ قرآن کریم کی حقانیت کا ثبوت اور قرآن کریم پر مخالفوں نے جتنے اعتراض آج تک کئے ہیں بلکہ بعض وہ اعتراض بھی جن کو زمانہ رسول کے مخالفین نے خواب میں بھی نہیں دیکھا مفصل بیان کرکے ان کے جوابات اس خوبی کے ساتھ مدلل بیان کئے ہیں کہ جس کے بعد مخالفین کے جواب دینے میں کسی کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت	

نام کتاب	قیمت
میں اہل ہنود اور عیسائیوں، یہودیوں کی کتابوں سے ثبوت دیئے گئے ہیں۔ آپ کے معجزات اخلاق و محاسن بھی انہیں کی کتابوں سے ثابت کیے ہیں۔ علمی و تاریخی جواہرات کا گنجینہ ہے۔ لکھائی چھپائی، کاغذ نہایت نفیس ٹائیٹل طغرائی دو رنگہ۔ از شیخ المحدث محدث الوری	عہ ۴ر
صبح نور۔ روافضِ زمانہ کا موجودہ قرآن کریم پر ایمان نہیں انہیں کی مستند کتابوں سے ثابت کیا ہے۔	۵ر
تلامیذ ابو حنیفہ۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامیذ کا مفصل بیان۔	۷ر
ماجرائے مناظرہ تلون۔ یہ اس معرکۃ الآرار مناظرہ کی روئداد ہے جو ۱۹۳۶ء میں استاذ العلما قبلہ ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب لاہوری اور مولوی خیر محمد صاحب جالندھری کے مابین "علم غیب کلی" ندائے یارسول اللہ، استمداد بغیر اللہ، پختہ قبور و گنبد بنانا۔ قبور پر چراغ جلانا ختم علی الطعام وغیرہ مسائل پر ہوا تھا۔ یہ روئداد وہابیت کی شکستِ فاش کا عریاں فوٹو ہے	۱۲ر

نام کتاب	قیمت
تحقیق المسائل۔ سقاط، چہلم، سوم برسی، کفن دفن، طہارت چاہ وغیرہ کے متعلق مناظرہ جو بذریعہ خط وکتابت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کیا گیا۔ از محدث الوری قدس سرہ العزیز	۸ر
دیوان دیدار علی اُردو۔ نعتیہ غزلیات و نظمیات و ترجیعات از شیخ المحدث محدث الوری	۱۲ر
دیوان دیدار علی فارسی غزلیات نعتیہ۔	۸ر
برکات الامداد۔ محبوبانِ خدا سے استعانت و امداد کے جواز میں مدلل روشن بیان	۴ر
الهادی الحاجب۔ غائب کی نماز جنازہ کی ممانعت کے متعلق مضامین	۴ر
منیر العین۔ اذان میں نام اقدس حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سننے پر انگوٹھے چومنے کا بکثرت احادیث و اقوال علماء سے ثبوت	عہ ۲ر
السیوف العقاب۔ ردّ قادیانی	۳ر
الصارم الربانی۔ مرزا قادیانی کا ردّ	۸ر
بہارِ خلد۔ شمائل ترمذی منظوم ترجمہ۔	۱۲

بابو برکت علی ولد امام دین سکنہ داوان بقلم خود

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ الایۃ

الحمد للہ

والمنۃ کہ دریں ایام برکت التیام کتاب مستطاب گنجینۂ اوصاف و
فضائل محمدیہ خزینۂ خصائل و شمائل احمدیہ

المسمّٰی بہ

نصرۃ الواعظین

باوصاف
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

حصہ دوم

از تالیف لطیف و تصنیف منیف جناب مولانا مولوی حکیم محمد حشمت علی صاحب فاروقی
سنی، حنفی، قادری، بریلوی،

ناشر
سید مسعود احمد رضوی معین

قیمت -/1/8 روپے

کتبہ اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور

محمد اسمٰعیل خوشنویس

(تعلیمی پریس لاہور)

حصّہ دوم

وعظ نہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم ط

بیان خلقت نور و پیدائش حضور پرنور شافع النشور صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ تعالیٰ: قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّورِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

مسلمانو! تمہارا رب تبارک و تعالیٰ اس آیہ کریمہ میں تمہیں ایک نور کرامت ظہور کے آنے کی خبر فرحت اثر سناتا ہے کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِينٌ بہ تحقیق آیا تمہارے پاس (اے لوگو) اللہ کی جانب سے نور (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور روشن کتاب (یعنی قرآن عظیم) کہ دکھاتا ہے اللہ بذریعہ اس نور کے راہیں سلامتی کی عذاب الٰہی سے یا راستے دین اسلام یا دارالسلام (بہشت) کے ان لوگوں کو کہ جنہوں نے اتباع و پیروی کی اللہ کی رضا و خوشنودی کی اور نکالتا ہے انہیں تاریکیوں کفر اور ضلالت شرک و جہالت سے طرف نور اسلام کے۔ ارباب تفاسیر لکھتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں نور سے ذات پاک حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ جن کے نور فیض گنجور سے زمین آسمان عرش و کرسی

لوح و قلم، ملائکہ انبیا و اولیا و جن و انس و وحوش و طیور چرند و پرند جمادات، نباتات معدنیات وغیرہ تمام مخلوق پیدا ہوئی اور تمام عالم ان کے نور سے روشن و منور ہو گیا۔ اور سمک سے سماک تک تمام ظلمت کفر و ضلالت باقی نہ رہا جس جا بت خانے تھے۔ وہاں مسجدیں بن گئیں جہاں گھڑیال و ناقوس بجتے تھے وہاں اللہ اکبر کی صدائیں آنے لگیں ۔

آں جا کہ بود و نعرہ فریاد مشرکاں	اکنوں خروش نغمۂ اللہ اکبر است

اگر اللہ تعالےٰ اس آفتاب عرب و عجم کے نور کو پیدا اور اس تاجدار دو عالم کو عالم ظہور میں پیدا نہ فرماتا۔ کوئی ذرہ اس عالم کا وجود میں نہ لاتا۔ تمام موجودات حضور ہی کے طفیل عالم وجود میں لائی گئی۔ اور جنت و نار اس جناب ہی کے باعث خلق فرمائی گئی۔ جیسا کہ ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی لَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَھْلَھَا لِاُعَرِّفَھُمْ کَرَامَتَکَ وَمَنْزِلَتَکَ عِنْدِیْ وَلَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا۔ میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس واسطے پیدا فرمایا۔ کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

ویلمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ۔ میرے پاس جبرئیلؑ نے حاضر ہو کر کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت کو نہ بناتا۔ اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ فرماتا۔ نزہۃ المجالس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت ہے کہ میں نے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کس لئے مخلوق فرمائے گئے۔ فرمایا۔ جب مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رب! تو نے مجھے کس لئے پیدا فرمایا۔ ارشاد ہوا اپنے عزت و جلال کی قسم لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین و آسمان کو پیدا نہ فرماتا۔ پھر میں نے یہی عرض کیا۔ پھر خطاب ہوا۔ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ جَنَّتِیْ وَلَا نَارِیْ۔ قسم ہے اپنی عزت و جلال کی۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی جنت و دوزخ نہ بناتا۔ الخ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تحت تفسیر

آیۂ کریمہ وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا ہُ ۔ تحریر فرماتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو جناب احدیت سے الواح عنایت ہوئیں۔ آپ بہت خوش ہوئے ۔ اور جناب باری میں عرض کی الٰہی تو نے مجھے ایسی کرامت کیساتھ سرفراز فرمایا۔ کہ مجھ سے پہلے کسی کو اس کے ساتھ مکرم نہ کیا۔ فرمان آیا۔ اے موسیٰ ۔ چونکہ ہم نے تیرے قلب کو اپنے سب نبیوں سے زیادہ متواضع پایا۔ لہٰذا کلام و رسالت سے مکرم فرمایا فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِنَ الشّٰاکِرِیْنَ وَمُتْ عَلَی التَّوْحِیْدِ وَحُبِّ مُحَمَّدٍ ۔ عرض کی خداوندا محمدؐ کون ہے! جس کی محبت تیری توحید سے مقرون ہے۔ ارشاد ہوا محمدؐ وہ ہے کہ جس کا نام نامی دو ہزار برس پہلے آسمان و زمین پیدا کرنے سے ساق عرش پر لکھا۔ اگر تو مجھ سے تقرب و نزدیکی حاصل کیا چاہتا ہے۔ تو ان پر بکثرت درود بھیجا کر۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی۔ الٰہی مجھے محمدؐ سے آگاہ کر دے۔ کہ وہ کون ہیں جن کے بغیر مجھ سے نزدیکی ہو نہیں سکتی ۔ خطاب آیا۔ لَوْلَا مُحَمَّدٌ وَ اُمَّتُہٗ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ وَلَا الشَّمْسَ وَلَا الْقَمَرَ وَلَا اللَّیْلَ وَلَا النَّھَارَ وَلَا مَلَکًا مُقَرَّبًا وَّ لَا نَبِیًّا مُرْسَلًا وَّلَا اِیَّاکَ ۔ یعنی اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں بہشت دوزخ، چاند سورج، رات دن، ملائکہ انبیاء کسی کو پیدا نہ کرتا۔ اور نہ تجھے بناتا۔ روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک روز جناب باری میں عرض کی۔ الٰہی زبور پڑھتے وقت ایک ایسا نور ظاہر ہوتا ہے جس سے میرے دل کو چین جان کو آرام حاصل ہوتا ہے۔ اور میرا تمام عبادت خانہ اس سے روشن و منور ہو جاتا ہے۔ اور محراب ودار جنبش میں آتے ہیں۔ ارشاد ہوا یہ نور ہمارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لِاَجْلِہٖ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ وَاٰدَمَ وَحَوَّآءَ وَالْجَنَّۃَ وَالنَّارَ ۔ اسی کے باعث میں نے دنیا و آخرت و آدم و حوا اور جنت و دوزخ پیدا فرمائے۔ (کذا فی المعارج) تمام دنیا و مافیہا اور جملہ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و خلق اللہ اجمعین حضور ہی کے صدقے میں خلق فرمائے گئے اور حضور ہی کے طفیل عالم ظہور میں لائے گئے ۔

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل	منظور نور اوست دگر جملگی ظلام

اور سب سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس نبی مکرم شفیع معظم باعث ایجاد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا اور پھر اس نور سے تمام عالم کو خلعتِ وجود پہنایا۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں اس تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرا نور پیدا فرمایا۔ وَکُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ۔ تمام خلائق میرے نور سے ہے اور میں اللہ کے نور سے ہوں ؎

توئی کہ مطلع احسان و مظہر جودی	کہ کن فکان نہ تو دار ند نام موجودی
دریں ضیافتِ ہستی بخوانِ جود و کرم	ہمہ طفیل تو اند و توئی کہ مقصودی
ہنوز آدم و عالم نبود نام و نشان	کہ در سراچہ وحدت جلیس حق بودی

تاج المذکرین میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرائیل نے مجھ سے آکر کہا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعتِ وجود عنایت فرمایا ایک ہزار برس زیر عرش رکھ کر خطاب فرمایا مَنْ خَلَقَکَ کس نے تجھے پیدا کیا۔ میں نے عرض کی اَنْتَ الْخَالِقُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمَعْبُوْدُ فِی اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَاَنَا الْعَبْدُ الذَّلِیْلُ الْخَاضِعُ الْمُنْقَادُ۔ پھر بعد اٹھارہ ہزار برس کے دریافت فرمایا مَنْ خَلَقَکَ وَمَنْ اَنَا۔ کس نے تجھے پیدا کیا اور میں کون ہوں۔ میں نے عرض کیا اَنْتَ خَالِقِیْ وَرَازِقِیْ وَمُحْیِیْ وَمُمِیْتِیْ وَبَاعِثِیْ تو ہی میرا پیدا کرنیوالا۔ اور رزق دینے والا اور جلانیوالا اور مارنیوالا اور اٹھانیوالا ہے۔ پھر اٹھارہ ہزار برس بعد ارشاد ہوا۔ مَنْ اَنَا وَمَنْ اَنْتَ۔ میں کون ہوں اور تو کون ہے۔ میں نے عرض کی اَنْتَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِیُٔ وَاَنَا الْعَبْدُ الْعَابِدُ الْخَاضِعُ۔ تو اللہ خالق و باری ہے اور میں بندہ عابد و خاضع ہوں۔ ارشاد ہوا۔ صَدَقْتَ یَا جِبْرَئِیْلُ۔ سچ کہا تو نے اے جبرائیل۔ پس میں نے یہ خطاب باثواب سن کر اور اپنے حال پر اکرام خداوندی دیکھ کر عرض کی۔ اے پروردگار تو نے مجھ سے پہلے کسی کو پیدا فرمایا ہے۔ حکم ہوا نگاہ اٹھا کر دیکھ۔ میں نے بموجب حکم نظر اٹھائی۔ تو ایک نور جمال صوری کمال معنوی سے آراستہ و پیراستہ تاباں و درخشاں دیکھا جس کے دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ عرض کی خداوندا یہ کس کا نور ہے۔ جسکے نور سے آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ ارشاد ہوا۔ یہ نور اسکا ہے۔ جسکے باعث میں نے تجھے برگزیدہ کیا۔ اور تمام ملائکہ اور جملہ مخلوقات کو اس کے سبب عالم وجود میں لایا۔ اور عرش و کرسی لوح و قلم کو اسی کے طفیل خلق فرمایا۔ ھُوَ حَبِیْبِیْ وَصَفِیِّیْ وَنَبِیِّیْ وَسِیْرَتِیْ وَخُلُقِیْ مُحَمَّدُ نِ الْمُصْطَفٰے

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ، نظم

چشم کشا نورِ محمد ببیں کون ومکان جبر ظہور ولیست	قاعدۂ دولتِ سرمد ببیں نور نبی لمعۂ نور خداست	ہر دو جہاں پرتو نور ولیست لمعۂ ہر نور از وکے جداست

کیفیت پیدائش نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

پس اسی نور کے آنیکی اللہ تعالیٰ اس آیہ کریمہ میں تمہیں خوشخبری سناتا ہے اور فرماتا ہے قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۔ تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب خلاقِ عالم کو ظہور ذات مستجمع صفات و آفرینش مخلوقات منظور ہوا۔ تو تمام موجودات کے وجود سے پہلے نور فیض گنجور اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کا پیدا فرما کر خطاب فرمایا کُنْ مُحَمَّدًا[1] ہو جا محمد۔ جب اس نور نے یہ خطاب رب ارباب سنا۔ فوراً بصورت ایک ستون کے بلند ہوا۔ اور حجاب عظمت تک پہنچ کر سجدہ کیا۔ اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ ارشاد ہوا لِاَجْلِ ذٰلِکَ خَلَقْتُکَ وَسَمَّیْتُکَ مُحَمَّدًا۔ اسی لئے میں نے تجھے پیدا فرمایا۔ اور تیرا نام محمد رکھا۔ پھر اس نور کو قسم قسم نوع بہ نوع فرما کر اس سے عرش و کرسی، لوح و قلم، آسمان و زمین چاند سورج، بہشت دوزخ، رات دن، دریا پہاڑ، ارواح انبیاء، اولیاء، صلحاء، شہدا، ملائکہ، جن و انس و حوش و طیور، جمادات نباتات، معدنیات وغیرہ موجودات بنائے ؎

فَصَلَّی اللہُ عَلٰی نُوْرٍ کزو شد نورہا پیدا	زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا
محمد حامد محمود وی را خالقش بستود	کزو شد بود ہر موجود ازو شد دیدہا بینا
از و در ہر تنی ذوقی وزو در ہر دلی شوقی	ازو بر ہر زبان ذکری زو در ہر سری سودا
دو چشم نرگسینش را کہ مازاغ البصر خوانند	دو زلف عنبرینش را کہ وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی

مدارج و مواہب میں ہے کہ جب پروردگار عالم نے اپنے حبیب پاک کا نور پیدا۔ اور اس نور سے انوار سائر انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو ہویدا فرمایا۔ اور ہمارے حضور کے نور کو ان کے انوار کیجانب نظر کرنے کا حکم دیا۔ پس اس نور کرامت ظہور نے جب انوار انبیا پر بموجب حکم احکم الحاکمین نظر ڈالی۔ تو اس کی روشنی کے آگے تمام انبیاء کے انوار کی روشنی مضمحل اور ماند ہوگئی۔ اور وہ سب نبیوں کے نور پر غالب آیا۔ انوارِ

[1] وَفِیْ رِوَایَۃٍ کُوْنِیْ حَبِیْبِیْ مُحَمَّدًا ۱۲ منہ [2] وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَطَافَ حَوْلَ الْعَرْشِ قَبْلَ خَلْقَۃِ آدَمَ بِخَمْسِ مِائَۃِ عَامٍ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ۱۲ منہ

انبیاء نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی الٰہی یہ کس کا نور ہے جسکی چمک دمک کے روبرو ہمارے انوار پھیکے پڑ گئے ارشاد ہوا یہ نور میرے پیارے حبیب محمد ابن عبد اللہ کا ہے۔ اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو مرتبہ نبوت پاؤ گے۔ سب نے بیکدل و یکزبان ہو کر عرض کی اے رب ہم اس پر اور اسکی نبوت پر ایمان لائے۔ مسلمانو! ذرا اپنے نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ شان و عظمتِ مکان ملاحظہ کرو، اور اسکے حال پر خداوند عالم کا نوازش و اکرام تو دیکھو کہ تمام انبیائے کرام و رسل عظام کو ان کے صدقے میں نبوت عطا فرمائی جا رہی ہے۔ بلکہ ان سب سے حضور پر ایمان لانے اور آپکی مدد کرنیکا عہد و پیمان لیا جا رہا ہے اور قرآن شریف میں اس کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ۔ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ یعنی اور یاد فرمایئے اے محبوب جب خدا نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تمہیں کتاب و حکمت دوں۔ پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اسکی جو تمہارے ساتھ ہے تو ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا۔ پھر فرمایا۔ کیا تم نے اقرار کیا۔ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم ایمان لائے۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ تو جو اسکے بعد پھریگا۔ تو وہی لوگ بے حکم ہیں"۔ امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ لَمْ یَبْعَثِ اللّٰہُ مِنْ اٰدَمَ وَمَنْ دُوْنَہٗ اِلَّا اَخَذَ عَلَیْہِ الْعَہْدَ فِیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بُعِثَ وَھُوَ حَیٌّ لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ وَلَیَنْصُرَنَّہٗ وَیَاْخُذُ الْعَہْدَ بِذٰلِکَ عَلٰی قَوْمِہٖ ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام سے لیکر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے۔ سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا۔ کہ اگر یہ اسکی اپنی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اسی مضمون کا عہد لے۔ چنانچہ اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نشر مناقب و ذکر مناصب حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مجالس و محافل کو حضور کی یاد و مدح سے زیب و زینت دیتے اور اپنی امتوں سے حضور پر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے۔ یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں مسیح کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ

اللہ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اِسْمُهٗ اَحْمَدُ کہتا تشریف لایا۔ اور جب وہ سب ستارہ روشن ومہ پارہ کمین غیب میں گئے تو اس آفتاب عالمتاب خاتمیت نے باہزاراں جاہ وجلال طلوع اجلال فرمایا (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم) تو اسی آفتاب عالمتاب خاتمیت کی تشریف آوری کی۔ اللہ تعالی اس آیہ کریمہ میں خبر فرحت اثر سناتا ہے اور فرماتا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور جسکی روشنی میں تم نے ہدایت پائی۔ راہ حق دیکھی اور نور ایمان وعرفان سے مالامال ہوئے پھر اس نور کرامت ظہور کو سات ہزار سال ساق عرش اور پانچ ہزار برس لوح وکرسی پر اپنی تسبیح وتہلیل میں مشغول رکھ کر حضرت جبرائیل ومیکائیل واسرافیل کو حکم فرمایا۔ کہ زمین پر جاؤ اور وہاں سے تھوڑی خاک برائے ترکیب با وجود اس نور پاک کے لاؤ۔ پس وہ سب بموجب فرمان رب جلیل زمین پر آئے اور اسے فرمان والاشان خالق انس وجان سنایا۔ زمین میں یہ سنکر ایک جوش آیا۔ اور اس سے خاک سفید مثل کافور ظاہر ہوئی۔ پس جبرائیل نے ایک مثقال خاک اس مقام سے کہ جہاں اب روضہ پاک اس صاحب لولاک کا ہے لی کہ حکم احکم الحاکمین آیا کہ اے جبرائیل بہشت میں جاؤ اور وہاں سے اس مقدار مشک و زعفران اور کافور وسنبل اور ماء معین وسلسبیل اور شراب تسنیم لے کر اس خاک میں ملاؤ۔ جبرائیل نے جناب احدیت سے حکمت اسکی دریافت کی۔ ارشاد ہوا۔ مشک سے خون اس جناب کا پیدا کروں گا۔ اور زعفران سے رگ وپے اور کافور سے عظام اور سنبل سے بال اور ماء معین سے لب ودندان اور سلسبیل سے دہن اور شراب تسنیم سے گفتار اس صاحب عز ووقار کی بناؤنگا۔ اور اسے سخنگو اور شفیع خلائق فرماؤنگا۔ تنبیہ یہی باعث ہے کہ جو عرق حضور کے تن اقدس سے نکلتا مشک کی مانند خوشبو دیتا۔ اور تمام بدن آپکا مثل گل مہکتا جس گلی کوچہ سے گزر فرماتے بس جاتا۔

جس راہ چل گئے ہیں کوچہ بسا دیئے ہیں	ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں

چنانچہ جبرائیل نے اس خاک کو اشیائے مذکورہ میں آمیختہ فرماکر مادہ وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیار کیا تب حکم باری عزوجل پہنچا۔ کہ اے جبرائیل اس گوہر درج نبوت وجوہر دریائے معرفت کو تمام اکناف عالم واطباق سموات واطراف بہشت واصناف ملائکہ میں پھرا کر ندا کر دکہ هٰذِهٖ طِيْنَةُ حَبِيْبِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَشَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ مَشْهُوْرٌ فِى الْاَوَّلِيْنَ وَمَذْكُوْرٌ فِى الْاٰخِرِيْنَ۔ پھر اسے بصورت ایک قندیل کے ساق عرش میں آویزاں اور دوسری روایت

(احوال حضرت آدم علیہ السلام)

ہیں ہے کہ اسے بشکل طاؤس ایک قندیل زمردیں میں تا پیدائش آدم علیہ السلام رکھ کر شجرۃ الیقین میں آویزاں اور محل نور حضور پر نور سید الانس و جان کیا۔ اور جب وہ نور کرامت ظہور مطلع انوار قدسیہ نے بشکل کوکب دری کے تاباں و درخشاں ہوا۔ تو برائے ایداع اس نور کے کالبد آدم علیہ السلام تیار کیا گیا اور تمام ممالک ملکوت میں ندا فرمائی گئی۔ کہ جو کوئی اس گوہر گراں مایہ کی امانت رکھنے کی قابلیت رکھے وہ اپنے کو اسکا خزینہ بنائے جب کسی نے اپنے میں اس گوہر بے بہا کے ودیعت رکھنے کی قابلیت نہ دیکھی اور سب نے سر عجز خم کر کے سکوت اختیار کیا۔ تب ابو البرکات، اشرف المخلوقات حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی استدعا کی کہ ؎

بنشیں بر دل ویرانہ ام اے گنج مراد   کہ من اینجا بسودائی تو ویراں کردم

جس کی جانب آیۂ کریمہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ مشیر ہے یعنی پیش کی ہم نے امانت (نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم) زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پس انکار کیا سب نے اس کے اٹھانے سے اور ڈر گئے وہ سب اس سے پس اٹھایا اس امانت کو (یعنی نور نبی آخر الزماں کو) انسان یعنی آدم علیہ السلام نے۔ پس وہ نور موفور السرور حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا گیا۔ کذا فی المعارج۔ مدارج میں ہے کہ جب وہ نور محمدی پیشانی آدم میں جلوہ فرما اور آپ کے تمام اعضا میں ساری ہوا۔ اللہ تعالے نے اس نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کو جملہ مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور انہیں مسجود ملائکہ بنا کر تمام فرشتوں کو سجدہ تحیت کرنے کا حکم فرمایا سب نے بموجب حکم احکم الحاکمین ظاہر آدم کو اور حقیقۃً نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ مگر شیطان علیہ اللعن نے سجدے سے انکار، استکبار کیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ۔ اور جب تمام ملائکہ سجدے سے فارغ ہوئے تو انہیں اللہ تعالیٰ نے نہایت اعزاز و اکرام کیساتھ حلّہائے بہشتی سے جن پر نام نامی و اسم گرامی حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین کا منقوش تھا آراستہ و پیراستہ فرما کر تخت بہشتی پر بٹھا کر ہمراہ ملائکہ مقربین جانب بہشت عنبر سرشت روانہ کیا۔ تمام فرشتوں غلغلۂ تہنیت و صلاۃ و تحیہ بلند ہوا۔ رضوان خلد بریں و حوران مہ جبیں نے انہیں باستقبال تمام لیا اور ہر ایک

نے طبق صلاۃ وتسلیم ان پر نچھاور کیا۔ کذا فی المعارج۔ معالم التنزیل میں ہے کہ جب وہ نور محمدی حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جاگزین ہوا۔ تو وہ اپنی پیشانی کے خطوط سے ایک باریک آواز سننے لگے ایک دن جناب باری میں عرض کی الٰہی یہ کیسی آواز ہے ارشاد ہوا اے آدم! یہ ہمارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی تسبیح کی آواز ہے جو نور نگاہِ مومنین وسرور قلب مسلمین اور تمہارا فرزند ارجمند ہو گا۔ خوشا نصیب اس باپ کے جسے ایسا فرزند ملے۔ تفسیر بحر العلوم نسفی میں ہے کہ جب وہ نور مبارک آدم علیہ السلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا گیا۔ ملائے اعلیٰ میں ان کی تعظیم وتوقیر ہونے لگی۔ جس طرف گزر فرماتے پرے کے پرے ملائکہ کے انکے پیچھے برائے اکرام واحترام جاتے۔ ایک روز جناب باری سے سبب اسکا دریافت کیا۔ خطاب آیا۔ اے آدم جو نور تمہاری پیشانی میں جلوہ گر ہے۔ اس تعظیم وتوقیر کا وہی سبب ہے۔ عرض کی الٰہی اسے میرے کسی ایسے عضو میں منتقل فرما کہ میں اسے دیکھوں اور اسکے دیدار فیض آثار سے اپنے قلب کو مسرور اور آنکھوں کو منور کروں۔ چنانچہ بالتدعائے آدمؑ وہ نور انکی سبابہ انگلی بعہ دستِ راست میں منتقل فرمایا گیا۔ جب آدم علیہ السلام نے اس کو دیکھا۔ انگلی اٹھا کر کلمہ شہادت ادا کیا۔ اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا مُحَمَّدُ کہہ کر صلاۃ وسلام عرض کیا اور اس انگلی کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا۔ پس اسی نور کا اللہ تبارک وتعالیٰ اس آیہ کریمہ میں تذکرہ فرماتا ہے کہ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۔ بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روشن کتاب، مدارج میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام بہشت میں قیام پذیر ہوئے اللہ تعالیٰ سے برائے انسیت اپنا ہم جنس جوڑا طلب کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر خواب طاری فرما کر ان کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کو پیدا فرمایا۔ جب آدم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے حضرت حوا کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور انکی جانب دستِ تصرف دراز کیا۔ ملائکہ مقربین بحکم رب العٰلمین مانع ہوئے اور کہا کہ اے آدم قبل نکاح و ادائے مہرِ حوا کو ہاتھ نہ لگانا۔ پوچھا مہر ان کا کیا ہے۔ کہا جناب محمد رسول اللہ حبیب کبریا پر تین مرتبہ د بروایتے بیس مرتبہ درود پڑھنا انکا مہر ہے۔ پس آدم علیہ السلام نے حضور پر درود پڑھا اور حضرت عزت نے بکلام اقدس خطبہ پڑھ کر حوا کا آدم سے نکاح کیا اور اپنے حبیب کے صدقے میں انہیں جوڑا عنایت فرمایا۔ اور طرح بطرح ان کا اعزاز واکرام فرمایا۔ بہشت رہنے کو دیا۔ تمام ملاء اعلیٰ میں معظم ومحترم کیا۔ مسجود ملائکہ بنایا۔ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ ابلیس پُرتلبیس نے نہ کیا۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ

اِلَّا اِبْلِیْسَ اَبٰی فَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ ۔ مردود بارگاہ ہوا۔طوقِ لعنت گلے میں پڑا۔ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْھَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ وَاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ پس وہ آدم علیہ السلام کی دشمنی پر کمربستہ ہوا۔ اور انہیں بہکا کر گیہوں کا درخت کھلا کر حلۂ بہشتی چھنوایا جنت سے نکلوایا۔ فَاَزَلَّھُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْھَا فَاَخْرَجَھُمَا مِمَّا کَانَا فِیْہِ۔ آدم علیہ السلام اپنی ذلت و خطا پر نادم و پشیمان ہوئے اور ایک مدت تک نالاں و گریاں و بہزار آہ و زاری جناب باری میں عذر خواہی کرتے رہے۔ مگر کچھ سود نہ ہوا۔ آخر کار جب اس نور محمدی ہی کے دامن رحمت میں پناہ لی اور حضور ہی کی ذات بابرکات کو وسیلۂ شفاعت و مغفرت بنایا تب ان کی خطا معاف ہوئی، حاکم و بیہقی و طبرانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی۔ جناب باری میں عرض کی۔ اے رب میرے صدقہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میری مغفرت فرما۔ ارشاد ہوا۔ تو نے محمدؐ کو کیونکر پہچانا۔ عرض کی۔ جب تو نے مجھے اپنے ید قدرت سے بنایا۔ اور مجھ میں اپنی روح ڈالی۔ میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا پایا۔ جانا کہ تو نے اپنے نام کیسا تھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام جہان سے پیارا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا صَدَقْتَ یَا اٰدَمُ اِنَّہٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ اَمَّا اِذَا سَاَلْتَنِیْ بِحَقِّہٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَمَا خَلَقْتُکَ۔ تو نے سچ کہا اے آدم! بیشک وہ مجھے تمام جہان سے پیارا ہے۔ اب کہ تو نے ان کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا ہے۔ تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تیری مغفرت نہ کرتا۔ اور نہ تجھے بناتا ؎

اگر نام محمد را نیاوردی شفیع آدم	نہ آدم یافتی توبہ نہ نوح از غرق نجینا
نہ ایوب آں شکیبائی نہ یوسف آں دلآرائی	نہ عیسےٰ آں مسیحائی نہ موسیٰ آں ید بیضا

تنبیہ: پس اے عزیزو! تم بھی اسی طرح اس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کو مضبوط پکڑو اور اپنے ہر کام میں انہیں باری عزوجل کی جناب میں وسیلہ بناؤ۔ شفیع لاؤ۔ خطائیں بخشواؤ۔ انکے ذریعہ اور توسل سے مرادیں مانگو۔ امداد چاہو۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدقے اور طفیل میں تمہیں سب کچھ عطا فرمائے گا۔ اور تمہارے گناہ بخشے گا۔ خطائیں معاف کریگا۔ کہ وہ دنیا و آخرت دونوں میں تمہارے شفیع تمہارے وکیل تمہارے حامی و ناصر تمہارے معین و مددگار ہیں۔ بغیر انکے وسیلہ کے اللہ تعالیٰ کی جناب میں باریاب ہونے

کی امید و توقع نہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ الغرض جب آدم و حوا علیہما السلام کی خطا حضور کے صدقے میں معاف ہوئی اور بہشت سے جانب زمین بھیجے گئے۔ اور سلسلہ توالد و تناسل کا جاری ہو۔ پس ایک روز آدم علیہ السلام ایک مکان پاکیزہ میں تشریف فرما تھے کہ غیب سے ایک نہر ان کے روبرو جاری ہوئی۔ اور اس نہر کے پیچھے جبرئیل امین مع دیگر ملائکہ مقربین میوۂ بہشتی کا طبق ہاتھ میں لئے ہوئے ظاہر ہوئے اور السلام علیکم یا ابا محمد کہہ کر وہ طباق میوے کا ان کے سامنے رکھا۔ اور کہا انہیں تناول فرمایئے اور اس نہر میں غسل فرما کر حضرت حوا سے قربت کیجئے کہ آج روز انتقال نور محمدی بجانب ہوا ہے۔ آدم علیہ السلام نے بموجب کہنے جبرئیل کے وہ میوہ تناول فرما کر اس نہر میں غسل کیا اور حضرت حوا کے ساتھ صحبت کی پس وہ نور کرامت ظہور ان سے حضرت حوا کی جانب منتقل ہوا۔

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام وقت پیدائش سے اس وقت تک تمام ملائکہ کی نگاہوں میں معزز و مکرم تھے۔ اور سب ان کی تعظیم و توقیر بجا لاتے تھے۔ جب وہ نور محمدی حوا کی طرف منتقل ہوا۔ تو تمام فرشتے حضرت حوا کی تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ آدم علیہ السلام نے جناب احدیت میں عرض کی الٰہی یہ سب فرشتے مجھ سے پھر کر حوا کی تعظیم و توقیر کرنے لگے۔ حکم ہوا۔ اے آدم یہ سب تعظیم و توقیر تیری اس نور کے باعث تھی جو تیری پشت میں جلوہ فرما تھا۔ اب چونکہ وہ حوا کی جانب منتقل ہوا۔ لہذا ان سب کی توجہ بھی انہی کی جانب ہوئی۔ مدارج میں ہے کہ جب سلسلہ توالد و تناسل شروع ہوا حضرت حوا کے ہر حمل سے دو بچے توام ایک لڑکا اور ایک لڑکی بقدرت و تقدیر الٰہی پیدا ہوتے۔ یہاں تک کہ شیث علیہ السلام جد امجد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تنہا پیدا ہوئے اور وہ نور محمدی ان کی پیشانی میں تاباں و درخشاں ہوا۔ اور حکمت ان کے اکیلے پیدا ہونے میں یہ تھی۔ تاکہ نور محمدی ان میں اور ان کی غیر میں مشترک نہ ہو۔ معارج میں منقول ہے کہ حضرت شیث السلام تمام اولاد آدم سے زیادہ حسین و ماہ جبیں اور خوب صورت، نیک سیرت اور مستجمع خصائل و کمالات صوری و معنوی تھے۔ اور نور محمدی ان کی پیشانی سے درخشاں و تاباں تھا۔ جب وہ حد بلوغ کو پہنچے تو ان سے حفاظت نور حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عہد و پیمان لیا گیا۔ اور ایک عہد نامہ اس مضمون کا تیار کرایا گیا

کہ وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا نگہداشت کریں اور اسے ارحام طاہرات و اصلاب طیبات میں جائز طور سے پہنچائیں۔ اور اپنی اولاد کو اس نور کی حفاظت کی تاکید بلیغ فرمائیں اور ان کو وصیت فرمائیں کہ وہ بطناً بعد بطن اس عہد نامہ کو ایک دوسرے تک پہنچائیں۔ اور ہر ایک اس پر عمل کرے چنانچہ وہ عہد نامہ مشتمل بر اہمیر ملائکہ بموجب وصیت شیث علیہ السلام ان کی اولاد میں قرناً بعد قرن زمانہ حضرت عبداللہ پدر بزرگوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک کو یکے بعد دیگرے موصول ہوتا رہا۔ اور ہر ایک اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مضمون پر عمل اور اس نور محمدی کی محافظت اور اسے ارحام طیبات میں جائز طور سے پہنچانے کی کوشش کرتا رہا۔ لہذا نسب شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قرن و ہر زمانہ میں سفاح جاہلیت سے پاک و محفوظ رہا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس ذات ستودہ صفات کو سب سے بہتر زمانہ اور سب سے افضل قبیلہ اور بطن میں پاک ارحام و اصلاب سے ظاہر فرمایا۔ جیسا کہ احادیث بخاری و مسلم و طبرانی و بیہقی وغیرہ محدثین میں وارد ہوا ہے

روایت ہے کہ جب وہ نور مبارک شیث علیہ السلام کی جانب منتقل ہوا۔ آدم علیہ السلام نے اس کی حفاظت کی انہیں تاکید کی۔ اور اس کے بارے میں وصیت فرمائی۔ اور انہیں حضور کے فضائل اور مناقب سنائے تب شیث علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ کیا بیٹے کا مرتبہ باپ سے بھی زیادہ فزوں ہوگا؟ فرمایا ہاں ان کے مرتبہ کا تو کیا کہنا۔ ان کی امت کو حق تعالےٰ نے وہ فضیلت عطا فرمائی ہے کہ مجھ میں بھی نہیں۔ کہ **اوّل** تو میں اونے خطا پر جنت سے نکالا گیا اور ان کی امت باوجود بڑے بڑے گناہ کرنے کے بھی جنت میں داخل فرمائی جائے گی **دوسرے** میں ایک خطا پر تمام آسمان و زمین میں نافرمان مشہور کیا گیا۔ عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی۔ ان کی امت ہزاروں خطائیں کرے گی۔ لاکھوں گناہوں میں آلودہ ہوگی۔ مگر سب کو چھپایا جائے گا ایک کا بھی اعلان نہ ہوگا۔ **تیسرے** میں ایک بھول پر برہنہ کیا گیا حلہ بہشتی مجھ سے چھینا گیا۔ ان کی امت کے گنہگاروں سے کسی کو بھی برہنہ نہ کیا جائے گا۔ کپڑے نہ اتارے جائیں گے۔ بلکہ حشر کے دن جب وہ اپنی اپنی قبروں سے برہنہ اٹھیں گے، تو انہیں حلہ بہشتی پہنائیں گے **چوتھے** میرے ایک گناہ کو مدت مدید تک باوجود ہزاروں آہ و زاری و تضرع و انکساری معاف نہ فرمایا گیا۔ توبہ قبول نہ فرمائی گئی۔ جب اس امت مرحومہ کے نبی مکرم ہی کو شفیع بنایا تو میرا گناہ معاف اور توبہ

قبول کی گئی۔ اور وہ سیکڑوں گناہ کریں گے اور جب خالص دل سے توبہ کریں گے قبول ہوگی خطا معاف ہوگی۔ گناہ بخشے جائیں گے۔ پانچویں مجھے استغفار اور خطا کی معافی چاہنے کیواسطے گھر سے باہر جانا پڑا۔ اور کہیں جاکر توبہ قبول ہوئی۔ ان کی امت کے لوگوں کی گھر بیٹھے توبہ قبول ہوگی۔ تمام گناہ معاف کئے جائیں گے۔ چھٹے مجھے ایک نافرمانی پر میری زوجہ سے علیحدہ کیا گیا۔[1] اور مورد عتاب الہٰی ہوا۔ ان کی امت کتنی ہی نافرمانیاں عمل میں لائے گی۔ مگر ان کی زوجہ ان سے علیحدہ نہ کیجائیگی اور انہیں مورد رحم وکرم بنایا جائے گا۔ پس اے شیث جن کی امت کا یہ رتبہ ہو تو وہ کس درجہ عالی رتبہ و معالی مرتبہ ہوں گے۔ میں کس طرح ان کی برابری کر سکتا ہوں جب شیث علیہ السلام نے حضور کے یہ فضائل و مناقب سنے حیران و ششدر ہوئے اور اس روز سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت تعظیم وحفاظت کرنے لگے۔ پھر وہ نور فیض گنجور ان سے درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا حضرت ہاشم تک پہنچا۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہاشم کی پیشانی میں نور نبی آخر الزماں کی شعائیں چمکتی اور ضیائیں دمکتی تھیں جو عالم یہود انہیں دیکھتا ہاتھ چومتا اور جس شے پر گزر فرماتے وہ انہیں سجدہ کرتی۔ قبائل عرب اور وفود علما اہل کتاب اپنی اپنی لڑکیاں برائے نکاح ان کے روبرو پیش کرتے یہانتک کہ ہرقل بادشاہ روم نے انکے پاس پیغام بھیجا۔ کہ میری ایک لڑکی ہے۔ جس سے زیادہ حسین وجمیل اور درخشندہ رخ کوئی عورت پیدا نہ ہوئی ہوگی۔ آپ میرے پاس تشریف لایئے تاکہ آپکا نکاح میں اس سے کردوں کہ آپ کا شہرۂ جود وکرم مجھ تک پہنچا ہے مگر مقصود ان کا نور محمدی تھا۔ جس کے اوصاف کریمہ انجیل میں مسطور پائے تھے حضرت ہاشم نے کسی جانب میل درجحان نہ کیا۔ اور لفظ انکار زبان پر جاری ہوا۔ یہاں تک کہ وہ نور مبارک ان سے حضرت عبد المطلب کی طرف منتقل ہوا۔ مواہب و مدارج میں ہے کہ جب وہ نور پاک صاحب لولاک حضرت عبد المطلب کو تفویض ہوا۔ تو ان کے جسم سے مشک کی طرح خوشبو آتی تھی۔ اور نور محمدی انکی پیشانی میں جلوہ گر تھا جب قریش قحط میں مبتلا ہوتے تو ان کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر پر

---

[1] لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام و حوا جنت سے زمین کی جانب نکالے گئے۔ حضرت آدم سراندیپ اور حوا جدہ میں گریں۔ دونوں اپنی ذلت و رسوائی اور مصیبت و فراق باہمی پر نالاں رہے۔ چالیس روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ اور سو (۱۰۰) برس تک ایک دوسرے سے جدا رہے ۱۲ منہ

لاتے اور ان کے واسطے سے خدا کی جناب میں دعا کرتے۔ پانی چاہتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے نور کی برکت سے پانی برساتا۔ اور انہیں سیراب کرتا۔ قحط سالی دفع فرماتا۔ وکوایت ہے کہ جب ابرہہ بقصد ہدم کعبہ مکہ معظمہ میں آیا۔ اور عبدالمطلب کو یہ خبر ہوئی۔ قریش کو جمع کر کے کہا تم کوئی خوف نہ کرو۔ اس گھر کا محافظ ونگہبان پروردگار عالم ہے وہی اسے ابرہہ کے شر سے محفوظ و سلامت رکھے گا۔ میں صرف اس درِ یتیم کا محافظ ہوں۔ نہ کہ خانہ کعبہ کا۔ اور یہ کہہ کر سب کو ہمراہ لے کر جبل بثیر پر تشریف لائے۔ پس اس نور کرامت ظہور کی شعاعیں مثل آفتاب کے تاباں و درخشاں ہوئیں۔ اور خانہ کعبہ پر پڑیں۔ عبدالمطلب نے ان شعاؤں کو دیکھ کر قریش سے پکار کر کہا۔ اے گروہ قریش۔ اب پھر چلو۔ تمہاری مہم سر ہو گی۔ اور ابرہہ تمہارا کچھ نہ کر سکے گا۔ خدا کی قسم جب کسی مہم میں اس نور کی شعاعیں اس طرح روشن وتاباں ہوتی ہیں تو ضرور فتحمندی حاصل ہوتی ہے پس سب لوگ عبدالمطلب کے کہنے سے اپنے اپنے گھر واپس آ گئے۔ اور ابرہہ نے ایک شخص سے کہا۔ کہ تو جا کر اہل مکہ کو شکست دے اور خانہ کعبہ ڈھا۔ جب وہ شخص مکہ میں داخل ہوا اور عبدالمطلب کی صورت اسے نظر پڑی۔ بے اختیار ہو گیا۔ اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو عبدالمطلب کے روبرو سجدہ کر کے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو سچا سردار قریش ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ جب عبدالمطلب جماعت قریش کو لے کر آئے تو ابرہہ نے سفید ہاتھی جو برائے انہدام خانہ کعبہ لایا تھا۔ طلب کیا۔ جب وہ فیل سامنے عبدالمطلب کے آیا۔ سجدہ کیا۔ اور اس طرح گویا ہوا۔ اے عبدالمطلب تیری پشت میں جو نور مخزون ہے۔ اس پر میرا سلام ہو۔ ابرہہ نے یہ دیکھ کر بے انتہا اسے مارا اور آگے بڑھانا چاہا۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ آخر مجبور ہو کر جانب یمن واپس چلا۔ کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے ابابیلوں کا لشکر بھیج کر ایک دم میں اسے مع ہمراہیان نیست ونابود کر دیا جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے سورۂ فیل میں فرمایا۔ کذا فی المدارج۔ وکوایت ہے کہ ایک روز حضرت عبدالمطلب نے خانہ کعبہ کے اندر حالت خواب میں دیکھا۔ کہ میری پشت سے ایک زنجیر چاندی کی جس کا ایک سرا آسمان میں اور ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے نکلی۔ پھر وہ ایک درخت عظیم الشان کی طرح ہو گئی۔ جس کے اوپر کی شاخیں آسمان تک پہنچتی ہیں۔ اور آس پاس کی ڈالیوں نے مشرق ومغرب کو گھیر لیا۔ اور اس کا نور آفتاب کے نور سے ستر درجہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔

عرب وعجم کے لوگ اسے سجدہ کرتے تھے۔ اور ایک جماعت قریش کی اس کی ڈالیاں پکڑے لٹک رہی تھی۔ اور ایک قوم قریش کی اس کے کاٹنے کا ارادہ کرتی تھی۔ جب پاس جاتی تھی۔ تو ایک جوان جس سے زیادہ حسین کوئی دیکھنے میں نہ آیا۔ اس قوم کی پیٹھ توڑ ڈالتا۔ اور آنکھیں نکال ڈالتا تھا۔ پس نے ابھی اپنا ہاتھ بڑھا کر اس سے حصہ لینا چاہا۔ مگر وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ اور محروم رہ گیا۔ کہ ایک کہنے والے نے کہا یہ تیرے نصیب کا نہیں ہے۔ میں نے کہا پھر وہ کس کے نصیب کا ہے کہا جو اس میں تجھ سے پہلے معلق ہو چکے ہیں۔ حضرت عبد المطلب یہ خواب دیکھ کر نہایت ترساں ولرزاں ایک کاہنہ کے پاس آئے اور اپنا خواب بیان کیا۔ اس نے سن کر جواب دیا۔ کہ اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے۔ تو عنقریب تمہاری پشت سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہو گا۔ جو مشرق سے مغرب تک کا مالک ومختار اور دو عالم کا تاجدار ہو گا۔ اس کی حمد وثنا کا غلغلہ فرش سے عرش تک بلند ہو گا۔ تمام خلائق اس کی غلام اور حلقہ بگوش ہو گی اور اس پر ایمان لائے گی (نصلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ وبارک وسلم) تو اسی فرزند ارجمند کے آنے کی اللہ رب العزت اس آیہ کریمہ میں تمہیں بشارت دیتا اور فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ بتحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور کہ جس نے اپنی چمک سے ظلمت کفر وضلالت کو جہاں سے کھویا۔ اور اپنی روشنی سے تمام عالم کو جگمگایا۔ پھر وہ نور پاک صلب عبد المطلب سے منتقل ہو کر چشم و چراغ حضرت عبد اللہ ہوا۔ تب تو عجیب عجیب واقعات عالم ظہور میں آئے جن کو دیکھ کر حضرت عبد اللہ گھبرائے اور حضرت عبد المطلب سے کہنے لگے۔ کہ جب میں بطحا مکہ کی طرف جاتا ہوں۔ تو میری پشت سے دو نور ظاہر ہو کر ایک مشرق اور دوسرا مغرب کو گھیر لیتا ہے۔ پھر وہ دونو بصورت ابر ہو کر آسمان کی طرف صعود کرتے ہیں اور ان کے واسطے دروازے آسمان کشادہ ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ میری جانب واپس آتے ہیں۔ اور جس جگہ میں بیٹھتا ہوں وہاں سے آواز آتی ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمُسْتَوْدَعُ ظَهْرَهٗ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اور جس مرضع یا درخت خشک کے پاس بیٹھتا ہوں وہ فوراً سرسبز ہو جاتا ہے۔ اور مجھ پر سایہ کرتا ہے۔ اور جب میں بتوں کے پاس سے گزرتا ہوں تو وہ بے اختیار چیختے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اے عبد اللہ تو ہرگز ہمارے قریب مت آ کہ تیری صلب میں نور نبی آخر الزمان جلوہ فرما ہے۔ کہ جو تمام دنیا کے بتوں کی

ہلاکی کا باعث ہوگا۔ پس عبدالمطلب نے کہا خوشخبری ہو تمہیں کہ تمہاری پشت میں نور محمدی جاگزیں ہے
میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمہاری پشت سے ظاہر ہو۔ روایت ہے کہ جب وہ نور محمدی پیشانی حضرت
عبداللہ میں چمکا، تمام عرب میں ان کے حسن و جمال کا شہرہ بلند ہوا۔ جوق جوق یہود آتے اور دیکھ کر کہتے کہ یہ
نور عبداللہ کا نہیں ہے۔ بلکہ محمد ابن عبداللہ خاتم الانبیاء کا نور ہے۔ جو ان کی پشت سے پیدا ہوں گے اب
تو تمام یہود کے سینہ آتش حسد شعلہ زن ہوئی اور حضرت عبداللہ کے قتل کی فکر کرنا شروع کی۔ ایک دن حضرت
عبداللہ کے شکار میں جانیکی خبر پاکر نوے شخص تلواریں زہر آلودہ ہاتھوں میں لے کر بارادۂ قتل عبداللہ نکلے۔
اور ایک جگہ انہیں اکیلا پاکر گھیر لیا۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کا خود محافظ و نگہبان تھا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ
مِنَ النَّاسِ اور اسے اپنے نور کو کامل کرنا منظور تھا۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ لہذا فوراً
سواران غیبی بھیج کر دم زدن میں ان ناہنجاروں کو قتل کرایا۔ اور اپنے پیارے حبیب کے نور کو ضائع ہونے سے
بچایا۔ الغرض جب حضرت عبداللہ سن بلوغ کو پہنچے۔ تو بڑی بڑی زنان عرب صاحب ثروت
وجاہ رشک مہر و ماہ ان کا حسن دلربا و جمال جہاں آرا دیکھ کر عاشق و متوالی ہوئیں۔ اور نکاح کی خواہش ظاہر
کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ بہت سی ان پر فریفتہ ہو کر برسر راہ مثل زلیخا بیٹھ جاتیں اور ان کے نور موفور السرور
کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا اور قلب کو مسرور کرتیں اور برمز و کنایہ اپنی خواہش دلی ظاہر کرتیں۔ انہیں
اپنی جانب بلاتیں۔ مگر حضرت عبداللہ بتائید غیبی و بہ برکت نور محمدی ان کی جانب ذرا بھی میل نہ فرماتے۔
نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتے۔ جن کی بابت روایات کثیرہ کتب سیر میں مسطور ہیں۔ منجملہ ان کے روایت ہے کہ
ایک عورت کاہنہ فاطمہ بنت مر و نہایت حسین و جمیل و نیک سیرت کتب سماویہ کی عالمہ تھی جب اُسے
حسن و جمال عبداللہ نظر پڑا۔ اور ان کی پیشانی میں نور آفتاب فلک رسالت تاباں و درخشاں دیکھا باشتیاق
تمام حضرت عبداللہ کو اپنے پاس بلا کر التدعائے مواصلت کی۔ اور سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا۔ حضرت
عبداللہ نے انکار کیا۔ اسی طرح لیلےٰ عدویہ نامی عورت عبداللہ سے طالب قربت ہوئی۔ آپ نے انکار
کیا۔ جب آپ کا نکاح حضرت آمنہ خاتون سے ہوا۔ اور وہ نور کرامت ظہور آن سے منتقل ہو کر بی بی
آمنہ کے شکم اطہر میں جاگزیں ہوا۔ تو مع کر حضرت عبداللہ ان دونوں کے پاس گئے کسی نے ان کی
جانب التفات بھی نہ کیا سبب پوچھا۔ کہا رات تم کہاں رہے فرمایا۔ اپنی بی بی آمنہ کے پاس
کہا اب ہمیں تمہاری ضرورت نہیں۔ ہم تو اس نور کی طالب تھیں جو تمہاری پیشانی میں مشعل

چودھویں رات کے چاند کے چمکتا تھا. مگر وہ جس کے نصیب کا تھا- اسے ملا. اب تم جا کر اپنی بی بی کو خوشخبری سنادو کہ ان کے حمل میں دونوں عالم کا تاجدار اور تمام خلق کا سردار تشریف فرما ہوا. اسی طرح فاطمہ بنت حاکم شام بھی حضرت عبداللہ پر دل وجان سے عاشق ہو کر بارادہ نکاح مکہ میں آئی- یہاں آکر ان کے نکاح کی خبر سنی. بارنج وملال محروم اپنے وطن کو واپس گئی- غرض کہ اسی طرح بہت سی خواتین حسین وجمیل اس نور اطہر کی طالب ہوئی اور جب وہ انہیں میسر نہ ہوا- تو باچشم گریاں ودل بریاں پاگل ودیوانی ہوگئیں- حتیٰ کہ جس رات آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں دو سو عورتیں رشک وحسد سے مرگئیں- تو اسی مبارک کی بابت اللہ تعالیٰ اس آیہ کریمہ میں فرمارہا ہے کہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ؕ تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور روشن کتاب. غرضکہ جب عبدالمطلب پر یہ امر ظاہر ہوا. کہ زنانِ عرب عبداللہ پر مائل ہیں- اور ہر ایک ان کی طالب ہے تو ان کے نکاح کی فکر ہوئی- اور ایسی لڑکی کی تلاش ہوئی جو پاکدامن نیک پارسا حسن وجمال میں یکتا حسب ونسب عقل وتمیز میں تمام زنانِ مکہ سے افضل ہو کر وہب بن عبدمناف نے اپنی دختر نیک اختر کا جو حسن وجمال میں یکتا صورت وسیرت میں بے مثل عقل وتمیز میں بے نظیر حسب ونسب میں تمام مکہ سے اشرف واعلیٰ تھیں پیغام نکاح بذریعہ اپنے یاروں کے حضرت عبدالمطلب پاس بھیجا حضرت عبدالمطلب نے بطیب خاطر منظور کیا. کہ وہ بھی ایسی لڑکی کی تلاش میں تھے، اور بعد تعیین تاریخ حضرت عبداللہ کو مع ہمراہیاں وہب بن عبدمناف کے مکان پر لے کر پہنچے اور ماہ جمادی الآخر شب جمعہ میں حضرت عبداللہ کا عقد آمنہ خاتون سے کیا. اور اسی رات زفاف واقع ہوا. اور

(واقعات استقرار حمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

وہ نور کرامت ظہور پشت عبداللہ سے منتقل ہو کر رحم آمنہ میں جاگزیں ہوا. مواہب وغیرہ کتب سیر میں مسطور ہے کہ قبل حمل میں آنے اس نور پاک صاحب لولاک کے دہر میں قحط عظیم پڑا تھا. زمین پر سبزہ کا نام نہ رہا تھا. تمام درخت سوکھ گئے تھے. انسان وحیوان میں جان کے لالے پڑگئے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کو بطن مادر میں خلق فرمایا. اور ان کی برکت سے پانی برسایا- قحط دفع فرمایا. زمین سرسبز وشاداب ہوئی سبزہ اگا. غلہ پیدا ہوا. اشجار پھولے پھلے. میووں سے لدے مردہ تنوں میں جان آئی مشرق ومغرب کے تمام چرند وپرند اور قریش کے جملہ چوپاؤں نے خوشی منائی اور آپس میں ایک نے دوسرے کو اس رحمت عالم آفتاب عرب وعجم کے شکم مادر میں جلوہ فرما ہونے کی

خوشخبری سنائی۔ داروغۂ بہشت و مالکِ دوزخ کو فرمانِ الٰہی پہنچا۔ کہ درہائے بہشت کشادہ اور ابواب دوزخ بند کرے۔ اور آسمان و زمین میں ندا دے کہ آج وہ لؤلؤ مخزون و گوہر مکنون شکم مادر میں رونق افروز ہوا۔ کوئی عورت اس سال لڑکی نہ جنے ہر ایک اس نور پاک کے صدقے میں لڑکے وضع کرے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ جب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم حمل میں جلوہ فرما ہوئے۔ ہر ماہ آسمان سے یہ آواز آتی تھی۔ اے لوگو! خوشیاں مناؤ۔ کہ بہت جلد وہ نیک بخت و برکت والا نبی ابوالقاسم اس جہان میں ظہور اور اس عالم کو اپنے نور سے معمور فرمانے والا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ ابتدائے حمل سے آخر تک مجھے کوئی علامت و گرانی حمل جو اور عورتوں کو ایام حمل میں معلوم ہوتی ہے۔ محسوس نہ ہوئی۔ جب ایک رات خواب میں مجھ سے کسی کہنے والے نے آکر کہا۔ اے آمنہ! کیا تم اس امر سے آگاہ و خبردار ہو کہ تمہارے حمل میں دو عالم کا سردار اور اس امت کا نبی ہے۔ اس وقت مجھے اپنے حاملہ ہونے کا یقین آیا۔ پس اس وقت سے آخر تک متواتر ہاتفِ غیبی کی ندائیں گوئندہ کی صدائیں آپ سماعت فرماتیں کہ کہتا ہے اے آمنہ! تجھے خوشی ہو کہ تیرے حمل میں سید العالمین و خیر البریہ جلوہ فرما ہیں جس کے ظاہر ہوتے وقت تمام قصور بصرہ نور سے معمور ہو جائیں گے۔ جب وہ ظاہر ہوں تو ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھیو۔ چنانچہ حضرت آمنہ خاتون سے روایت ہے کہ جب میں حاملہ ہوئی تو اول ماہ میں رات کو ایک بزرگ نہایت حسین و جمیل نے مجھ سے آکر کہا مَرْحَبًا بِكَ يَا مُصْطَفٰى میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ فرمایا میں آدمؑ ہوں اور تمہیں مژدۂ جان بخش سناتا ہوں کہ تمہارے شکم میں دو عالم کا سردار ہے اسی طرح دوسرے ماہ میں حضرت شیث علیہ السلام نے آکر کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اور مجھے بشارت دی۔ اور تیسرے میں حضرت ادریسؑ نے آکر کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْلَ اللّٰهِ کہا اور مجھے خوشخبری سنائی۔ چوتھے میں حضرت نوحؑ نے آکر اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ کہا اور مجھے مبارک باد دی۔ پانچویں حضرت ابراہیمؑ چھٹے میں حضرت اسمٰعیلؑ۔ ساتویں میں حضرت موسیٰؑ۔ آٹھویں میں حضرت میں حضرت عیسیٰؑ نے آکر حضور پرنور پر سلام عرض کیا۔ اور مجھے تہنیت و بشارت دی اور جس پتھر پر آپ گزر فرماتیں وہ آپ کے تحت قدم نرم ہو جاتا۔ اور جب آپ کوئیں سے پانی بھرنے کا قصد فرماتیں تو خود بخود

اس کا باقی اہل کرمنہ تک آجاتا۔ آپ نہایت آسانی سے اُسے اٹھالیتیں اور دھوپ کے وقت
آپ کے سر پر ایک ابر نورانی سایہ فگن ہوتا۔ پرندے ہوا سے اتر اتر کر آپ کی زیارت کرتے
اور آپ کے قلب سے برکت حاصل کرتے۔ غرضکہ یہ جو کچھ واقعات حضرت آمنہ کو نظر آئے
وہ سب اسی نور کرامت ظہور کی برکت سے تھے جس کے آنے کی خبر اللہ تعالےٰ اس آیہ کریمہ
میں تم کو سنا رہا ہے کہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ بیشک آیا تمہارے
پاس اللہ کی جانب سے نور اور روشن کتاب۔ روایت ہے کہ جب زمانہ تولد حضور پر نور شافع
یوم النشور قریب آیا اور بشارات غیبیہ پے در پے ہونے لگیں حضرت آمنہ نے بہ تقاضائے بشریت
خائف ہو کر قریش کی عورتوں سے حال ظاہر کیا۔ ان ناقصات عقل نے آسیب و خلل تجویز کیا
اور ایک طوق آہنی موافق اعتقاد جاہلیت انہیں بنوا کر پہنایا۔ رات کو خواب میں نظر آیا کہ ایک بزرگ
فرماتے ہیں۔ اے آمنہ تمہارے شکم میں سید الانبیاء سند الاصفیا جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ
والثناء تشریف فرما ہیں۔ اور تم نے طوق آہنی گلے میں ڈالا ہے اور اس طوق آہنی کی طرف انگلی سے
اشارہ فرمایا۔ کہ وہ فوراً ان کے گلے سے کٹ کر گر پڑا۔ پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں ابراہیم ہوں (علیہ
الصلاۃ والسلام) الغرض جب نو ماہ کامل مدت حمل کے پورے ہوئے اور وقت ظہور پر نور موفور السرور قریب
آیا عرش سے فرش تک بساط فرحت و سرور بچھایا گیا عرش و کرسی کو لباس نور پہنایا گیا۔ ملائکہ آسمان و
حور و غلمان کو آراستہ و پیراستہ ہونیکا حکم سنایا گیا۔ درہائے جنان و آسمان مفتوح ہوئے۔ ابواب
دوزخ بند کئے گئے ستارے مائل بہ زمین ہوئے گویا فلک اخضر نے اس شہنشاہ ذی جاہ پر اطباق
زر و جواہر نچھاور کئے۔ چوپائے قریش کے خوشی خوشی بولنے لگے۔ مشرق و مغرب کے چرند و پرند
خوشیاں منانے۔ ترانہ فرحت و انبساط گانے اور آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دینے
لگے۔ سلاطین و شیاطین اوندھے اور بت[1] روئے زمین کے سرنگوں ہوئے۔ بادشاہان روئے زمین

(واقعات ذکر ولادت پیدائش حضور صلی اللہ علیہ وسلم)

[1] روایت ہے کہ ملک یمن میں عامر نامی ایک شخص اپنے بتخانہ میں حضور کی ولادت کی رات بیٹھا تھا کہ یکایک اسے مشرق سے مغرب
تک تمام عالم نور سے معمور نظر آیا۔ اور اس نور کی روشنی میں اس نے شجر و حجر کو سجدہ کرتے اور درہائے آسمان کو کھلا اور فرشتوں کو قطار در
قطار اترتا پایا۔ وہ اس معاملہ کو دیکھ کر حیرت میں ہوا۔ کہ اس کا بت اوندھا زمین پر گرا۔ اور بزبان فصیح یہ کہا وُلِدَ النَّبِيُّ الْمُنْتَظَرُ الَّذِي
يُخَاطِبُهُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ وَيَنْشَقُّ لَهُ الْقَمَرُ یعنی جس نبی کا انتظار تھا اور جس سے شجر و حجر کلام کریں گے اور جو آسمان پر

ایک دن کامل لب نہ ہلا سکے ۔ چپکے عالم سکوت میں رہے ۔ ابلیس پر تلبیس کو ایک فرشتہ چالیس شبانہ روز دریاؤں میں غوطہ دیتا رہا ۔ جس کے صدمہ سے وہ روسیاہ ہوا ۔ ایوان کسریٰ کانپ کر پھٹ گیا ۔ اور اس کے چودہ کنگرے کا نقصان ہوا ۔ اور دریائے ساوہ خشک ہو ۔ آگ فارس کی جو ہزار سال سے روشن تھی ۔ بجھ گئی ۔ نہر سماوہ جو ایک مدت سے خشک تھی جاری ہوئی کعبہ معظمہ خوشی

چاند کو چاک فرمائیں گے ۔ وہ پیدا ہوئے ۔ مطعم نے اپنی بی بی سے کہا کہ تم نے بھی اس بت کا کلام سنا ۔ اس نے کہا ہاں ۔ تم اس سے پوچھو تو ۔ کہ وہ نبی کہاں پیدا ہوئے اور ان کا کیا نام ہے ۔ اس نے پوچھا ۔ بت نے جواب دیا ۔ کہ ان کا نام پاک محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے ۔ اور اس کی لڑکی نے جو برسوں سے بیمار، ہاتھ پاؤں میں آزمودہ چلنے پھرنے سے بیکار تھی اس نور کو دیکھ کر جناب باری میں عرض کی ۔ الٰہی اس نور مبارک کے صدقے میں مجھے اچھا کر دے ۔ بس وہ یہ کہتے ہی صحیح و سالم ہو گئی ۔ عامر یہ واقعات دیکھ کر فوراً کمر بستہ ہو کر حضور کی زیارت کے واسطے مکہ معظمہ آیا اور تلاش کرتا ہوا در اقدس پر پہنچا ۔ اور پکار کر کہا ۔ برائے خدا اس غریب الوطن کو بھی اپنے فرزند ارجمند کا جمال جہاں آرا دکھا دیجئے ۔ حضرت عبد المطلب نے سن کر حضور کو اپنی آغوش میں لا کر اُسے دکھایا ۔ وہ حضور کا چہرۂ زیبا و جمال جہاں آرا دیکھتے ہی راہی ملک بقا ہوا ۔ ابن عساکر دخرائطی حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات حضور پیدا ہوئے ایک جماعت قریش کی جس میں ورقہ بن نوفل ۔ اور زید بن عمرو بن نفیل بھی شامل تھے اپنے بت خانہ میں گئے دیکھا کہ بت سرنگوں زمین پر پڑا ہے ۔ ناخوش ہوئے سیدھا ۔ وہ فوراً گر پڑا ۔ اسی طرح تین مرتبہ کھڑا کیا ۔ اور وہ منہ کے بل گر پڑتا ۔ تب عثمان بن حویرث نے کہا کہ آج کوئی بات نئی ہوئی ہے ۔ جس کے سبب یہ گر گر پڑتا ہے ۔ اور اسے اٹھا کر کھڑا کیا ۔ کہ بت کے اندر سے ہاتف غیبی نے چلا کر کہا

نُوْدِيَ لِلْمَوْلُوْدِ اَنَارَتْ بِنُوْرِهٖ ❊ جَمِيْعُ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ ❊ وَخَرَّتْ لَهُ الْاَوْثَانُ
طُرًّا وَاُرْعِدَتْ ❊ قُلُوْبُ مُلُوْكِ الْاَرْضِ طُرًّا مِنَ الرُّعْبِ ❊ وَنَارُ جَمِيْعِ الْفُرْسِ بَاخَتْ وَاَظْلَمَتْ
وَقَدْ بَاتَ شَاهُ الْفُرْسِ فِيْ اَعْظَمِ الْكَرْبِ ❊ وَصُدَّتْ عَنِ الْكُهَّانِ بِالْغَيْبِ جِنُّهَا ❊ فَلَا يُخْبِرُهُمْ
بِحَقٍّ وَّلَا كِذْبِ ❊ قُصَيٌّ اِرْجِعُوْا عَنْ ضَلَالَتِكُمْ وَهُبُّوْا اِلَى الْاِسْلَامِ وَالْمَنْزِلِ الرَّحْبِ ارباب

تواریخ لکھتے ہیں کہ بادشاہ کسریٰ نے ایک عمارت عالی شان نہایت مستحکم دجلہ کے کنارے بنوائی تھی ۔ اور تین سو ساٹھ صاحب و کاہن اپنے پاس لازم رکھے تھے ۔ جب کوئی حادثہ پیش آتا ۔ تو ان سے مشورہ لیتا ۔ ایک رات وہ عمارت خود بخود پھٹ کر دریا میں گر گئی ۔ شاہ کسریٰ کو اس کے گر جانے کا نہایت رنج و غم ہوا ۔ تمام کاہنوں کو جمع کر کے حال بیان کیا ۔ اسی رات ایک نجومی سائب نامی نے خواب میں دیکھا کہ نہایت تاریک رات ہے اور اس میں ایک بجلی حجاز کی جانب سے چمکتی ہوئی مشرق سے مغرب تک پہنچے گا ۔ اور جس زمین پر اس کی روشنی پڑتی ہے وہ ہری ہو جاتی ہے ۔ وہی بجلی ملک فارس تک آئی اور تمام زمین سرسبز و شاداب کر دی ۔

میں آکر جھوما۔ اور مقام ابراہیمؑ میں سجدہ کیا۔ اور بزبان فصیح یہ کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَبُّ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی اَلْاٰنَ قَدْ طَهَّرَنِیْ رَبِّیْ مِنَ الْاَنْجَاسِ وَالْاَصْنَامِ وَاَرْجَاسِ الْمُشْرِکِیْنَ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے پروردگار محمد مصطفےٰ اب بیشک پاک کیا مجھ کو میرے رب نے بتوں کی ناپاکی اور مشرکوں کی پلیدی سے، تین علم ایک مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا بام کعبہ پر نصب کیا گیا۔ تمام عالم نور و سرور سے بھر گیا۔ حضرت آمنہ کے گھر کی ہر شے نور سے معمور ہو گئی درد و مصیبت ان سے دور ہوئی۔ ملائکہ آسمان و حوران جنان حضرت آمنہ کی خدمت اور حضورؐ کی حفاظت کے واسطے آئیں۔ اور حضرت مریمؑ و آسیہ بھی ان کے ہمراہ تشریف لائیں۔ مؤلف۔

مبارک ہو مبارک ہو شہ ابرار آتے ہیں، حبیب کبریا کونین کے سردار آتے ہیں
درود دل کی سلاموں کی سجا کر ڈالیاں لاؤ کہ اب صل علیٰ کے مالک و مختار آتے ہیں
بجیگا گلشن جنت میں جن کے نام پاک کا ڈنکا وہ سلطان دو عالم خلق کے سردار آتے ہیں
پڑا تھا ایک مدت سے جو ویراں اور پژمردہ اب اس باغ جہاں کو کرنے وہ گلزار آتے ہیں
فرشتے جھاڑتے ہیں آستانہ جنکا پلکوں سے وہ محبوب خدا کونین کے سردار آتے ہیں
وہ آتے ہیں، وہ آتے ہیں، وہ آتے ہیں ہزاروں لاکھوں جنکے طالب دیدار آتے ہیں
وہ آتے ہیں کہ جن پر ہر گھڑی ہر لحظہ ہر ساعت نچھاور کرنے قدسی رحمت غفار آتے ہیں
کریں گے چاند کو ٹکڑے فلک پر جو اشارہ سے وہی معجز نماؤ ہادی کفار آتے ہیں
وہ آتے ہیں کہ جنکے دید کی مشتاق تھیں آنکھیں وہ آتے ہیں خدا کو جن پہ لاکھوں پیار آتے ہیں
کرے گا آسمان جن پر نچھاور چاند اور تارے وہ دنیا کے دلاور احمد مختار آتے ہیں
فقیرو بینواؤ شاد ہو پھیلا لو دامن کو، کہ وہ ابر سخا ہر سمت گوہر بار آتے ہیں

(بقیہ گذشتہ) جب سائب خواب سے بیدار ہوا تو اپنے سونے کی جگہ چاروں طرف سبز گھاس اسی وقت کی اگی ہوئی موجود پائی بولا۔ اگر میرا خواب سچا ہے تو بیشک حجاز سے ایسا ایک نبی پیدا ہوگا۔ جو مشرق سے مغرب تک پہنچے گا۔ اور تمام عالم کو حیات جاودانی اور سرسبزی و تازگی بخشے گا۔ مگر سائب نے خوف کے باعث شاہ کسریٰ سے اصل بات نہ کہی۔ بلکہ یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ شاید یہ محل نیک ساعت میں نہ بنا ہوگا۔ اسی باعث گر گیا ہوگا۔ اب کسی نیک ساعت میں بنانا چاہیے۔ چنانچہ تین مرتبہ وہ محل بنایا گیا اور تینوں مرتبہ وہ گر گیا۔ کسریٰ نے بہت کاہن اسی باعث قتل کرائے۔ آخر امر واقعہ کھل گیا۔ کہ حجاز سے ایک نبی پیدا ہوگا۔ اس کے باعث تمہارے ملک پر زوال آئے گا۔ ۱۲ منہ۔

مسلمانوں کو اس سے اور کیا بڑھ کر خوشی ہوگی
کہ مہمان ان کے ہو کر سید ابرار آتے ہیں

لٹاؤ مال و زر اپنا خوشی ہیں ان کے آنیکی
مسلمانوں تمہارے مونس و غمخوار آتے ہیں

پڑھو صل علیٰ صل علیٰ صل علیٰ احمد
کہ قدسی لے کے تم پر رحمت غفار آتے ہیں

کھڑے ہو کر ادب سے دست بستہ پڑھو سلام ان پہ
ارے فَیَّاضِ تر لے آقا ترے سرکار آتے ہیں

حضور کی والدہ فرماتی ہیں کہ وقتِ ولادت ایک فرشتہ نورانی ایک پیالہ شربت کا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سرد اور مشک و گلاب سے زیادہ خوشبودار لیکر میرے پاس آیا۔ اور مجھ کو دے کر اس طرح کہنے لگا ؎

اِشْرَبِیْ یَا اٰمِنَہ رَاحَ الْجِنَانِ
اَرْسَلَ الرِّضْوَانُ مِنْ رَوْضِ الْجِنَانِ

وَالْبِشَارَۃُ بُشْرٰی لَكَ یَا اٰمِنَہ
بِالسَّکِیْنَۃِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاَمَانِ

میں نے اسے پینا شروع کیا اور وہ فرشتہ نہایت ذوق و شوق میں آکر کہنے لگا۔ اِظْهَرْ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ ظاہر ہو جئے اے سردار رسولوں کے اِظْهَرْ یَا سَیِّدَ الْعٰلَمِیْنَ۔ ظہور فرمایئے اے سردار تمام عالم کے۔ اِظْهَرْ یَا خَاتِمَ النَّبِیِّیْنَ۔ ظاہر ہو جئے اے ختم کرنیوالے انبیاء کے ظہور کے۔ جب ظہور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم میں دیر ہوئی۔ تو اس فرشتہ نے اللہ کی قسم دے کر کہا بِسْمِ اللّٰہِ اِظْهَرْ یَا مُحَمَّدُ ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ۔ کہ اس آفتاب عالمتاب مہر عرب ماہ عجم سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ببرکت و تعظیم نام الٰہی بارھویں ربیع الاول شب دوشنبہ کو باہزاراں جاہ و جلال اس گلشن دنیا میں طلوع اجلال فرمایا جسکی آمد آمد کا اس آیہ کریمہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ نے مژدہ سنایا۔ اور فرمایا۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۔ بہ تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور جس کی روشنی سے تمام عالم معمور اور جس کی تابشوں سے گھر آمنہ کا روشن و منور ہو گیا۔ اور ہر چیز ان پر منکشف ہو گئی اور اس کی روشنی میں قصور شام و بصرہ انہیں نظر آنے لگے

وُلِدَ الْحَبِیْبُ وَمِثْلُهٗ لَا یُوْلَدُ
وُلِدَ الْحَبِیْبُ وَخَدُّهٗ یَتَوَرَّدُ

وُلِدَ الْحَبِیْبُ مُكَحَّلًا وَّمُطَیَّبًا
وَالنُّوْرُ مِنْ وَجَنَاتِهٖ یَتَوَقَّدُ

وُلِدَ الَّذِیْ لَوْلَاهُ مَا ذُكِرَ التُّقٰی
كَلَّا وَلَا ذُكِرَ الْحِمٰی وَالْمَعْهَدُ

هٰذَا الَّذِیْ لَوْلَاهُ ظَهَرَ الْقُبَا
كَلَّا وَلَا كَانَ الْمُحَصَّبُ یُقْصَدُ

هٰذَا اِمَامُ الْمُرْسَلِیْنَ حَقِیْقَةً
هٰذَا خِتَامُ الْاَنْبِیَاءِ وَسَیِّدُ

اِن کَانَ یُوسُفُ قَد اَفَاقَ جَمَالُہٗ — وَاللہِ ذَا المَحبُوبُ مِنہُ اَزیَدُ
لَو کَانَ اِبرَاھِیمُ اُعطِیَ رُشدَہٗ — بِاللہِ ذَا المَولُودُ مِنہُ اَرشَدُ
اَو کَانَ قَد اُعطِیَ المَسِیحُ عِبَادَۃً — فَمُحَمَّدٌ مِنہُ اَجَلُّ وَاَعبَدُ
ھٰذَا الَّذِی خُلِعَت عَلَیہِ مَلَابِسُ — وَلَنَفَائِسُ فَنَظِیرُہٗ لَا یُوجَدُ
جِبرِیلُ نَادٰی فِی مَنَصَّۃِ حُسنِہٖ — ھٰذَا مَدِیحُ الکَونِ ھٰذَا اَحمَدُ
یَا عَاشِقِینَ تَوَلَّھُوا فِی حُبِّہٖ — ھٰذَا ھُوَ الحُسنُ الجَمِیلُ المُفرَدُ
وَلِقَولُ یَا عُشَّاقُ ھٰذَا المُصطَفٰی — وَلِقَولُ یَا مُشتَاقُ ھٰذَا اَحمَدُ
لَم یَاتِ فِی اَولَادِ اٰدَمَ مِثلُہٗ — فِیمَا مَضٰی ھٰذَا حَدِیثٌ مُسنَدُ
قَالَت مَلٰئِکَۃُ السَّمَآءِ بِاَسرِھِم — وُلِدَ الحَبِیبُ وَمِثلُہٗ لَا یُولَدُ
صَلُّوا عَلَیہِ بُکرَۃً وَعَشِیَّۃً — اَلفُ الصَّلٰوۃِ مَعَ السَّلَامِ وَزَیِّدُ

دلائل النبوۃ میں عثمان ابی العاص کی والدہ سے روایت ہے کہ جس رات حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے میں حاضر تھی پس میں نے گھر میں کوئی شے سوائے نور کے نہ دیکھی اور تارے آسمان کے آپ کی ولادت کے وقت ایسے جھک آئے تھے کہ میں کہتی تھی کہ گر پڑیں گے ۔

شب میلاد محمد چہ شبے روشن بود، — کز حرم تا بحد شام منور گردید،
حرم و شام چہ از مشرق و مغرب نورش — ہمہ راگشت محیط و ہمہ جا در گردید
ہمہ آفاق ز انوار منور گشتہ، — ہمہ اکناف ز اخلاق منور گردید
چونکہ گنجینۂ عطائے رش کوثر شد — دشمنش سوختہ داغ ہوالابتر گردید
ہرگز از ہیچ سمومے نہ پذیرد خشکی — ہر گیاہے کہ ز ابر کرمش تر گردید
الحمد للہ کہ از دنیا و دیں خلقے را — ہمہ از دولت آں شاہ میسر گردید
عاقبت بر فلک عز و علا جا گیرد — ہر کہ از صدق و یقین خاک دریں در گردید

مواہب میں حضور کی والدہ ماجدہ سے روایت ہے کہ جب حضور پیدا ہوئے تو آپکے ہمراہ ایسا نور پیدا ہوا کہ مشرق سے مغرب تک روشن و منور ہو گیا۔ اور میں نے اس کی روشنی میں بصرہ و شام کے مکانات دیکھے جب آپ پیدا ہوئے پہلے بارگاہ الٰہی میں سجدہ فرمایا۔ اور انگشت شہادت آسمان

کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ پھر ہم گناہگاران امت کی یاد آئی۔ اور ان کے واسطے اس طرح دعائے مغفرت فرمائی یَا رَبِّ ھَبْلِیْ اُمَّتِیْ اے رب میری گناہگار امت مجھے دے ڈال دے عزیزو! ایسے رحیم وشفیق نبی پر ہزار جان و دل سے قربان ونثار ہونا چاہیے۔ کہ بعد ولادت وادائے کلمۂ شہادت و اظہار شانِ رسالت تمہاری ہی یاد آئی۔ اور تمہاری دستگاری کی دعا فرمائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی اور اس طرح جواب عطا فرما کر حضور کی دلجوئی فرمائی کہ ق
ھَبْتُكَ اُمَّتَكَ بِاَعْلٰی ھِمَّتِكَ۔ ہم نے تمہاری امت تمہاری اتنی ہمت و بلند حوصلہ کے باعث تمہیں دے ڈالی۔ پھر فرشتوں سے خطاب ہوا۔ اِشْھَدُوْا یَا مَلٰئِكَتِیْ اَنَّ حَبِیْبِیْ لَا یَنْسٰی اُمَّتَہٗ عِنْدَ الْوِلَادَتِ فَکَیْفَ یَنْسَاھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ اے میرے فرشتو گواہ ہو جاؤ اس امر پر کہ میرا حبیب اپنی امت کو وقت ولادت نہ بھولا پس کیونکر انھیں دن قیامت کے فراموش کریگا۔ مولفہ

لائی یہ مژدہ جاں بخش صبا آج کے دن — جلوہ فرما ہوئے محبوب خدا آج کے دن
تابشوں سے رخ پر نور کی قسمت مولد — خانہ آمنہ معمور ہوا آج کے دن
دونوں ہاتھوں سے جو لٹائیں گے مال و دولت — جلوہ فرما ہوئے وہ بحر سخا آج کے دن
جھکے دیدار کی مشتاق تھیں آنکھیں ہر دم — وہی محبوب ہوا جلوہ نما آج کے دن
بولے آپس میں یہ خوش ہو کے چرند و پرند — لو وہ پیدا ہوئے شاہ دوسرا آج کے دن
بول بالا ہوا اسلام کا پھیلی توحید — شرک دنیا سے اڑا کفر مٹا آج کے دن
سرنگوں بت ہوئے ویران ہوئے بتخانے — بت پرستوں میں مچا تہلکہ سا آج کے دن
قصر کسریٰ کا پھٹا آگ بجھی فارس کی — اور ساوہ کی بحیرہ خشک ہوا آج کے دن
خاک اڑاتے ہوئے پھرتے تھے سراق کاہن — صدمہ سا صدمہ شیاطین کو ہوا آج کے دن
پیارے محبوب خدا پر ہو درود اور سلام — در و دیوار سے آتی تھی صدا آج کے دن
بصرہ و شام کے گھر آ گئے مکہ میں نظر — پھیلی اس چاند کی کچھ ایسی ضیا آج کے دن
صدقہ ہونے کے لئے ان پہ فلک سے ناگاہ — تارے جھک آئے زمیں پر بخدا آج کے دن
ہوئے پیدا تو یہ اعجاز دکھایا شہ نے — پائے خالق کیلئے سجدہ کیا آج کے دن
سختیاں دور ہوئیں کلفتیں کافور ہوئیں — خلق پر چھا گئی رحمت کی گھٹا آج کے دن

کیسا دن ہے کہ جدھر کان لگا کر سنئے | تہنیت کی چلی آتی ہے صدا آج کیدن
کل کا مختار ہے جو خیل رسل کا سردار | وہ رسولِ عربی ہم کو ملا آج کیدن
خیر سے لوٹ کے پھر آئے ربیع الاول | عید میلاد کریں اہل صفا آج کیدن
اپنے محبوب کے صدقے میں خدا نے فالق | ساری مخلوق پہ احسان کیا آج کیدن

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ تولد ہوئے ایک پارۂ نورانی بادل کا آسمان سے آیا۔ اور حضور کو اپنے آغوش رحمت میں چھپا کر میری نظروں سے غائب ہو گیا یکایک ایک منادی نے ندا دی کہ اس مولود کو مشارق و مغارب میں پھراؤ تا کہ لوگ اس کے نام کو جانیں۔ صفات کو پہچانیں اور صورت کو دیکھیں اور انہیں خلقِ آدم معرفتِ شیث شجاعتِ نوح خلتِ ابراہیم لسانِ اسمٰعیل فصاحتِ صالح حکمتِ لوط بشریٰ یعقوب شدۃ موسیٰ صبرِ ایوب طاقتِ یونس عصمتِ یحییٰ عطا کرو اور تمام انبیا و مرسلین کے اخلاق میں غوطہ دو۔ پھر وہ ابر کھل گیا، اور آپ کو میں نے مثل چودھویں رات کے چاند کی تاباں و درخشاں اور مثل مشک مہکتا۔ ایک کپڑے حریر سبز میں لپٹا پایا۔ اسی طرح بہت سے واقعات عجیبہ وغریبہ وقتِ ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہور میں آئے منجملہ ان کے آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے وقتِ وضع حمل بہت سی عورتیں نہایت حسین و جمیل مثل دختران عبد مناف اپنے پاس دیکھیں جو مجھے کبھی نظر نہ آئی تھیں۔ اور ایک چادر نہایت سفید زمین سے آسمان تک پھیلی دیکھی اور بہت سی آوازیں سنتی تھیں۔ مگر گوئندہ کو نہ دیکھتی تھی۔ کہ کہتا ہے۔ اس فرزند کو چشم خلائق سے نگاہ رکھو اور ایک جماعت مرغان خوش رنگ کی دیکھی جن کی منقاریں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے۔ پھر ایک جماعت مردوں کی دیکھی کہ جو ہاتھوں میں چاندی کی چھاگلیں لئے کھڑے تھے اس وقت میرا بدن عبرت سے پسینہ پسینہ ہو گیا اور جو قطرہ اس سے ٹپکتا تھا مشک کی مانند خوشبو دیتا تھا۔ پھر میری آنکھوں سے حجاب دور ہوا اللہ تمام مشرق و مغرب کی چیزیں مجھ پر منکشف ہو گئیں اور اس پاس میرے بہت سی عورتیں نظر آئیں جب حضور پیدا ہوئے سجدہ کیا۔ اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ بعد ازاں تین شخص اور ظاہر ہوئے کہ جن کے چہرے مثل آفتاب کے درخشاں تھے۔ ایک کے ہاتھ میں چھاگل نقرئی اور دوسرے کے ہاتھ میں طشتِ زمردیں اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سبز تھا۔ انہوں نے حضور کو اس طشت میں بٹھایا اور اس چھاگل کے پانی سے جس میں مشک کی

مانند خوشبو آتی تھی۔ سات مرتبہ نہلایا۔ اور وہ حریر سبز آپ کو پہنایا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رضوانِ بہشت دخوازن جنت تھے۔ پھر ان میں سے ایک نے حضور کو لے کر اپنے پروں میں کچھ دیر چھپایا۔ اور سرو چشم پر بوسہ دیا۔ اور آپ کے کان میں کچھ کلمات کہے کہ میں جن کو نہ سمجھتی تھی پھر باآواز بلند کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھے بشارت ہو کہ تمام انبیاء کا علم تجھے عنایت ہوا۔ اور لوائے حمد و مفاتیح نصرت تجھے عطا کی گئیں۔ اور تیری عظمت و ہیبت تمام خلائق کے دلوں میں ڈالی گئی۔ فرد بشیر تیرا ذکر نہ سنے گا۔ مگر اس کا دل تیرے خوف سے ترساں و لرزاں ہوگا۔ بعد ازاں ایک اور شخص دیکھا کہ اس نے اپنا منہ حضور کے دہن پر رکھا اور مثل کبوتر کے بچے کے حضور کو بھرایا۔ میں دیکھتی تھی۔ کہ وہ حضور کو کچھ بھراتا تھا اور حضور اشارے سے طلب زیادتی فرماتے تھے۔ پھر اس شخص نے کہا۔ کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھے تمام اخلاق حسنہ مرحمت فرمائے گئے پھر حضور کے سر میں تیل ڈالا اور کنگھا کیا۔ اور آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ اور آپ کو لے کر میری نظر سے غائب ہو گیا۔ اس وقت میرے دل پر نہایت اندوہ و غم طاری ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا آج میرے گھر والے کہاں ہیں۔ کہ میں ان واقعات میں مبتلا ہوں۔ اور کوئی میرے پاس آتا نہیں۔ اسی اثنا میں وہی شخص حضور کو لے کر حاضر ہوا۔ اور آواز دے کر کہا میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام زمین میں طواف کرایا۔ اور حضرت آدم کے پاس لے گیا۔ انہوں نے حضور کے واسطے دعائے برکت فرمائی اور کہا بشارت ہو تجھے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ تو میرے تمام فرزندان اولین و آخرین کا سردار ہوگا۔ پھر وہ حضور کو میری گود میں دے کر چلا گیا۔ حضرت عبدالمطلب سے روایت ہے کہ جس رات حضور پیدا ہوئے میں نواز کعبہ میں مشغول مناجات تھا۔ کہ ناگاہ خانہ کعبہ نے مقام ابراہیم میں سجدہ کیا اور پھر اپنی اصلی حالت پر آ کر بزبان فصیح کہا اللہ بہت بڑا ہے جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا فرمایا۔ اور مجھے بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک کیا۔ اور ہبل نامی بت میرے سامنے منہ کے بل گر پڑا اور ایک گوئندہ نے باواز بلند یہ کہا کہ آج آمنہ کے فرزند ارجمند پیدا ہوا۔ جو مورد لطف کرم الٰہی ہوگا۔ اور تمام خلق کی طرف مبعوث ہو کر سب کو ہدایت فرمائے گا۔ کفر و ضلالت سے بچائے گا اور دو جہاں کا تاجدار خزانوں کی کنجیوں کا مالک و مختار ہوگا۔ اے لوگو! تم اس کی ولادت کے دن کو روز عید بناؤ۔ اور قیامت تک اس سے تبرک ڈھونڈو۔ عبدالمطلب کہتے ہیں کہ میں نے جب یہ واقعات دیکھے اور

ایسے کلمات سننے تو حیرت نے مجھ پر غلبہ کیا۔ اور زبان میری بند ہو گئی۔ میں نے حالتِ خواب خیال کر کے ہاتھ اپنا منہ پر پھیرا اور اپنے آپ کو بیدار پایا پس باب بنی شیبہ سے بطحا کی جانب نکلا۔ تو صفا کو دیکھا کہ کبھی جھکتا ہے کبھی اٹھتا ہے اور مروہ اضطراب میں ہے۔ یہ دیکھ کر اور زیادہ مجھ پر حیرت طاری ہوئی کہ اطراف و جوانب صفا مروہ سے میرے کان میں آواز آئی۔ لے قریش کے سردار آج تیرا کیا حال ہے اور کیوں ترساں لرزاں ہے اس وقت میں نے اپنے آپ میں جواب دینے کی قدرت نہ پائی اور گھر کی طرف توجہ کی۔ تاکہ اس فرزند کو دیکھوں جب دروازہ کے قریب پہنچا۔ ایک سفید مرغ کو دروازہ پر ؤں سے گھیرے ہوئے دیکھا۔ اور گھر کے گرد ابر سفید کا حصار پایا۔ اور ہر جگہ نور ہی نور نظر آیا۔ جس نے مجھے گھر میں جانے سے باز رکھا۔ میں تھوڑی دیر ٹھہرا رہا۔ اور دل میں کہتا رہا یا الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری بعد ازاں دروازہ پر آیا۔ زنجیر در کو بجایا۔ اور دروازہ کھلوایا۔ آمنہ نے خفیف آواز میں جواب دیا۔ میں نے کہا جلد دروازہ کھول ورنہ میرا جگر شق ہو جائے گا۔ آمنہ نے جلدی سے دروازہ کھولا۔ میں نے جو اس کی پیشانی پر نظر کی تو وہ نور کرامت ظہور نہ دیکھا۔ گبھرا کر استفسار کیا آمنہ نے جواب دیا کہ میں نے وضع حمل کیا۔ عبد المطلب نے کہا کہ اس نور نظر کو جلد مجھے دکھا۔ آمنہ نے کہا تم اسے ہرگز نہ دیکھ سکو گے کہ ایک شخص مجھ سے کہہ گیا ہے کہ تین روز تک اسے کوئی نہ دیکھنے پائے۔ عبد المطلب تلوار کھینچ کر سر آمنہ پر آئے اور کہا کہ فرزند کو مجھے دکھا ورنہ تجھے یا اپنے آپ کو ہلاک کروں گا۔ آمنہ نے جب حالت ذوق و شوق عبد المطلب کی دیکھی۔ کہا فلاں جگہ سفید کپڑے میں وہ نورِ نظر جلوہ فرما ہے جا کر دیکھ لو۔ عبد المطلب اس جگہ آئے اور حضور کو دیکھنا چاہا کہ ایک شخص مہیب صورت تلوار کھینچے سامنے آیا۔ اور کہا کہ ان کے دیکھنے سے باز آ۔ ورنہ قتل کیا جائے گا۔ جب تک تمام ملائکہ ان کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔ کسی کو مجال ان کے دیکھنے کی نہ ہو گی۔ یہ حال دیکھ کر عبد المطلب کے بدن پر لرزہ طاری ہوا۔ اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور باہر آ کر چاہا کہ قریش کو اس حال سے آگاہ کریں۔ کہ کو زبان تکلم سے بند ہو گئی اور سات روز تک یہی حال رہا۔ صفیہ بنت عبد المطلب فرماتی ہیں۔ کہ جس رات حضور پیدا ہوئے میں نے چھ چیزیں عجیب و غریب دیکھیں۔ اول یہ کہ حضور نے زمین پر تشریف لاتے ہی سجدہ کیا۔ دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے ہی بزبانِ فصیح کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ تیسرے حضور کا نور نورِ چراغ پر غالب آیا۔ اور تمام گھر اس نور سے معمور ہو گیا

چوتھے جب میں نے حضور کو غسل دینا چاہا تو ہاتفِ غیبی نے پکار کر کہا اے صفیہ تو تکلیف نہ کر ہم نے انہیں پاک و صاف بھیجا ہے۔ پانچویں آپ ختنہ شدہ ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ چھٹے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ جس پر کلمہ طیبہ منقوش تھا۔ ہذا استنبط من المدارج والمعارج والمواہب والشفاء وشرح العلی القاری علیہ الرحمۃ الباری۔ اے عزیزو! انہایت خوشی و مسرت اور حمد و ثنائے الٰہی بجالانے کا مقام ہے۔ کہ اس مالکِ حقیقی خداوند ازلی نے ہم عزیبوں کو ایسی نعمتِ عظمٰی و دولتِ کبریٰ یعنی جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہی جمیع کمالات صوری و معنوی سے آراستہ و پیراستہ عطا فرمایا۔ جس نے آکر ہماری ڈوبتی کشتیوں کو پار لگایا۔ آتشِ دوزخ سے بچا کر جنت میں عیش مخلد کا مژدہ سنایا۔ اور وقتِ پیدائش سے ہمارے حال پر بے غائیت رحم و کرم فرمایا اور قیامت تک فرماتے رہیں گے۔ بلکہ انشاء اللہ تعالےٰ اس روز بھی ہم غربا کو یہی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامنِ رحمت کے سایہ میں گرمی محشر سے بچائیں گے۔ باریک تاریک راہ پل صراط طے کرائیں گے۔ اور حوضِ کوثر سے ہم تشنہ کاموں کو سیراب فرما کر جنت میں لیجائیں گے۔ پس اگر تمام مسلمان بموجب فرمان والاشان خالق انس و جان وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ و يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔ آپس میں اس نعمتِ عظمٰی کے ذکر و تحدیث فرمائیں۔ تو بجا و روا ہے اور بموجب آیہ کریمہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا اگر پروردگار عالم کی اس نعمت و رحمت یعنی حضور کی پیدائش و بعثت کی خوشی میں اپنا جان و مال لٹائیں اور دن و رات مجالس و محافل خوشی منعقد کر کر اس شاہ ذیجاہ کا ذکر و ثنا کرائیں۔ تو بھی تھوڑا ہے کہ اس نعمت و رحمت سے بڑھ کر دنیا بھر میں کوئی نعمت و رحمت مسلمانوں پر نازل نہ ہوئی۔ جو نعمت ملی وہ اسی نعمت عظمےٰ کے طفیل ملی اور جو رحمت نازل ہوئی وہ اسی رحمت عالم کے صدقے میں نازل ہوئی۔ دیکھو اسی نعمت و رحمت کا اللہ تبارک و تعالےٰ قرآن عظیم میں مسلمانوں پر احسان جتاتا ہے اور فرماتا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔ البتہ تحقیق احسان فرمایا اللہ نے مومنین پر جب کہ بھیجا ان میں رسول ان کے نفسوں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیات اللہ کو اور پاک و صاف کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں کتاب و حکمت اگرچہ تھے وہ قبل بعثت کھلی گمراہی

ہیں۔ بلکہ اگر دیکھا جائے۔ تو حضور کی پیدائش کی خوشی کرنا۔ اور اس کے ذکر کے واسطے مجالس منعقد کرنا بھی باعث برکت، وسیلۂ نجات اور مسلمانوں کے واسطے سراسر نفع اور بہبودی دارین ہے۔ روایت ہے کہ ولادت باسعادت کی صبح ثوبیہ لونڈی ابولہب نے ابولہب کو حضور کے تولد ہونے کی خبر فرحت اثر سنائی، ابولہب اس مژدۂ جانفزا سنانے کی خوشی میں اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ جب وہ مرا تو اسے حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیا حال ہے کہا دوزخ میں پڑا ہوں۔ مگر دوشنبہ کے روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں لونڈی آزاد کرنے کے باعث تخفیف عذاب ہوتی ہے۔ اور تدرے پانی نصیب ہوتا ہے۔ دیکھو جب اللہ تعالے نے ابولہب سے کافر کے عذاب میں حضور کی ولادت کی خوشی منانے اور اس خوشی میں لونڈی آزاد کرنے کے باعث تخفیف عذاب فرمائی۔ اگر مسلمان اس تاجدار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی منائیں گے۔ اور اس خوشی میں شیرینی تقسیم کریں گے۔ مجالس ذکر منعقد کر کر ذکر ولادت باسعادت کریں گے۔ تو کیا اس کے صلہ میں وہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن ان پر رحمت و مغفرت نہ فرمائے گا۔ ضرور فرمائے گا۔

	دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری	

پس اے عزیزو! تمہیں چاہئے کہ اس عطئے کی گھر گھر خوشی مناؤ۔ اور اس کی خوشی میں اپنا جان و مال لٹاؤ شیرینی بانٹو۔ مجالس منعقد کر کر ذکر ولادت بالسعادت اور حضور کی مدح و ثنا کرو۔ آپ کے فضائل و محامد بیان کرو۔ اور اس کے باعث مورد رحم و کرم خداوند عالم ہو۔ اللہ تعالے مجھے تمہیں اور جملہ مسلمانوں کو اپنے اور اپنے حبیب کے ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔ اور قیامت کے دن اس رحمت عالم کے دامن رحمت کے سایہ میں اٹھائے۔ آمین آمین یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بجاہ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علےٰ آلہٖ و صحبہٖ اجمعین

وعظ دہم

بیان معراج سید الانبیا سند الاصفیا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ؕ

اللہ رب العزت جل جلالہٗ عم نوالہٗ واعظم شانہٗ واتم برہانہٗ اس آیۂ کریمہ میں اپنے پیارے محبوب طالب و مطلوب منزہ عن النقائص والعیوب کو اپنے پاس بلانے وصل کا مزہ چکھانے اپنا دیدار دکھانے اور کلام فرمانے سیر ملکوت اعلیٰ کرانے ملک السمٰوٰت والارض کا شاہد بنانے۔ علوم اولین و آخرین عطا فرمانے اپنے خزائن رحمت و مفاتیح جنت و دوزخ کا مالک و مختار بنانے کی خبر فرحت اثر سناتا ہے اور حضور کو تمام ملائکہ مقربین و انبیا و مرسلین کا امام و پیشوا بنا کر سب پر فضیلت مطلقہ عطا فرماتا ہے۔ کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تھوڑی رات میں مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)

ئے تکا بیل ئے خانہ کعبہ کو مسجد حرام اس واسطے کہتے ہیں کہ عظمت و بڑائی اس کی سب مسجدوں سے زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ اسمیں دو رکعت پڑھنے والے کو دو لاکھ رکعت کا ثواب ملتا ہے اور سب مساجد سے پہلے بنائی گئی۔ حدیث میں ہے اول مسجد وضع فی الارض المسجد الحرام و بعدہ المسجد الاقصی الذی اسستہ یعقوب بن اسحٰق علیہما السلام بعد بناء ابراہیم علیہ السلام الکعبۃ رواہ البخاری من ابی ذر کما قال اللہ تعالیٰ ان اول بیت وضع للناس الذی ببکۃ مبارکا وھدی للعلمین یا اسے مسجد حرام اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں اور اس کے گرداگرد قتال و شکار حرام فرمایا گیا اور بیت المقدس کو مسجد اقصیٰ اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ مسجد حرام کے ورا اور اس سے فاصلہ پر ہے الذی بارکنا حولہ جس کے آس پاس ہم نے برکت عطا فرمائی ساتھ انہار اشجار و اثمار اور طرح طرح میوہ جات وغیرہ اشیا کے یا برکت دی ہم نے اسے سکونت

کی طرف کہ جس کے حول (آس پاس) کو ہم نے برکت عطا فرمائی ہے (اور کس لئے لے گیا خود فرماتا ہے۔ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا۔ تاکہ مشاہدہ کرائیں اور دکھائیں ہم انکو (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) نشانیاں اپنی اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ بیشک وہ (یعنی اللہ) سننے والا ہے۔ اقوال منکرین ومکذبین واقعہ معراج کا اور دیکھنے والا ہے احوال مصدقین کو یا یہ معنی ہیں کہ بیشک اللہ سننے والا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور حمد وثنا کو جو آپ نے وقت حضوری بارگاہ الٰہی میں فرمائی۔ اور دیکھنے والا ہے اور حفاظت کرنیوالا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلمت لیل میں۔ یا سمیع والبصیر بمعنے مبصر ومستمع ہے تو یہ معنے ہوں گے کہ بیشک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سنوایا کام اپنا۔ اور دکھائیں ان کو آیات قدرت اپنی کی اور بعض نے ضمیر اِنَّهٗ کی راجع بسوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے تو یہ معنے ہوں گے کہ بیشک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سننے والے تھے کلام الٰہی کو جو آپ سے فرمایا گیا۔ اور دیکھنے والے تھے عجائب وغرائب قدرت الٰہی کو جو آپ سے فرمایا گیا۔ اور دیکھنے والے تھے عجائب وغرائب قدرت الٰہی جو آپ کو دکھلائے گئے۔ کما فی نفحات الانس وبحر الحقائق اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ بِسَمْعِنَا وَالْبَصِيْرُ بِبَصَرِنَا ارباب تفاسیر شان نزول اس آیہ کریمہ کا اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج سے واپس آکر لوگوں میں اس واقعہ کو بیان فرمایا۔ تو ابوجہل وغیرہ بہت سے کفار نے آپ کو جھٹلایا اور ہنسی بنائی۔ لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ حضور کی تصدیق میں نازل فرمائی برہان النسفی وغیرہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ نے شب معراج اپنے حبیب اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدارج عالیہ و مراتب رفیعہ عطا فرمائے تو حضور پر وحی بھیجی اور پوچھا کہ اے محمد کس شے کے ساتھ تجھے میں نے یہ شرف اور بزرگی عطا فرمائی۔ عرض کی اے رب تو نے مجھے اپنے نفس کی طرف ساتھ عبودیت کے نسبت فرمایا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ لطائف جلیہ ونکات غریبہ پر مشتمل فرما کر نازل فرمائی لطائف ونکات متعلقہ آیۃ نکتہ اولیٰ اللہ تبارک وتعالےٰ نے اس آیہ کریمہ کو مصدریہ کلمہ تعجب یعنی سبحان فرمایا۔ تاکہ دلالت کرے۔ اس امر پر کہ مابعد اس کا امر عجیب وخارق عادت ہے عقول البشری ونفوس قدسی اس کے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) انبیاء آمد ورفت ملائکہ وہجرت گاہ ابراہیم خلیل اللہ ہے کہ قرنوں اس میں انبیاء سے ملائکہ آمدورفت کرتے رہے اس کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے بعد شیخ الانبیاء حضرت ابراہیم کا ہجرت گاہ بنا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اس کے حول کو یہ برکت عطا فرمائی تو اسے خدا جانے کس قدر مبارک فرمایا ہوگا۔ ۱۲ منہ۔

ادراک سے قاصر ہیں اور وہ ذرا سی دیر میں حضور کا کعبہ سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے آسمان پرلے جانا اور عرش و کرسی جنت و دوزخ و مافیہا کی سیر کرانا عجائب غرائب قدرت دکھانا اور پھر فوراً ہی وہاں سے واپس لانا ہے۔ **نکتہ ثانیہ** چونکہ اہل عرب بر وقت سماعت امر عجیب تسبیح کرتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ نے بھی ان سے واقع معراج کی تکذیب اور اپنے حبیب سے اس واقع پر تمسخر و استہزا کرتے کو دیکھ کر اولاً تسبیح کی اور پھر اس واقعہ کی تصدیق فرمائی **نکتہ ثالثہ** یا چونکہ قریش نے واقع معراج سن کر حضور کی تکذیب کی تھی۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ نے کاذب رسول بنانے سے اپنی پاکی ظاہر فرمائی اور پھر اپنے رسول کی تصدیق کی **نکتہ رابعہ** پھر بعد اس کے اسم موصول لایا تاکہ واقع معراج کی کمال عظمت و بزرگی ظاہر ہو کہ وہ مقام مدحت میں ذکر کیا گیا اور تسبیح و تقدیس کی دلیل قرار دیا گیا ہے یعنی وہ ایسا قادر اور لوث عیب سے پاک و منزہ ہے کہ اپنے بندے کو چند ساعت میں کہاں سے کہاں لیگیا ہے کہ جس کے ادراک سے عقول قاصر ہیں **نکتہ خامسہ** پھر بعد اسریٰ لیلاً فرمایا۔ باوجود اس کے کہ اسریٰ خود متضمن معنی لیل ہے تاکہ دلالت کرے تاکید و قلت وقت پر یعنی بے شک میرا حبیب سچ کہتا ہے میں اسے بہت تھوڑی رات میں مکے سے ملک شام جو ایک ماہ دس دن کی راہ پر واقع ہے لے گیا اور پھر وہاں سے آسمانوں پرلے جا کر عجائب ملک والملکوت و غرائب جبروت و لاہوت دکھائے۔ لِاَنَّ تَکْرِیْرَ اللَّفْظِ وَتَنْکِیْرَہٗ یَدُلُّ عَلَی التَّاکِیْدِ وَالتَّقْلِیْلِ وَلِذٰلِکَ قُرِیَ مِنَ اللَّیْلِ اَیْ بَعْضُہٗ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَہَجَّدْ بِہٖ **نکتہ سادسہ** پھر بعبدہٖ فرمایا تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میرے حبیب کو معراج روحی و منامی ہوئی۔ بلکہ جاگتے میں جسدی ہوئی کہ عبد روح مع الجسد کا نام ہے۔ نہ صرف روح کا اور پھر کسی بندے کو ایک مکان سے دوسرے مکان لے جانے اور وہاں کی سیر کرانے میں نیند کا تحقق کب ممکن ہے۔ **نکتہ سابعہ** پھر لنریہ من آیاتنا فرمایا تاکہ اشارہ ہو جائے اس امر کی جانب کہ ہمارا اپنے حبیب کو بلانا اور سیر کرانا ایسا نہیں کہ جیسے کوئی دوست اپنے دوست کو لے جا کر بازار یا باغ یا عجائب خانہ کی سیر کراتا ہے کہ سوائے تفریح طبع اور کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس بلانے اور عجائبات قدرت کی سیر کرانے میں خاص خاص فائدے حاصل ہوئے (جو انشاء اللہ ضمن کلام میں ناظرین کو معلوم ہوں گے) بعض اوہام میں اس مقام پر یہ خدشہ گزرتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے حق میں تو یہ فرمایا

وَكَذٰلِكَ نُرِیٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور حضور کی شان میں آیاتنا فرمایا جو مقتضی تبعیض ہے۔ پس اس سے تفضیل ابراہیم علیہ السلام حضور پر ظاہر ہوتی ہے نہ تفضیل حضور پر ابراہیم علیہ السلام حالانکہ آپ بالاجماع افضل الانبیاء والمرسلین ہیں۔ تو اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضور کے حق میں آیتنا فرمایا اور ملکوت السمٰوات والارض بھی بعض آیات الٰہی سے ہیں پس حضور نے اسے اور اس کے ماسوا اور آیات الٰہی بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اور ان سے فضیلت میں سبقت لے گئے لطیفہ ارباب طریقت کے نزدیک سالک کو تین مقام پیش آیا کرتے ہیں۔ اول عروج دوم وقوف سوم رجوع بسوئے اللہ تعالےٰ نے اس آیہ کریمہ میں بھی تین امر اختیار فرمائے۔ اول غیبت کو جو مناسب مقام اول ہے اختیار کی اور فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا۔ پھر تکلم جو مناسب مقام ثانی ہے اختیار کیا اور فرمایا۔ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا پھر تکلم سے رجوع بسوئے غیبت اختیار کیا اور فرمایا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ تاکہ اشارہ ہو جائے اس جانب کہ میرا حبیب بھی سبب معراج سالک راہ طریقت و شناور بحر معرفت تھا۔ مگر اس نے یہ تینوں مقام چند ساعت میں طے فرمائے جو دوسروں کو برسوں کی ریاضت کرنے سے بھی حاصل نہیں ہوتے۔ لطیفہ ثانیہ یا یہ تعبیرات ثلاثہ یعنی غیبت و تکلم و رجوع از تکلم بسوئے غیب اشارہ ہے۔ احوال ثلاثہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ آپ اول شب اس عالم میں تھے۔ پھر چند منٹ میں آسمانوں پر پہنچے اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور سدرہ سے بارگاہ الٰہی میں تشریف فرما ہوئے اور طرح طرح کی کرامتوں سے مشرف ہو کر اپنی جگہ پر واپس آئے۔ پھر حضور کو اس خاکدان عالم سے شب معراج آسمان پر بلانے اور عجائب و غرائب قدرت دکھاتے ہیں۔ یا تو یہ حکمت تھی کہ ایک رات حضور کی امت گنہگار مع اعمال حضور کے سامنے پیش کی گئی۔ آپ ان کے جرم و گناہ حد سے زیادہ شمار سے باہر دیکھ کر نہایت ملول و محزون ہوئے اللہ تعالےٰ کو اپنے پیارے حبیب کا غمگین و رنجیدہ ہونا اچھا نہ معلوم ہوا۔ شب معراج حضور کو بلا کر اپنے دریاہائے رحمت و خزائن مغفرت دکھائے تاکثرت گناہ امت سے غمگین نہ ہوں اور دیکھیں کہ ان کی امت کے جرم و گناہ زیادہ ہیں یا ان کے رب عزوجل کے خزائن مغفرت و دریائے رحمت سے

آفاق تیرہ گرچہ ز روی سیاہ ماست	دریائے رحمتِ تو فزوں از گناہ ماست

یا یہ حکمت تھی کہ آج کی شب اپنے حبیب کو اپنے حضور میں بلا کر اپنا دیدار دکھائیں۔ تمام آسمان وعرش کرسی جنت و دوزخ و مافیہا کی سیر کرائیں تاکہ رعب و داب خوف وخطر ان کے قلب سے زائل ہو جائے اور قیامت جیسے دہشت وہولناک دن میں بے خوف وخطر تاج شفاعت فرقِ انور پر رکھ کر اپنے رب احکم الحاکمین کے حضور حاضر ہو کر حرف شفاعت زبان پر لائیں اور امت گنہگار کی شفاعت فرما کر جنت میں لے جائیں کہ قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی پہلی بار کسی حاکم ذی وجاہت کے حضور یا مقام ہولناک جاتا ہے۔ تو اس کے رعب و داب کے باعث زبان سے بات نکلنا دشوار ہوتا ہے لرزہ بدن پر طاری ہوتا ہے۔ اور اس مقام میں خوف کے باعث چلنا مشکل ہو جاتا ہے دل میں تو ستو طرح خوف و ہراس پیدا ہوتا ہے۔ اور جب دوبارہ ایسی جگہ جانیکا اتفاق پڑتا ہے تو پہلے کی طرح دوبارہ جانے میں خوف وہراس طاری نہیں ہوتا۔ یا یہ حکمت تھی کہ اس بادشاہ حقیقی نے حضور کو اپنا حبیب بنایا۔ اور حبیب کو اپنے تمام خزائن ودفائن پر مطلع کرنا اور عجائب وغرائب مملکت کی سیر کرانا چاہیے۔ جیسا کہ بادشاہان مجازی کا دستور ہوتا ہے کہ وہ جب کسی کو اپنی محبت کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں تو تمام خزائن ودفائن سے اسے مطلع کرتے ہیں اور عجائب وغرائب ملک کی سیر کراتے ہیں۔ اور تمام اشیاء کا اسے مختار و مدارالمہام بناتے ہیں۔ لہذا اس بادشاہِ حقیقی نے پہلے تمام خزائن و دفائن زمین پر حضور کو مطلع فرمایا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا۔ زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ فَاُرِیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا۔ میرے لئے زمین سمیٹی گئی اور اس کے مشارق ومغارب مجھے دکھلائے گئے۔ پھر شب معراج اپنے پاس بلا کر عجائب وغرائب سموٰت و دوزخ وجنات ومافیہا کی سیر کرائی اور ان کے مفاتیح حضور کو عطا فرمائیں اور سبکا مالک و مختار بنایا۔ جسے جو چاہیں دیں۔ کہ جسے چاہیں نہ دیں سے

کل عالم ومافیہ کے سیاہ وسفید کا	خالق نے انہیں مالک ومختار کر دیا

یا یہ حکمت تھی کہ جب اللہ تعالٰے نے آسمان وزمین پیدا فرمائے۔ تو ان دونوں نے آپس میں مفاخر ومباحات کی زمین نے کہا کہ میں تجھ سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالٰے نے مجھے بوٹ وبحارہ واشجار واثمار وانہار وپہاڑ و وحوش وطیور چرند وپرند جن والنس وجمادات ونباتات معدنیات وغیرہ سے زیب و زینت دی اور رنگ برنگ کے پھولوں، پھلوں، سبزیوں ترکاریوں سے آراستہ وپیراستہ فرمایا۔ آسمان نے کہا میں تجھ سے بہتر ہوں کہ مجھے اللہ تعالٰی نے چاند وسورج ستاروں وسیاروں سے مزین

فرمایا اور مجھ میں عرش و کرسی، لوح و قلم دوزخ و جنت اور اس کے اشجار اثمار انہار حور و غلمان ملائکہ پیدا فرمائے زمین نے کہا کہ مجھ میں اللہ تعالےٰ نے ایسا برکت والا گھر بنایا۔ کہ جس کی زیارت و طواف کو انبیاء و اولیاء راہِ دور دراز سے آتے ہیں۔ آسمان نے کہا مجھ میں بیت المعمور ہے جس کے طواف کو فرشتے آتے ہیں اور مجھ میں جنت ہے کہ جہاں تمام انبیاء مرسلین اور اولیاء صالحین کی روحیں آکر جمع ہوتی ہیں اور بعد حشر ہمیشہ اس میں رہیں گی۔ زمین نے کہا کہ میں تجھ سے بدرجہا بہتر ہوں کہ مجھ میں سید المرسلین خاتم النبیین حبیب رب العالمین باعث موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات رونق افروز ہوئے اور احکام شریعت جاری کئے اللہ کے دین کو مجھ پر پھیلایا۔ جب یہ آسمان نے سنا جواب سے عاجز و ساقط ہو کر جناب باری میں عرض کی کہ الٰہی تو ہی مضطر و پریشان کی دعا قبول کرنیوالا ہے میں زمین سے مناظرے میں ساکت اور جواب سے عاجز ہو گیا۔ لہذا تجھ سے ملتجی ہوں کہ تو اپنے حبیب لبیب کو مجھ پر بلا تاکہ میں بھی زمین کی طرح اس کے قدوم میمنت لزوم کے باعث فخر کروں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اپنے حبیب کو آسمان پر بلا کر تمام ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین پر آپکا فضل و شرف ظاہر فرمائے اور سب کا امام و پیشوا بنائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بیت المقدس میں حضور امام الانبیاء ہوئے اور ان پر حضور کا فضل و شرف ظاہر ہوا اور بیت المعمور میں امام الملائکہ کئے گئے تاکہ ان پر بھی آپ کا فضل و بزرگی عیاں ہو۔ یا یہ حکمت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو رحمتِ عالم فرمایا۔ آپ کی رحمت سے زمین والے تو مستفیض ہوئے تھے۔ آسمان والے محروم رہتے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے حضور کو آسمان پر بلایا۔ اور اپنے حبیب کی رحمت سے آسمان والوں کو بھی مستفیض فرمایا۔ تاکہ کوئی فرد عالم آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے یا یہ حکمت تھی کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضور پر آیۃ الکرسی نازل فرمائی اور جبرائیل نے اس کے فوائد و فضائل آپ کے روبرو بیان کئے۔ تو آپ کو اس کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ لہذا اللہ تعالےٰ نے حضور کو آسمان پر بلا کر کرسی دکھائی آپ نے دیکھا کہ وہ زمرد سبز کی ہے اور ایک روایت میں سونے کی ہے اور ایک روایت میں موتی کی ہے اور اس کے پائے مروارید کے ہیں اور اس قدر بڑی ہے کہ تمام آسمان و زمین اس کے اوپر مثل ایک حلقہ کے ہیں اور اس پر بخط نور آیۃ الکرسی ہے اور آس پاس اس کے چالیس ہزار کرسیاں اور رکھی ہیں اور ہر ایک پر ایک فرشتہ کھڑا ہوا آیۃ الکرسی پڑھ رہا ہے اور ثواب ان کا قاری

آیۃ الکرسی کو امتِ محمدیہ کو بخشتا ہے یا یہ حکمت تھی کہ جب وفات ابو طالب کفار عرب نے حضور کو بے حد ایذا دینا شروع کی۔ تو حضور نے ایک دن نہایت حسرت و یاس سے فرمایا۔ کاش اگر آج کوئی میرا دوست ہوتا تو کام آتا۔ رفیق ہوتا۔ تو غم خواری کرتا یار ہوتا تو دلداری کرتا۔ اب ان کافروں نے محمدؐ کو تنہا پا کر ایذا دینا اور برا کہنا شروع کیا ہے یہ فرما کر شام کو ام ہانی کے گھر جا کر ایک حجرے میں ملول و مغموم عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ملول و مغموم دیکھ کر دلداری و غم خواری فرمائی۔ اور اسی رات جبرئیل کو بھیج کر اپنے محبوب کو اپنے پاس بلایا۔ اور اپنے عجائب و غرائب قدرت دکھا کر دیدار و کلام سے مشرف فرما کر حضور کی تسکین خاطر فرمائی۔ پھر معراج کے واسطے دن پر رات کو اختیار فرمانے میں یا تو یہ حکمت تھی کہ تا فرق درمیان مصدقین و مکذبین واقع معراج عیاں ہو کہ اگر دن میں معراج ہوتی تو کافر و مومن و مجاہد و منافق و مخالف سب دیکھتے اور کوئی انکار نہ کر سکتا بس ایک دوسرے میں تمائز حاصل نہ ہوتا۔ یا یہ حکمت تھی۔ کہ تا دو آفتاب ایک آسمان پر جمع نہ ہوں۔ اور آفتاب نہار حضور کے رخ انور کی اشعہ و انوار کے روبرو چادر شرمندگی و ماندگی میں محجوب و مستور نہ ہو۔ یا یہ حکمت تھی کہ رات پردہ دار اسرار و محرم و ہمدم یاران غمگسار ہوتی ہے۔ ہر محب اپنے محبوب سے رات ہی کو خلوت میں بھید و اسرار کی باتیں کہا کرتا ہے۔ راز دل عیاں کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے محبوب کو اپنے حضور بلا کر مغیبات دو عالم پر مطلع کرنا اور تا فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی سے آگاہ کرنا مقصود تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے حبیب سے راز دل کہنے اسرار فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی پر مطلع کرنے کے واسطے رات کو دن پر اختیار فرمایا۔ یا یہ حکمت تھی کہ رات برائے مواصلت محبوب و محب مناسب معلوم ہوتی ہے۔ ہر دوست اپنے دوست سے ملنے شربت وصل پینے دیدار و کلام سے لذت پذیر ہونے کو رات ہی میں جاتا اور شب ہی کو اختیار فرماتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے محبوب کی مواصلت اور دیدار و کلام کے واسطے رات ہی اختیار فرمائی ہے

وقتِ وصال دوستاں در نیم شب دیدم عیاں	اے ہمدم جان عاشقاں بادا فدائے نیم شب

یا یہ حکمت تھی کہ رات وقتِ اجابت دعا و قبولیت توبہ و استغفار ہے۔ جو شخص قریب نصف شب توبہ استغفار کرتا ہے یا جائز طریقے سے دعا مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا اور توبہ و

استغفار قبول کرتا ہے۔ بلکہ خود قریب نصف شب ندا دیتا ہے کہ ہے کوئی اس وقت میری بارگاہ میں توبہ واستغفار کرنے والا، دعا مانگنے والا، تاکہ میں اسکی توبہ واستغفار قبول کروں گناہ بخشوں اور جو مانگے عطا کردوں تو

غزل

خوان کرم بنہادہ ہیں بہر صلائے نیم شب — دست کرم گسترده ہیں بہر عطائے نیم شب
بر نیم شب تیر دعا بر چرخ گردوں می رود — ہاں کارگر آید مگر تیر دعائے نیم شب
ہر نیم شب آید ندا از بارگاہ کبریا — بخشائی گوش و ہوس را ہر ندائے نیم شب
گوید کہ ہل من تائب خواند کہ ہل من مذنب — گوید کہ ہل مستغفر در انتہائے نیم شب
تا توبہ بپذیرم ازو دین جرم برگیرم ازو — او واندازمن ہن از واندر خلائے نیم شب

اور چونکہ اس امر سے خدا تعالیٰ علیم و دانا تھا۔ کہ میرے حبیب کو اپنی امت کا ہر وقت خیال دامنگیر رہتا ہے۔ ان کے بخشوانے آمرزش چاہنے میں ہمیشہ مستغرق رہتا ہے اور معراج میں بھی انہیں فراموش نہ فرمائیگا۔ انکی آمرزش چاہے گا۔ ان کی بخشش کی دعا فرمائیگا۔ لہذا معراج کے واسطے رات اختیار فرمائی کہ میرا حبیب اس رات جو مانگے عطا کروں جس کی آمرزش چاہے اسے بخشوں۔

غزل

خدا رخ سے پردہ اٹھاتا ہے آج — محمد کو جلوہ دکھاتا ہے آج
دکھاتا ہے کیا مرتبہ قرب کا — کہ زانو بہ زانو بٹھاتا ہے آج
اُدھر بے نیازی اِدھر نیاز ہے — خدا اپنی چاہت دکھاتا ہے آج
حبیب خدا اشرف انبیاء — مبارک ہو معراج پاتا ہے آج
وہ مطلوب طالب ہے جس کا خدا — عجب شان و شوکت سے جاتا ہے آج
نسیم صبا دم براق جمال — سواری کو حضرت کی آتا ہے آج
فلک از رہ فخر زیر قدم — سر عجز اپنا جھکاتا ہے آج
نہ کیوں فخر ہو عرش کو فرش پر — قدم آپ کا اس پہ جاتا ہے آج
خبر آمدِ مقدم پاک کی — فرشتوں کو خالق سناتا ہے آج
کرو خلد جلدی سے آراستہ — کہ سردار جنت کا آتا ہے آج
خوشی سے وہ پھولا ہے باغ ارم — نہیں اپنی جا میں سماتا ہے آج
مبارک ہو اے عاصیو پر گناہ — شفاعت کا مژدہ سناتا ہے آج

غرضکہ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک جانا تو آیہ متلوہ سے ظاہر ہے اور منکر اس کا کافر ہے اور بیت المقدس سے تا بعرش عظیم اور مقام قاب قوسین پہنچنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور واقعہ معراج ان میں اس طرح وارد ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نا ہنجار نے از حد ایذا و تکلیف دینا شروع کی تو آپ ایک ؔدن قریب شام نہایت ملول و مغموم بروایت مشہورہ حضرت امہانی کے گھر تشریف فرما ہوئے ؎

شب رخ تافتہ زیں دیر فنائی	سوئے دولت سرائے امہانی

اور فرمایا اے امہانی مہمان درکار ہے۔ انہوں نے کہا صدقے جاؤں ایسے مہمان کے میرے نصیب ایسے کہاں کہ جو آپ جیسا مہمان میرے گھر کو قدم رنجہ فرما کر رشک گلزار پر از برکت و انوار فرمائے اور مجھے اپنا دیدار فیض آثار دکھائے۔ آپ نے اپنی تشریف آوری کی پہلے سے خبر کیوں نہ فرمائی تاکہ حتی المقدور مکاں کو صاف و شستہ اور فرش و فروش سے آراستہ کر رکھتی۔ طعام مہمانی تیار رکھتی۔ فرمایا اے امہانی کفار نے مجھے ایسا تنگ کیا ہے کہ خیال کھانے پینے اور پہلے سے خبر کرنے کا نہ رہا۔

؎ تذئیل۔ مقام و تاریخ معراج میں روایات مختلفہ وارد ہیں۔ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ معراج ماہ شوال میں ہجرت سے ایک سال اور پانچ ماہ پہلے ہوئی اور بعض کے نزدیک نبوت سے پانچ برس بعد اور بقول سید جمال الدین محدث اکثر علما کے نزدیک ماہ ربیع الاول سال دوازدہم میں واقع ہوئی اور حافظ عبد الغنی مقدسی اور نووی نے بارھویں سال ماہ رجب کی ستائیسویں شب اختیار کی ہے اور یہی صحیح ہے اسی طرح ایک روایت میں شب جمعہ وارد ہے اور بعض شب شنبہ کہتے ہیں۔ اور وہیہ شب دوشنبہ اختیار کرتے ہیں۔ اور یہی معتبر ہے۔ اسی طرح مقام میں اختلاف روایات ہے حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ میرے گھر کی چھت پھٹی۔ واقدی کی روایت میں ہے کہ معراج شعب ابی طالب سے ہوئی۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ حطیم یا حجر سے اور دوسری روایت میں خانہ کعبہ کے قریب سے واقع ہے رشفا شریف میں امہانی بنت ابوطالب سے منقول ہے کہ حضرت اس رات میرے گھر تشریف تھے اور یہی مشہور ہے حافظ ابن حجر اس روایت میں اس طرح تطبیق دیتے ہیں کہ حضور اس رات امہانی کے گھر تشریف فرما تھے اور ان کا گھر شعب ابی طالب میں ہے۔ اس کی چھت پھٹی اور فرشتے اترے اور اضافت اس کی اپنی طرف بجہت سکونت ہے پھر فرشتے آپ کو مسجد حرام میں لے گئے۔ پس آپ حطیم یا حجر کے قریب براق پر سوار ہوئے جس کی تائید میں روایت ابن اسحٰق کی بھی ہے ۱۲ منہ۔

اب گھر کو خالی کرتا کہ خلوت خانہ بناؤں اور اپنے دوست کو حال دل سناؤں۔ اُمہانی نے بموجب حکم عالی حجرہ خالی کر دیا۔ حضور اس میں تشریف فرما ہو کر مناجات و عبادتِ خالق کائنات میں مشغول ہوئے اور اُمہانی اس خیال سے کہ حضور کے دشمن جاں مکہ میں بہت ہیں۔ ایسا نہ ہو میرے گھر موجود ہونے کی خبر پا کر ارادۂ شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کریں۔ ابو طالب کی تلوار برہنہ ہاتھ میں لے کر گھر کے آس پاس پھرنا اور حضور کا پہرا دینا شروع کیا۔ اگر کوئی بدبخت بقصد شہادت آنحضرت آئے تو پہلے میں حضور پر جان قربان کروں کہ خواب کے فرشتہ کو حکم احکم الحاکمین پہنچا کہ تمام عالم پر نیند طاری کر۔ چنانچہ اس نے تمام دنیا پر خواب طاری کی پھر ارشاد ہوا۔ کہ دیکھ کوئی جاگتا ہے یا نہیں۔ عرض کی کہ تو علیم و دانا ہے سب سو رہے ہیں۔ صرف ایک بڑھیا جو تیرے حبیب کی نگہبانی و پاسبانی میں مشغول ہے۔ جاگتی ہے۔ حکم ہوا اُسے بھی سلا۔ فرشتہ نے اُمہانی کو بھی خواب پہنچائی۔ کہ وہ دیوار کے سہارے قدرے کھڑی ہوئیں اور سو گئیں۔ اس وقت حضرت جبرئیل کو حکم رب جلیل ہوا کہ اے جبرئیل آج کی رات طاعت و عبادت چھوڑ تسبیح و تہلیل سے منہ موڑ۔ پر طاؤسی و زیور فردوسی سے آراستہ ہو پٹکا خدمت گاری کمر سے باندھ۔ کلاہ فرمانبرداری سر پر رکھ اور میکائیل کو حکم سنا کہ پیمانۂ ارزاق ہاتھ سے رکھے تقسیم رزق موقوف کرے۔ اسرافیل صور نہ پھونکے۔ عزرائیل ہاتھ قبض ارواح سے روکے فراشان نور و ضیا آسمانوں کو جاروب نور و جاروب عیش و سرور سے صاف کریں۔ نوبت نوازان صدق و صفا نقارہائے جود و عطا تمام اطرافِ عالم میں بجائیں۔ داروغہ بہشت برین جنت کی آئینہ بندی کرے۔ حوران خلد بریں آراستہ و پیراستہ ہو کر ہاتھوں میں طبق زر و جواہر لے کر غرفہ جنت میں صف بستہ کھڑے ہوں۔ مالک دوزخ دربائے دوزخ بند اور طبقات جہنم ٹھنڈی اور اہل دوزخ سے عذاب موقوف کرے۔ دریا موجیں نہ مارے۔ ہوا چلنے سے باز رہے۔ آسمان گردش سے ٹھہرے۔ حاملان عرش فلک اطلس کو لباس مقدس پہنائیں۔ کرسی کے سر پر تاج قدسی رکھیں۔ بعد ازاں آدم و ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ اور تمامی انبیاء علیہم السلام کو خبر کر کہ وہ اپنی روحوں کو روائح قدس سے معطر و معنبر کریں۔ پھر ستر ہزار فرشتے اپنے ہمراہ لے کر بہشت عنبرشت میں جا اور وہاں سے ایک براق برق رفتار اپنے ہمراہ لے کر زمین پر نزول کر اور مشرق سے مغرب تک کی مقابر سے عذاب اٹھا اور تمام عالم کو بخور عیش و سرور سے معطر کر۔ بعدہٗ ہمارے پیارے محبوب کی خدمت سراپا برکت

ہیں باادب حاضر ہو کر عرض کر کہ آج کی رات آپ کے رب نے آپ کو یاد فرمایا ہے اور اپنا دیدار دکھانے، کلام سنانے، سیر ملکوت اعلیٰ کی کرانے کی بلایا ہے - ابیات

امشب شب قدر تست بشتاب	قدر شب قدر خویش دریاب
آرائش سرمدیست امشب	معراج محمدی ست امسب
اے دولت آن بشبی کہ چوں روز	گشتست از قدم تو عالم افروز

القصہ جبرئیل بموجب فرمان رب جلیل بہشت میں براق لینے آئے، دیکھا کہ چالیس ہزار براق وہاں چر رہے ہیں اور سب کی پیشانی پر نام نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہے اور ان میں ایک براق نہایت مغموم و محزون سر نیچے ڈالے ایک سمت کھڑا دیا ئے اشک آنکھوں سے بہا رہا ہے جبرئیل نے اس کے پاس جاکر باعث رنج وملال دریافت کیا۔ کہا اے جبرئیل چالیس ہزار برس سے آتش عشق محمدی دل میں شعلہ زن ہے۔ جس کے باعث نہ رات کو آرام نہ دن کو چین ہے۔ پس جبرئیل نے اُسی براق کو حضور کی سواری کیواسطے پسند کیا۔ اور اپنے ہمراہ لیکر دولت سرائے سلطان الانس والجان پہنچے۔ ابیات

رسیدہ جبرئیل از بیت معمور	براق برق سیر آوردہ از نور
نگاری پیکرش چوں صورت باغ	سرش بجز از لگام در النش از داغ
زابراز ابر میباں خوش عناں تر	نہ باد از باد و آتش خوش عناں تر

روایت ہے کہ اس رات حضور نماز سے فارغ ہو کر بستر استراحت پر آرام فرما ہوئے اور چشم اقدس خواب میں، دل مولی کی یاد میں، زبان امت کے ذکر میں مشغول ہوئی ؎

دلش بیدار چشمش در شکر خواب	ندیدہ چشم بخت ایں خواب درخواب
بصر در خواب دل در استقامت	زبانش امتی گو تا قیامت

کہ جبرئیل وہ ہوا ہوار برق رفتار در دولت حبیب پروردگار پہ لے کر حاضر ہوئے - حضور کو خواب میں پایا بپاس ادب بیدار نہ کر سکے - انتظار میں رہے کہ فرمان الٰہی پہنچا - قبل قدمیہ میرے حبیب کے پائے مبارک، کو چوم کہ تیرے لبوں کی سردی سے محبوب کی آنکھ کھلے - اور تجھے اس کے صلے

ـلہ ایک روایت میں ہے کہ حکم ہوا۔ اے جبرئیل دور رہ - ہم خود اپنے حبیب کو بہ لطف و کرم پہلے کریں گے چنانچہ حضور بیدار ہو گئے۔ جبرئیل کو کھڑا اور خوشخبری معراج سنانے پایا ۱۲ منہ۔

میں خدمت اس در کی ملے۔ اسی دن کیواسطے تجھے میں نے کا نور سے پیدا کیا تھا۔ چنانچہ جبریل نے اپنا منہ حضور کے پائے مبارک پر ملا۔ اور اس طرح عرض کیا۔

ہے یہ معراج کی شب اے مرے سرور جاگو | آیا جبریل ہے لینے کو پیمبر جاگو
شمع کافور لئے در پہ ہیں حاضر ملکوت | خلق کے رہنما ہادی و رہبر جاگو
منتظر دید کا ہے آج خداوند جہاں | چل کے دکھلاؤ ذرا روئے منور جاگو
حوریں جنت کی ہیں مشتاق لقائے احسن | اے شہ حسن اٹھو ساقی کوثر جاگو
خواب راحت سے جگاتا ہوں تمہیں یہ خادم | نرگسی چشم کرو واگل نوشتر جاگو
چل کے بخشش کرو امت کی بلاتا ہے کریم | یہ شب قدر ہے اے شافع محشر جاگو
لایا جنت سے ہوں راہوار سواری کیلئے | برج خوبی کے درخشندہ اختر جاگو

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبریل کی آواز سن کر اور لبوں کی سردی محسوس فرما کر بیدار ہوئے جبریل کو بالیں پر کھڑا پایا۔ اور عرض کرتے سنا۔ اِنَّ اللّٰہَ جَلَّ جَلَالُہٗ یُقْرِئُکَ السَّلَامُ وَھُوَ یَدْعُوْکَ وَاَنَا حَامِلُکَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی۔ آپ کے رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور بلایا ہے اور میں اس تک لیجانے والا ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد طہارت فرمایا خطاب آیا اے جبریل بہشت میں جا اور وہاں سے آب کوثر لا۔ اس سے میرے حبیب کو نہلا۔ ابھی کلام تمام نہ ہونے پایا تھا۔ اور حضور بند قبا نہ کھولنے پائے تھے کہ داروغہ بہشت دو صراحیاں یاقوت کی آب کوثر سے بھری ہوئی اور ایک طشت زمردیں جسکے چار پہلو تھے۔ اور ہر پہلو پر ایک ایک گوہر تاباں رکھا تھا۔ لایا۔ اور حضور کو اس سے غسل دیا۔ پھر حلہ بہشتی پہنایا۔ اور عمامہ نورانی باندھا۔ روایت ہے کہ اس عمامہ کو داروغہ بہشت نے سات ہزار برس پہلے خلقت آدم علیہ السلام سے حضور کیواسطے تیار کیا تھا۔ اور چالیس ہزار فرشتے اس کے گرد نہایت تعظیم سے کھڑے ہوکر تسبیح وتہلیل کیا کرتے تھے۔ اور عقب ہر تسبیح حضور پر درود پڑھا کرتے تھے۔ جب داروغہ بہشت اسے لیکر چلا تو سب اس کے ہمراہ آکر حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس عمامہ میں چالیس ہزار نقش اور ہر نقش میں چار خط تھے۔ اول میں محمد رسول اللہ دوم میں محمد نبی اللہ۔ سوم میں خلیل اللہ چہارم میں محمد حبیب اللہ لکھا تھا پس جبریل نے ردائے نور حضور کو اڑھائی۔ نعلین سبز زمردیں

پہنائیں۔ پٹکہ یاقوت سرخ کا کمر سے باندھا۔ تازیانہ زمرد سبز کا جس میں چار سو موتی آفتاب کی مانند چمکتے ہوئے جڑے تھے ہاتھ میں دیا۔ اور دستِ اقدس تھام کر مسجد حرم میں لائے۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں تشریف فرما کر آب زمزم سے وضو کیا اور سات مرتبہ طواف خانہ کعبہ کیا۔ پھر حطیم میں قدرے استراحت فرمائی تھی کہ جبریل طشت پر از حکمت و عرفان و مکرمت ایمان لے کر حاضر ہوئے۔ اور حضور کو چت لٹا کر سینۂ مقدس چیرا[1]۔ اور دل مبارک نکال کر پاک کیا۔ حکمت و عرفان و نور ایمان سے بھرا۔ اور سینہ و عروق کو آب زمزم سے صاف و شستہ کر کے اس میں رکھا۔ رکھتے ہی زخم بھر آیا۔ کسی قسم کا درد و الم محسوس نہ ہوا نکتہ[2]۔ سینۂ مقدس چاک و پاک کرنے میں یہ بھید تھا کہ آپکا حوصلہ بقدر ان ترقیات و کمالات کے جو آج کی رات عنایت ہوں فراخ و کامل ہو جائے اور قلب مبارک حکمت و ایمان سے بھرنے میں یہ حکمت تھی کہ انوار و تجلیات اور علوم و معارف کی استعداد و قابلیت اور عجائب و غرائب ملک و ملکوت دیکھنے سے حکیم مطلق کی کمال قدرت پر اطمینان کلی حاصل ہو۔ پھر جبریل نے دستِ مبارک پکڑا۔ اور خانہ کعبہ سے بطحا مکہ میں لائے آپنے وہاں تشریف فرما ہو کر میکائیل و اسرافیل کو مع ستر ہزار فرشتوں کے صف بستہ کھڑے پایا جب نگاہ ان فرشتوں کی خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی نہایت ادب و تعظیم و احترام و تبجیل سے پیش آئے اور سب نے دست بستہ حضور پرنور پر سلام عرض کیا اور رضائے الٰہی و کرامت ہائے لاتناہی کی بشارت و مبارکباد دی۔ حضور نے بھی انہیں جواب سلام سے سرفراز فرمایا۔ پھر ایک راہوار برق رفتار گدھے سے بڑا خچر سے چھوٹا آدمی کی مثل چہرہ ہاتھی کی مانند کان گھوڑے جیسے زمرد سبز کے پاؤں۔ اونٹ کا سینہ و دنبال اور گردن یاقوت سرخ کی دم مرجان کی۔ پیٹھ سفید موتی کی۔ بسم گائے کی طرح چرے ہوئے زانو پر دو پر کہ اگر انہیں کھولے تو مشرق و مغرب کو گھیرے۔ زین بہشتی اس پر کسا ہوا۔ رکابیں یاقوت سرخ کی پڑی ہوئیں پیشانی پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا۔ درمیان صفاء و مروہ خدمت حضور والا میں پیش کیا گیا۔ جس کو براق[3] کہتے ہیں۔ اور وہ چلنے میں ایسا تند گام و خوش خرام

---

[1] فائدہ شق صدر حضور چار مرتبہ ہوا۔ ایک دفعہ زمانہ رضاعت میں دوسرے قریب بلوغ تیسرے مسند نبوت پر جلوہ فرما ہونے سے پہلے چوتھے شب اسرار[؟] ۱۲ منہ [2] فائدہ اس جانور کا نام براق یا تو اس وجہ سے رکھا گیا کہ براق ماخوذ از برق ہے اور اس کا رنگ بھی نہایت چمکدار تھا یا اس وجہ سے کہ وہ خود برق سے ہے اور وہ بجلی کی طرح کوندتا تھا یا اس وجہ سے کہ وہ ماخوذ برقا سے ہے جو اسکا رنگ بھی بقول بعض علما کے ابلق تھا۔ اور برقا ایک کرے کی [؟] سفیدی کسیاہی ملی ہوئی ہوتی ہے ۱۲

کہ ہر قدم اس کا منتہائے نظر پر پڑتا تھا۔ جسکی تعریف ان ابیات سے ظاہر ہوتی ہے۔ ابیات

براقی شتابندہ مانند برق ۔۔۔ سنامش چو خورشید در نور غرق
سہیلے بر اوج عرب تافتہ ۔۔۔ ادیم یمن رنگ از دیافتہ
بریشم تنے بلکہ لؤلؤ سمے ۔۔۔ روندہ چو لولو برابر یمے
ازاں خوش عناں ترکہ آید گماں ۔۔۔ وزاں تیز رو ترکہ تیر از کماں
چناں شد کہ از تیزی گام او ۔۔۔ سبق بردہ بر جنبش آرام او
قدم بر قیاس نظر مے کشاد ۔۔۔ مگر خود قدم بر نظر مے نہاد

اس وقت جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ سوار ہوجیئے اور عالم بالا کی سیر کو چلیے کہ تمام ملائکہ ملاء اعلےٰ ومقربان عالم بالا انتظار میں چشم براہ ہیں۔ حضور نے براق کو دیکھ کر باندوہ وغم سر نیچا فرمایا۔ اور دل میں پیاری امت کا خیال آیا حکم ہوا کہ اے جبریل میرے حبیب سے باعث توقف اور سبب رنج وملال دریافت کر چنانچہ جبریل نے پوچھا آپ نے فرمایا اے جبریل آج مجھے اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے انعام واکرام سے سرفراز فرمایا اور انواع اعزاز واحتشام کے ساتھ اپنے پاس بلالیا۔ لباس بہشتی پہنایا براق سواری کو آیا ملائکہ مقربین کو میری جلو میں چلنے کو بھیجا۔ کل قیامت کے دن میری امت بھوکی پیاسی سر سے پا تک برہنہ بوجھ گناہوں کا سر پہ رکھے ہوئے قبروں سے اٹھے گی پچاس ہزار سالہ راہ قیامت اور تیس ہزار برس کی راہ پل صراط باریک تاریک پشت جہنم پر کس طرح طے کریگی۔ اور ایسی راہ صعب وسخت سے یہ بے بضاعت کیسے پار ہوگی۔ پس فرمان الہٰی پہنچا کہ اے میرے پیارے حبیب آپ اپنے دل کو غبار رنج وغم سے میلا نہ فرمایئے میں نے جس طرح آج آپ کو اپنی نظر عنایت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور براق آپ کی سواری کے واسطے بھیجا ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن آپ کے ہر امتی کی قبر پر ایک ایک براق بھیجوں گا اور سب کو ان پر سوار کر کے طرفۃ العین میں پل صراط سے پار لگاؤں گا اور پچاس ہزار سالہ راہ قیامت ایک دم میں انہیں طے کرا کے بہشت عنبر سرشت میں داخل فرماؤں گا۔ پس حضور نے یہ خبر فرحت اثر سنکر ارادہ سوار ہونیکا کیا۔ براق نے شوخی آغاز کی اور اچھلنا کودنا شروع کیا اور کہا

بِعِزَّةِ رَبِّي لَا يَرْكَبُنِي إِلَّا النَّبِيُّ التِّهَامِيُّ الْأَبْطَحِيُّ الْقُرَشِيُّ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ صَاحِبُ الْقُرْآنِ

اپنے رب کی عزت وجلال کی قسم ہے کہ مجھ پر سوائے نبی تہامی ابطحی قرشی محمد بن عبداللہ صاحب القرآن

کے سوار نہ ہو سکے گا۔ پس حضور نے فرمایا اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ میں ہی محمد اللہ کا رسول ہوں اور جبریل نے کہا اسے براق یہ کیا بدتمیزی و بے حرمتی ہے تجھے کیا ہوا ہے کہ جو شوخی کرتا ہے خبردار ہو جا کہ تجھ پر کوئی ان سے بہتر آج تک سوار نہیں ہوا پس وہ یہ سنکر کانپ گیا اور اس کے بدن سے پسینہ ٹپکنے لگا بسبب شوخی و شرارت بھول گیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس نے جبریل سے کہا کہ آپ مجھ پر خفا نہ ہوں۔ میں حاجتمند ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں حضور نے فرمایا کیا حاجت ہے۔ کہا اس رات کو حضور کی سواری کے باعث سعادت سے مشرف ہوا۔ کل قیامت کے دن ہزاروں براق برق رفتار خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ان پر التفات فرمائیں۔ اور مجھ غریب کو بھول جائیں۔ مجھ میں اب تاب جدائی باقی نہیں ہے ابد سے کہ اس روز بھی حضور مجھی پر سوار ہوں۔ حضور نے اس کی عرض قبول فرمائی اور روز قیامت اسی پر سوار ہونے کا وعدہ فرمایا پس جبریل نے رکاب[1] تھامی میکائیل نے لگام پکڑی اور وہ شب اسری کا دولہا اپنے مولا کا پیارا امت کا متوالا نہایت آن و بان و شوکت و شان سے اس پر سوار ہو کر ملائکہ جیسے باتیوں کو اپنے جلو میں لے کر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی جانب سدھارا۔ مثنوی:۔

آنکہ پارہ اور رہِ کوشش شکست	در رسید اور براق بر نشست
حامل دین بود محمول شد	قابل فرمان بد او مقبول شد
تاکنوں فرماں پذیر ستی ز شاہ	لبعد ازیں فرماں رساند بر سپاہ

[1] ایک روایت میں ہے کہ جب حضور براق پر سوار ہوئے جبریل نے رکاب تھامی میکائیل نے لگام پکڑی اور اسرافیل نے غاشیہ برداری اختیار کی حضور نے ان سے عذر خواہی کی۔ کہا یا رسول اللہ حضور کی غاشیہ برداری کی تنا میں ہزار برس تک اللہ کی عبادت کی اور نئی ہزار برس تک عرش کے نیچے نہایت تضرع اور زاری سے دعا مانگی۔ تب خطاب رب الارباب آیا کہ میں نے تیری عبادت قبول کی ہمیں تیری طاعت پسند آئی۔ اس کے بدلے خلعت اجر و ثواب تجھے دیا جائے گا۔ میں بموجب الہام عرض کیا۔ الٰہی میں نے اس خلعت کو حوالۂ خاکساران امت و پیروان ملت اس صاحب دولت کے کیا جس کا نام تو نے عرش پر اپنے نام کے برابر لکھا ہے الٰہ تیرے دریائے رحم و کرم و جود نوال سے یہ چاہتا ہوں کہ جب وہ آفتاب عرب و عجم مسند عالم پر جلوہ گر ہوا اور اپنے پر تو جمال جہاں سے عالم کو روشن و منور کرے تو ایک ساعت اس کی خدمت مجھے عنایت فرما۔ حکم ہوا کہ اسرافیل تیری عرض ہم نے قبول کی ایک رات اس سید کل ہادی سبل کو زمین سے آسمان پر عروج ہوگا۔ تجھے اجازت ہے کہ اس شب مکہ سے بیت المقدس تک (باقی بر صفحہ ۴۶)

نکتہ: میکائیل کے لگام پکڑنے اور جبریل کے رکاب تھامنے میں یہ نکتہ تھا کہ میکائیل تقسیم رزق پر معمور ہیں اور رزق منہ کی راہ سے پیٹ میں پہنچتا ہے۔ لہٰذا ان کا دہن براق کے نزدیک رہنا نہایت مناسب ہوا۔ اور جبریل رکاب گیری پر اس لئے مقرر ہوئے کہ حضور کے پاس رہیں۔ اور کیفیت و حقیقت راہ سے آگاہ کرتے جائیں منقول ہے کہ اس رات اسی ہزار فرشتے حضور کی داہنی جانب اور اسی ہزار بائیں جانب مشعل نوری و شمع کافوری ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔ جن کی روشنی و خوشبو سے تمام بطحائے مکہ روشن و معطر ہو رہا تھا۔ کہ فرمان الٰہی پہنچا۔ اے جبریل میرے حبیب کے چہرہ انور پر جو ستر ہزار پردے پڑے ہیں۔ ان میں سے ایک پردہ ہٹا دے۔ جبریل نے فوراً ان میں سے ایک پردہ اٹھایا۔ تو اس سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ تمام شمعوں اور مشعلوں کی روشنی اس کے آگے ماند ہو گئی۔ القصہ جب حضور براق پر سوار ہو کر چلے تو اس کی لگام کھینچے رہے جبریل نے عرض کی۔ یا رسول اللہ لگام ڈھیلی فرمادیجئے کہ وہ آپ کی منزل مقصود سے واقف ہے۔ حضرت نے باگ ڈھیلی فرمائی تو وہ نہایت تیز و تند چلنے لگا۔ جس کے بارے میں حضور فرماتے ہیں اِنْ تَرَکْتُھَا سَارَتْ وَاِنْ حَرَّکْتُھَا طَارَتْ۔ اگر میں باگ ڈھیلی کر دیتا تو نہایت تیز چلتا۔ اور اگر باگ ہلا دیتا تو اڑنے لگتا۔ پھر جبریل نے حضور سے عرض کی۔ کہ اگر آپ راہ میں کوئی آواز سنیں تو التفات نہ کریں۔ اور اگر کوئی آپ کو پکارے یا کوئی بات پوچھے تو آپ ہرگز جواب نہ دیں۔ جبریل یہ کہہ کر آگے رواں ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ میں نے ابھی تھوڑی ہی راہ قطع کی تھی کہ ایک شخص نے داہنی جانب سے مجھے آواز دی اور کہا یَا مُحَمَّدُ لَا تَعْجَلْ فَاِنَّکَ اَخْطَأتَ الطَّرِیْقَ۔ اے محمد جلدی نہ کرو کہ تم راہ بھول گئے ہو میں نے بموجب وصیت جبریل کچھ اس کی طرف التفات نہ کیا۔ پھر وہی آواز بائیں جانب سے آئی۔ میں نے کچھ توجہ نہ کی۔ کہ ایک عورت طرح طرح کے زیورات سے آراستہ میرے براق کے سامنے آئی اور کہا اے محمد ذرا ٹھہرو کہ مجھے آپ سے ایک بھید کی بات کہنا ہے۔ میں نے اس کی جانب نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا۔ اور بہت تیز براق کو چلایا۔ پھر جبریل سے پوچھا کہ یہ کیا چیزیں تھیں کہا کہ پہلا شخص یہودی تھا۔ اگر آپ اس کی طرف التفات کرتے تو آپ کی تمام امت بعد آپ کے یہودی ہو

(بقیہ صفحہ گزشتہ) فانیہ بدل اسکی اختیار کرو۔ تفسیر زاہدی میں ہے کہ حضرت اسرافیل کی پیشانی پر تمام قرآن عظیم مکتوب ہے۔ جب اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب لبیب کا نور حضرت آدم علی نبینا علیہ السلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا۔ اور فرشتوں کو اسے سجدہ کرنیکا حکم فرمایا۔ سب فرشتوں سے پہلے اسرافیل نے سجدہ کیا۔ جب سجدہ سے سر اٹھایا۔ اپنی پیشانی پہ کلام اللہ لکھا پایا۔ ۱۲ منہ۔

جاتی۔ اور دوسرا شخص نصارای تھا۔ اگر اس کی طرف توجہ کرتے تو تمام امت آپ کی نصاری ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی۔ اگر آپ اس کی جانب نظر کرتے تو تمام امت آپ کی حرص دنیا میں مبتلا ہو جاتی اور آخرت پر دنیا اختیار کرتی حکمت ان تینوں شخصوں کے ملنے اور پکارنے اور حضور کے انکی جانب التفات نہ کرنے میں یہ تھی کہ آپ پر امت مرحومہ کا حال منکشف ہو جائے کہ وہ ہمیشہ راہ حق میں ثابت قدم رہے گی۔ دین اسلام کو چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف مائل و ملتفت نہ ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ان کی فکر میں رہتے اور کہتے تھے کہ دیکھئے میری امت میرے بعد دین حق پر قائم رہتی ہے یا نہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حضور کی اس فکر کو رفع فرمایا۔ پھر آپ سے تین شخصوں نے ملاقات آکر کی۔ اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا آخِرُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَاشِرُ۔ حضور نے انہیں سلام کا جواب عطا فرمایا اور جبریل سے ان کا حال پوچھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ۔ اول ابراہیم دوسرے موسیٰ تیسرے عیسیٰ علیہ السلام تھے نکتہ۔ ان تینوں حضرات نے حضور کے یہی تین نام برائے سلام اختیار فرمائے۔ ان کے ماسوا کو اختیار نہ کیا۔ تا اشارہ ہو جائے اس جانب کہ اس عالم کی تمام خوبیاں اور کمالات اول سے آخر تک تمہارے ہی لئے ثابت ہیں اور حشر کے دن بھی تمام مہمات تمہارے ہی دست اقدس سے سرانجام اور سب کام آپ کی مرضی کے موافق ہونگے روایت ہے کہ پھر آپ بڑے پتھر پر گذرے جس میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا۔ اور اس سے پانی باہر آتا تھا۔ اور پھر بیر چندا اندر جانا چاہتا تھا۔ مگر نہ جاسکتا تھا۔ آپ نے جبریل سے اس کی حقیقت دریافت فرمائی۔ عرض کیا یہ پتھر مثل منہ اور زبان اور بات کے ہے اور تمثیل برائے تعلیم حضور ہے۔ یعنی جب کوئی بری بات منہ سے سرزد ہو جائے تو اس پریشانی بے فائدہ کہ اس کا منہ کے اندر واپس جانا ناممکن ہے۔ پھر حضور کے روبرو تین آدمی۔ ایک پیر دوسرا ادھیڑ تیسرا جوان آئے۔ حضور نے پیر و ادھیڑ کی جانب نظر نہ کی اور جوان کی طرف توجہ کی۔ پس جبریل نے عرض کیا اصبت یا محمد یا رسول اللہ آپ مطلب کو پہنچے کہ پیر و ادھیڑ دولت و بخت تھے۔ حضور نے ان کی جانب نظر نہ کی اور جوان کی جانب جو عاقبت تھی میل و توجہ فرمائی اور دولت و بخت پر اسے اختیار فرمایا۔ خوب کیا کہ دولت دنیا بے اعتبار اور بخت ناپائدار ہے اور عاقبت کو پابندی و قرار ہے۔ آپ کو خوشخبری ہو جو کہ عاقبت دونوں جہان میں آپ کے اور آپکی امت کے نزدیک و ہمکنار ہے۔ پھر آپ نے کچھ لوگ دیکھے کہ کھیت بوتے ہیں اور وہ ایک روز میں پک جاتے

ہیں۔ جب کاٹتے ہیں تو پھر ہرے ہو جاتے ہیں۔ جبریل نے عرض کی یہ مجاہد ہیں ان کی نیکیاں سات سو سے مضاعف ہوتی ہیں اور جو کچھ راہ خدا میں صرف کرتے ہیں اسکا بدلہ فوراً اللہ کی جانب سے انہیں عنایت ہوتا ہے۔ اس کیفیت کے دکھانے میں یہ حکمت تھی کہ حضور اور حضور کی امت پر جہاد فرض ہونیوالا تھا۔ اور انسان جس کام کی خوبی و نفع اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے اس میں زیادہ کوشش و جانفشانی کرتا ہے۔ اور حضور کا ملاحظہ بعینہ ملاحظہ امت تھا پھر دو پیالے حضور کے روبرو لائے گئے ایک پانی اور دوسرا شہد کا۔ آپ نے دونوں سے تھوڑے تھوڑے پیا۔ جبریل نے کہا آپنے خوب کیا کہ شہد میں بقائے امت اور پانی میں ازالۂ نجاست تا روز قیامت تھی۔ پھر ایک جانب سے ہوائے سرد و پاکیزہ و خوشبو دار آئی۔ اور ایک آواز نہایت خوش و طرب انگیز سنائی دی۔ حضور نے جبریل سے اس کی حقیقت پوچھی۔ کہا یہ آواز بہشت کی ہے۔ اس نے عرض کیا ہے مجھے وہ عنایت فرما جو تونے وعدہ فرمایا ہے۔ اب میری خوشبو از حد بڑھ گئی ہے اور مجھ میں حریر و استبرق و سندس و شراب و شہد و دودھ پانی کثرت سے ہو گیا ہے پس مجھے وہ دے جو تونے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ ہر مسلم و مسلمہ و مومن و مومنہ تیرے واسطے ہے اور مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور نیک کام کرے شرکت نہ کرے اور مجھ سے خائف رہے وہ ایمان والا ہے۔ اور جو مجھ سے مانگتا ہے میں اسے دیتا ہوں اور جو مجھ پہ بھروسہ کرتا ہے میں اسے کفایت کرتا ہوں۔ پھر ایک بدبو محسوس ہوئی اور ایک آواز مکروہ سنی۔ جبریل نے کہا یہ دوزخ کی آواز ہے۔ اس نے عرض کیا اے میرے رب مجھے دے جو تونے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اب میرے طوق و زنجیر جلن گرمی ضریع غساق عذاب و گہراؤ زیادہ ہو گیا ہے۔ حکم ہوا کہ ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافرہ اور جو سرکش کر ایمان نہ لائے تیرے واسطے ہے۔ دوزخ نے کہا میں راضی ہوں۔ بہشت کی آواز میں شاید یہ حکمت تھی کہ لوگوں کو اسکا اشتیاق زیادہ ہو اس واسطے کہ جب آدمی کسی کو اپنا مشتاق دیکھتا ہے۔ تو اس کی محبت دل میں زیادہ ہوتی ہے اور اسکی رغبت بڑھتی ہے اور دوزخ کے سنوانے میں یہ بھید تھا کہ لوگ اس سے خائف ہوں اور اس سے بچنے کی فکر کریں کہ جب انسان دشمن کو اپنی ایذا و ضرار کی فکر میں دیکھتا ہے۔ بہت ڈرتا ہے۔ اور اس سے بچنے کی فکر کرتا ہے۔ بعد ازاں حضور نے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ جبریل نے عرض کی حضور یہ جائے طیبہ ہجرت گاہ آپ کی ہے۔ یہاں اتر کر نماز ادا فرمائیے۔ آپنے وہاں جبریل کے کہنے سے نماز پڑھی اور پھر براق پر سوار ہو کر طور سینا اور مولد عیسےٰ علیہ السلام پر تشریف فرما ہوئے اور

یہاں بھی بموجب کہنے جبریل کے نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ کو ایک مرد لکڑیوں کا بہت بڑا گٹھا باندھے ہوئے نظر آیا۔ جو اس کے اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اور لکڑیاں جمع کر کر اس میں رکھتا تھا۔ حضور نے جبریل سے دریافت کیا۔ عرض کی یہ شخص حریص ہے کہ باوجود اتنا مال جمع کرنیکے اور زیادتی کے درپے ہے۔ پھر ایک اور شخص دیکھا کہ کنوئیں ڈول ڈالتا ہے اور جب نکالتا ہے تو خالی آتا ہے۔ جبریل نے کہا کہ یہ مثل اہل ریا کی ہے تمام عمر محنت و مشقت کی۔ لوگوں کے دکھانے کو اعمال کئے۔ مگر آخر کار قیامت کے دن خالی ہاتھ ہوگا۔ بعد ازاں حضور وہاں سے روانہ ہو کر مسجد اقصےٰ میں تشریف فرما ہوئے۔ دیکھا کہ ایک جماعت فرشتوں کی آسمان سے استقبال کے واسطے آئی۔ حضور کو رب جلیل وعلا کی جانب سے بشارت بکرامت دی۔ اور اس طرح پر سلام کیا۔ السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ کس طرح کا سلام ہے اور ان ناموں کو مجھ پر کس معنے کو اطلاق کیا۔ کہا کہ قیامت کے دن آپ سب سے پہلے در شفاعت مفتوح فرمائیں گے اور گنہگاروں کو بخشوا کر جنت میں لے جائیں گے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بھیجا جائے گا کیونکہ آپ تمام انبیاء کے بعد مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ روز قیامت کے حشر خلائق تحت قدم مبارک ہوگا۔ لہذا آپ پر اول و آخر و حاشر کا اطلاق کیا گیا۔ چونکہ روایت بایں معنی وارد ہوئی تھی۔ لہذا اسیطرح لکھی گئی۔ ورنہ توجیہ مناسب مقام یہ تھی کہ آپ خلقت میں سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے بعد تھے اور حشر کے دن سب سے پہلے مزار اقدس سے تشریف فرما ہونگے۔ اور سب آپکے پیچھے۔ لہذا اول و آخر و حاشر آپکو فرمایا گیا۔ پس جبریل علیہ السلام نے حضور کو براق سے اتارا اور حریر بہشتی کی رسی سے براق کو فنائے مسجد اقصیٰ میں جہاں اور انبیائے کرام کے مرکب باندھتے تھے باندھا۔ پھر حضور مسجد شریف میں تشریف فرما ہوئے دیکھا کہ گروہ انبیائے کرام و رسل عظام برائے استقبال موجود ہیں۔ سب حضور کو دیکھ کر شرائط تعظیم و تبجیل بجالائے۔ آپ نے جبریل سے دریافت فرمایا کہ یہ لوگ کون ہیں کہا کہ یہ سب حضور کے بھائی اور خدا کے پیغمبر ہیں یَا مُحَمَّدُ تَقَدَّمْ وَصَلِّ رَکْعَتَیْنِ بِاِخْوَانِكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ یا رسول اللہ آگے تشریف لے جائیے اور تمام انبیائے کرام اور اپنے بھائی رسولوں کے ہمراہ دو رکعت نماز ادا فرمائیے۔ پس حضور نے بموجب کہنے جبریل کے آگے تشریف فرما ہو کر امامت کی اور تمام انبیاء نے صف بستہ ہو کر آپ کی اقتدا میں دو رکعت نماز پڑھی۔ رکعت اولیٰ میں الحمد و سورہ فیل اور ثانیہ میں الحمد و

(سورہ لایلاف قریش پڑھی ہے)

صفِ پیشینیاں را پیشوا شد	دراں مسجد امام انبیا شد

مراتب میں سبھوں سے بڑھ کے حضرت مصطفیٰ ٹھہرے = حبیب حق رسول حق امام الانبیاء ٹھہرے

پھر بعد فراغ انبیاء علیہم السلام نے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی اور اس کے ضمن میں اپنے خصائص و کمالات ظاہر کئے جب سب انبیائے کرام خدا کی حمد و ثنا اور اپنے خصائص و کمالات بیان کر چکے تو حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سب نے اپنے رب عز و جل کی حمد و ثنا کی۔ اب میں اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَکَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَاَنْزَلَ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ فِیْهِ تِبْیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ وَسَطًا وَجَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِکْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا۔ تمام تعریف اس ذات مستجمع جمیع صفات کے لئے ثابت ہے جس نے بھیجا مجھ کو سارے جہان کے واسطے رحمت اور تمام لوگوں کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اتارا مجھ پر قرآن جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اور کیا میری امت کو سب امتوں سے بہتر اور مرتبے میں سب سے اول اور پیدائش میں سب سے آخر اور کشادہ کیا میرے واسطے میرا سینہ اور اتار لیا مجھ سے میرا بوجھ اور بلند کیا میرے لئے میرا ذکر اور کیا مجھ کو فاتح دیوان نبوت اور خاتم صحیفۂ رسالت **نکات** نکتہ اول جب کسی بادشاہ کا کوئی بڑا مقرب درگاہ اپنے دار الحکومت سے

لہ خدیفہ نماز بیت المقدس سے بھی انکار کرتے ہیں مگر جمہور کے نزدیک ثابت ہے ہاں اختلاف اس میں ہے کہ یہ نماز با جماعت یا بلا جماعت الصفر من تھے یا نفل اور بر تقدیر فرضیت عشا تھی یا صبح اور اگر نفل تھی تو دو رکعت تھی یا چار رکعت۔ قسطلانی کہتے ہیں کہ جو قبل عروج کہتا ہے اس کے نزدیک نماز عشا تھی اور جو بعد رجوع کہتا ہے صبح اختیار کرتا ہے بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضور اور جبریل نے دو رکعت نماز بے جماعت پڑھی۔ اور بزار روایت کرتے ہیں کہ اذان اور جماعت کیساتھ آسمان پر پڑھی اور آدم و نوح علیہما السلام مقتدیوں میں تھے اور مشہور یہ ہے کہ بیت المقدس میں آپ نے گروہ انبیاء کیساتھ نماز پڑھی اور ان سب نے حضور کی اقتدا کی۔ وجہ تطبیق یہ ہو گی کہ اول آپ نے اور جبریل نے بیت المقدس میں تحیۃ المسجد ادا کی پھر نماز تہجد جو آپ پر فرض تھی گروہ انبیاء کے ہمراہ پڑھی۔ پھر ملا اعلیٰ میں پیغمبروں اور فرشتوں کی امامت فرمائی۔ پھر بیت المقدس میں آ کر دوگانہ شکر ادا کیا۔ جیسا کہ ابن کثیر کی روایت سے بیت المقدس میں قبل عروج اور بعد از عروج نماز پڑھنا ثابت ہے اور یہ بھی وارد ہے کہ اس رات حضور نے بیت المعمور اور مدین اور مولد عیسیٰ میں بھی نماز ادا فرمائی۔ کما مر ۱۲ منہ۔

دارالسلطنت کو جاتا ہے تو امرائے قوم و ارکین سلطنت اسکی پیشوائی کے لئے آتے ہیں اور اس کا استقبال کرتے ہیں۔ چونکہ اس رات بادشاہ کشور رسالت و شہنشاہ مملکت نبوت بھی اپنے دارالحکومت سے دارالسلطنت حضرت احدیت کی طرف جارہے تھے۔ لہٰذا تمام انبیاء کرام کہ ہر ایک مقرب درگاہ الٰہی ہے۔ آپکی پیشوائی و استقبال کے واسطے تشریف لائے نکتۂ دوم اور جس قدر اس مقرب درگاہ کا بادشاہ کے نزدیک مرتبہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسی قدر مسافت سے استقبال کیا جاتا ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ان کے رب جل وعلا کے نزدیک تمام خلق سے زیادہ تھا لہٰذا انبیائے کرام بھی اتنی مسافت بعیدہ طے کرکے آسمان سے زمین پر حضور کے استقبال کو آئے نکتۂ ثالثہ پھر مسجد اقصیٰ میں سب کا نماز ادا فرمانا۔ اور حضور کو امام بنانا اور خود مقتدی بننا اور بعدہٗ ضمن حمد باری تعالیٰ اپنے اپنے فضائل مخصوصہ بیان کرنا یہ سب اس واسطے تھا۔ کہ اس تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل و شرف ان پر ظاہر ہو اور استحقاق امامت و معنی اولین و آخرین عیاں ہو۔ اور وہ سب کے سب اپنی زبان سے حضور کی فضیلت کے قائل ہوں۔ اسی واسطے جب حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضائل و خصائص بیان فرما چکے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انبیاء کرام کو مخاطب ہو کر فرمایا بھٰذا افضلکم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی سبب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہوئے ؎

نماز اقصےٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر	کہ دست بستہ کھڑے تھے پیچھے جو سلطنت آگے کر چکے تھے

بعدازاں سب انبیائے کرام نے حضور سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے محمد آج کی رات تمہیں حق تعالےٰ نے باز اع کرامات مکرم فرمایا۔ کہ جس سے[1] ساقۃ آج تک نہ کوئی مشرف ہوا اور نہ ہو۔ جہاں تک آپ کر سکیں اپنی امت کے واسطے آسانی اور تخفیف چاہیں اور اللہ آسان کرنیوالا ہے۔ بعدہٗ جبریل نے دو پیالے[2] حضور کی خدمت

[2] تفصیل امام احمد کی روایت میں ہے کہ بعد نماز آپ کی خدمت میں دو پیالے پیش کئے گئے ایک دودھ کا دوسرا شہد کا۔ بزار کی روایت میں تین وارد ہیں۔ ایک دودھ کا دوسرا شراب کا تیسرا پانی کا۔ اور روضۃ الاحباب میں دو پیالے لکھے ہیں ایک دودھ کا دوسرا شراب کا اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ جب آپ سدرۃ تک پہنچے۔ تین پیالے حاضر کئے گئے ایک دودھ کا دوسرا شہد کا تیسرا شراب کا۔ تطبیق ان روایات میں صاحب روضۃ الاحباب اور قسطلانی نے ابن کثیر سے یوں نقل کی ہے کہ پیالے دو بار پیش کئے گئے۔ ایک بار مسجد اقصےٰ میں اور دوسری بار نزد سدرۃ المنتہیٰ اور اختلاف عدد بسبب اختصار روایت ہے ورنہ بنظر تعداد اصنار چار برتن مناسب ہیں ۱۲ منہ۔

میں پیش کئے ایک میں دودھ اور ایک میں شراب تھی۔ آپ نے دودھ کا پیالہ پسند کیا۔ جبرئیل نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے حکمت اختیار کی اور اپنی امت پر شراب حرام فرمائی۔ اگر آپ شراب پسند کرتے سب امت آپ کی گمراہ ہوجاتی لطیفہ شراب اور دودھ میں مناسبت یہ تھی کہ جس طرح انسان ابتدائے عمر میں پلتا ہے اور غلہ اور میوہ کھا کر کمال جسم حاصل کرتا ہے اسی طرح ابتدائے عمر میں علم وحکمت کام پڑتا ہے اور اس کے واسطے روح کو معرفت الٰہی سے عبارت ہے میسر ہوتی ہے اور جس طرح دودھ کھانے پینے دونوں میں کام آتا ہے اسیطرح علم وحکمت سے دین ودنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اسیطرح علم تعبیر میں مقرر ہے کہ جو شخص میں دودھ دیکھے اسے علم حاصل ہو اور شراب مورث غفلت اور غفلت منشائے ضلالت ہے مگر دیکھا گیا کہ شرابی راہ بہکتا ہے جدھر مونہہ اٹھایا چلا جاتا ہے جب راہ ظاہر اسکے نشے میں نظر نہیں آتی تو راہ باطن کب سوجھے گی اور اگر ضلالت سے محبت دنیا بطریق اطلاق اللازم وارادۃ الملزوم مراد لیں تو بھی اس کی مناسبت شراب سے خوب ظاہر ہے کہ جسطرح شراب آدمی کو مدہوش کردیتی ہے۔ اسیطرح محبت دنیا انسان کو خدا سے غافل اور فکر آخرت سے عاطل کردیتی ہے۔ اور جس طرح اس کی زیادتی سے دوران سر ہوتا ہے اسی طرح دنیا میں مبتلا ہو نیسے ہمیشہ سرگردان رہتا ہے اور جس طرح شراب کیواسطے وارد ہے کہ وہ تمام برائیوں کی کنجی ہے اسی طرح محبت دنیا کے واسطے آیا ہے کہ وہ سر یعنی مبدء ہر گناہ ہے اے عزیزو! شراب بمثل سراب ہے۔ جس طرح آدمی سراب کے پاس پہنچ کر اپنی جہالت پر متنبہ ہوتا ہے اسیطرح جس وقت شرابی شراب پی کر بہکتا ہے اور واہی تباہی باتیں بکتا ہے تو لوگ اس پر ہنستے اور اسکا تماشہ بناتے ہیں۔ جب ہوش میں آتا ہے اپنی حماقت پر نادم ہوتا ہے اور شیبین کے لفظوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ ذلت شراب کی تینوں عالم میں باقی ہے کہ شراب خوار دنیا میں بے اعتبار برزخ میں ذلیل وخوار اور قیامت کے دن عذاب الٰہی میں گرفتار والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ القصہ پھر جبرئیل نے دست مبارک حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پکڑا اور صخرہ[ؔ] پر لائے۔ آپ نے وہاں آکر ایک سیڑھی صخرہ سے آسمان تک لگی دیکھی کہ جس کی راہ سے فرشتے آسمان سے زمین

؎ صخرہ ایک پتھر ہی جو قدرت الٰہی سے بیت المقدس میں معلق ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما ہوئے تو وہ آپکی تعظیم کیواسطے جھکا۔ فرشتوں نے اسے تھاما جب آپنے اس پر قدم مبارک رکھا۔ تو وہ نرم ہوگیا۔ اور نشان قدم مبارک اس پر بن گیا جو ابتک موجود ہے۔ اور لوگ اس کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں اور اس سے تبرک ڈھونڈھتے ہیں۔ کذا فی سیرۃ حلبیہ وفتح المتعال ۱۲ منہ۔

بر آمد ورفت کیا کرتے تھے۔ پس حضور اسی سیڑھی کی راہ سے براق پر سوار آسمان اول تک پہنچے۔ جبریل نے دروازہ آسمان کا کھلوایا۔ حضور داخل ہوئے اور وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ عجائب وغرائب آسمان ملاحظہ فرمائے اور اسی طرح آسمان اول سے تا ششم عجائب وغرائب سموٰت ملاحظہ فرماتے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی آیات دیکھتے انبیاکرام سے ملاقات کرتے ہوئے فلک ہفتم پر جلوہ فرما ہوئے۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے دیکھا۔ بموجب کہنے جبریل کے ان سے ملاقات فرمائی اور سلام عرض کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے جواب سلام کا دیکر مرحبا یا ابن الصالح النبی الصالح فرمایا اور حضور کو وصیت فرمائی کہ اپنی امت سے کہدے کہ زمین بہشت پاک اور صالح زراعت ہے۔ اسمیں درخت کثرت سے لگائیں حضور نے فرمایا بہشت میں درخت کیسے لگائیں گے۔ فرمایا کہیں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور ایک روایت میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ نکتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیت المعمور میں تشریف فرما ہونا شاید اس واسطے تھا کہ انھوں نے زمین پر کعبہ بنایا خدا نے انہیں کعبہ آسمان عطا فرمایا۔ کہ بیت المعمور سجدگاہ ملائکہ ومحاذی مکہ ہے اور اگر وہاں سے کوئی چیز پھینکی جائے تو عین بام کعبہ پر آکر گرے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آسمان ہفتم پر ایک چشمہ دیکھا۔ جسے سلسبیل کہتے ہیں اور اس سے دو نہریں جاری ہیں۔ ایک نہر کوثر دوسری نہر رحمت۔ ابو حاتم انس سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے آسمان ہفتم پر ایک نہر دیکھی کہ جس پر موتی، یاقوت اور زبرجد کے خیمے نصب تھے۔ اور سبز پرندے ان کے گرد بیٹھے تھے اور چاندی سونے کے برتن اس پر رکھے تھے۔ جبریل نے عرض کی۔ یہ نہر کوثر ہے کہ آپکو حق تعالیٰ نے عطا فرمائی آپ نے ایک آبخورہ پانی کا اس سے پیا۔ شہد سے زیادہ شیریں برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پایا۔ پھر حضور وہاں سے آگے بڑھے اور حجابات آتش واستبراق ویاقوت وظلمت و

لہ تکمیل۔ بیہقی اور ابن اسحق کی روایت سے حضور کا بذریعہ سیڑھی عروج فرمانا ثابت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جبریل آپکا ہاتھ پکڑ کر لیگئے اور بعض روایات میں ہے کہ وہ اپنے پروں پر بٹھا کر لیگئے اور اکثر احادیث صحیحہ میں براق پر سوار ہو کر آپکا عروج فرمانا وارد ہے۔ لہذا ایک میں یہ ہے کہ جبریل نے آپسے آنکھیں بند فرمانے کو کہا آپ نے آنکھیں بند کیں۔ جب کھولیں تو آپ نے اپنے کو آسمان اول پر پایا پس تطبیق ان روایات میں یہ ہوگی کہ مسجد حرام یا بیت المقدس سے چلتے وقت جبریل نے آپکا ہاتھ پکڑ کر براق پر سوار کیا۔ اور براق نے سیڑھی کی راہ سے عروج کیا۔ اور شاید جبریل نے کسی جگہ آپ کو اپنے پروں پر بٹھا کر آنکھیں بند کرنے کو کہا ہو ۱۲ منہ۔

نور کو جو عدد میں ستر ستر اور ایک دوسرے سے بعد میں پانچ سو برس کی راہ تھے طے فرماکر حجاب قدرت پر پہنچے وہاں سے حجاب قدرت وکبریا وملکوت وحجاب جلال وعزت وفردانیت کہ ہرایک دوسرے سے بعد میں پانچسو برس کی راہ تھا۔ قطع فرماکر مقام جبریل یعنی ظل ظلیل سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے دیکھا کہ وہ ایک درخت نہایت عظیم الشان ہے اسکی جڑ زمرد کی اور شاخیں بعض مروارید بعض زمرد اور بعض یاقوت کی ہیں اور درازی اس کی پچاس ہزار سالہ راہ ہے پتے اس کے ہاتھی کے کانوں کے برابر اور پھل اس کے ہجر[1] کے مٹکوں کی مثل اور جڑیں اس کی آسمان ششم پر اور ڈالیاں سماء ہفتم پر پھیلی ہیں اور نور باری عزوجل اسے محیط ہے بیشمار فرشتے مثل ملخانِ زریں اسے گھیرے ہوئے مثل تاروں کے چمکتے ہوئے دیکھے کہ شمار ان کا سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی ایک روایت میں ہے کہ اس کے ہر ہر پتے پر مثل عدد ستارہائے آسمان وذرہ ریگ بیابان فرشتے پروانہائے زریں کی طرح بیٹھے خدا کی تسبیح میں مشغول پائے لکھا ہے کہ وہ سب کے سب مشتاق نظارہ جمال جہاں آرا سلطان انس وجان تھے جب حضور کو دیکھا آئے اور صلوٰۃ وسلام عرض کی اور رحمات الٰہی کی بشارت دی اور کہا ابیات

اے بدرت ملک و ملک ملتجی	جِئْتَ اِلَیْنَا وَلَنِعْمَ الْمَجِیْ
آمدی و آمدنت بس خوش ست	دیدن روئی تو عجب دلکش ست
خاک درت بر سر ما تاج باد	ہر شب عمرت شب معراج باد

اور ان سب فرشتوں نے اپنی اطاعت وعبادت حبیب رب العزت پر نچھاور فرمائی کہ ثواب اس کا روزِ قیامت حوالۂ امت حضور ہوگا۔ اور اس درخت کی جڑ سے چار نہریں جاری دیکھیں کہ دو بہشت کو جاتی ہیں اور دو دنیا کو آتی ہیں۔ نیل وفرات اور اس کی شاخوں میں ایک شاخ زمرد کی دیکھی کہ وہ تمام شاخوں سے سو ہزار سالہ راہ کی مثل بلند تھی اور اس شاخ کی سر پر ایک پتہ اتنا بڑا

[1] ہجر ایک شہر کا نام ہے وہاں کے مٹکے بہت بڑے ہوتے ہیں ۱۲ مسلم کی روایت میں چار نہریں ملاحظہ فرمانا وارد ہے۔ ایک نیل دوسری فرات تیسری سیحون چوتھی جیحون۔ اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے آسمان دنیا پر دو نہریں دیکھیں۔ جبریل سے پوچھا۔ کہا یہ نیل وفرات ہیں۔ بعض برائے تطبیق کہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ دو نہریں اپنے منبع سے نکل کر جدا ہوگئی ہوں۔ فائدہ۔ اصل ان کی آسمان پر ہونا اور وہاں سے پانی کا آنا ممکن ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ وہ نہریں زمین کی نیل وفرات سے علیحدہ ہیں۔ کہ آسمان دنیا سے نکل کر بہشت کو گئی ہیں۔ ۱۲ منہ۔

تھا۔ کہ ساتوں آسمان وزمین کو گھیرے۔ اس پر بستر نور بچھا ہوا اور ایک محراب یاقوت سرخ کی اسی ہزار گز بلند بنی تھی۔ اور وہ مقام حضرت جبریل خادم درگاہ حبیب رب جلیل تھا۔ اور روبرو اس محراب کے ایک کرسی منقش بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچھی تھی۔ روز خلق سے آج کی رات تک کسی کو اس پر بیٹھنے کی مجال نہ ہوئی اور نہ ہو۔ پس جبریل علیہ السلام نے حضور کو لا کر اس کرسی پر رونق افروز فرمایا۔ آپ نے ہر چہار جانب اس کرسی کے دس دس ہزار کرسیاں۔ جس میں ایک جانب کی کرسیاں سفید مروارید کی تھیں۔ اور ان پر توریت مقدس لکھی تھی۔ اور گرد ہر کرسی کے چالیس ہزار فرشتے کھڑے تلاوت توریت مقدس کی کر رہے تھے۔ دوسری جانب کی کرسیاں زمرد سبز کی تھیں۔ اور ان پر انجیل منقوش تھی۔ اور ہر کرسی کے گرد چالیس ہزار فرشتے کھڑے انجیل پڑھ رہے تھے تیسری جانب کی کرسیوں پر زبور لکھی تھی۔ اور وہ زبرجد سبز کی تھیں۔ اور اسے بھی اتنے ہی فرشتے کھڑے پڑھ رہے تھے۔ اور چوتھی جانب کی کرسیاں یاقوت سرخ کی تھیں اور ان پر قرآن عظیم ثبت تھا۔ اور اس کی تلاوت میں بھی چالیس ہزار فرشتے مشغول تھے۔ جب حضور کرسی پر متمکن ہوئے۔ جبریل نے باادب عرض کی کہ یا رسول اللہ! میری ایک عرض ہے۔ فرمایا کیا ہے کہا میں چاہتا ہوں کہ حضور اس مقام پر دو رکعت نماز ادا فرمائیں تاکہ میرا یہ مقام بھی برکت قدوم میمنت لزوم سے حصہ پائے۔ حضور نے عرض انکی قبول فرمائی اور دو رکعت نماز اس مقام پر ہمراہ فرشتوں کے پڑھی۔ آپ نے امامت اور ان سب نے مثل انبیائے اکرام اقتدا کی۔ پس فضل وشرف واستحقاق امامت حضور ان پر بھی عیاں ہوا۔ پھر جبریل نے دست اقدس حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پکڑا۔ اور اپنے مقام سے سدرہ پر لائے اور زمین ادب چوم کر رخصت چاہی۔ حضور نے فرمایا مجھے اس وقت کیوں تنہا چھوڑتے ہو۔ عرض کی مجھ میں آگے بڑھنے کی طاقت نہیں وما منا الا لہ مقام معلوم ہم میں کوئی اپنے مقام مقررہ سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اب آپ آگے تشریف فرما ہو جئے۔ میں اپنی خدمت کر چکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے مجھ سے اللہ تک لیجانے کا وعدہ نہ کیا تھا۔ تو اب کیوں ٹھہرتے ہو۔ یہ فرمایا اور جبریل کا ہاتھ پکڑ کر ایک قدم آگے بڑھایا کہ ناگاہ جبریل ہیبت الٰہی کے مثل چڑیا کے ہو کر لرزنے اور کانپنے لگے۔ اور باہ وزاری عرض کی یا رسول اللہ مجھے میرے مقام پر جلد واپس فرمایئے ورنہ اگر ایک پور بھر قدم آگے بڑھاؤں گا۔ ہیبت وجلال باری سے جل جاؤں گا ؎

اگر یک سر بر تر پرم ،	فروغ تجلی بسوزد پرم ،

تب حضور نے فرمایا۔ اے جبریل۔ قسم ہے عزت جلال الٰہی کی کہ میں جتنا آگے بڑھتا اور نزدیک ہوتا ہوں۔ شوقِ وصال زیادہ ہوتا ہے ؎

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک	آتشِ شوق تیز تر گردد

اور جبریل کو ہیبت الٰہی سے پگھلا ہوا اور قریب نابود ہونیکے دیکھ کر دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا کہ پانچ سو برس کی راہ جو ایک قدم میں طے فرمائی تھی۔ ایک اشارے میں طے فرماکر انکے مقام پر پہنچایا۔ ندا آئی اے محمدؐ! تو فکر میں تھا۔ کہ میری امت حشر کے دن راہ دور دراز قیامت و پُل صراط کس طرح طے کرے گی۔ اب دیکھ کہ ایک اشارے میں پانچسو برس کی راہ طے کی۔ اور ایک قدم میں جبریل کو پانچسو برس کی راہ لے آیا۔ اگر قیامت کے دن بھی اسی طرح لبِ شفاعت ہلاکر پچاس ہزار برس کی راہ ایک دم میں قطع کرلے۔ اور اپنی امت کو آن واحد میں اس دور دراز پرخطر راہ سے سلامت لیجائے تو کیا عجب ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب حضور سدرہ سے چلے جبریل پیچھے ہوئے۔ آپنے انہیں آگے چلنے کا حکم فرمایا۔ جبریل نے عذر کیا اور کہا۔ تقدم فانك اکرم علی اللہ منی یارسول اللہ آپ آگے تشریف لے چلئے کہ آپ کا رتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجھ سے بہت زیادہ ہے پس حضور آگے چلے اور جبریل پیچھے ہوئے۔ یہاں تک کہ حجاب زرلفت تک پہنچے۔ جبریل نے اسے ہلایا۔ آواز آئی کون ہے۔ کہا میں ہوں اور میرے ساتھ حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس محافظ حجاب نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر آواز آئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر۔ پھر فرشتہ نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ارشاد ہوا صدق عبدی انا اللہ لا الٰہ الا انا پھر فرشتہ نے کہا اشھد ان محمد رسول اللہ ارشاد ہوا۔ صدق عبدی انا ارسلت محمد افرشتہ نے کہا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح ندا آئی صدق عبدی ودعا الی عبادی انا دعوتھم الی بابی افلح من احباب داعی فرشتہ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ آواز آئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر لا الٰہ الا انا تنبیہ یہاں سے فضیلت آذان ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ہر کلمہ پر مؤذن کی تصدیق فرمائی۔ اور اسے عبدیت کے ساتھ کیا۔ اور اپنی طرف اضافت

کیا اور یہ ایسا مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا نکتہ[۱] چونکہ اس رات نماز فرض ہونیوالی تھی اور اذان اعلان نماز ہے لہٰذا وہ پہلے سنائی گئی تاکہ آپ یاد فرمالیں اور اختلافِ صحابہ کے وقت عبداللہ بن زید کی خواب پسند فرماکر اسے اعلام نماز کیواسطے مقرر فرمائیں۔ پھر ایک ندا آئی یا محمد اکمل اللہ لک الشرف علی الاوّلین والاٰخرین۔ اے محمد! اللہ نے تیرے فضل و شرف کو اولین و آخرین پر کامل فرمایا۔ حضور نے اس فرشتہ کا حال جبرئیل سے پوچھا۔ عرض کی قسم ہے اس خدا کی کہ جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے میں نے اس فرشتہ کو کبھی نہیں دیکھا۔ مگر اس وقت کہ آپکے ہمراہ یہاں پہنچا۔ اس وقت اس فرشتہ نے حجاب کے پیچھے سے ہاتھ نکال کر حضور کو اٹھالیا۔ اور جبرئیل نے وہیں توقف کیا حضور نے ان سے فرمایا۔ کیا تم ایسی جگہ مجھ سے جدا ہوتے ہو۔ عرض کیا ہم سب کی جگہ معین ہے اگر ایک پورے قدم برابر آگے بڑھوں۔ جل جاؤں۔ میں حضور کے احترام کے باعث آج کی رات اس مقام تک بھی آگیا۔ ورنہ میرا مقام تو سدرہ تھا۔ ارشاد فرمایا۔ تمہیں اللہ تعالیٰ سے کچھ حاجت ہے۔ عرض کی یہ حاجت ہے کہ قیامت کے دن پلصراط پر اپنے بازو بچھاؤں اور آپ کی امت کو اس سے صحیح سالم پار لگاؤں **الغرض** سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے تنہا رواں ہوئے اور حجاب ہائے ظلمت قطع فرماتے ہوئے مقام مستویٰ[۲] میں پہنچے۔ اس وقت براق برق رفتار چلنے سے عاری ہوا اور رفرف[۳] آکر عرش تک حضور کی سواری ہوا۔ ؎

پاؤں جو براق سے اتارا	رفرف وہیں آن کر پکارا
گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی،

دوسری روایت میں ہے کہ جب جبرئیل نے اس مقام پر حضور کی رفاقت چھوڑی تو میکائیل نے آکر زمین ادب چومی اور شرط تحیّت بجالاکر عرض کیا یارسول اللہ اب وقت میری خدمت کا آیا۔ اور حضور کو اپنے پروں پر بٹھا کر دریا ہائے ناپیدا کنار و آتشیں بحار کو طے کرتا ہوا حجابہائے عرش تک پہنچا۔ اور وہاں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ عذر خواہی کرکے رخصت ہوا کہ اسرافیل نے آکر

[۲] مستوی موضع بلند کو کہتے ہیں اور یہ مقام بھی سب مقاموں سے بلند ہے۔ لہٰذا اسے مستوی کہا گیا ۱۲ منہ

[۳] رفرف بچھونے کو کہتے ہیں اور وہ بھی ایک بچھونا سبز نور کا مثل آفتاب کے روشن اور تخت رواں کی طرح اڑنے والا تھا۔ ہوا اس زور سے رب عزوجل کی تسبیح و تہلیل کرتا تھا۔ کہ اس کی آواز تمام ملکوت میں گونجتا تھا۔ ۱۲ منہ

شرائط تسلیم و مراسم تعظیم ادا فرمائے اور حضور کو اپنے بازوں پر بٹھا کر ان پردوں اور ان کے علاوہ دیگر دریاؤں کو قطع کر کے تا بحجاب قدرت و عظمت پہنچا اور آگے جانے سے عذر خواہ ہوا کہ رف رف آیا۔ اور اس نے ایک آن میں حضور کو ساقِ عرش کے پاس پہنچایا۔ ابیات

چو جبریل از رکابش باز پس گشت	عناں پر زور میکائیل بگذشت
اسرافیل آمد و پر نشاندش	بہ اوج خانۂ رفرف رساندش
جریدہ بر جریدہ نقش مے خواند	بیاباں در بیاباں رخش میراند
چو پیوست آسماں را فرش بر فرش	باستقبالش آمد تارک عرش
قدم بیروں نہاد از کل کونین	علم زد بر سرِ تاب قوسین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں ساقِ عرش کے قریب پہنچا۔ بیشمار حجاب پیش آئے منجملہ ان کے ستر ہزار پردے سونے اور ستر ہزار چاندی اور ستر ہزار مروارید سفید اور ستر ہزار زمرد سبز کے اور ستر ہزار یاقوت سرخ کے اور ستر ہزار نور کے اور ستر ہزار ظلمت اور ستر ہزار پانی اور ستر ہزار ہوا اور ستر ہزار آگ کے تھے۔ اور بعد ہر پردے کا دوسرے سے دس ہزار سالہ راہ تھا۔ پس رفرف نے ان سب حجابوں کو طے کر کے پردہ دایاں عرش تک پہنچایا۔ ستر ہزار پردے نظر آئے اور ہر پردے کے ستر ہزار سلسلے اور ہر سلسلے کو ستر ہزار فرشتے اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ اور بڑرگی ہر فرشتہ کی اتنی تھی کہ ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک ہزار سالہ راہ تھی۔ اور ان پردوں میں بعض یاقوت سرخ کے بعض مروارید کے بعض جواہر کے تھے۔ اور ہر پردے پر ایک ایک فرشتہ ملازم تھا اور ہر فرشتے کے ستر ہزار فرشتے اور تابع تھے۔ رف رف نے ان پردوں کو بھی طے کیا۔ یہاں تک کہ مجھ میں اور عرش میں صرف ایک پردہ باقی رہ گیا۔ کہ رف رف قدم کے نیچے سے غائب ہو گیا۔ اور ایک جانور مثل گھوڑے کی ایک دانۂ مروارید کا نور اس کے منہ سے ٹپکتا ہوا نظر آیا۔ اور مجھے اٹھا کر اس پردے سے ساقِ عرش تک پہنچایا۔ جب حجاب کبریا تک پہنچا وہ بھی ناپید ہو گیا اور میں وہاں بے حال و بے مستند اکیلا رہ گیا۔ خوف طاری ہوا کہ ناگاہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی آواز کان میں آئی۔ کہ کہتا ہے قف یا محمد فان ربك یصلی حیران تھا کہ یا خدا ابوبکر یہاں کہاں سے آیا کہ خطاب ہوا۔ کہ اے میرے حبیب گذر فرما۔ فوراً اپنے آپ کو حجاب کبریا

سے یار پایا پھر خطاب آیا اُدْنُ یَاخَیْرَ الْبَرِیَّۃِ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ نزدیک ہو اے بہترین خلق، قریب ہو اے احمد، پاس آ اے محمد، جب حضرت احدیت سے یہ خطاب آیا میں نے آگے قدم بڑھایا اور ایک قدم میں زمین سے یہاں تک کی راہ منقطع کی، پھر خطاب آیا، پھر آگے قدم بڑھایا اور اتنی ہی راہ طے کی یہاں تک کہ ہزار مرتبہ اُدْنُ مِنِّی کا خطاب آیا اور میں نے ہر مرتبہ قدم آگے بڑھایا اور ہر قدم میں مسافت مذکورہ طے کی **لطیفہ** اس خطاب کی لذت اور اس مقام کی کیفیت کو وہی لوگ خوب جانتے ہیں جو رسم وراہِ محبت سے واقف ہیں کہ محبوب جس قدر نزدیک ہوتا ہے، شوق محبت زیادہ بڑھتا ہے

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد ؎

غرض کہ جس قدر حضور نزدیک ہوتے ادھر سے تقاضا شدید ہوتا کہ اور پاس آ۔ یہاں تک کہ مقام ادنیٰ فتدلیٰ اور خلوت خانہ فکان قاب قوسین او ادنیٰ میں باریاب اور محرم اسرار فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ ہوئے ؎

سیمرغ روح ہیچ کس از انبیا نہ تافت	آنجا کہ تو بہ بال کرامت پریدہ
ہر یک بقدر خویش بجائے رسیدہ است	آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدہ

نہ وہاں پردہ تھا۔ نہ حجاب نہ زمان نہ مکان نہ فرشتہ نہ انسان۔ پروردگار عالم کو آنکھ سے دیکھا۔ اور اس کے کلام کو بے واسطہ کان سے سنا ؎

چو در مکتب بے نشانے رسید	چہ گویم کہ آنجا چہ دیدہ و شنید
ورق در نوشتند وگم شد سبق	شنیدن بحق بود دیدن بحق ؎

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ ثم دنیٰ فتدلیٰ کی ضمائر خدا تعالیٰ کی طرف راجع ہیں یعنی خدا محمد سے نزدیک ہوا پھر انہیں نزدیک ہونے کا حکم کیا۔ اور اکثر مفسرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع کرتے ہیں۔ یعنی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدا سے نزدیک ہوئے اور عجز وانکسار جو مناسب مقام بندگی ہے، بجا لائے یعنی اپنے پروردگار کو سجدہ کیا۔ اور التحیات للہ والصلوات والطیبات کہا **نکتہ** تقدیم تحیات کی صلوٰۃ پر اور صلوٰۃ کی طیبات پر اس وجہ سے فرمائی گئی کہ جب کوئی دربار شاہی میں جاتا ہے پہلے سلام کرتا ہے اور مدح وثنا بجا لاتا ہے پھر باادب خدمتِ شاہی میں کھڑا

ہوتا ہے پھر نذر و تحائف پیش کرتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مالک حقیقی خدا ذوالجلال کا اس طرح آداب بجالائے تب حضرت نے اپنے محبوب کو تین خلعت عنایت فرمائے۔ خلعت اسلام بمقابلہ تحیات اور خلعت رحمت بمقابلہ صلوٰۃ اور خلعت برکت بمقابلہ طیبات یعنی ارشاد ہوا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ سلامتی ہو تم پر اے نبی یا سب آفتوں سے تمہیں اللہ سلامت رکھے اور تمہارا محافظ و نگہبان ہو اور رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ تم پر اللہ کی۔ جب حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حال پر یہ نوازش و اکرام خداوند ذوالجلال دیکھا۔ امت گنہگار یاد آئی فوراً اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فرمایا صالحین امت کو تو اللہ تعالیٰ کے روبرو ظاہر فرمایا اور ہم گنہگاروں کو اپنے دامن رحمت یعنی ضمیر جمع متکلم میں چھپایا۔ فرشتوں نے جو یہ عنایت حضرت عزت کی جناب رسالت پر اور یہ رحمت آپ کی گنہگاران امت پر دیکھی۔ سب نے خدا کی الوہیت اور وحدانیت اور آپ کی بندگی و رسالت کی گواہی دی۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب اپنی عاجزی و فروتنی اور شکر گزاری کے اس مقام عالی سے بھی تجاوز فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ میں اور جناب احدیت میں دو کمان بلکہ ان سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ کما قال تعالیٰ فکان قاب قوسین [2] او ادنیٰ [1] تب پروردگار عالم نے اپنے محبوب کو علم ملکوت و اسرار جبروت و لاہوت سے ماہر و آگاہ فرمایا روایت ہے کہ جب آپ عرش عظیم سے آگے بڑھے وحشت طاری ہوئی۔ کہ پروردگار عالم نے اپنا ید قدرت آپ کے شانوں کے بیچ میں رکھا۔ اس کے رکھتے ہی آپ پر علم اولین و آخرین منکشف ہو گیا۔ پھر آپ جب مقام جلال و ہیبت میں پہنچے۔ خوف آپ کے دل پر غالب ہوا ناگاہ ایک قطرہ عرش عظیم سے آپ کے حلق میں ٹپکا۔ آپ نے نوش فرمایا۔ بمجرد نوش فرمانے کے تمام اگلے پچھلوں کا علم آپ کو حاصل ہو گیا۔ امام ثعلبی فرماتے ہیں کہ مضمون وحی یہ تھا۔ اِنَّ الْجَنَّةَ حَرَامٌ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا وَعَلَى الْاُمَمِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا اُمَّتُكَ بے شک بہشت تمام پیغمبروں پر حرام ہے جب تک کہ تم اس میں نہ جاؤ اور سب امتوں پر حرام ہے جب تک کہ تمہاری امت اس میں داخل نہ ہو۔ اور بقول امام قشیری مضمون وحی یہ تھا۔ خَصَصْتُ بِحَوْضِ الْكَوْثَرِ فَكُلُّ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَضْيَافُ لَكَ بِالْمَاءِ وَلَهُمُ الْخَمْرُ وَاللَّبَنُ وَالْعَسَلُ۔ میں نے تمہیں حوض کوثر کے ساتھ مخصوص فرمایا۔

پس تمام بہشتی تمہارے مہمان ہیں ساتھ پانی کے اور انکے واسطے شراب دودھ اور شہد ہے بعض لکھتے ہیں کہ یہ خطاب ہوا مجھے تمہاری امت کو دیکھنا منظور ہے ورنہ قیامت کے روز ان سے حساب نہ لیتا اور بہشت میں بے حساب داخل کرتا۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ اس طرف سے ارشاد ہوا۔ یَا مُحَمَّدُ اَنَا وَاَنْتَ وَمَاسِوٰی ذَالِكَ خَلَقْتُ لِاَجْلِكَ۔ حضور نے عرض کی یَارَبِّ اَنْتَ وَاَنَا وَمَاسِوٰی ذَالِكَ تَرَکْتُ لِاَجْلِكَ۔ اے رب تو ہے اور میں ہوں اور جو کچھ سوا اس کے ہے میں نے تیرے واسطے چھوڑ دیا بیہقی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں عرض کی الٰہی تو نے ابراہیم کو اپنا خلیل کیا ملک عظیم دیا اور موسیٰ سے کلام کیا اور داؤد کو بڑی بادشاہی بخشی اور لوہے کو ان کے ہاتھ میں نرم کیا۔ اور پہاڑوں کو ان کے واسطے مسخر کیا۔ اور سلیمان کو سلطنت عظیم عنایت فرمائی کہ جن وانس اور شیاطین ان کے تابعدار اور فرمانبردار تھے۔ اور ہوائیں ان کی محکوم تھیں اور عیسیٰ کو توریت وانجیل سکھائی کوڑھی اور اندھے کو اچھا کرنے اور مردے زندہ کرنے کی قوت بخشی اور انہیں اور ان کی ماں کو شیطان سے پناہ دی کہ ان پر اس کا کچھ قابو نہ تھا۔ ارشاد ہوا اے محمد! ہم نے تجھے اپنا محبوب کیا۔ اور توراۃ میں تیرا لقب حبیب الرحمٰن ہے اور تمام عالم کو تجھے خوشخبری سنانے اور ڈرانے کیواسطے بھیجا اور تیرا سینہ کھولا۔ اور تیرا بوجھ تجھ سے اتارا۔ اور تیرا ذکر بلند کیا۔ کہ جس جگہ میں یاد کیا جاتا ہوں تو بھی یاد کیا جاتا ہے اور تیری امت کو سب سے بہتر کیا۔ وہ اولین وآخرین میں ہر خطبہ میں تیری عبدیت اور تیری رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ انکے دل کتابیں ہیں یعنی آیات قرآن اور مضامین کتب سابقہ انہیں حفظ ہیں اور تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا۔ اور سب کے بعد بھیجا۔ اور قیامت کو تیرے واسطے سب سے پہلے حکم کیا جائے گا۔ اور تجھے سبع مثانی عنایت کیں کہ کسی پیغمبر کو نہ دیں اور تجھے خواتیم سورہ بقر خزانہ زیر عرش سے بخشیں۔ کہ تجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں اور تجھے کوثر اور اسلام کے آٹھ سہم یعنی ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ رمضان کے روزے، حج، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عنایت کئے اور تجھے فاتح اور خاتم کیا۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ مضمون اس وحی کا کسی کو معلوم نہیں کہ رمز واسرار محب و محبوب اوروں پر ظاہر نہیں ہوتے۔ اگر خدا کو ان کا ظاہر کرنا منظور ہوتا تو خود بیان فرماتا۔ جب کہ اس نے پوشیدہ فرمایا اور فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی کے پردے میں رکھا۔ تو کس کی مجال کہ دریافت کرے ؎

میان عاشق ومعشوق رمزیست	کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

الغرض بعد حصول اس دولتِ عظمےٰ ونعمتِ کبریٰ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بامرِالٰہی عالم بالا سے اس طرف رجوع فرمایا راہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا تم پر کیا فرض ہوا۔ فرمایا پچاس وقت کی نماز۔ کہا آپ کی امت اسے ہرگز ادا نہ کرسکے گی میں بنی اسرائیل کو خوب آزما چکا ہوں۔ آپ پھر جائیے اور اپنے رب سے تخفیف چاہیے۔ حضور بمشورہ موسیٰ علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں پھر واپس آئے اور نمازوں کی تخفیف چاہی۔ دس نمازیں معاف ہوئیں۔ چالیس باقی رہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ بھی بہت ہیں۔ آپ پھر جائیں۔ اور خداتعالےٰ سے تخفیف کی درخواست فرمائیں۔ غرضکہ اسی طرح کی آمدورفت میں پانچ نمازیں باقی رہیں اور سب معاف ہوئیں اور حکم ہوا کہ یہ شمار پانچ ہیں۔ مگر جو انہیں ادا کرے گا۔ پچاس کا ثواب پائے گا اور تیری امت سے جو نیکی کا ارادہ کرے گا۔ اس کا ثواب پائے گا۔ اور جو کرے گا دس کا ثواب ملیگا۔ اور جو بدی کا ارادہ کریگا ماخوذ نہ ہوگا اور جو برائی کرے گا۔ ایک ہی اسکے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور بیان حال فرمایا۔ کہا پانچ نمازیں بھی بہت ہیں۔ آپ اور تخفیف چاہیں۔ فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے واسطے اس قدر مانگا کہ اب مانگتے شرم آتی ہے۔ پھر ساتویں آسمان و ریاض جناں وطبقات نیراں کی سیر فرماتے عجائب وغرائب قدرت ملاحظہ فرماتے زمین پر تشریف لائے۔ زین القصص میں محمد ابن یاسر سے منقول ہے کہ یہ آمدورفت تین ساعت میں بقول وہب ابن منبہ چار ساعت میں ہوئی کہتے ہیں کہ جب آپ تشریف لائے زنجیر حجرۂ مقدسہ ہلتی پائی اور بستر مبارک کی گرمی باقی رہی ؎

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم	اک دم میں سرِ عرش گئے آئے محمد

تنبیہ اس جگہ بعض ناقص العقل فلاسفر ونیچریہ شکوک واہیہ پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جسم ثقیل کا ہوائے لطیف پر صعود کرنا اور زمین چار ساعت میں اتنی مسافت دور دراز قطع کرنا اور آسمان کو جو کہ خرق والتیام قبول نہیں کرتا۔ تجاوز کرنا ناممکن اور عقل سے بعید ہے۔ پس اے عزیز یہ تو ظاہر ہے کہ واقع معراج اس عالم سے علاقہ رکھتا ہے کہ جہان کا ہر کام ایک آن میں ہوسکتا ہے۔ دیکھو جبرئیل ایک دم میں آسمان سے زمین پر آتے اور عزرائیل ایک وقت میں صدہا ارواح شرق ومغرب میں قبض کرتے ہیں انسان کی نظر ایک آن میں آسمان تک پہنچتی ہے۔ اگر وہ

جسم مبارک کو جو ہزار درجے ملائکہ د نظر سے لطیف تر ہے۔ تین چار ساعت میں آسمانوں سے تجاوز
کرکے واپس آیا۔ کیا تعجب ہے اور شیطان علیہ اللعن کو جو بد ترین خلق ہے ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب
تک جاتا ہے اور واپس آتا ہے۔ اگر وہ ذات بابرکات جو تمام خلق سے بہتر اور بزرگ و برتر ہے تین
چار ساعت میں تمام آسمان وجناں و نیراں کی سیر فرما کر واپس آگئے تو کیا قباحت لازم آئی۔ اور
آفتاب بایں جسامت کہ ایک سو چھیاسٹھ مثل زمین اور چوتھائی اور آٹھواں حصہ اس کا۔ اور بعض
کے نزدیک ایک سو پینسٹھ اور بقول افضل المہندسین غیاث الدین جمشید کاشی تین سو چھیاسٹھ اس کا
ہے ایک ساعت میں کس قدر مسافت طے کرتا ہے ایک دن حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے جبریل سے پوچھا۔ آفتاب لوٹ گیا۔ عرض کیا لانعم نہیں ہاں۔ فرمایا یہ کیا۔ عرض کی
جس وقت لا کہا تھا نہیں لوٹا تھا۔ اس کلمہ کے تمام ہوتے ہی پانچ سو برس کی راہ قطع کی اور ماہتاب
آفتاب سے بھی زیادہ سریع العسر ہے کما قال تعالیٰ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ
الْقَمَرَ۔ پس اگر وہ ماہِ آسمان نبوت دخورشید فلک رسالت چند ساعت میں قاب قوسین
تک گئے اور لوٹ آئے کیا بعید ہے باقی رہا یہ کہ جسم ثقیل صعود نہیں کر سکتا۔ اور آسمان خرق والتیام
پذیر نہیں ہو سکتا پھر کیسے آپ نے صعود فرما کر آسمان سے تجاوز کیا۔ سو یہ مسئلہ عدم قبول حرکت ابنیہ
پر مبنی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ آسمان یہ حرکت قبول نہیں کرتا۔ مگر اس سے امتناع اس کا اجزائے
فلک کے لئے لازم نہیں آتا۔ اگر ہم فرض کریں کہ جزء فلک ایسے دائرہ پر کہ جس کا مرکز عالم ہے
حرکت کرے تو حرکت اس کی تحت دفوق کی طرف کہ فلک سے محدود ہیں واقع ہوگی۔ اور
تقدیم ان کے محدود کی فلک پر لازم نہ آئے گی۔ اور یہ کہنا کہ کلام حرکت طبعی میں ہے۔ محض ناتمام
ہے۔ کہ بطلانِ قاسر پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ علاوہ بریں آمد ورفت ملائکہ آسمان کی زمین پر
باتفاق عقلاً ثابت ہے اور روشنی آفتاب کی چوتھے سے بلکہ مشتری کے چھٹے آسمان سے
زمین تک پہنچتی ہے اور نظر ایک سیکنڈ بلکہ اس سے بھی کم میں بلا توڑے آئینہ کے پار ہو
جاتی ہے۔ پس اگر وہ جسم نورانی کہ کروڑوں درجے ملائکہ اور آفتاب ومشتری اور نظر سے
لطیف تر ہے بے خرق آسمان سے تجاوز کر گیا۔ تو کیا استحالہ لازم آیا۔ علاوہ بریں حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانِ چہارم پر جانا۔ اور ادریس علیہ السلام کا اطباقِ سمٰوات کی سیر کرنا اور

بہشت میں ورآنا نص قرآنی سے ثابت ہے اور ہر ایک کا مجسم صعود تجاوز زمین سے آسمانوں کی طرف کرنا مقرر ہے۔ پس سید الانبیاء والمرسلین کے زمین سے صعود کرنے اور آسمانوں کو تجاوز کر کے واپس آنے میں کون مانع ہے شعبدہ پردازوں کو دیکھو کہ ایک بیضۂ ماکیان کو اپنی حکمت عملی سے خالی کرتے ہیں۔ پھر اس میں شبنم بھر کر موم وغیرہ سے اسکا منہ بند کر کے آفتاب کے سامنے رکھتے ہیں۔ جب وہ شبنم انڈے میں تپش آفتاب سے گم ہوتی ہے وہ انڈا رخ سوئے عالم بالا کر کے تحت سے فوق کی جانب صعود کرتا ہے۔ اس کے صعود میں باوجود ثقیل ہونے جسم کے کوئی فلسفی چوں نہیں کرتا ہے۔ پس اسی طرح اگر بیضۂ وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کو شق الم نشرح لک صدرک سے چاک فرما کر آلائش دنیوی وطبائع بشریت واخلاط جسمیت سے پاک وخالی کر کے شبنم رحم و کرم ایزدی بھر کے تاب آفتاب تجلی حق میں رکھا۔ اور اس نے وہ حرارت محبت الٰہی پاکر تحت سے فوق کی جانب صعود کیا۔ تو کیا استحالہ لازم آیا۔ الغرض ام ہانی بیان فرماتی ہیں۔ کہ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے واقعہ معراج بیان فرمایا۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ حضور پر قربان آپ سچ فرماتے ہیں۔ مگر اس کی خبر منکرین کو نہ فرمایئے کہ وہ باور نہ کریں گے۔ اور آپ کو جھوٹا کہیں گے۔ فرمایا میں تو یہ خبر ہرگز کسی سے نہ چھپاؤں گا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ معراج کی صبح کو حضور مسجد حرام میں تشریف لائے اور بخیال تکذیب و استہزا قریش ملول ومحزون تشریف فرما ہوئے کہ کچھ دیر بعد ابوجہل آیا اور استہزاءً حضور سے کہنے لگا۔ آج کوئی بات از عجائبات سنایئے حضور نے فرمایا۔ رات میں مسجد حرام سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر گیا۔ اور عجائب وغرائب سموات دیکھ کر واپس آیا۔ تب ابوجہل بولا۔ رات کو گئے اور صبح کو واپس آگئے فرمایا ہاں۔ کہا قوم کے روبرو اسے ظاہر کرو گے۔ فرمایا ہاں۔ پس ابوجہل نے لوگوں کو آواز دی۔ جب سب جمع ہوگئے تو ابوجہل نے حضور سے کہا۔ آپ نے جو واقعہ میرے سامنے بیان کیا تھا۔ ان کے روبرو بھی بیان کیجئے۔ پس حضور نے کل واقعہ معراج انکے سامنے بیان کیا۔ سب متعجب اور متحیر ہو کر حرف انکار زبان پر لائے اور بہت سے مسلمان ضعیف الایمان اس واقعہ کو سن کر دین سے پھر گئے۔ پھر ابوجہل اپنے حواریوں کو صدیق اکبر کے پاس آکر کہنے لگا۔ کہ آج تمہارے صاحب کہتے ہیں کہ میں رات مسجد حرام سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر گیا۔ اور

سب کی سیر کر کے صبح کو واپس آیا۔ فرمایا اگر یہ حضور فرماتے ہیں تو سچ ہے۔ اور خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آکر حقیقت واقعہ دریافت کی۔ حضور نے پورا واقعہ معراج ان کو سنایا۔ جس کو سنکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقتَ یا رسول اللہ فرمایا منقول ہے کہ جب یہ خبر مکہ میں فاش ہوئی تو ایک جماعت منکرین کی حضور کے پاس آکر کہنے لگی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آسمانوں کے حال سے خبردار نہیں۔ مگر بیت المقدس کو دیکھا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ نے اسے نہیں دیکھا ہے۔ پس اگر آپ سچے ہیں تو اس کی نشانیاں ہمیں بتایئے۔ تب ہم آپ کی تصدیق کریں گے۔ اس وقت حضور کو ایک قسم کا ملال ہوا۔ اور دل میں خیال ہوا کہ میں ہنگام آمد و رفت اطراف و جوانب اور آیات و علامات بیت المقدس کو کما حقہٗ نہ دیکھ سکا۔ پھر کیسے بیان کروں گاہ کہ جبریل بہ حکم رب جلیل فوراً بیت المقدس کو اپنے پر دل پر اٹھا کر حضور کے سامنے لاتے اور جو جو باتیں وہ بے دین دریافت کرتے گئے۔ آپ ان کا جواب اسے دیکھ کر بتاتے گئے۔ تب ان گمراہوں نے کہا کہ مسجد اقصےٰ کے اوصاف و نشان تو آپ نے سب بیان فرمائے اب ہمارے قافلوں کی جو اس طرف گئے ہیں خبر دیجئے۔ فرمایا تمہارے تین قافلے مجھے راہ میں ملے تھے۔ ایک تو روحا میں اپنا گم شدہ اونٹ ڈھونڈ رہا تھا۔ میں نے ان کے برتن سے پانی پیا تھا۔ جب وہ آئیں تو تم ان سے پوچھنا کہ تم نے طلب اونٹ سے واپس آکر اپنے برتن میں پانی پایا یا نہیں۔ اور دوسرا ذی مرہ میں ملا تھا۔ دو آدمی اس کے ایک اونٹ پر سوار تھے۔ کہ مرکب ان کا میرے مرکب سے بھڑکا اور ان میں سے ایک کا گر کر ہاتھ ٹوٹ گیا۔ تیسرے کو میں نے تنعیم میں چھوڑا ہے۔ فلاں فلاں شخص ان میں کے خاکی اونٹ پر سوار قافلہ کے آگے آگے تھے۔ اور وہ کل طلوع آفتاب تک آجائے گا۔ یہ سنکر طلوع آفتاب کے منتظر رہے کہ اگر طلوع آفتاب ہو جائے اور قافلہ نہ آئے تو ہم حضور کو منسوب بکذب کریں کہ ناگاہ آفتاب طلوع ہوا۔ لوگوں نے دوڑ کر دیکھا۔ تو وہی قافلہ ہے اور وہی دو شخص خاکی اونٹ پر سوار قافلہ کے آگے آگے چلے آرہے ہیں۔ پھر بعد والپسی بقیہ قافلوں سے حالات دریافت کیے گئے سب نے حضور کی تصدیق فرمائی۔ اور بعینہٖ حضور کا فرمایا ہوا حال بیان کیا۔ مگر اس پر بھی وہ بے دین ایمان نہ لائے اور کہنے لگے۔ ما ھذا الا سحر مبین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علے

خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ واجمعین ط

وعظ یازدہم

بیان رسالت عامہ ونبوت تامہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَاﰳ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ مسلمانو! اللہ تبارک وتعالیٰ اس آیت کریمہ میں تمہارے نبی کریم رؤف ورحیم افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کی عظمت شان ورفعت مکان اور حضور کا فضل وشرف اپنی مخلوق پر ظاہر کرتا ہے اور اس حبیب اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے محبوب آپ میرے تمام بندوں کو سنا دیجئے اور کل عالم کے لوگوں سے فرما دیجئے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ۝ اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف جس کے واسطے حکومت ہے آسمان وزمین کی نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو یقین کرتا ہے اللہ اور اس کے کلام پر اور اتباع کرو تم اس نبی کا بیشک تم راہ پاؤ گے۔ علمائے کرام[1] فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ

---

[1] کما قال الشیخ فی المدارج چوں بود خلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعظم الاخلاق بعثت کرد خدائے تعالیٰ الیسوئے کافۂ ناس و مقصود نگردانید رسالت او را بر ناس بلکہ عام گردانید جن وانس را بلکہ بر جن وانس نیز مقصود نگردانید تا آنکہ عام شد تمام عالمین را پس ہر کہ اللہ تعالیٰ پروردگار است وے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اوست وقول مولیٰ تعالیٰ۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ دلالت بر تخصیص مرد چنانکہ مذہب مختار در مفہوم لقب آنست ملا لازم آید کہ بسوئے جن نیز نباشد وایں خلاف اجماع ست بلکہ ذکر ناس بجہت آنست کہ مقصود

صاف وصریح اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ نہ بعض کی طرف جیسا کہ اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ یعنی اور نہ بھیجا ہم نے تمہیں اے محمد مگر سب لوگوں کیلئے خوشخبری دینے اور ڈر سنانے والا۔ لیکن بہت سے لوگ بیخبر ہیں تیسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے تبارک و تعالیٰ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر تاکہ ہو سارے جہان کیلئے ڈر سنانے والا۔ اس لئے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً" (رواہ مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یعنی میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ بُعِثْتُ اِلٰى كُلِّ اَحْمَرَ وَّاَسْوَدَ۔ میں ہر سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ رواہ الشیخین عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں مَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا كَفَرَةَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔ کوئی شے نہیں۔ جو مجھے اللہ کا رسول جانتی ہو مگر بے ایمان جن اور آدمی بخلاف اگلے انبیائے کرام علیہم السلام کے کہ ہر ایک ان میں ایک خاص قوم ایک بستی کی طرف بھیجا جاتا۔ اور اس سے آگے تجاوز نہ کر سکتا کما قال تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔ نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے۔ بلکہ قرآن کریم میں دوسرے مواضع پر بعض کو ان میں سے بیان فرمایا گیا۔ کہ فلاں قوم کی طرف فلاں نبی بھیجا گیا۔ کما قال تعالیٰ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ وقال تعالیٰ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اثبات نفی بہ تخصیص رسالت ببعض خاص چنانکہ زعم یہود است تخصیص رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعرب و دیگر چنیں آیہ کریمہ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا واللہ اعلم سگوشہ جد بکین شبہۃ اللہ علی طریق الحق والیقین کہ بعضے محققین از اہل بصیرت گفتہ اند کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعوث بتمام اجزائے عالم است شامل حیوانات و نباتات و جمادات لیکن ارسال باہل عقل از روئے تنعم و تکلیف و تبشیر و انذار ست و بغیر ایشاں بنا بر افاضہ و ایصال کمالی کہ لائق حال ایشاں باشد و مینمود جمع عقلا در قول مولیٰ تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ بر طریق تغلیب شامل است اقول و نیز در قول مولیٰ تعالیٰ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ بر طریق تغلیب شامل است پس ہر دو آیہ کریمہ عام طور سے دلالت کرتی ہے کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کی طرف مبعوث فرمائے گئے اور تمام خلق کی ہدایت کے واسطے بھیجے گئے۔ ۱۲ منہ۔

هُودًا وقال تعالیٰ وَاِلیٰ ثَمُودَ اَخَاهُمْ صَالِحًا وقال تعالیٰ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ و قال تعالیٰ ۔ وَاِلیٰ مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا وقال تعالیٰ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسیٰ بِاٰیٰتِنَا اِلیٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِہٖ وقال تعالیٰ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا اٰتَیْنَا اِبْرَاهِیْمَ عَلیٰ قَوْمِہٖ وقال تعالیٰ فی یُوْنُسَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلیٰ مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ وقال عن عیسیٰ علیہ السلام وَرَسُوْلًا اِلیٰ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لہذا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلیٰ قَوْمِہٖ لَا یَعْدُوْهَا ۔ نبی ایک بستی کی جانب مبعوث ہوتا جس سے تجاوز نہ کرسکتا۔ اور دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم ۔) وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلیٰ قَوْمِہٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلیٰ کُلِّ اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ ۔ ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا اور میں تمام سرخ وسیاہ چیزوں کی طرف مبعوث کیا گیا اور یہ ظاہر و باہر کہ شہنشاہِ ہفت کشور ایک شہر اور ایک قوم کے حاکم یا ایک ولایت کے بادشاہ سے بدرجہا افضل واعلیٰ بلند و بالا اور ذی اقتدار وعزت اور شوکت وجاہت والا ہوگا ۔ تو لاجرم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین تمام انبیائے کرام و مرسلین عظام سے افضل واعلیٰ اور سب سے زیادہ عزت ووجاہت شوکت وحشمت والے ہوئے ۔ غزل

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا
نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

جس کے تلووں کا دھوون ہے آبحیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

عرش و کرسی کی تھیں آئینہ بندیاں
سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی

جس کی دو بوندیں ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

ملک کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

انبیار سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کئے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی

روایت ہے کہ ایک روز حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ وَعَلٰی اَھْلِ السَّمَآءِ بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیار و ملائکہ پر افضل فرمایا۔ حاضرین نے انبیار پر وجہ تفضیل دریافت کی فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ وَقَالَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ فَاَرْسَلَہٗ اِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اللہ تعالیٰ نے اور پیغمبروں کے واسطے فرمایا۔ نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رسول سب لوگوں کے لئے پس حضور کو تمام جن وانس کا رسول بنایا۔ پھر جب کہ حضور تمام خلق کیلئے مبعوث فرمائے گئے اور کل عالم کے رسول بنائے گئے۔ جیسا کہ آیات واحادیث بالا میں گزرا ہے۔ تو آپ کی رسالت انبیار اولیا۔ ملائکہ جن وانس وحوش وطیور شجر و حجر سب کو شامل اور سب اس کے احاطۂ عامہ اور دائرۂ تامہ میں داخل کہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں۔ اور اس میں انبیا واولیا ملائکہ وغیرہ سب داخل ہیں محققین فرماتے ہیں کہ حضور تمام انبیا کے نبی اور تمام رسولوں

لہ حاشیہ صفو آئندہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

کے بعد سید کل ہادی سبل ہیں۔ اگر آپ حضرت آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ انبیائے سابقین کے زمانے ظہور فرماتے تو ان پر حضور کی مدد کرنا اور آپ پر ایمان لانا فرض ہوتا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضور پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنیکا انہیں حکم فرمایا ان سے اس پر عہد و پیمان لیا۔ جس کا ذکر قرآن عظیم میں فرمایا۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ۔ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا۔ یعنی یاد فرایئے اے حبیب۔ جبکہ عہد لیا خدا نے پیغمبروں سے کہ جو میں تمہیں کتاب و حکمت دوں، پھر آئے تمہارے پاس رسول تصدیق کرتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے۔ تو ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا۔ پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب انبیا نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے۔ پس اسی پیمان الٰہی اور حضور کے نبی الانبیا ہونے ہی کا باعث ہے کہ آخری زمانہ میں سیدنا عیسےٰ علیہ السلام نزول فرما کر باوجود

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) کما ذکر فی المواہب حیث قال قال الشیخ تقی الدین سبکی فی ہذہ الآیۃ الشریفۃ من التنویہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیم قدرہ العلی لا یخفی وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم فتکون رسالتہ ونبوتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ وتکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ ویکون قولہ وبعثت الی الناس کافۃ لا یختص بہ الناس من زمانہ الی یوم القیامۃ بل یتناول من قبلہم ایضا ویتبین بذلک معنی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد ثم قال فاذا عرفت ہذا فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ولہذا اظہر ذلک فی الآخرۃ جمیع الانبیاء تحت لوائہ وفی الدنیا کذلک لیلۃ الاسراء صلی بہم ولو اتفق مجیئہ فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ وبذلک اخذ اللہ المیثاق علیہم انتہی۔ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ آیہ کریمہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علوشان و رفعت مکان ظاہر ہوتی ہے کہ اگر آپ انبیائے سابقین کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو ان کے رسول ہوتے پس آپ کی نبوت زمانہ آدم علیہ السلام سے قیامت تک تمام خلق کو عام ہوگی۔ اور جملہ انبیاء اور انکے امم آپ کی امت ہوں گے اور آپ کا قول بعثت الی الناس کافۃ آپکے زمانہ کے لوگوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اگلے پچھلوں کو قیامت تک کیلئے شامل ہے اور اسی سے آپ کے قول کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد کے معنے بھی ظاہر ہوتے ہیں پھر فرمایا شیخ نے جب معلوم ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے نبی و رسولوں کے رسولوں کے رسول ہیں اور یہ قیامت میں ظاہر ہوگا۔ جبکہ تمام انبیاء آپ کے تحت لوا ہوں گے اور دنیا میں بھی ظاہر ہوگیا کہ شب اسرا سب نے آپ کی اقتدا کی اور اگر زمانہ آدم و نوح و ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ میں آپ مبعوث ہوتے۔ تو ان پر اور ان کی امتوں پر حضور پر ایمان لانا اور آپ کی مدد کرنا فرض ہوتا۔ ۱۲ منہ)۔

منصب رفیع نبوت پر ممور ہونیکے حضور کے امتی بن کر رہیں گے اور حضور کی شریعت پر عمل کریں گے۔ اور حضور ایک امتی و نائب یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ ابن مریم (عیسیٰ) تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (اخرج الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور یہی سبب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ مُوْسٰی حَیًّا لَیْسَ وَسِعَہٗ اِلَّا اَنْ یَّتَّبِعَنِیْ۔ یعنی قسم اس ذات کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے۔ اگر آج موسیٰ دنیا میں ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا کوئی گنجائش نہ ہوتی (رواہ احمد و الدارمی وغیرہا عن جابر رضی اللہ عنہ) اور یہی وجہ تھی کہ شب معراج تمام انبیائے کرام و مرسلین عظام نے حضور کی تصدیق و اقتدا فرمائی۔ اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے عیسیٰ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا۔ اور تیری امت سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں۔ (رواہ الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور اس کا پورا ظہور قیامت کے روز ہوگا جب کہ سائر انبیاء و مرسلین تحت لوائے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہم اجمعین ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ وَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ (رواہ احمد و ترمذی و ابن ماجہ) میں قیامت کے روز اولادِ آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اور یہ کچھ فخر سے نہیں کہتا اور آدم اور ان کے ماسوا تمام نبی میرے نشان کے نیچے ہوں گے۔ بلکہ عالم ظاہری میں بھی تمام انبیاء آپ کی تصدیق فرماتے۔ اور اپنی امتوں کو آپ کے اتباع و فرمانبرداری کی وصیت فرماتے اور یہ وصیت عین تائید و ترویج دین حضور تھی۔ لہٰذا بہت سے یہود و نصاریٰ انبیائے سابقین کی پیشین گوئی کو صدق دعویٰ کی دلیل کامل سمجھ کر حضور پر ایمان لائے اور ان کے ایمان لانے سے دینِ اسلام کو ترقی اور مسلمانوں کو تقویت ہوئی بلکہ چار نبی حضرت ادریس حضرت عیسیٰ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام کہ بعد بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے اور اسی عالم میں ہیں۔ انہوں نے آپ کی تصدیق فرمائی اور تائید دین اسلام کی روز قیامت حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور کی امت میں شامل ہونگے۔ جیسا کہ شفا شریف میں مروی ہوا کہ حضور فرماتے ہیں۔ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ یَّکُوْنَ اِبْرَاھِیْمُ وَعِیْسٰی کَلِمَۃُ اللہِ فِیْکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

ثُمَّ قَالَ اِنَّهُمَا فِیْ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ - کیا تم راضی نہیں کہ ابراہیم وعیسیٰ کلمۃ اللہ قیامت کے روز تم میں شمار کئے جائیں - پھر فرمایا - وہ دونوں روز قیامت میری امت ہوں گے - مگر اس مقام پر ظاہر بینوں میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور تو سب نبیوں کے بعد مرتبہ رسالت پر فائز ہوئے پھر آپ کی رسالت انہیں کس طرح شامل ہو سکتی ہے - لہٰذا علمائے کرام نے یہ شبہ اٹھانیکے واسطے تصریح فرمادی کہ ہمارے حضور اگرچہ بعثت میں سب سے پیچھے ہوئے لیکن مرتبہ رسالت پر سب سے پہلے فائز ہوئے - جس پر حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ حجت قاطع و برہان ساطع ہے - اسی طرح آپ کی رسالت ملائکہ کو بھی شامل ہے - کہ معراج کی شب ان سب نے آپ کی تصدیق فرمائی - اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ سے استفادہ علوم واسرار مکتوم فرمایا - بلکہ آپ کا عالم ارواح میں بھی دعوت فرمانا ثابت ہے جسکی تصریح مطالع المسرات و در منضود میں موجود ہے - سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور عالم ارواح میں بھی دعوت ونصیحت فرماتے - غرضکہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انس وجن وحوش وطیور شجر وحجر وغیرہ تمام عالم کی طرف رسول بناکر بھیجے گئے اور جس طرح انسان آپکا کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہوئے - حضور پر ایمان لائے - اسی طرح جنات بھی مسلمان ہوئے اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کے مطیع ومنقاد بنے کما قال اللہ تعالیٰ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ الآ روایت ہے کہ ایک روز حضور تمام کے وقت بطن نخلہ میں کہ مکہ سے ایک شب کی راہ ہے تشریف فرما ہوئے اور شب کو وہیں رہنے کا ارادہ کر کے نماز میں مشغول ہوئے کہ ناگاہ سات یا نو نفر جن اس جگہ سے گذرے کہ حضور کے گیسوئے معنبر کی خوشبو ان کی ناک اور تلاوت قرآن کی آواز ان کے کان میں پہنچی - ٹھہر گئے اور بعد فراغ نماز وتلاوت قرآن حضور پر اپنے کو ظاہر کیا - حضور نے فی الفور انہیں دعوت اسلام دی اور ایمان لانے کی ہدایت کی سب نے بے تکلف قبول کی اور کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان اور تابع فرمان ہوئے - چلتے وقت حضور نے ان سے فرمایا کہ تم جاکر اپنی قوم کو بھی اس دین کی دعوت دینا اور میرا پیغام پہنچانا - سب نے بجان ودل فرمان والاشان سید الانس والجان قبول کیا - جس کی خبر خدا تعالیٰ اس آیۃ کریمہ میں دیتا ہے - وَ اِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْہُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِہِمْ مُّنْذِرِیْنَ - الغرض جب وہ اپنے قبائل میں پہنچے فصاحت وبلاغت قرآن عظیم اور صباحت وملاحت نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے ان کو خبر دی - پس ایک جماعت

کر ان میں سے سماع قرآن عظیم و زیارت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا شوق دامنگیر ہوا۔ اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضور کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو روشن اور نور ایمان سے اپنے قلوب کو منور کیا روایت ہے کہ اس واقعہ کے تین ماہ بعد دوسرا گروہ جنات کا زیارت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے آیا جبریل نے ان کے آنے سے حضور کو آگاہ کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مکہ کے درختوں میں سے ایک درخت نے خدمت اقدس میں آکر بزبان فصیح عرض کی یا رسول اللہ ایک جماعت جنوں کی برائے ملاقات حضور حاضر ہوئی ہے اور حجوں میں قیام پذیر ہے۔ حضور نے یہ خبر سنکر اپنی قوم کو آگاہ کیا اور کہا کہ میں آج کی رات اس امر پر مامور ہوا ہوں کہ انہیں جاکر دعوتِ اسلام دوں اور قرآن عظیم سناؤں۔ تم میں سے کون میرے ہمراہ چلے گا۔ یہ سنکر سب خاموش ہوئے کہ حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں ہمراہ حضور چلوں گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو لیکر حجون میں تشریف فرما ہوئے۔ اور انگشت مبارک سے ایک دائرہ کھینچ کر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا۔ کہ تم اس دائرے میں بیٹھو اور اس سے ہرگز تجاوز نہ کرو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت قرآن عظیم میں مشغول ہوئے اور سورہ طٰہٰ پڑھنا آغاز کی کہ ہر چہار اطراف و جوانب سے جنوں نے حاضر ہو کر شرف ملازمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کیا۔ اور وہ بنابر ایک روایت کے بارہ ہزار اور دوسری روایت کے ساٹھ ہزار تھے اور تیسری روایت میں ہے کہ ان کے چالیس علم تھے اور ہر علم کے تحت میں جمع کثیر و جم غفیر تھا۔ غرض وہ سب آس پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہوئے حضور نے نماز سے فارغ ہو کر انہیں دعوتِ اسلام دی۔ سب نے بلا انکار قبول کی اور صدق دل سے کلمہ شہادت پڑھ کر حضور کے تابعدار اور فرمانبردار ہوئے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ۱۲ نفر منتخب فرماکر انہیں احکام و شرائع اسلام تعلیم فرمائے اور حکم کیا کہ تم ان سب کو تعلیم دینا پس وہ دولتِ ایمان و شرفِ ملازمت سید الانس و جان علیہ صلوٰۃ اللہ المنان سے مالامال ہو کر اپنے اپنے اماکن و اوطان کی طرف مراجعت فرما ہوئے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ اس رات میں نے مثل کرگس کے چند شبیہ دیکھے کہ حضور کے پاس آتے تھے اور آوازہائے عظیم سناتے۔ جنکو سن کر مجھے خوف پیدا ہوتا تھا۔ مبادا کوئی آفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عائد نہ ہو۔ حد ان لوگوں نے اس قدر اژدہام کیا تھا کہ میرے اور حضور کے درمیان حجاب ہو گیا تھا۔ اور حضور کی آواز مجھے سنائی نہیں دیتی تھی۔ بعد ایک عرصہ کے مثل ایک ابر

کے ٹکڑوں کے جانا شروع ہوئے اور آہستہ آہستہ لیک ایک قوم وگروہ روانہ ہوا اور وہ حجاب منقطع ہوا۔
جب صبح ہوئی حضور میرے پاس تشریف فرما ہوئے اور مجھ سے پوچھا تونے کیا دیکھا۔ میں نے عرض کی۔ یا
رسول اللہ! کالے آدمی کپڑے پہنے دیکھے۔ فرمایا وہ جنات نصیبین تھے۔ مجھ سے انہوں نے اپنی اور اپنے
جانوروں کی خوراک طلب کی۔ میں نے ان کی خوراک چھوڑی ہوئی ہڈی اور ان کے جانوروں کی خوراک گوبر
مقرر کی۔ میں نے حضور سے عرض کی کہ ہڈیاں اور گوبر انہیں کس طرح کفایت کریگا۔ فرمایا جو ہڈی ہم کھا کر
پھینکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس پر بمقدار سابقہ گوشت کے پیدا فرمائیگا اور جتنے دانوں سے وہ گوبر بنا ہوگا
اتنے ہی دانے اللہ تعالیٰ ان کے چارپایوں کے واسطے اس سے ظاہر فرمائے گا۔ اسی واسطے حضور
اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں ارشاد فرمایا ہے۔ لَا تَسْتَنْجُوْا بِالْعَظْمِ وَلَا بِالرَّوْثِ
فَاِنَّهَا زَادُ اِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ۔ استنجا نہ کرو تم ہڈیوں اور گوبر سے کہ وہ تمہارے بھائی جنوں کا
کھانا ہے تو ظاہر ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح انسانوں کے رسول تھے اسی طرح جنوں کے
بھی تھے رہے وحوش وطیور شجر وحجر سو وہ بھی حضور کو اللہ کا رسول جانتے حضور کی تصدیق کرتے حضور کا کلمہ
پڑھتے۔ آپکے مطیع ومنقاد ہوتے اور تعظیم وتوقیر کرتے اور جس کو بلاتے فوراً حاضر ہوتا اور سجدہ کرتا ؎

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً ۔۔۔ تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمٍ

اور بآواز فصیح کہتا السلام علیک یا رسول اللہ، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت
ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میرے پاس جبریل رسالت لیکر آئے یعنی میں مرتبہ رسالت
پر فائز ہوا تو لَا اَمُرُّ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تو نہیں گزرتا تھا
کسی پتھر و درخت پر مگر وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ، بیہقی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ
لَمْ يَكُنْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ اِلَّا سَجَدَ لَهٗ یعنی نہیں گزرتے تھے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کسی شجر یا حجر پر مگر وہ حضور کو سجدہ کرتا۔ ترمذی و دارمی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے
راوی كُنَّا بِمَكَّةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَخَرَجَ اِلٰى بَعْضِ نَوَاحِيْهَا
فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ شَجَرٌ وَلَا جَبَلٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَحَجَرٌ اِلَّا قَالَ لَهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ مکہ میں تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعض اطراف
جوانب میں تشریف لائے پس کوئی درخت اور پتھر حضور کے سامنے نہ آتا تھا مگر عرض کرتا السلام علیک

یارسول اللہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضور کے ہمراہ ایک سفر میں تھا کہ ایک اعرابی آپ کے پاس سے گزرا حضور نے اس سے کہا کہ کہاں جاتا ہے۔ کہا اپنے اہل کی طرف فرمایا۔ کیا تجھے خیر کی رغبت ہے کہا وہ کیا ہے فرمایا شہادت دے تو کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ کہا۔ آپ کے دعوے کا کون شاہد ہے۔ فرمایا یہ درخت کھجور کا پس وہ درخت حضور کی زبان فیض ترجمان سے یہ الفاظ سنتے ہی زمین چیرتا ہوا خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور نے اس سے شہادت چاہی اس نے باَواز فصیح تین بار شہادت دی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ پھر اپنے مکان کو واپس گیا (رواہ الدارمی و البیہقی و البزار) ایک بار ایک اعرابی حضور کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس پر اسلام پیش کیا۔ اس نے کہا۔ آپ کی سچائی کی کیا علامت ہے۔ فرمایا اس درخت سے جاکر کہہ کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں۔ پس وہ درخت یہ سن کر چاروں طرف ہلا اور اس کی جڑیں اکھڑ گئیں۔ پھر وہ زمین چیرتا ہوا اور جڑوں کو گھسیٹتا ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور السلام علیک یا رسول اللہ کہا۔ اعرابی بولا اب اسے اس کی جگہ پر واپس کیجئے۔ آپ نے اسے واپسی کا حکم فرمایا۔ وہ واپس آکر اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کی جڑیں اپنی اپنی جگہ پر جم گئیں (رواہ البزار عن بریدۃ رضی اللہ عنہ) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ جب لیلۃ الجن جنوں نے حضور سے کہا آپ کی رسالت اور خدا کی واحدانیت پر کون شاہد ہے۔ آپ نے فرمایا یہ درخت اور اسے بلایا۔ پس وہ اپنی جڑیں گھسیٹتا ہوا آیا۔ اور آکر حضور کی شہادت دی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ایک بار ایک اور اعرابی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ اگر میں اس شاخ کو بلاؤں تو تو ایمان لائے گا۔ اور مجھے اللہ کا رسول جانے گا۔ کہا ہاں۔ پس آپ نے اسے بلایا وہ درخت سے جدا ہو کر خدمت تعالیٰ میں حاضر ہوئی۔ پھر واپسی کا حکم فرمایا۔ وہ اپنی جگہ جاکر لگ گئی۔ (رواہ البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما) ایکبار حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو صدقہ و خیرات کی طرف دلالت فرمارہے تھے ایک شخص نہایت عمدہ اونٹ لیکر آیا حضور کو اچھا معلوم ہوا۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اسے میرے واسطے خرید لو انہوں نے اسے خرید کر حجرے میں باندھ دیا۔ حضور ایک شب اس پر

گزرے۔ اس نے حضور کو دیکھ کر بزبان فصیح و آواز بلیغ عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ رب العالمین حضور نے اس کی جانب التفات فرمایا اور اس کا حال پوچھا۔ عرض کی کہ میں اب سے پہلے اغضب نامی ایک شخص کے پاس تھا۔ ایک رات اس سے بھاگ کر کوہ و صحرا میں گیا۔ جب رات ہوئی تو تمام گرد و نواح کے جانور میرے پاس جمع ہوئے اور آپس میں کہنے لگے اسے اذیت نہ دو۔ کہ یہ مرکب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے میں اس روز سے نہایت خوش رہتا تھا۔ یہاں تک کہ آج اس دولت سے مشرف ہوا۔ روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ بقیع مرقد میں تشریف فرما ہوئے اور صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے کہ ایک بھیڑیا دور سے حضور کی طرف آتا نظر آیا۔ حضور نے فرمایا۔ اس بھیڑیے کو راہ دو۔ کہ یہ قاصد بن کر آیا ہے۔ جب وہ حضور کے قریب آیا۔ بزبانِ فصیح گویا ہوا کہ اے رسول اللہ مجھے اس جنگل کے درندوں نے جمع ہو کر خدمتِ عالی میں اس واسطے بھیجا ہے۔ کہ حضور اپنی امت سے فرما دیں کہ وہ اپنے جانوروں سے جو مناسب سمجھیں ہمارا حصہ جدا کر دیں۔ پھر ہم ان کے چوپایوں سے کچھ تعارض نہ کیا کریں گے۔ حضور نے صحابہ کرام کو ان کا پیغام فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمارے جانوروں پر زکوٰۃ فرض فرما دی ہے۔ اب ہم ان میں سے درندوں کیواسطے کچھ مقرر نہ کر سکیں گے۔ پس حضور نے بھیڑیے سے فرمایا۔ سن جو ہماری امت نے کہا۔ بھیڑیا بولا مجھے درندوں نے ان کی خدمت میں نہیں بھیجا ہے۔ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپ جو فرمائیں گے میں ان سے جا کر کہہ دوں گا۔ فرمایا جو میرے اصحاب نے کہا وہی میں کہتا ہوں اور جو تجھے کہنا ہو کہہ۔ عرض کی درندوں نے کہا ہے کہ ہم آپ کی بد دعا اور ملامت کی وجہ سے یہ امر چاہتے تھے۔ اب چونکہ وہ ہمارا حصہ معین کرنے سے انکار کرتے ہیں تو ہمیں بد دعا اور نفرین سے معذور رکھیں۔ جو ہماری تقدیر میں ہوگا ان چوپایوں سے لیں گے۔ حضور نے اس کی یہ عرض قبول کی۔ پس بھیڑیا دم ہلاتا اور یہ کہتا چلا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانَا دَعْوَتَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ مجھ سے سفیان ابن حرب نے کہا۔ کہ میں قیصر روم کے پاس تھا۔ پس اس کی اور اس کے ملازموں کی زبانی حضور کے بے انتہا اوصاف سنتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک گھوڑے پر گزرا۔ کہ اپنے مالک سے بھاگا ہوا جنگل میں پھرتا تھا۔ میں نے اسے پکڑنا چاہا۔ پس اس نے باآواز کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا۔ مجھے اس کے تکلم پر تعجب ہوا۔ کہ اس گھوڑے نے کہا۔ کیا اس

سے بھی زیادہ تعجب خیز بات سننا چاہتا ہے۔ کہا ہاں، کہا وہ یہ ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور بے عقل و عشق صبح و شام رزق دیا، مگر پھر بھی تو اس کلمہ سے انکار کرتا ہے اور رسول اللہ پر ایمان نہیں لاتا ہے۔ میں نے کہا رسول کون ہے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم النبی العربی الہاشمی القرشی الابطحی المکی المدنی۔ روایت ہے کہ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کہیں تشریف لیگئے تھے اور مولا علی کرم اللہ وجہہ کا انتظار فرما رہے تھے کہ آپ ایک اعرابی کو گرفتار کرکے لائے۔ حضور نے اس اعرابی سے فرمایا، تو کون سے قبیلے سے ہے۔ کہا مزینہ سے۔ پھر کہا کیا تو میرے ساتھ ایک ایسے کلمے میں موافقت کر سکتا ہے۔ جو زبان پر نہایت ہلکا اور میزان میں گراں اور نہایت فائدہ مند و نفع رساں ہے اس نے کہا کہ وہ کیا کلمہ ہے۔ حضور نے فرمایا شہادۃ لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ۔ اعرابی بولا کہ حقیقت میں اگرچہ یہ کلمہ نہایت خفیف ہے۔ مگر لات و عزیٰ کی قسم مجھ پر کوہِ احد سے بھی گراں تر ہے۔ پھر وہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے عمر یہ جھوٹا ساحر ہے کہ لوگوں کو دینِ ہبل کی طرف بلاتا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلمات بیہودہ سن کر اس کے قتل کو تلوار نکالی۔ حضور نے فرمایا ابھی جلدی نہ کرو اللہ اسے ہدایت فرمائے گا۔ پھر حضور نے اسے فرمایا اَسْلِمْ تَسْلَمْ (اسلام لا سلامت رہیگا)، اعرابی بولا کہ جب تک آپ یہ نہ بتائیں گے کہ میرے توبرے میں کیا ہے۔ ایمان نہ لاؤں گا۔ فرمایا اگر بتاؤں تو ایمان لائے گا۔ کہا ہاں۔ فرمایا تیرے توبرے میں ایک آہو ہے کہ آج تو نے اسے اسیر کیا ہے۔ وہ بولا جب تک وہ آہو آپ پر ایمان نہ لائے گا اور آپ سے باتیں نہ کرے گا۔ میں ایمان نہ لاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اپنا توبرا میرے سامنے لا وہ توبرا لایا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس توبرہ میں ڈال کر آہو نکالا اور اس سے فرمایا اَیَّتُهَا الظَّبْیَةُ الْخَرْسَاءُ اِنْطِقِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔ اے آہوئے بے زبان گویا ہو خدا کے حکم سے۔ پس اس نے بزبانِ فصیح کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا۔ پھر حضور نے اس سے پوچھا کہ اے آہو! تو اس اعرابی کے جنگل میں کس طرح پھنسا۔ عرض کی یا رسول اللہ میرے دو بچے شیر خوار ہیں، لیکن میرے پستان میں دودھ نہ تھا۔ اور بچے بھوکے تھے۔ رات بھر مجھے اور میرے بچوں کو بھوک کی شدت سے چین نہ پڑا۔ صبح کو کھانا تلاش کرنے کے لئے نکلی کہ اس صیاد کے جنگل میں پڑی۔ حضور مع صحابہ کرام اس مصیبت پر روئے۔ پھر اعرابی سے فرمایا۔ اس ہرنی کے ایمان لانے اور بات کرنے پر ایمان

لانے کا وعدہ کیا تھا۔ اب ایمان لا اور مسلمان ہو اعرابی نے کہا تعجب ہے کہ یہ آہو ایمان لائے اور میں کافر ہوں۔ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا۔ حضور اس کے ایمان لانے سے بہت خوش ہوئے۔ روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جانب یمن بھیجا۔ اور ان سے فرمایا کہ تم جب یمن کے فلاں عقبہ پر پہنچو گے تو لوگ تمہارا استقبال کریں گے تم اس وقت وہاں کے ڈھیلے اور پتھروں سے کہنا۔ یَا حَجَرُ یَامَدَرُ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَقْرَءُ کُمُ السَّلَامَ۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ جب میں اس عقبہ پر پہنچا دیکھا کہ لوگ میرے استقبال کو آئے ہیں پس میں نے بموجب حکم حضور کہا السلام علیک یا حجر یا مدر رسول اللہ یقرؤ کم السلام۔ پس اتنا کہتے ہی زمین میں جوش وخروش پیدا ہوا کہ علی رسول اللہ السلام اور اس زمین کے ڈھیلوں پتھروں نے جواب سلام دیا جب اس گروہ نے یہ واقعہ دیکھا۔ بے ساختہ کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اور سب کے سب ایمان لائے۔ روایت ہے کہ ایک بار بارہ ہزار کافرین کے حضور کی آزمائش کے واسطے آئے۔ اور اپنے ساتھ ہبل نامی بت جس کی بہت عزت وتعظیم کرتے تھے لائے اور اسے لباس وزیورات سے آراستہ کر کے پہاڑ پر رکھا حضور اس کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں دعوتِ اسلام دی۔ انہوں نے حضور سے معجزہ طلب کیا حضور اس بت کے پاس آئے اور عصائے مبارک اس کے سر پر رکھ فرمایا مَنْ اَنَا یَاھُبَلُ۔ میں کون ہوں اے ہُبل۔ اس نے بزبان فصیح کہا۔ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یہ دیکھ کر کفار حیران و ششدر ہوئے اور سب نے صدق دل سے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا۔ روایت ہے کہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک صیاد کے جال میں ہرنی پھنسی تھی۔ اتفاق سے حضور بھی اس پر گزرے۔ اس نے حضور کو دیکھ کر بلایا۔ آپ گئے اس نے کہا۔ میں بلا دودھ پلائے اپنے بچوں کو جو اس پہاڑ میں ہیں نکلی تھی۔ آپ مجھے اپنی ضمانت پر اس شکاری سے ذرا دیر کو چھڑا دیجئے۔ میں ابھی دودھ پلا کر آؤں گی ہرنی حضور سے یہ کہہ رہی تھی کہ شکاری آیا۔ حضور نے اس سے کہا۔ اس نے کہا۔ بھلا وحشی جانور بھی چھوٹ کر ہاتھ آیا ہے اگر آپ اس کے ضامن ہیں اور اس امر پر راضی ہوں کہ اگر وہ نہ آئے گی تو اس کے عوض میں آپ کو قتل کر دوں گا۔ حضور نے تبسم فرما کر کہا۔ کہ اگر وہ واپس آئیگی تو تجھے خدا پر ایمان لانا ہوگا۔ وہ اس پر راضی ہوا۔ حضور نے اپنا دست مبارک اس آہو کی پشت پر رکھ کر پانچ ساعت کیواسطے مہلت دی۔ اور خود اس کافر شکاری کے پاس انتظار آہو میں تشریف فرما ہوئے کہ پانچ ساعت کے اندر

ہی وہ ہرنی حاضر ہوتی۔ حضور نے اس سے فرمایا میں نے تجھے پانچ ساعت کی مہلت دی تھی۔ کہ تیرے بچے اچھی طرح سیر ہو کر دودھ پی لیں۔ تو اتنی جلدی کیوں واپس آ گئی ہرنی نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں اور میرے فرزند حضور پر قربان۔ جب میں اپنے بچوں کے پاس پہنچی تو وہ بولے۔ کہ اے ماں۔ آج تیرے جسم سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ کبھی نہ آئی تھی۔ میں نے کہا کہ یہ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی ہے کہ انہوں نے شکاری سے صرف تمہارے دودھ پلانے کے واسطے اپنی ضمانت پر رہا کیا ہے اور میری پشت پر رہا کرتے وقت اپنا دست مبارک پھیرا ہے تو وہ بچے بولے کہ اے ماں جلد جا اور رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ضمانت سے چھڑا۔ ہمیں یہ گوارا نہیں ہے کہ حضور ضمانت میں ہوں اور ہم دودھ پئیں۔ لہٰذا میں فوراً حاضر ہوئی۔ تاکہ آپ میری ضمانت سے باہر آئیں۔ جب اس کافر شکاری نے ہرنی کی یہ گفتگو سنی۔ صدق دل سے مسلمان ہوا۔ اور اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ کہہ کر اس ہرنی کو آزاد کیا۔ اس وقت وہ ہرنی خوشی سے پھولی نہ سماتی اور راہ میں بزبان فصیح یہ کلمہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ کہتی جاتی تھی۔ یہ واقعہ کئی مرتبہ حضور سے ظہور میں آیا ایک بار ایک اعرابی جس کا نام سعید یا معاذ تھا۔ ایک سوسمار (گوہ) پکڑ کر لایا۔ راہ میں کچھ لوگ جمع دیکھے۔ سبب اجتماع پوچھا معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ لوگ جمع ہیں۔ پس وہ اعرابی بھی اس مجمع میں پہنچا اور حضور سے عرض کیا۔ کہ میرے نزدیک دشمن اور دروغگو آپ سے زیادہ کوئی نہیں۔ اس پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مارنے کا ارادہ کیا۔ حضور نے فرمایا یہ حلم سے بعید ہے۔ اسے درگذر کرو۔ پھر اس اعرابی سے فرمایا کہ میں تمام زمین و آسمان اور تمام جن وانس و ملائکہ میں موصوف ہوں تو خدا سے ڈر اور بتوں کی عبادت کو ترک کر اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی واحدانیت اور میری رسالت کا اقرار کر۔ وہ بولا قسم ہے لات وعزیٰ کی جب تک یہ گوہ آپ کی تصدیق نہ کرے گی اور ایمان نہ لائیگی میں آپ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ اور اسے حضور کے سامنے ڈال دیا۔ گوہ نے اپنے کو رہا دیکھ کر ارادہ بھاگنے کا کیا۔ مگر چونکہ ہمارے حضور سید المرسلین اور فرمانروائے زمین وزمان تھے اور وہ گوہ بھی عالم کا ایک فرد تھی۔ لہٰذا حضور نے اس سے فرمایا۔ اَیُّھَا الضَّبُّ اَقْبِلْ اے سوسمار کہاں جاتی ہے۔ ہماری سرکار میں حاضر ہو پس وہ گوہ فرمان والا شان سید انس وجان سنتے ہی واپس آئی۔ پھر حضور نے

اس سے فرمایا یَا ضَبُّ اس نے بزبان فصیح کہا۔ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ میں حضور کی تابعداری و فرمانبرداری کو حاضر ہوں۔ فرمایا تو کس کی عبادت کرتی ہے عرض کی اس خدا کی جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی بادشاہت زمین و زمان میں ہے اور دریا جس کی سبیلیں ہیں اور بہشت میں جس کی رحمت ہے۔ اور دوزخ میں جس کا عذاب ہے فرمایا میں کون ہوں۔ عرض کی آپ پروردگار عالم کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ جو آپ کی تصدیق کریگا۔ فلاح و رستگاری پائے گا اور جو تکذیب کرے گا۔ خوار و ذلیل و رسوا ہوگا۔ اور دونوں جہان میں زیان و نقصان اٹھائے گا۔ جب اعرابی نے یہ کلمات سوسمار کی زبان سے سنے متحیر ہوا اور کلمہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ زبان پر جاری کیا اور زمرۂ اہل ایمان میں شامل ہوا۔ ایک بار ایک آہو کے پکڑنے کو ایک بھیڑیا دوڑا۔ وہ بھاگ کر زمین حرم میں داخل ہوا۔ اور بیٹھ گیا۔ بھیڑیا بباعث ادب حرم محترم رک رہا اور شکار سے باز رہا۔ سفیان ابن حرب و مخزمہ بن نوفل نے یہ حال دیکھ کر تعجب کیا کہ بھیڑیے نے بزبان فصیح ان سے کہا۔ کہ تم میرے حال پر تعجب کرتے ہو حالانکہ تمہارا حال اس سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دعوت ایمان دیتے ہیں اور تم اسے قبول نہیں کرتے اور انہیں سچا نہیں سمجھتے۔ خدا کی قسم نہ کسی آنکھ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل دیکھا نہ کسی کان نے ان کی مانند سنا۔ تو ثابت ہوا کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ اور تمام خلق کو ہر چھوٹی بڑی سیاہ و سفید شے کو حضور کے دائرہ رسالت میں داخل فرمایا۔ اور یہ منصب رفیع رسالت و مرتبہ منیع نبوت روز ازل قبل تخلیق سائر انبیائے کرام حضور کو تفویض ہوا جس پر حدیث[1] کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ دال ہے لیکن ظہور اس کا بعد پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیسویں سال ہوا۔ اس سے قبل حضور اکیلے غار حرا میں تشریف فرما کر اپنے رب عز و جل کی طاعت و عبادت کیا کرتے تھے اور معرفت ذات و صفات حق میں مستغرق رہا کرتے۔ اور چند روز خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہ کر احباب و اعزا کو دیکھ کر پھر غار حرا میں جاتے اور کھانا پینا ہمراہ لے جاتے اور وہاں عبادت الٰہی میں بسر کرتے۔ بعض روایات میں آیا ہے۔ کہ آپ ہر سال ایک مرتبہ مکہ سے باہر تشریف لاتے اور ایک ماہ غار حرا میں خلوت نشینی فرما کر اپنے آئینۂ دل رجا کو ذکر الٰہی سے روشن و منور اور روح کو تر و تازہ فرماتے جب مہینہ

---

[1] یعنی میں نبی تھا۔ حالانکہ آدم روح و جسد میں تھے۔ یعنی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ رواہ ابن السعد فی الطبقات و ابو نعیم فی الحلیہ عن میسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ۔

تمام ہوتا۔ تو سات مرتبہ طواف خانہ کعبہ کرتے، پھر خانۂ خدیجہ میں تشریف فرما ہوتے انتباہ قبل بعثت عبادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اقوال علما مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ عبادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غار حرا میں محض تفکر و تدبر در مصنوعات و مخلوقات تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کی عبادت بذکر و فکر دونوں طرح تھی۔ مصنوعات میں تو تفکر و تدبر کرکے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کیا کرتے تھے اور ذکر قلبی و لسانی سے مشام جان کو روشن و منور فرماتے تھے ؎

روشنائی دل از ذکر میسر گردد	لیکن آن ذکر کہ با فکر مقرر گردد
ذکر نوریست کہ چون در دل و جان شعلہ زند	ظاہر و باطن ازاں نور منور گردد ۱۲

اسی طرح عمل بشرائع سابقہ میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ قبل بعثت کسی نبی کی شریعت پر عمل نہ فرماتے تھے۔ کہ آپ مقتدائے کل تھے۔ اور مقتدی کو مقتدی ہونا لائق و سزاوار نہیں اور بمقتضائے آیہ کریمہ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ کہتے ہیں کہ حضور قبل بعثت انبیائے سابقین کی شریعت پر عمل فرماتے تھے۔ لیکن وہ معین نہیں کرتے ہیں کہ کس نبی کی شریعت پر عمل کرتے تھے اور بعض معین کرکے کہتے ہیں کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت پر قبل بعثت عمل فرمایا کرتے۔ یہی قول صحیح اور مختار ائمہ کبار ہے اور بعض کے نزدیک حضرت موسیٰ اور بعض کے نزدیک حضرت عیسیٰ اور بعض کے نزدیک حضرت نوح علی نبینا علیہم السلام کی شریعت پر عمل کرتے تھے۔ اور بعض اس مسئلہ میں توقف اولیٰ و انسب جانتے ہیں۔ واعلم عند اللہ العزیز العلام۔ **الغرض** جب وقت ظہور رسالت قریب آیا۔ اور ایام وحی نزدیک ہوئے تو آپ نے انتظام خلوت گزینی زیادہ فرمایا اور عبادت الٰہی میں کثرت و زیادتی کی، کہ ناگاہ ستائیسویں رمضان المبارک کو دوشنبہ کے دن حضور پر حق ظاہر اور قرآن نازل ہوا اور جبرئیل امین وحی لیکر آئے اور خدمت اقدس میں عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ف تذییل معارج میں روایت ہے کہ جب جبرئیل وحی لیکر آئے حضور قیلولہ فرما رہے تھے کہ جبرئیل نے پیچھے سے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متنبہ کیا۔ آپ نے اٹھ کر چپ و راست دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا تب پھر آپ نے تکیہ فرمایا۔ جبرئیل نے دوبارہ باواز کہا قم یا محمد۔ آپ نے اٹھ کر دیکھا کہ ایک شخص میرے آگے سے رواں ہوا ہے آپ نے اس کا تعاقب کیا۔ جب وہ صفا و مروہ کے درمیان پہنچا۔ تو یکایک بڑھنا شروع ہوا اور اتنا بڑھا کہ سر اسکا آسمان میں جا لگا اور پیر زمین میں پہنچے اور پروں نے اسکے مشرق و مغرب کو گھیر لیا۔ رنگ و بازو و بال سبز پیشانی چمکدار اور رخسارہ نورانی دانت مثل موتی کے سفید بال سر سرخ

تمہیں بشارت ہو کہ میں جبریل ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب سے وحی لے کر آیا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں جن و انس پر مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ آپ ان سب کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کیطرف بلائیے اور وحدانیت رب جل و علا تعلیم فرمایئے اور میں جو خدا کی جانب سے وحی لیکر آیا ہوں اسے پڑھیے۔ حضور نے فرمایا میں امی ہوں کچھ پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ پس جبریل نے حضور کو اپنی بغل میں لیکر اتنا دبایا کہ آپ بے طاقت ہو گئے۔ پھر چھوڑ کر فرمایا۔ پڑھیے۔ حضور نے جواب دیا۔ میں پڑھا نہیں ہوں۔ پس جبریل نے دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بغل میں دبایا کہ آپ کی طاقت طاق ہوئی اور قریب بیہوش ہو جانیکے ہوئے تب جبریل نے چھوڑ کر فرمایا پڑھو۔ آپ نے جواب دیا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پس جبریل نے پھر آپ کو اپنی بغل میں دبایا اور فرمایا پڑھ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔ ایک روایت میں ہے کہ بعد تین بار دبانے کے جبریل نے پہلے آپ سے اعوذ پڑھوائی پھر بسم اللہ پھر اقرا تا مالم یعلم بعد ازاں جبریل نے اپنا پاؤں زمین پر مارا۔ کہ چشمہ آب جاری ہوا۔ جبریل نے اس سے وضو کرکے حضور کو دکھایا اور کہا کہ آپ بھی اسی طرح وضو کیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بموجب کہنے جبریل کے اس چشمہ سے اسی طرح وضو فرمایا بعد ازاں جبریل نے ایک چلو پانی لیکر حضور کے چہرۂ اطہر پہ چھڑکا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمراہ لیکر نماز پڑھی اور حضور نے ان کی اقتداء کی۔ بعد فراغ نماز خدمت اقدس میں عرض کی کہ اس طرح وضو کیب

(بقیہ گزشتہ) آنکھیں سرگیں۔ جن کے درمیان کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ منقوش تھا۔ اور سر پر تاج مرصع بزمرد و جواہر رکھا تھا۔ حضور کو جو یہ عجیب و غریب صورت نظر پڑی خوف معلوم ہوا۔ اور اس سے استفسار کیا۔ مَنْ اَنْتَ رَحِمَكَ اللّٰهُ وَاِنِّيْ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَعْظَمَ مِنْكَ خَلْقًا وَلَا اَحْسَنَ مِنْكَ وَجْهًا۔ یعنی تم کون ہو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے کہ میں نے تم سا قد و قامت و شکل و شباہت و حسن و جمال میں کبھی کوئی نہیں دیکھا۔ جبریل نے عرض کی اَنَا رُوْحُ الْاَمِيْنِ الْمُنْزَلُ اِلٰى جَمِيْعِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔ میں روح الامین ہوں اور تمام انبیاء و مرسلین پر وحی لیکر نازل ہونے والا ہوں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ آپ بھی پڑھیں۔ حضور نے جواب دیا۔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پس جبریل نے ایک نامہ اپنے پر دل سے نکالا اور حضور کے روبرو پیش کیا۔ آپ نے وہی جواب دیا کہ میں پڑھا نہیں ہوں اور نہ اس نامہ میں کچھ لکھا دیکھتا ہوں

باقی مثل حدیث مذکورہ ۱۲ منہ

سنبھیئے اور نماز پڑھا کیجئے ۔ بعدہٗ جبریل نے آسمان کی جانب صعود کیا ۔ اور حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترساں و لرزاں گھر کی طرف رجوع فرمایا ۔ راہ میں جس ڈھیلے پتھر پر گزر فرماتے وہ باواز بلند حضور پر سلام عرض کرتا ۔ اور السلام علیکم یارسول اللہ کہتا ۔ جب مکان پر تشریف فرما ہوئے ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا ۔ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ مجھے کچھ اڑھاؤ مجھے کچھ پہناؤ ۔ پس بی بی صاحبہ نے آپ کو کملی اڑھائی اور آب سرد آپ پر ڈالا تب کچھ دیر بعد حالت اصلی پر آئے اور خوف و ہراس دور ہوا اور خدیجہ سے تمام قصہ بیان فرمایا اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف تھا ۔ کہ کسی بلا میں گرفتار نہ ہو جائے بی بی صاحبہ نے آپ کی دلجوئی اور تسلی و تشفی فرما کر کہا ۔ کہ آپ کسی قسم کا خوف و ہراس نہ فرمائیے بلکہ خوش و خرم رہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی کسی بلا میں مبتلا نہ فرمائے گا اور ہمیشہ آپ کے ساتھ نیکی کریگا ۔ آپ خوش خلق خوش آواز خوش گفتار خوب کردار خوش بیان شیریں زبان بیکس پناہ فقرا نواز ہیں ۔ صلہ رحمی ۔ مہمان نوازی امانتداری ۔ عاجزوں کی دستگیری درماندوں کی حاجت روائی فرماتے رہتے ہیں یہ کہہ کر حضور کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں ۔ اور ان سے کہا ذرا سنو تو تمہارے بھائی آج کیا فرماتے ہیں پس ورقہ بن نوفل نے حضور سے کہا ۔ آپ نے تمام واقعہ وحی بیان فرمایا ۔ ورقہ بن نوفل نے سن کر کہا ۔ بشارت ہو تمہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور جو آپ پر وحی لیکر آیا ہے وہ ناموس اکبر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی لیکر آیا تھا ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہ پیغمبر ہیں جنکے آنے کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دے گئے ہیں کہ میرے بعد ایک نبی آئیگا جس کا نام احمد ہو گا اور عنقریب آپ کفار کے ساتھ جہاد و قتال کے لئے مامور ہوں گے ۔ کاش میں اس روز تک زندہ اور صحیح تندرست رہتا ۔ کہ جب آپ کو آپکی قوم یہاں سے باہر نکالیگی ۔ حضور نے پوچھا ۔ کیا میری قوم مجھے یہاں سے باہر نکالیگی کہا ہاں کوئی پیغمبر مثل تیری نہ گزرا مگر اس کی قوم نے اس سے دشمنی کی اور ایذا پہنچائی ۔ اگر میں اس روز تک زندہ رہوں گا تو ضرور آپ کا ساتھ دونگا اور آپ کی مدد کروں گا ۔ کذا فی المدارج[1] منقول ہے کہ

---

[1] تذییل مدارج میں منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ سے واقعہ وحی بیان کیا ۔ بی بی صاحبہ نے عرض کی اگر آپ فرمائیں تو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے جا کر یہ واقعہ بیان کروں ۔ پس بی بی صاحبہ یہ کہکر ورقہ کے پاس تشریف لائیں اور کہا اے بھائی مجھے جبرئیل سے خبردار کرو کہ وہ کون ہے ورقہ نے کہا اے خدیجہ جبریل کو اس دیار بت پرستوں میں کیا کام اور انہیں ایسے شہر میں کون یاد کرنیوالا ہے جبریل خدا کا رسول اور پیغمبروں پر خدا کی جانب سے وحی لانیوالا ہے خدیجہ نے کہا

قبل نزول وحی سات یا دس سال تک اسرافیل حضور کی غلامی میں رہے اور کبھی کبھی ظاہر ہوکر دو ایک کلمے حضور سے عرض کرتے رہے بعدازاں چالیس سال تک بحکم حضرت احدیت جبرئیل آپ کی ملازمت سے سرفراز ہوتے رہے۔ مگر کبھی حضور کے سامنے ظاہر نہ ہوئے چالیسویں سال کے بعد غار حرا میں ظاہر ہوئے اور وحی الٰہی پہنچائی۔ اس سے قبل جب حضور کہیں کو تشریف لے جاتے تو ہر اطراف و جوانب سے آواز یا محمد یا رسول اللہ سماعت فرماتے مگر آواز دہندہ کو نہ پاتے (کذا فی المعارج) تنبیہ جاننا چاہیے کہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چند طرح نازل ہوا کرتی تھی۔ اول بطور رویائے صالحہ جیسا کہ حدیث

(بقیہ حاشیہ گزشتہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ مجھ پر نازل ہوا ہے اور پورا واقعہ جو حضور کی زبانی سنا تھا ورقہ کے روبرو بیان کیا۔ ورقہ نے کہا خدا کی قسم اگر جبرئیل اس زمین پر نازل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں برکتیں اس زمین پر نازل ہوں گی۔ اے خدیجہ اگر تو سچ کہتی ہے تو بیشک جبرئیل وہی ہے جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوتے تھے۔ پھر خدیجہ نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تورات و انجیل میں یہ لکھا ہے کہ اس زمانہ میں پیغمبر مبعوث ہوں گے جو یتیم و فقیر ہوں گے۔ اور پھر انہیں اللہ تعالیٰ غنی فرمائے گا۔ اور عورت بھی حسب و نسب والی انہیں عطا کریگا۔ ورقہ نے کہا ہاں وہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کی عورت تم ہو۔ پھر خدیجہ نے پوچھا اے بھائی کوئی اور نشانی بتائیے ورقہ نے کہا اس کی صفات میں سے یہ ہوگا کہ جس طرح عیسیٰ مردے زندہ کرتے تھے اسی طرح وہ بھی مردے زندہ کریں گے اور شجر و حجر ان پر سلام کریں گے اور ان کی نبوت کی گواہی دیں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ورقہ نے خدیجہ سے کہا جس جا جبرئیل نے پہلے نزول کیا ہے اسی جگہ پھر دوبارہ نازل ہوں گے۔ جب وہ نازل ہوں تو تم اپنے سر کے بال کھولنا۔ اگر وہ اپنی جگہ برقرار رہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھیں تو جاننا کہ وہ فرشتہ نہیں ہے۔ اور اگر وہ اپنی جگہ سے چلا جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے غائب ہوجائے تو جاننا کہ وہ فرشتہ ہے اور خدا تعالیٰ کے پاس سے آیا ہے۔ خدیجہ فرماتی ہیں میں واپس آکر غار حرا میں گئی اور حضور سے ورقہ کا کلام بیان کیا۔ اور کہا جب وہ شخص پھر آئے تو مجھے خبر فرمائیے جب جبرئیل دوبارہ آئے تو حضور نے خدیجہ کو آگاہ کیا۔ خدیجہ نے حضور کو اپنی دہنی ران پر لٹایا۔ اور پوچھا آپ اسے دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا دیکھتا ہوں۔ پھر خدیجہ نے سر کے بال کھولے اور حضور سے پوچھا کہ آپ اسے دیکھتے ہیں فرمایا اب وہ نظر نہیں آتا۔ پس خدیجہ نے فرمایا۔ بشارت ہو تمہیں کہ وہ فرشتہ الٰہی ہے نہ دیو اور جو آپ نے اس سے سماعت فرمایا وہ وحی رحمانی ہے نہ وسواس شیطانی۔ پھر خدیجہ نے غار حرا سے واپس جاکر ورقہ سے کہا کہ وہ ناموس اکبر ہے جو اس پر نازل ہوا۔ اور یہ شعر پڑھا۔ وان یک حقا یا خدیجۃ فاعلمی حدیثک ایانا فلوعۃ زمرسل + رگ امت ہے کہ پھر خدیجہ ورقہ پاس سے عداس راہب پاس جو نہایت بوڑھا ہوگیا تھا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں وارد ہے کہ اَوَّلُ مَا بُدِئَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃ۔ دوسرے بطریق القائی القلب کہ جبریل وحی لاتے اور حضور کے قلب اطہر میں القا فرماتے اور صورت نہ دکھاتے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ روح القدس نے میرے قلب میں پھونکا کہ کوئی نفس نہیں مرتا ہے جبتک کہ اپنے رزق کو پورا پورا نہیں لے لیتا ہے۔ تیسرے بصورت آدمی جبریل آتے اور حضور سے خطاب فرماتے آپ اسے یاد کر لیتے جیسا کہ حدیث مسلم میں بروایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارد ہے کہ ہم ایک روز حضور کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے آیا اور حضور سے چند سوال کئے جو حدیث طویل میں مذکور ہیں۔ جب وہ چلا گیا۔ تو حضور نے فرمایا اے عمر تم اس سائل سے واقف ہو۔ میں نے جواب دیا اللہ اور اللہ کا رسول اعلم ہے فرمایا وہ جبریل تھے تمہیں دین کی باتیں تعلیم کرنے آئے تھے چوتھے آپکو کبھی شل جرس آواز

(بقیہ گزشتہ) حتی کہ پلکوں کے بال آنکھوں پر بڑھ کر آ گئے تھے، تشریف لے گئیں اور عداس کو خبر کی۔ عداس نے پوچھا کیا یہ خاتون بزرگ قوم قریش خدیجہ ہے۔ کہا۔ ہاں۔ پس اس نے اپنی دستار لیکر سر پر رکھی اور خادم سے کہا کہ پلکوں کے بال آنکھوں سے ہٹا اور خدیجہ سے کہا میرے پاس آو کہ میں بہرا ہوں۔ خدیجہ اسکے قریب گئیں اور اس سے کہا مجھے جبریل کے حال سے آگاہ کر کہ وہ کون ہے۔ عداس نے جبریل کا نام سنکر سجدہ کیا پھر کہا جس شہر میں کوئی خدا کی بندگی نہیں کرتا وہاں جبریل کو تو کیا پوچھتی ہے خدیجہ نے اصرار کیا۔ عداس نے کہا خدا کی قسم جب تک تو اس سوال کا سبب نہ بتائے گی میں جبریل کے حال سے آگاہ نہ کرونگا۔ خدیجہ نے کہا تو اس بات کا عہد کر کہ میں کسی سے نہ کہونگا۔ عداس نے عہد کیا۔ پس خدیجہ نے کہا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کہتے ہیں کہ جبریل مجھ پر نازل ہوئے۔ تب عداس بولا وہ ناموس اکبر ہیں موسیٰ علیہ السلام پر وحی لایا کرتے تھے اگر وہ اس دیار میں نزول کریں گے تو بے انتہا خیر و برکت انکے ہمرکاب ہوگی۔ مگر آجکل لوگوں پر شیاطین ظاہر ہو کر بہکاتے ہیں جس کی وجہ سے آدمی مجنوں کی طرح ہو جاتا ہے۔ تم میری یہ کتاب ان کے پاس لیجاؤ اگر ان پر شیطان نے ورود کیا ہے یا کوئی آسیب داخل ہے تو اس سے دفع ہو جائیگا۔ اگر وہ ملک مقرب ہے وحی الٰہی لیکر آتا ہے تو باعث رفع درجہ و علو مرتبہ ہوگا۔ خدیجہ وہ کتاب لیکر حضور کے پاس آئیں۔ اس وقت آپکے پاس جبریل سورۃ نون لے کر آئے تھے اور آپ اسے تلاوت فرما رہے تھے۔ خدیجہ نے آ کر کہا میرے ماں باپ حضور پر قربان آپ ذرا دیر کو عداس کے پاس تشریف لے چلئے حضور خدیجہ کے کہنے سے عداس پاس آئے عداس نے حضور کو اپنے پاس بٹھایا۔ اور جامہ مبارک ہٹا کر دیکھا کہ درمیان دونوں شانوں کے مہر نبوت درخشندہ ہے یہ دیکھ کر عداس نے سجدہ کیا۔ اور قدوس قدوس کہہ کر بولا۔ اے محمد خوشخبری ہو تمہیں کہ تم وہ نبی ہو جسکے آنیکی خبر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام دے گئے تھے عنقریب ہے کہ آپ خلق کو دین حق کی طرف بلائیں گے اور لوگ آپکو متہم بکذب کرینگے۔ اور اس شہر سے نکل جانے پر آمادہ کریں گے۔ اور ملائکہ آپکی مدد کرینگے۔ اگر میں اس وقت زندہ رہا تو مدد بزور شمشیر زنی کروں گا الا انہ

سنائی دیتی۔ کہ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اسے نہ سمجھ سکتا۔ اور یہ قسم وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام اقسام سے گراں تر ہوتی۔ حتیٰ کہ جبیں مبارک سے پسینہ ٹپکنے لگتا اور اگر کسی مرکب پر سوار ہوتے تو وہ تاب تحمل نہ لا کر بیٹھ جاتا۔ جیسا کہ طبرانی نے زید بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں کاتب وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ جب حضور پر وحی آتی تو بوجہ ثقل وگرانی جبین مبارک سے پسینے کے قطرے مثل دانہ نقرہ کے ٹپکنے لگتے۔ ایک روز حضور میری ران پر فرق انور رکھ کر سو رہے تھے۔ کہ وحی نازل ہوئی اور مجھ پر اس قدر شدید وسخت معلوم ہوئی کہ قریب تھا کہ میری ران ٹوٹ جائے اور میں بعد فراغ وحی تک اس پاؤں سے چل نہ سکا اور جب آپ پر سورہ مائدہ نازل ہوئی تو آپ ناقہ پر سوار تھے۔ نزدیک تھا کہ ناقہ کے پاؤں ٹوٹ جائیں۔ اسی طرح ثقل وگرانی بعض اوقات مطلق وحی میں بھی آپ کو لاحق ہوتی اور کرب وسختی ظاہر ہوتی۔ رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہو جاتا۔ چادر دوش اقدس سے اتر پڑتی۔ سر مبارک خمیدہ ہو جاتا۔ پانچویں کبھی جبریل بصورت اصلی ظاہر ہو کر وحی پہنچاتے چھٹے جس طرح شب معراج میں فوق سموات پر وحی نازل فرمائی گئی اور فرضیت صلوٰۃ خمس معلوم ہوئی ساتویں۔ کلام کرنا باری عزوجل کا بے وساطت ملک جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا گیا۔ آٹھویں کلام کرنا باری عزوجل کا بے پردہ وبے حجاب اور وحی فوق السموات ظاہراً اسی قسم سے ہے۔ اور کبھی حضور اپنے رب عزوجل کو خواب میں دیکھتے اور اس سے ہم کلام ہوتے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ میں نے رب کو احسن طریق میں دیکھا۔ پس اس نے دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی سردی اپنے سینہ میں پائی۔ پھر مجھ سے پوچھا۔ فیم یختصم الملاء اعلیٰ الحدیث بطولہ اور نیز اجتہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اقسام وحی سے شمار کیا گیا ہے۔ کہ بالاتفاق اجتہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثواب ہوتا تھا کہ آپ خطا سے معصوم تھے۔ حلیمہ سعدیہ سے منقول ہے کہ حضور پر چھیالیس قسم کی وحی نازل ہوتی تھی۔ جیسا صاحب مواہب نے ذکر کیا ہے مگر مجموعہ ان سب کا اقسام مذکورہ میں داخل ہے۔ بعض علمائے کرام تحریر فرماتے ہیں کہ جبریل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۴۰۰۰ بار وحی لے کر آئے اور آدم پر بارہ مرتبہ اور نوح پر پچاس بار۔ ابراہیم پر بیالیس مرتبہ۔ اور موسیٰ پر چار سو بار اور عیسیٰ پر دس بار اور ادریس پر چار بار صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیٰ نبینا وعلیہم اجمعین۔ پس اس حساب میں بھی ہمارے ہی آقائے نامدار مولائے غمگسار

تمام انبیائے کرام و مرسلین عظام سے بڑھ کر رہے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُعْطِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (کذا فی المدارج والمواہب)

غزل

وہ تو محبوب خدا ہیں ان سے بڑھ کر کون ہے
انبیا سے افضل ان سے اعلیٰ ان سے بہتر کون ہے

آیہ لولاک انکی شان میں نازل ہوئی
منکرو ایسا نبی اللہ اکبر کون ہے

گلشن کون و مکان میں اس شہ دیں کے سوا
بلبلو! باغ نبوت کا گل تر کون ہے

لاکھ جانیں ان پہ قربان ایک جان کیا چیز ہے
وہ تو ہیں ہر دل کے اندر ان سے بالاتر کون ہے

کس کی نعلین سے طاہر عرش کو عزت ملی
کس کو یہ رتبہ ملا ایسا پیمبر کون ہے

الغرض جب حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب رفیع رسالت ملا۔ اور آپ پر وحی آنا شروع ہوئی۔ تو تین سال تک آپ اسے پوشیدہ فرماتے اور لوگوں کو خفیہ دین حق کی طرف بلاتے رہے۔ چنانچہ بعض لوگ مثل خدیجہؓ ابوبکرؓ، علیؓ زید بن حارثؓ، عثمانؓ، زبیرؓ و عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، طلحہؓ، عامر ابن عبداللہ، عبیدہ بن الجراح، ابوسلمہ، عثمان بن مظعون، عبداللہ ابن مسعود سعید بن زید، فاطمہ بنت خطاب، اسما بنت ابی بکر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس ہنگام میں مشرف باسلام ہوئے اور جب آیہ کریمہ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ. نازل ہوئی آپ نے کمر ہمت مضبوط کی اور لوگوں کو علی الاعلان دین اسلام کی طرف بلانا اور دعوت دینا شروع کی تب کفار مکہ نے آپ کو متہم و بکذب و سحر کیا، اور ایمان لانے سے انکار کیا۔ حضور کے آزار و ایذا پر کمر باندھی طرح طرح کی حضور اور حضور کے رفقا کو ایذا پہنچائی۔ حضور ان کی ایذارسانی پر صبر و شکر کرتے اور ان کی ہدایت کی دعا فرماتے۔ یہاں تک کہ شرق سے غرب تک دین اسلام پھیلایا۔ رواج شرک و بت پرستی کو جہاں سے مٹایا۔ اور لوگوں کے قلوب کو نور ایمان و عرفان سے روشن و منور اور بتوں کی پلیدی کفر و شرک کی نجاست سے پاک و صاف فرمایا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

وعظ دوازدہم

دربیان فضل و شرف نام نامی و اسم گرامی آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ؕ یعنی نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باپ کسی کے تم لوگوں میں سے، ولیکن اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہر شے کو اللہ جاننے والا ہے شان نزول اس آیۂ کریمہ کی ارباب تفاسیر اس طرح رقم فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے بعد طلاق دینے ان کے شوہر زید بن حارثہ کے نکاح کیا تو لوگ آپ کو طعنہ دینے اور کہنے لگے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی زوجہ سے نکاح کرلیا۔ لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب پر سے یہ طعن دفع فرمانے اور ان لوگوں کے اس خیال کو کہ ولد متبنیٰ کی زوجہ سے نکاح ناجائز ہے فاسد و باطل ٹھہرانے کیلئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ماکان محمد ابا احد من رجالکم نہیں ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حقیقی باپ کسی شخص کا تم میں سے۔ اور جب وہ تم میں سے کسی کا حقیقی باپ نہ ہوا۔ تو اس پر تمہارا طعن کرنا اور زید کو اس کا حقیقی بیٹا تصور کرکے یہ کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی زوجہ سے نکاح کرلیا۔ محض لغو و بیکار اور بیہودہ گفتار ہے۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور رسول اپنی امت کا حکماً باپ ہوتا ہے نہ حقیقتاً۔ یعنی جس طرح حقیقی باپ کی اولاد پر تعظیم و توقیر اور تابعداری اور فرمانبرداری اور رضاء و خوشنودی ہر امر میں واجب ہوتی ہے اور باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ محبت و شفقت ہدایت و نصیحت کرنا۔ نیک باتیں بتانا۔ بری عادتوں، قبیح خصلتوں سے بچانا لازم ہوتا ہے۔ اسی طرح امت پر اپنے رسول کی تعظیم و توقیر تابعداری و فرمانبرداری رضاء و خوشنودی ہر امر میں واجب ہوتی ہے اور رسول پر اپنی امت کے ساتھ رحمت و شفقت

سے پیش آنا انھیں ہدایت و نصیحت کرنا۔ اچھی باتیں نیک خصلتیں سکھانا۔ بُری باتوں بیہودہ عادتوں سے بچانا لازم ہوتا ہے نہ یہ کہ مثل حقیقی ولد و والد کے نبی اور اس کی امت میں حرمت صہر نکاح قائم ہوتی ہے اور ان سے نکاح کرنا حرام ہوتا ہے تفصیل اس قصہ کی یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کے عکاظہ بازار میں زید ابن حارثہ کو خرید فرما کر آزاد اور اپنا متبنیٰ کیا بعد کچھ روز کے ان کے نکاح کا پیغام زینب بنت جحش کے پاس پہنچا۔ انھوں نے پہلے تو یہ خیال کہ شاید حضور نے اپنے نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور خود مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ بخوشی خاطر منظور کیا لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ حضور انھیں اپنے عقد میں لانا نہیں چاہتے ہیں۔ بلکہ زید ابن حارثہ سے ان کا نکاح کیا چاہتے ہیں۔ تو انھوں نے اور ان کے بھائی عبد اللہ جحش نے ناپسند کیا اور ناخوشی ظاہر کی۔ اور خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ میں آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں زید سے نکاح کرنا ناپسند کرتی ہوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔ یعنی جب اللہ اور اللہ کا رسول کسی امر میں حکم فرمائے۔ تو کسی مسلمان مرد و عورت کو ان کے حکم میں اختیار اور اس سے سرتابی و انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ ورنہ جس شخص نے نافرمانی کی اللہ اور اللہ کے رسول کی اور اسے نہ مانا تو وہ کھلا گمراہ ہے۔ جب اس کریمہ کے نزول کی خبر زینب اور ان کے ماں بھائی کو ہوئی۔ تب وہ زید ابن حارثہ کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہوئیں۔ اور زینب نے حضور کو اپنا مختار بنایا۔ کہ جس کے ساتھ چاہیں، شادی کر دیں۔ میں اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم پر راضی ہوں اور خوشنود ہوں۔ ان کے حکم سے کبھی سرتابی نہیں کر سکتی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کا نکاح زینب سے کیا اور ساٹھ درہم اور دس ہزار دینار اور ایک جوڑی کپڑے اور ایک صاع چھوہارے اور پچاس مُد طعام انھیں بھیجا۔ قضا کار بقدرت پروردگار چند روز بعد زید کے قلب میں زینب کی طرف سے نفرت و کراہت پیدا ہوئی اور خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا میں زینب کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ نہیں اس کے طلاق پر کس شے نے برانگیختہ کیا۔ وہ تمھارے ساتھ برائی سے پیش آئی۔ عرض کی اس نے تو میرے ساتھ سوائے بھلائی کوئی برائی آج تک

نہیں کی۔ سوائے اس کے کہ بوجہ عالی خاندان ہونے کے مجھے خطرے میں نہیں لاتی۔ تب حضور نے فرمایا۔ اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ زَوۡجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ۔ تم اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھو اور اسے طلاق نہ دو اور خدا سے ڈرو۔ مگر چونکہ مشیت ایزدی یہی تھی کہ زید انہیں طلاق دیں اور زینب کو فخر زوجیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو۔ لہٰذا زید نے مجلس اقدس سے واپس ہو کر انھیں طلاق دی اور ان سے علیحدگی اختیار کی۔ پس بعد طلاق زید و انقضائے عدت بحکم باری عزوجل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے عقد میں لانے کا قصد کیا۔ اور زید سے فرمایا کہ تم زینب کے پاس جاکر میرے نکاح کا پیغام دو۔ کہ اس کام کے مناسب و لائق ہو۔ چنانچہ زید بموجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب کے یہاں گئے اور انہیں پیغام نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچایا زینب نے نہایت فرحت و انبساط کے ساتھ قبول فرمایا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر ان سے اپنا عقد فرمایا۔ کما قال تعالیٰ وَكَمَّا قَضٰى زَيۡدٌ مِّنۡهَا وَطَرًا زَوَّجۡنٰكَهَا۔ حکمت خداوندی اس قصہ میں یہ تھی۔ تاکہ لوگوں پر زوجہ ولد متبنیٰ کا حلال ہونا ظاہر ہو جائے۔ اور زینب کو اللہ اور اللہ کے رسول کے فرمانے پر عمل کرنے کے صلہ میں فخر زوجیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعد نکاح زینب تمام ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فخر کرتیں۔ اور ان سے مخاطب ہو کر فرماتیں کہ تم سب کا نکاح تمہارے والدین نے کیا۔ اور میرا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پروردگار عالم نے سبع سموات پر فرمایا۔ انہیں سے دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسی دعوت ولیمہ حضرت زینب کے نکاح میں لوگوں کی کی۔ ایسی کسی بی بی سے نکاح کرنے میں نہ کی (کذافی الخازن وغیرہ) الغرض یہ آیت کریمہ بھی مثل دیگر آیات کے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان و رفعت مکان پر دلالت کرتی ہے۔ اور صاف و صریح بتا رہی ہے کہ ان کے رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر منصب رفیع رسالت و مرتبہ بلیغ نبوت ختم فرمایا۔ اور حضور کو تمام انبیائے کرام و مرسلین عظام کا خاتم بنایا۔ نہ آپکے بعد اب کوئی رسول ہو نہ نبی اور نہ کسی پر کلام الٰہی نازل ہو۔ نہ وحی۔ جو آپ کے بعد کسی نبی کی نبوت کا قائل یا خود نبی ہونے کا مدعی ہو۔ نزول وحی کا دعویٰ کرے۔ وہ مفتری کذاب مردود بارگاہ رب ارباب ہے۔ چونکہ یہ آیت کریمہ حضور کے اسم ذات سے

شروع اور اسم صفت پر ختم فرمائی گئی ہے لہذا ہم بھی اسی نہج پر آیۂ مذکورہ کے متعلق کلام کرنا اور پہلے کچھ لطائف و اشارات اس نام نامی و اسم گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معرض بیان میں لانا اور پھر صفت خاتمیت کی طرف عنان بیان پھیرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ پس جاننا چاہئے کہ اسمائے شریفۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بکثرت ہیں۔ جو قرآن عظیم و دیگر کتب سماویہ و احادیث نبویہ میں وارد ہوئے ہیں اور انبیائے سابقین کی زبان سے سنے گئے ہیں۔ اور علمائے کلام نے انہیں حسب تتبع و تلاش اپنی کتب میں ضبط فرمایا ہے۔ اور ان کا عدد ننانوے سے لیکر ایک ہزار تک پہنچایا ہے پس حضور کا کثیر الاسما ہونا بھی آپ کے فضل و شرف اور متصف بصفات کثیرہ ہونے پر دلالت کرتا ہے کہ اشتقاق اسما صفات یا افعال سے ہوتا ہے اور ہر اسم کسی نہ کسی صفت یا فعل سے نکلتا ہے۔ تو ضرور ہوا کہ جس شخص کے اسما کثیر ہوں۔ وہ متصف بصفات کثیرہ ہو مگر یہ نام نامی تمام اسما سے اشہر و اعظم اور مثل اسم ذات کے ہے اور باقی اسمائے صفات ہیں۔ علامہ لجح میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کو اس نام مقدس کے ساتھ ایک ہزار برس پہلے آفرینش سے مخصوص فرمایا[1]۔ اور بوجہ لزوم التباس و اشتراک یہاں تک اس نام معظم کی حفاظت و صیانت فرمائی۔ کہ زمانہ انبیائے سابقین سے لیکر قرب زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اہل عرب وغیرہ میں کوئی اس نام کا نہ ہونے پایا لیکن جب زمانہ ظہور ذات بابرکات نزدیک ہوا۔ علمائے اہل کتاب نے حضور کی آمد آمد کی خوشخبریاں سنائیں و بشارت غیبیہ ہونے لگیں۔ نام اقدس سب پر ظاہر ہوا۔ تب بعض اشخاص نے اس امید پر کہ شاید وہ دریتیم ہمارا ہی مولد ہو۔ اور ہمیں گویہ نعمت عظمےٰ و دولت کبرےٰ نصیب ہو اپنی اولاد کو اس نام کے ساتھ مسمےٰ کیا۔ لیکن حق تعالیٰ نے ان سب کو ادعائے نبوت سے محفوظ رکھا۔ اور یہی نام حضور کے جد امجد حضرت عبدالمطلب کے دل میں القا فرمایا۔ اور بی بی آمنہ کو بذریعہ ہاتف غیبی اس پر مطلع فرمایا۔ اور تمام اشیاء فوق السماء پر اسے منقوش فرمایا۔ چنانچہ ابن عساکر کعب احبار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے ولد شیث علیہ السلام

[1] ابن عساکر کی روایت میں ہے لقد خلقت اسمک من قبل ان اخلق الخلق بالف سنۃ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے حضور سے ارشاد فرماتے ہیں۔ میں نے تمہارا نام آفرینش خلق سے ایک ہزار برس پہلے پیدا فرمایا۔ ابو نعیم کی حدیث میں ہے کتب اسمہ مع اسمی فی العرش قبل ان خلق السموات والارض۔ میں نے محمد کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر قبل آسمان و زمین پیدا کرنے کے لکھا ہے۔ ۱۲.

سے وصیت فرمائی کہ اے فرزند دلبند تم میرے بعد میرے خلیفہ ہوگے۔ عماد تقویٰ و عروہ وثقی کو مضبوط پکڑنا اور خدا کے ذکر کے ساتھ نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور ذکر کرنا کہ میں نے انکا نام نامی بحالت آب و گل ساق عرش پر منقوش پایا اور جب میں نے طواف سبع سموات کیا تو ہر جگہ ان کے نام مبارک کو کندہ دیکھا اور جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بہشت رہنے کو عطا فرمایا تو میں نے جنت کا کوئی قصر و غرفہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہ پایا۔ اور تمام حوران خلد بریں کے سینوں اور ملائکہ کی آنکھوں حتی کہ شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منقوش پایا۔ پس اے فرزند! تم میرے بعد ان کے ذکر سے ہر وقت رطب اللسان رہنا اور ان کے نام کو خدا تعالےٰ کے نام کیساتھ ذکر کیا کرنا ایک روایت میں آیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو اس طرح جناب باری میں عرض کی اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ۔ الٰہی! تو بحق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری خطا معاف کر اور توبہ قبول فرما خطاب آیا۔ تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کہاں سے کہاں پہچانا۔ عرض کی میں نے بہشت میں ہر جگہ نام نامی لکھا پایا۔ جانا کہ وہ تیرے نزدیک تمام خلق سے بزرگ و محبوب تر ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے آسمانوں پر لے گئے تو میں کسی ایسے آسمان پر نہ گزرا کہ جس پر میرا نام محمد رسول اللہ نہ لکھا ہو۔ نظم

مرغوب ہے کیا صلے علیٰ نام محمد	آنکھوں کی ضیا دل کی جلا نام محمد
اللہ ری رفعت کہ سر عرش خدا نے	اپنے ید قدرت سے لکھا نام محمد
ہر حور کے سینہ پہ ہر اک شے پہ جناں کی	ہے قدرت خالق سے کھدا نام محمد
اوراق پہ طوبیٰ کے فرشتوں کی نگہ میں	کس شان سے منقوش ہوا نام محمد
تکبیر میں کلموں میں نمازوں میں اذاں میں	ہے نام الٰہی سے ملا نام محمد
دن حشر کے جنت میں وہ جائیگا بلاریب	تعظیم سے یاں جس نے لیا نام محمد

بلکہ بعض اشیائے عالم سفلی پر بھی یہ نام مبارک لکھا پایا گیا۔ جیسا کہ مدارج میں شیخ فرماتے ہیں۔ کہ ایک پتھر پر یہ الفاظ ہمراہ نام مبارک لکھے پائے گئے محمد تقی، مصلح، امین، اور بعض نے ایک پتھر پر یہ الفاظ عبرانی زبان میں منقوش پائے اللھم جاء الحق من ربك بلسان عربی مبین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کتبہ موسیٰ بن عمران ذکرہ ابن ظفر فی البیہ عن معمر عن الزہری اور بعض نے ملک خراسان

ہیں ایک بچے کو دیکھا جس کے پہلو پر کلمہ طیبہ منقوش تھا۔ اور بعض نے بلاد ہند میں ایک درخت پر پھول اسی قسم کا کھلا ہوا دیکھا جس پر بخط سفید لکھا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ عبداللہ ابن مردوق و عبداللہ بن صوخان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بحر ہند میں کشتی پر سوار تھے کہ تیز ہوا چلی۔ پس انہوں نے ایک جزیرہ پر کشتی کا لنگر کیا۔ اور وہاں ایک پھول سرخ رنگ تیز خوشبو دیکھا جس پر بخط سفید نام نامی ہمراہ نام الٰہی لکھا تھا۔ اور دوسرا پھول سفید رنگ دیکھا۔ جس پر بخط زرد لکھا تھا۔ براۃ من الرحمن الرحیم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور تاریخ ابن عزیم میں علی بن عبد ہاشمی مشرقی سے ہے کہ بلاد ہند کے بعض قریوں میں سیاہ پھول تیز خوشبو پایا گیا جس پر خط سفید میں نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منقوش تھا اور اس کے ساتھ حضور کے خلیفہ اول و دوم کے نام بھی مسطور تھے۔ پس مجھے اسے دیکھ کر شک پیدا ہوا کہ شاید یہ کسی نے بنایا ہے۔ پس اس شک کے رفع کرنیکو میں گل ناشگفتہ کی جانب گیا اور اسے واکر کے دیکھا تو اس میں بھی یہی لکھا ہوا نظر آیا۔ اور عبداللہ ابن مالک سے منقول ہے کہ میں نے بلاد ہند کی جب سیاحت کی تو ایک شہر میں جسکا نام نیلا تھا گزرا۔ اور وہاں ایک درخت عظیم الشان دیکھا جس میں مثل بادام کے پھل آتا تھا۔ اور جب اُسے توڑا جاتا تھا تو اس میں ایک پتی سبز نکلتی تھی جس پر بخط سرخ کلمہ طیبہ لکھا ہوتا تھا اور لوگ اسے نہایت متبرک سمجھتے تھے اور وقت قحط باراں اس سے استفادہ طلب کرتے تھے۔ اس واقعہ کو ابو البقا ابن صافی نے اپنی کتاب منسک میں نقل کیا ہے و نیز روضۃ الریاحین میں یافعی نے بعض علماء سے اس کی مثل نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے اس واقعہ کو یعقوب صیاد کے روبرو بیان کیا۔ پس انہوں نے فرمایا کہ میں نے ہنرایلہ میں ایک مچھلی ایسی شکار کی جس کے پہلوئے راست پر لا الٰہ الا اللہ اور پہلوئے چپ پر محمد رسول اللہ منقوش تھا میں نے یہ دیکھ کر بوجہ تعظیم و احترام اسے زمین میں دفن کر دیا۔ اسی طرح بعض شراح قصیدہ بردہ شریف میں ابن رزوق سے نقل کیا ہے کہ ایک مچھلی لائی گئی تو اس کے گلپھڑے پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ منقوش تھا۔ اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک خربزہ زرد رنگ سفید دھاری کا دیکھا۔ جس کی سبز دھاری کے ایک پہلو میں اللہ اور دوسرے میں بخط جلی عربی میں احمد لکھا دیکھا گیا۔ اور انہیں سے منقول ہے کہ ۱۸۹ھ میں دانہ انگور پر نام مقدس بخط سیاہ جلی حروف میں لکھا دیکھا گیا۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک جزیرہ میں ایک درخت عظیم الشان بڑے بڑے

پتوں کا دیکھا جس کے ہر پتے پر بخط واضح سرخی وسفیدی سے تین سطریں منقوش تھیں بسطر اول لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سطر دوم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سطر سوم اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام نکتہ: اشیائے علوی وسفلی پر نام نامی واسم گرامی کا منقوش ہونا دلیل اس امر کی ہے کہ یہ سب چیزیں ملک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے رب جل وعلا نے اپنے پیارے محبوب کو ان سب کا مالک ومختار بنایا جسے جو چاہیں دیں۔ جسے جو چاہیں نہ دیں۔ اَللّٰہُ مُعْطِی وَاَنَا الْقَاسِمُ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) **معارج** میں منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے روضۂ منورہ پر ایک درخت ہے جو سال میں دو مرتبہ پھولتا پھلتا ہے اور ہر پھول میں سات پتے ہوتے ہیں اور ہر پتے پر نام نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمراہ نام الٰہی منقوش ہوتا ہے۔ والیٔ ملک ان پھولوں کی نہایت تعظیم کرتا ہے اور انہیں خزانہ شاہی میں باحتیاط تمام محفوظ رکھتا ہے مریض ان کے استعمال سے شفا پاتے ہیں اور نابینا بینا ہو جاتے ہیں۔ اللہ اللہ! پروردگار عالم نے اپنے پیارے حبیب کے نام نامی کو بھی وہ اعجاز وتاثیر عطا فرمائی جو کبھی نبی کی زبان نے نہ پائی۔ **کلام ناصری**

رسول اللہ کا ہے نام بہر ہر بلا تعویذ	یہی تعویذ تو ہے مومنوں بس بے بہا تعویذ
تمہارے کوچۂ اقدس کی خاک سے جو مل جائے	بنائیں اہل دل سرمہ کریں اہل صفا تعویذ
مس دل کو بنا دیتا ہے کندن نام لینے سے	ہے محبوب خدا کے نام کا وہ کیمیا تعویذ
مریض درد الفت ہے جو سلطان دو عالم کا	بیان وصف روئے پاک ہے اس کی دوا تعویذ
بجز نام رسول اللہ نام پاک ایزد کے	نہیں مطلوب ناصر کو ہے کوئی دوسرا تعویذ

اسی نام مبارک کے صدقے میں حضرت آدم علیہ السلام کی خطا معاف ہوئی اور توبہ قبول فرمائی گئی مدارج میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی۔ تو جناب باری میں اس طرح عرض کی:۔ اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ۔ تو بحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میری خطا معاف فرما۔ خطاب آیا تو نے محمد کو کس طرح پہچانا۔ عرض کی میں نے بہشت میں ہر جگہ یہ نام لکھا پایا۔ جانا کہ وہ تیرے نزدیک تمام خلق سے زیادہ بزرگ ومحبوب تر ہے۔ اسی نام کے طفیل کشتی نوح کامل ہوئی۔ معارج میں روایت ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی بنانے پر معمور ہوئے۔ فرمان الٰہی پہنچا ایک ہزار ایک سو بیس تختے ترتیب دے اور ہر تختے پر ایک ایک نبی کا نام

کندہ کر۔ نوح علیہ السلام نے بموجب حکم الٰہی ان تختوں پر انبیائے علیہم السلام کے نام لکھے۔ صبح کو اٹھ کر سب کو محو پایا۔ نہایت حیران و پریشان ہوئے اور پھر دوبارہ سب کے نام لکھے پھر محو پائے۔ بہت مضطر ہوئے کہ روز محنت رائگاں ہوتی ہے۔ کہ وحی الٰہی آئی۔ اے نوح! ان اسمار کو ہمارے نام سے مصدر کر اور ہمارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پہ ختم کر تاکہ یہ نام محو ہونے سے محفوظ رہیں۔ اور تو روزانہ پریشانی سے بچے۔ چنانچہ نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ کہ پہلے سب سے نام الٰہی لکھا۔ اور بعدازاں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم منقوش کیا۔ جب حضور کا نام نامی منقوش فرما چکے۔ تو ملاء اعلیٰ نے ندا دی۔ یَا نُوحُ اَلْاٰنَ قَدْ تَمَّتْ سَفِینَتُکَ۔ اے نوح! اب تیری کشتی تمام اور پوری ہوئی ؎

آئی یہ ندا اب ہوئی کشتی تری کامل	جب نوح نے لکھا کشتی پہ نام محمد

یہی نام چاہ کنعان میں مونس یوسف علیہ السلام ہوا۔ اور اسی کی برکت سے انہیں وہاں طعام و شراب دستیاب ہوا۔ روایت ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں کنوئیں میں گرایا۔ تو ان پر اللہ تعالیٰ نے بعض مغیبات ظاہر فرمائے اور عرش عظیم اور جنات و مافیہا دکھائے۔ آپ نے دیکھا کہ عرش مجید کو ملائکہ گھیرے ہوئے امت محمدی کے واسطے استغفار کر رہے ہیں۔ جبریل سے احوال امت مرحومہ اور اس کے آقائے نامدار کا دریافت کیا۔ جبریل نے کہا ھو نبی الرحمۃ و شفیع الامۃ۔ پس یوسف علیہ السلام نے اسی کنج تاریک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو اپنا مونس تصور کر کے برکت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے نام کی برکت سے اس کنوئیں میں ایک درخت پیدا فرمایا۔ جو فوراً بڑھ کر بار آور ہوا اور یوسف علیہ السلام نے چند روز اس کا میوہ کھا کر بسر کئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے صدقے میں بھوک و پیاس سے بچے اور نجات پائی۔ داؤد علیہ السلام کو جب حضور کا نام نامی و اسم گرامی معلوم ہوا اور حضور کا فضل و شرف ان پر ظاہر ہوا۔ تو قبل تلاوت زبور شریف حضور کا نام ہمراہ نام الٰہی لیا کرتے گویا بجائے بسم اللہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کرتے۔ کذا فی المعارج۔ غرضیکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قبل وجود کائنات اپنے حبیب کا نام محمد رکھا۔ اور اسے وہ شرف و بزرگی عطا فرمائی۔ کہ یارائے تقریر سے باہر ہے اور وہ طرح طرح کے لطائف و اشارات پر مشتمل ہے۔ جو علمائے کرام

نے اپنی تصانیف بلیغہ میں بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے بعض یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔ لطیفہ اوّل یہ نام مقدس حمد سے مشتق اور اسم باری تعالیٰ و تقدس سے ہم اشتقاق ہے۔ جیسا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک شعر میں فرماتے ہیں۔ لیکن بخاری اسے تاریخ صغیر میں بطریق علی ابن زید حضرت ابوطالب کی طرف نسبت کرتے ہیں ؎

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ	فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

حمد سے پانچ نام اخذ کئے گئے ہیں۔ ایک محمود جناب باری عزاسمہ نے اپنے اور اپنے حبیب کے درمیان مشترک رکھا۔ تاکہ آپکے کمال محمودیت پر دلالت کریں۔ اگرچہ دونوں کی محمودیت میں فرق ہے۔ دوسرے حمید جو معنے حامدیت و محمودیت کو جامع تھا۔ اپنے واسطے مخصوص فرمایا۔ اور اس کے بدلے تین نام اپنے پیارے محبوب کو عطا فرمائے۔ حامد و احمد و محمد۔ تاکہ اول و دوم معنے فاعلیت اور تیسرا معنے مفعولیت پر دلالت کرے۔ گویا اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔ کہ اے میرے حبیب اگر میں حمید یعنی بار بار تعریف کیا گیا ہوں تو تم احمد یعنی بہت تعریف کرنے والے ہو۔ کہ تمہارے برابر میری کوئی تعریف نہیں کرسکتا۔ اگر میں حمید یعنی تعریف کرنے والا ہوں تو تم محمد یعنے بکثرت اور بار بار تعریف کئے گئے ہو کہ تمہاری برابر میں کسی کی تعریف نہیں کرتا ؎

محمد حامد و محمود و سے را خالقش بستود	کزو شد بود ہر موجود از و شد دیدہا بینا

بہر نہج حمد سے اس جناب باری کو ایسی کیفیت تامہ حاصل ہے۔ کہ نہ محمودیت میں کوئی ان کے برابر اور نہ حامدیت میں کوئی ان کا ہمسر۔ اسی لئے حمد سے چار نام ان کے مشتق فرمائے گئے۔ حامد، محمود، احمد و محمد اور قیامت کے روز جو مقام آپ کو جناب احدیت سے عطا فرمایا جائے گا۔ اس کا نام بھی مقام محمود ہے۔ کما قال تعالیٰ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ قریب ہے تمہیں تمہارا رب مقام محمود میں پہنچائے گا۔ اور قیامت کے روز جو نشان آپ کے دست اقدس میں ہوگا اس کا نام بھی لواء حمد ہے کما قال علیہ السلام وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ۔ جس کے نیچے آدم سے لیکر عیسیٰ تک سائر انبیائے کرام و مرسلین عظام علیہم السلام اس روز ہوں گے کما قال علیہ السلام اٰدم و من دونہ تحت لوائی اور جو کتاب آپ پر حق جل و علا نے نازل فرمائی۔ اس کی ابتدا بھی حمد سے ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اور آپ کی امت مرحومہ کا نام بھی اگلی کتابوں میں

حامدین ہے ۔ اور آپ کو حمد الٰہی بہت مرغوب و پسندیدہ تھی ۔ یہاں تک کہ دوسروں کے امر میں الحمد للہ کہنے کی تاکید فرماتے اور کہتے کہ جو شئے تمہیں پسند آئی اس پر الحمد للہ بنعمتہ تتم الصالحات کہو اور جو چیز ناخوش معلوم ہو اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہو اور فرماتے ہیں کُلُّ اَمْرٍ ذِی بَالٍ کَمْ یُبْدَاْ بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَہُوَ اَقْطَعُ جو امر ذی شان حمد باری تعالیٰ سے شروع نہیں کیا جاتا ۔ وہ بے برکت ہوتا ہے ۔ حتی کہ آپکی شرع مطہر میں چھینک پر الحمد للہ کہنا مستحب ہوا شب معراج مجمع انبیائے کرام میں اس جناب نے کھڑے ہو کر اپنے رب تعالیٰ کی ایسی حمد و ثنا بیان فرمائی کہ کسی سے نہ ہوئی اور قیامت کے روز بھی آپ جناب باری کی اس قدر حمد و ثنا فرمائیں گے کہ کسی سے نہ ہو سکے گی اور روز تمام اگلے پچھلوں موافق ناموافق کی زبان پر آپ ہی کے نام کا شہرہ اور آپ ہی کی حمد و ثنا کا غلغلہ بلند ہوگا ۔ پس اس روز اس نسبت کا بخوبی ظہور ہوگا ۔ اور آپ کی محمودیۃ و محمدیۃ و حامدیۃ اور احمدیۃ آفتاب سے زیادہ تاباں و درخشاں ہوگی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ **لطیفہ دوم** اگرچہ یہ نام نامی علم ذات ہے لیکن جامع جمیع صفات ہے کہ حمد حامد سے بغیر محمود علیہ کے واقع نہیں ہوتی اور ہر فرد حمد کے لئے ایک محمود یہ ضروری ہے ۔ خواہ بعینہ محمود علیہ ہو یا اس کا غیر پس جس شخص نے واسطے افراد حمد بکثرت ثابت ہوں گے ۔ اس کیواسطے صفات محمودبہا و علیہا بھی بکثرت ہوں گے کما لا یخفی وکیف لا وھو المحمود فی الدنیا والاٰخرۃ بالصفات الکاملۃ والاخلاق الفاضلۃ من العلم والحکمۃ والامانۃ والنبوۃ والرسالۃ والزھد والورع والعدل والرحم والکرم والحیاء وغیر ذالك فطابق الاسم المسمی وناسب اللفظ والمعنی ۔ **لطیفہ سوم** ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی نام نامی کے صدقے میں اولاد آدم کو اشرف المخلوقات و اکرم الموجودات اور خطاب باصواب وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ سے ممتاز فرمایا کہ ہر فرد بشر ہم شکل نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا فرمایا گیا ہے ۔ بایں تفصیل کہ سر اس کا مدور مانند میم محمد ہے اور اس کے ہاتھ بشکل حا ہیں اور شکم مجوف مثل میم ثانی ہے اور پاؤں بصورت دال ہیں ۔ اسی لئے ایک روایت میں وارد ہے کہ کوئی کافر بصورت اصلیہ انسانیہ دوزخ میں داخل نہ کیا جائے گا مگر بعد مسخ و تبدیل صورت انسانیہ بصورت شیطانیہ کے کہ وہ ہمشکل میرے نام کے ہے اور جو میرے

نام کے ہمشکل ہوگا۔ اللہ اسے عذاب نہ کرے گا۔ **بشارت** ۔ مسلمانو! جب اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ نوازش و اکرام ہمشکل نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے اگرچہ وہ کافر ہی ہو۔ تو جو مسلمان کہ ہمنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ اس پر کس قدر لطف و کرم خداوند عالم ہوگا ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

دوستاں را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمناں نظر داری

بشارت ثانی حدیث میں ہے کہ جو شخص بسبب میری محبت اور دوستی کے اپنے لڑکے کا نام محمد رکھے گا۔ وہ اور اس کا لڑکا دونوں میرے ساتھ جنت میں ہوں گے۔ (رواہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ **بشارت ثالث** ۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس گھر میں میرا ہمنام محمد یا احمد ہوگا۔ اس میں فقر و فاقہ داخل نہ ہوگا۔ **بشارت رابع** حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اولین و آخرین مواخذۂ اعمال میں گرفتار ہوں گے۔ پس ایک شخص اللہ تعالیٰ کے روبرو لایا جائے گا۔ خطاب آئے گا۔ کہ اسے جنت میں لے جاؤ۔ تب وہ بندہ نہایت خوشی و انبساط سے بارگاہِ خداوند عالم میں عرض کرے گا۔ الٰہی میں اپنے میں قابلیت دخول بہشت کی نہیں پاتا ہوں۔ اور نہ کوئی عمل اپنے صحیفۂ اعمال میں بہشتیوں جیسا دیکھتا ہوں۔ مجھ پر سبب اس عنایت و کرامات کا ظاہر فرما۔ ارشاد ہوگا۔ ہم نے اپنے کرم پر لازم کیا ہے کہ اپنے حبیب کے ہمنام احمد یا محمد کو دوزخ میں نہ داخل کریں گے اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز جبریل نے آکر عرض کی یارسول اللہ حق تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے عزت و جلال کی قسم یاد فرما کر فرمایا ہے۔ کہ آپ کی امت میں جو آپ کے ہمنام ہوگا اسے آتش دوزخ سے نجات دوں گا۔ **بشارت خامس** ۔ عبدالرحمٰن بن جابر ام کلثوم بنت عقبہ اور وہ اپنی ماں جلیلہ بنت عبدالجلیل سے نقل کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک روز خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آکر عرض کی۔ یارسول اللہ میرے اولاد تو پیدا ہوتی ہے۔ مگر زمانہ طفولیت میں مرجاتی ہے۔ مجھے حضور کچھ تعلیم فرمائیں۔ فرمایا۔ اس مرتبہ اگر تو حاملہ ہو تو لازم کرلے کہ اس ولد کا نام محمد رکھوں گی۔ انشاء اللہ وہ فرزند عمر دراز پائے گا۔ اور اس

کی نسل میں برکت ہوگی۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ وہ فرزند دیر از زندہ رہا۔ اور بحرین میں اس کی نسل سے زائد کوئی قبیلہ نہ ہوا۔ کذا فی المعارج۔ **تنبیہ** مسلمانو! جب تمہارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نام نامی و اسم گرامی کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس قدر برکت و بزرگی عطا فرمائی کہ جو کسی نبی کے نام نے نہ پائی۔ تو پھر اس کے مسمیٰ کے فضل و شرف کا کس سے اندازہ ہو سکے۔ اور کون اس کے مقابل آ سکے ؎

چہ نامست ایں کہ در دیوان ہستی	بر ذکر گرفت نامے پیش دستی،
چو نام ایں ست نام او چہ باشد	مکرم تر بود از ہر چہ باشد،

لطیفہ **چہارم** جس طرح باری عز و جل نے اپنے اسمائے حسنہ سے ایک ایک اسم بعض انبیاء کو عنایت فرمایا۔ اسی طرح اپنے حبیب کے اس نام نامی سے ایک ایک حرف بعض انبیائے کرام کے اسماء میں داخل فرمایا۔ مثلاً میم۔ آدم، ابراہیم، اسمٰعیل، موسیٰ، سلیمان، مسیح، شموئیل اور ارمیا۔ علیہم السلام کے نام میں داخل فرمایا اور حا نوح، صالح، یحییٰ اور اسحٰق علیہم السلام کے نام میں۔ اور دال آدم، ہود، داؤد اور ادریس علیہم السلام کے نام میں ؎

وہ چہ نام دلکشا ہست ایں کہ موسیٰ و مسیح	افسر خود کردہ اند از میم ملک آرائے او
وہ چہ اسم است اینکہ نوح و یحییٰ و اسحٰق را	فیض حمد و حلم و حشمت دادہ انداز حائے او
تا بہ تسمیش نام ابراہیم و آدم شد تمام	چوں سلیمان کرد و اسمٰعیل دو دل جائے او
دال نامش کرد در آخر ہود ما دی آمدہ	سینہ ادریس و آدم شد مگر ماوائے او
حضرت داؤد گرمیمنش بر صد است	از ہمیں یک حرف زینت یافت سرپائے او

لطیفہ **پنجم**۔ اس نام مبارک میں چار حروف ہیں اور ان کے رب مبارک و تعالیٰ کے اسم ذات میں بھی چار حروف ہیں۔ اور ملائکہ مقربین بھی چار ہیں۔ جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل۔ اور پیغمبران اولوالعزم صاحب شرع بھی چار ہیں۔ نوح، ابراہیم، عیسیٰ و موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اسمائے مشتقہ از جمعہ بھی چار ہیں۔ حامد محمود، احمد محمد۔ آپ کے خلفائے راشدین بھی چار ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور آپ کی شریعت میں عمدہ عبادات مفروضہ [redacted] بھی چار ہیں، نماز۔ روزہ، حج، زکوٰۃ۔ اور آپ کے دین اسلام میں سلاسل معروفہ کرام بھی چار ہیں

قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ اور آپ کی امت میں مجتہدین عظام بھی چار ہیں۔ امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور مذہب اہل سنت وجماعت بھی انہیں چار میں منحصر ہے اور انہیں کے اعتبار سے ملک میں چار گروہ ہو گئے، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور اجزائے اولیہ انسان وحیوان کے بھی چار ہیں جنہیں اربعہ عناصر کہتے ہیں۔ آب، آتش، خاک، باد اور طبائع مخلوقات بھی چار کیفیتوں کے ساتھ متکیف۔ حرارت، برودت، رطوبت، یبوست اور علل عالم بھی چار ہیں۔ علت صوریہ، علت مادیہ، علت فاعلیہ، علت غائیہ اور جہات عالم بھی چار ہیں۔ مشرق، مغرب، جنوب، شمال اور بہشت میں دریا بھی چار ہیں۔ دریائے شہد، دریائے شیر دریائے آب، دریائے شراب اور جنت میں نہریں بھی چار ہیں زنجبیل، سلسبیل، رحیق، تسنیم اور سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے بھی چار ہی نہریں نکلی ہیں، نیل، فرات، سیحون، جیحون اور فرائض وضو بھی چار ہیں ہاتھ، پاؤں، منہ دھونا اور چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ اور روزے میں بھی چار چیزیں فرض ہیں۔ نیت کرنا، کھانے پینے، جماع سے بچنا۔ اور غسل مسنون بھی چار ہیں۔ غسل جنابت غسل جمعہ، غسل عیدین وغسل وقت احرام۔ اور بہشتوں میں بھی چار سرا ہیں۔ دار الحیوان، دار الخلد، دار السلام، دار المقام۔ تو چار ہی باغ ہیں۔ جنت الفردوس، جنت النعیم، جنت عدن، جنت ماویٰ۔ اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ میں بھی چار کلمے ہیں اور مفتاح قرآن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بھی چار کلمے ہیں۔ اور کتب سماویہ میں بھی چار کتابیں بڑی اور مشہور ہیں۔ توریت، انجیل، زبور، قرآن۔ اور حضور کی کتاب میں بھی چار حرف ہیں۔ اور قرآن میں آپ کا یہ نام مبارک بھی چار جگہ آیا ہے۔ ماکان محمد، وما محمد الا رسول، محمد رسول اللہ، نزل علیٰ محمد اور زکوٰۃ چار ہی قسم کے جانوروں میں فرض ہے اونٹ، گھوڑا، گائے، بکری، اور حاملان عرش بھی چار ہیں، اور اولاد آدم میں بھی چار ہی گروہ افضل ہیں۔ انبیا، صدیقین، شہدا، صالحین، انسا اور حج کی صحت چار باتوں پر موقوف ہے۔ اسلام، احرام، عرفات میں کھڑا ہونا، اور وقت پر حج کرنا۔ اور جو کلمات خدا تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں وہ بھی چار ہیں۔ سبحٰن اللہ و الحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اگر میم مشدد کو باعتبار تلفظ کے دو حرف تسلیم کیا جائے تو اس نام مبارک میں پانچ حرف ہوئے، اور اسم باری تعالیٰ میں بھی اس اعتبار سے پانچ حرف ہیں اور آپ کے دین اسلام کی بنا بھی پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ،

اور آپ کی امت پر نماز بھی پانچ ہی وقت کی فرض ہے۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا۔ اور ارکان فعلیہ نماز بھی پانچ ہیں۔ دو سجدے۔ تیسرا قیام۔ چوتھا رکوع پانچواں قعدہ اخیرہ۔ اور فرضیت حج بھی پانچ امر پر موقوف ہے، اسلام، حریت، بلوغ، عقل، استطاعت۔ اور اذان بھی پانچ کلمات پر مشتمل ہے۔ اور تمام قرآن میں پانچ ہی صورتیں مصدر بالحمد ہیں اور فرقان میں بھی پانچ ہی حرف ہیں اور انبیائے اولوالعزم مع حضور بھی پانچ ہیں۔ اور اہل عبا بھی پانچ ہیں۔ اور اشرف اعضائے انسان بھی پانچ ہیں۔ سر، آنکھیں، دل، ناک۔ اور حواس ظاہرہ بھی پانچ ہیں اور حواس باطنہ بھی پانچ ہیں۔ اور کلیات بھی پانچ ہیں۔ اور اقسام برہان بھی پانچ ہیں۔ اور علاوہ ان کے بہت سی اشیاء مناسب عدد حروف بعد تتبع وتلاش بہم پہنچ سکتی ہیں۔ اشارہ میم آپ کی محبوبیت اور محمودیت اور مصطفائی کی طرف اشارہ ہے۔ اور حا حامدیت اور حمایت امت اور دال دعوت خلق کی طرف اشارہ ہے۔ اس قیاس پر یہ اسم شریف آپکے دو سو تینتالیس صفات کا اجمال ہے۔ کہ ان میں سے دو سو مصدر بمیم اور چونتیس مصدر بحا اور نو مصدر بدال ہیں۔ گویا ہر حرف اس کا حروف مقطعہ کی طرح معانی متعددہ پر دال ہے اشارہ ثانیہ یا میم اول سے باعتبار اعداد چالیس سال اور حا سے حکومت اور میم ثانی سے ملک آخرت اور دال سے دنیا ہے۔ گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ اس جناب کو چالیس برس کی عمر میں حکومت دنیا و آخرت اور دونوں جہاں کی ریاست جناب احدیت سے عنایت ہوئی اشارہ ثالثہ یا اعداد دونوں میم سے کہ اسی ہیں اور حا کے آٹھ اور دال کے چار کل بانوے سے ان بانوے چیزوں کی طرف اشارہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپکے لئے مخصوص فرمائیں تیس پارہ قرآن اور تیس روزے رمضان اور سترہ رکعت نماز پنجگانہ اور چار وزیر دو اہل سما سے اور جبرئیل، میکائیل اور دو اہل زمین سے ابوبکر وعمر اور چار اہل عبا علی فاطمہ حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور سبع مثانی یعنی سورہ فاتحہ اشارہ رابعہ یا میم سے دونوں جگہ کے مالک اور حا سے باعتبار اعداد کے ہشت بہشت اور دال سے دنیا مراد ہے تو گویا اس جانب اشارہ ہے کہ مالک حقیقی خداوند ازلی نے اپنے حبیب کو ہشت بہشت اور ملک دنیا کا مالک و مختار فرمایا۔ اشارہ خامسہ میم ثانی کو وسط میں مشدد لانے سے اس جانب اشارہ ہے کہ اس جناب کو دونوں عالم سے علاقہ ہے ؎

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل | خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

مگر حا کو پہلے اور دال کو پیچھے لانا صریح اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ توجہ اس جناب کی اس عالم کیطرف

لہ حاشیہ صد ١٠٢ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ہے۔ اگر ہدایت اہل دنیا آپ کے متعلق نہ ہوتی دنیا میں قدم نہ رکھتے اور اس کی طرف توجہ نہ فرماتے۔ اشارہ سادسہ یا میم اول سے باعتبار اعداد مدت تخمیر طینۃ آدم علیہ السلام مراد ہے اور حا سے ہشت بہشت اور میم ثانی سے مراتب حضرات اولیائے کرام کہ چالیس ہیں اور دال سے ترکیب جملہ سفلیات از اربع عناصر تو گویا پورے مجموعہ سے اس مضمون کی جانب اشارہ ہے کہ مسمّٰی اس اسم کا باعث تخمیر طینۃ آدم اور موجب رونق جنت اور مرجع ارباب ولایت اور سبب پیدائش دنیا و ما فیہا ہے۔ شاید امیر حسن علائی سنجری مولف فوائد فواد نے اس رباعی میں یہی مضمون مراد لیا ہے۔ **رباعی**

یک حرف تو چہل صباح عالم را نور
یک حرف تو ہشت خلد را مایۂ نور
حرف سومی چہل ولی را دستور
زاں چار چہار جہت عالم معمور

پس اس بنا پر وجہ تقدیم میم اور تاخیر دال یہ ہوگی کہ آدم اشرف مخلوقات اور عناصر سفلیات ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اشارہ سابعہ۔ بعض ارباب اشارہ لکھتے ہیں کہ میم اول سے مراد منت ہے اور حا سے محبت اور میم ثانی سے مغفرت اور دال سے دوام داشتن دین اسلام۔ پس گویا مجموعہ نام سے اس طرف اشارہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھ پر اور تیری امت پر طرح بطرح منت واحسان فرمایا لقد من اللہ علی المومنین اور ان کی مغفرت فرما کر دوزخ سے بچایا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اور تیرے اور تیری امت کے قلب میں اپنی محبت الفت کی اور تیرے دین کو قیام قیامت تک تغیر و زوال سے نگاہ رکھا۔ ریاض المذکرین میں ہے کہ جب روح کالبد آدم علیہ السلام میں داخل فرمائی گئی۔ اور انہوں نے سر اٹھایا تو ساق عرش پر نام نامی واسم گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منقوش پایا۔ جناب باری میں عرض کی خداوندا یہ کس عالی جاہ کا نام ہے۔ ارشاد ہوا اے آدم! یہ نام تیرے ایک فرزند کا ہے کہ میم اول سے کفایہ ملک میرے سے ہے اور حائے حلم میرے سے اور میم ثانی مجد میرے سے اور دال دین اسلام اس کے سے۔ گویا تتمہ ہے مجھے اپنے ملک اور حلم و مجد اور دین اسلام

(حاشیہ صفحہ ۱۰۱) حدیث میں ہے ان لی وزیرین من اہل السماء و وزیرین من اہل الارض فوزیرائی من اہل السماء جبرئیل ومیکائیل و وزیرای من اہل الارض ابوبکر و عمر رواہ الحاکم عن ابی سعید والحکیم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ دوسری حدیث میں ہے ان لکل نبی وزیرین ووزیرای وصاحبای ابوبکر و عمر۔ رواہ ابن عساکر عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ۔

کی کہ جو کوئی انکی پیروی کریگا بہشت میں داخل ہوگا مدارج میں ہے کہ حضور کے جدامجد حضرت عبد المطلب سے وجہ تسمیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دریافت کی گئی۔ اور کہا گیا کہ آپکے قبیلہ و خاندان میں آجتک کسی کا ایسا نام نہیں ہوا ہے آپ نے کیوں یہ نام رکھا۔ فرمایا میں نے اپنے اس ولد کا اس لئے یہ نام رکھا ہے تاکہ تمام اہل زمین و اہل آسمان اس کی تعریف کریں۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ عبد المطلب نے خواب میں دیکھا کہ ان کی صلب سے ایک زنجیر چاندی کی ظاہر ہوئی جس کی ایک طرف آسمان میں اور ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے۔ پھر زنجیر نے بشکل ایک درخت عظیم الشان ہوگئی جسکے ہر پتے سے نور کی شعائیں بلند تھیں اور مشرق و مغرب کے لوگ اس سے متعلق و مستفیض و بہرہ مند ہو رہے ہیں۔ جب بیدار ہو کر معبر سے بیان کیا تو اس نے کہا تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا جسکی تمام اہل عالم تابعداری و فرمانبرداری کریں گے۔ اور ہر ایک کی زبان پر اس کی حمد وثنا کا غلغلہ بلند ہوگا لہذا انہوں نے آپکا نام محمد رکھا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب آپ شکم مادر میں جلوہ فرما ہوئے تو ہاتف غیبی نے انہیں خواب میں ندا فرمائی اور یہ بشارت سنائی کہ اے آمنہ خبردار ہو جا کہ تیرے حمل میں اس امت کا سردار جلوہ فرما ہے جب وہ پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھیو (صلی اللہ علیہ وسلم) لہذا آپ اس نام کے ساتھ مسمّی ہوئے اسی کی بعض احادیث ساعفہ کرتی ہیں۔ اور اسی کی جانب ہم اول اشارہ کر چکے ہیں کہ خداوند عالم میں اس نام کیساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہزار سال قبل پیدائش عالم مخصوص فرمایا۔ اور آپکے جدامجد کے قلب میں القا فرمایا اور اسے قرب زمانہ آنحضرت تک محفوظ و مصئون رکھا۔ کوئی اس نام کا نہ ہونے دیا۔ غرضیکہ یہ نام مبارک تمام اسمائے اعظم و اشہر اور شمل اسم ذات اور خصوصیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور باقی اسمائے صفات و القاب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلاۃ میں جو حضور کے فضل و شرف اور متصف بصفات کثیرہ ہونے کو عیاں کرتے۔ اور قرآن عظیم و دیگر کتب سماویہ و احادیث نبویہ میں وارد ہوئے ہیں اور انبیائے سابقین کی زبانی سنے گئے ہیں پس سب سے پہلے ان اسماء و القاب کو ملاحظہ کرنا چاہئے جنکے ساتھ پروردگار عالم نے اس تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد فرمایا ہے۔ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ فی القرآن سبعۃ اسماء محمد احمد وطٰہٰ ویٰسٓ والمدثر والمزمل وعبد اللہ۔ میرے قرآن میں سات نام ہیں اول محمد کما مر فی الآیۃ المصدرۃ ماکان محمد ابا احد من رجالکم نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کے تم لوگوں میں سے اور دوسری آیت میں فرماتا ہے۔ وما محمد الا رسول۔ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر رسول تیسری آیت میں فرماتا ہے جل وعلا محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ محمد رسول اللہ

اور اس کے ساتھ والے سخت و شدید ہیں کفار پر اور رحیم ہیں آپس میں چوتھی آیت میں ارشاد فرماتا ہے ونزل علی محمد اور اتارا گیا ہے (یعنی قرآن) محمد پر (صلی اللہ علیہ وسلم) دوسری احمد ہے کما فی قولہ تعالیٰ حکایۃ عن عیسےٰ علیہ السلام یاتی من بعدی اسمہ احمد میرے بعد ایک رسول ایسے تشریف فرما ہونگے جن کا نام پاک احمد ہوگا۔ تیسری طٰہٰ ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے طٰہٰ o ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ اے طٰہٰ یا اے طیب و طاہر یا اے پاکیزہ رہنما یا اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تجھ پر قرآن اسلیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے۔ چوتھی یٰسٓ ہے کما قولہ تعالیٰ یٰسٓ o والقرآن الحکیم o انک لمن المرسلین اے یٰسٓ یا اے سردار مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی کہ بیشک تو مرسلوں سے ہے ؎

طٰہٰ و یٰسٓ نام تو آنا فتحنا کام تو	قرآن ز حق پیغام تو ملے آفرینش را بہا
نامت محمد آمدہ محمود و احمد آمدہ	دیں نو سر آمدہ بوالقاسم رت کنیت ترا

پانچویں مدثر ہے کما قال تعالیٰ یاایھا المدثر o قم فانذر o وربک فکبر o اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا ہو۔ لوگوں کو ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بیان فرما چھٹی مزمل ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے یاایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا۔ اے کپڑا اوڑھنے اور لپیٹنے والے رات میں قیام فرما مگر تھوڑا۔ ساتویں عبداللہ ہے کما قال تعالیٰ وانہ لما قام عبداللہ یدعوہ اور بیشک جبکہ کھڑا ہوا بندہ اللہ کا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم حدیث مذکورہ میں انہیں سات اسمار پر بوجہ شہرت اکتفا کی گئی ورنہ قرآن عظیم میں حضور کے اسمار گرامی و القاب و خطابات سامی بکثرت ہیں منجملہ ان کے آٹھویں یاایھا النبی ہے جیسا کہ فرمایا باری تعالیٰ نے یاایھا النبی انا ارسلنٰک اے نبی بیشک ہم نے تمہیں رسول بنایا۔ نویں یاایھا الرسول ہے کما قال تعالیٰ یاایھا الرسول بلغ ما انزل علیک اے رسول پہنچا جو تیری طرف اتارا گیا۔ دسویں نور ہے کما قال تعالیٰ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور روشن کتاب زیادہ تفصیل اس نام نامی کی اس آیت کے بیان میں گذری وہاں ملاحظہ کرنا چاہئے۔ گیارھویں شاھد بارھویں مبشر تیرھویں نذیر چودھویں داعی الی اللہ۔ پندرھویں سراج منیر ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یاایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا o وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا اے نبی بیشک ہم نے بھیجا تمہیں شاہد یعنی گواہ، اور مبشر یعنی خوشی سنانے والا اور نذیر ڈرانے والا اور داعی الی اللہ اللہ کی طرف بلانے والا۔ اس کے حکم سے اور سراج منیر روشن چراغ (ان اسما کی تفصیل اور سراج منیر کی

توجیہات بھی بیان آیہ مذکورہ حصہ اول اس کتاب میں گزریں۔ سولھویں شہید۔ کما قال تعالیٰ وجئنابک علیٰ ھٰؤلاء شہیدا۔ اور لائینگے ہم تم کو ان سب پر شہید یعنی گواہ۔ سترھویں منذر ہے کما فی قولہ تعالیٰ لیکون من المنذرین تاکہ آپ ڈرانیوالوں میں سے ہوں۔ اٹھارھویں بشیر ہے کما قال تعالیٰ قد جاءکم بشیرا ونذیرا تحقیق آیا تمہارے پاس بشیر (خوشخبری سنانیوالا) اور نذیر (ڈرانیوالا) انیسویں حق ہے بیسویں مبین ہے کما قال تعالیٰ حتیٰ جاءکم الحق من ربکم و رسول مبین۔ ان کے علاوہ دیگر آیات میں بھی یہ نام واقع ہوئے ہیں۔ اکیسویں خاتم النبیین ہے کما فی الآیۃ المذکورہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بائیسویں عزیز ہے تئیسویں حریص ہے چوبیسویں رؤف ہے پچیسویں رحیم ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیما۔ البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس رسول تمہارے نفسوں سے جس پر تمہارا محنت و مشقت میں پڑنا دشوار و ناگوار ہے اور تمہارے ایمان پر حریص ہے اور مومنین پر نہایت مہربان و رحم فرما ہے۔ اس آیت کا بیان بھی حصہ اول میں گزرا۔ چھبیسویں رحمۃ اللعالمین ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما ارسلنٰک الا رحمۃ اللعٰلمین نہیں بھیجا ہے اے محبوب! مگر رحمت سارے جہان کیلئے اس آیت کی تفسیر بھی بیان اول حصہ اول میں گزری ستائیسویں نعمۃ اللہ ہے کما قال تعالیٰ وبنعمۃ اللہ ھم یکفرون وہ اللہ کی نعمت (محمد رسول اللہ) کے ساتھ کفر کرتے ہیں اٹھائیسویں عروۃ وثقیٰ ہیں کما فی قولہ تعالیٰ فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ بعھد محمد ن المصطفیٰ احمد ن المجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتیسویں کریم ہے لقولہ تعالیٰ انہ لقول رسول کریم تیسویں نبی الامی ہے قولہ تعالیٰ فآمنوا باللہ ونبی الامی یعنی ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسول کیساتھ جو نبی امی ہیں یعنی بے پڑھے لکھے اکتیسویں عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو علم اولین و آخرین عطا فرمایا عالم ما کان وما یکون بنایا کما قال تعالیٰ وعلمک ما لم تکن تعلم اسی طرح دیگر کتب سماویہ اور احادیث نبویہ میں بھی آپکے نام والقاب بکثرت واقع ہوئے ہیں اور بعض انبیائے سابقین کی زبان سے سنے گئے ہیں جیسے ماحی[۳۲] یعنی محو کنندہ شرک و کفر کہ آپنے اس جہان میں تشریف فرما ہو کر ظلمت و کفر وضلالت کو نیست ونابود فرمایا۔ وفاتر ادیان ماضیہ وشرائع سابقہ کو محو و منسوخ کیا سب پر آپکا دین ظاہر و غالب ہوا اور اپنی امت مرحوم کی فرد جرم عصیاں کو ابر رحمت و سحاب مغفرت و شفاعت کے چھینٹوں سے دھویا اور درحقیقت جیسا شرک و کفر حضور کے زمانہ میں محو ہوا کسی نبی سے نہ ہوا کہ آپ ایسے وقت میں مبعوث فرمائے گئے کہ زمین پر سوائے کفر و شرک کے کچھ نہ تھا۔ پروردگار عالم کو کوئی جانتا پہچانتا نہ تھا۔ بتوں کو اپنا محبوب سمجھے تھے۔ اور ان کی پرستش میں

منہمک رہتے بتے کوئی آگ کو پوجتا تھا کوئی چاند سورج کے آگے سر گڑتا تھا۔ کوئی بچار و اشجار کو سجدہ کرتا تھا۔ دنیا کو دائم و قائم سمجھتے تھے مبدا و معاد کے قائل نہ تھے غرضکہ ہر طرف شرک کفر کی گھٹائیں چھائی تھیں۔ گمراہی و ضلالت میں ساری خدائی پھنسی تھی کہ خداوند عالم نے اس ہادی برحق کو مبعوث فرماکر ان تمام خرافات و اہمیات کو محو فرمایا۔ اور آپکے دین دین کو تمام ادیان پر ظاہر و غالب کیا۔ اور تمام روئے زمین پر اسے پھیلایا۔ کوئی جگہ ایسی نہ رہی جہاں دین اسلام کی شعاعیں نہ چمکی ہوں اور آپکا نام حاشر ہے کہ آپ حشر کے روز روضہ مبارک سب سے پہلے باہر تشریف لائیں گے بعد ازاں تمام اولین و آخرین اپنی قبروں سے اٹھائے جائینگے اور حضور کا نام عاقب ہے یعنی سب سے پیچھے آنیوالا کہ آپ تمام انبیائے کرام کے بعد مبعوث فرمائے گئے آپکے بعد نہ کوئی نبی ہوا اور نہ ہوگا حدیث میں ہے لی خمسۃ اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں جسکے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو محو فرمایا اور میں حاشر ہوں جسکے بعد تمام لوگ حشر کے دن اٹھائے جائیں گے۔ اور میں عاقب یعنی سب سے پیچھے آنیوالا ہوں اور آپکا نام نبی التوبہ ہے۔ اسلئے کہ آپکے دست اقدس پر جمع کثیر نے توبہ کی یا آپکی برکت اور طفیل میں آپ کی امت کی بمجرد ندامت توبہ قبول فرمائی گئی۔ بخلاف امم سابقہ کے کہ ان کی توبہ بعد ارتکاب امور شاقہ قبول فرمائی جاتی یا حضور باعث قبول توبہ عفو خطا حضرت آدم علیہ السلام ہوئے اسلئے بعض علمائے کرام تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی جناب سے جو کلمات آدم علیہ السلام کو القا ہوئے اور جن کی وجہ سے انکی توبہ قبول ہوئی یہ تھے۔ الٰہی بحرمت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری خطا معاف فرما۔ جس کا ذکر بالتفصیل بیان اول اس حصہ میں گزرا۔ یا حضور خود کثیر التوبہ تھے جیسا کہ حدیث بخاری وارد ہوا ہے انی لاستغفر اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ میں دن میں سو مرتبہ اللہ کی جناب میں توبہ استغفار کرتا ہوں لیکن یہ حضور کا استغفار اپنے واسطے نہ ہوگا۔ بلکہ اپنی پیاری امت کیواسطے ہوگا۔ کہ آپ معصوم ہیں اللہ نے آپکے سب اگلے پچھلے گناہ پہلے ہی عفو فرما دیئے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یا آپکے صدقہ میں آپکی امت کیواسطے قیامت تک در توبہ کشادہ فرمایا گیا جو قبل غرغرہ صدق دل سے توبہ کرے قبول ہو خواہ کتنے ہی معاصی میں مبتلا ہو۔ اور آپکا نام نبی الرحمۃ ہے کہ آپ تمام عالم کیواسطے رحمت بناکر بھیجے گئے اور ہر فرد عالم آپکی رحمت سے متفیض و بہرہ مند ہوا۔ کما قال تعالیٰ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین اور آپ کی امت کی صفت بھی موجود ہے جیسا حدیث میں وارد ہوا ہے ھذہ امۃ مرحومۃ اور اللہ تعالیٰ انکی شان میں فرماتا ہے وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمۃ پس اللہ تعالیٰ نے حضور کو خاص طور سے امت کیواسطے رحیم بنا کر بھیجا اور عام طور سے تمام عالم کیواسطے اور انہیں

موصوف بالرحمۃ کیا۔ اور آپس میں ترحم کا حکم فرمایا۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء اور آپکا نام نبی الراحۃ ہے۔ اسلئے کہ آپنے تشریف فرما ہوکر اپنی امت کو راحت و آرام دیا۔ ان سے رنج کلفت و مشقت کی انکا محنت و مشقت میں پڑنا کسی بلا و مصیبت میں مبتلا ہونا آپ کو شاق و ناگوار تھا کما قال تعالیٰ عزیز علیہ ما عنتم ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم اور آپکا نام نبی الملحمۃ ہے کہ ملحمہ کے نبی شدید الحرب عظیم القتال ہیں اور آپ پر جہاد و قتال فرض کیا گیا تھا۔ آپکے برابر کوئی جہاد پر حریص اور قتال میں شدید نہ تھا۔ لہذا آپکی طرف اسے منسوب کیا گیا۔ اور آپ کا نام مقفی ہے کہ مقفی بکسر فا از قفا یعنی پس پشت آئندہ آیا ہے اور بفتح فا از قفاوت بمعنی لطف و کرم بھی آیا ہے اور حضور میں یہ دونوں معنے موجود تھے کہ آپ تمام انبیا کے پیچھے تشریف فرما ہوئے اور لطف و کرم میں بیمثل و بینظیر تھے اور آپکا نام قیم ہے بمعنی جامع الکمالات و مجمع فضائل و خیرات و برکات اور آپ جمیع کمالات صوری و معنوی سے آراستہ اور فضائل و فواضل ظاہری و باطنی سے آراستہ اور منبع خیرات و برکات تھے۔ حدیث شریف میں ہے وانا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ ونبی الراحۃ ونبی الملحمۃ وانا قیم بعض روایات میں بجائے مقفی کے مقتفی اور بجائے نبی الملحمہ کے نبی الملاحم اور بجائے قیم کے قثم اور بجائے نبی الرحمۃ کے نبی الرحمہ ہے اور بعض میں بجائے نبی کے رسول واقع ہوا ہے اور آپکا نام امین ہے حدیث میں ہے انی الامین فی الارض وامین فی السماء میں آسمان میں اور زمین دونوں میں امین ہوں اور یہی نام آپکا قبل بعثت تھا اور آپکا نام حبیب اللہ ہے حدیث میں ہے وانا حبیب اللہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور آپکا نام شافع ہے اور آپکا نام مشفع ہے جیسا حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم انا اول شافع واول مشفع اور آپکا نام فاتح ہے اور خاتم ہے کہ آپ تمام انبیاء کے خاتم اور فاتح ابواب جنت و شفاعت و خیر و برکت و نعمت و رحمت برایں امت ہیں۔ جیسا کہ شب اسریٰ اللہ تعالیٰ نے حضور سے فرمایا وجعلتک فاتحا وخاتما اور جب حضور نے جمیع انبیاء کرام میں اپنے رب کی حمد و ثنا فرمائی۔ تو اس میں فرمایا وجعلنی فاتحا وخاتما اور حضور کا نام اول و آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے جیسا کہ ایک طویل حدیث میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک روز جبریل نے آکر مجھ پر اس طرح سلام عرض کیا السلام علیك یا اول والسلام علیك یا آخر السلام علیك یا ظاهر السلام علیك یا باطن۔ پس میں نے جبریل سے دریافت کیا کہ یہ اوصاف مجھ سے مخلوق کے واسطے کیسے ہوں گے یہ صفات تو سوائے خالق کے کسی کو لائق نہیں ہیں پس جبریل

نے کہا اے محمد آگاہ ہو جائیے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ پر اسی طرح سلام کرنیکا حکم فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان
اوصاف کیساتھ مخصوص فرما کر تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت بخشی پس اللہ تعالیٰ نے آپکے واسطے اپنے اوصاف و اسماء
سے اسم و صفات مشتق کئے اور آپکا نام اول رکھا کہ آپ خلق میں تمام انبیاء سے اول ہیں اور آپکا نام آخر رکھا۔ کہ
بعثت میں سب سے پیچھے ہیں اور آپکا نام باطن رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکا نام اپنے نام کے ہمراہ بخط نور ساق
عرش پر ایک ہزار سال قبل پیدائش آدم لکھا۔ پھر مجھے آپ پر صلاۃ بھیجنے کا حکم فرمایا۔ پس میں نے ایک ہزار سال بعد
ایک ہزار سال آپ پر صلاۃ عرض کی۔ یہاں تک کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے بشیر و نذیر و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجاً
منیرہ بنا کر بھیجا اور آپکا نام ظاہر رکھا اسلئے کہ آپکو آپکے زمانہ میں تمام ادیان پر ظاہر و غالب فرمایا۔ اور آپ کی
شریعت کو پھیلایا۔ اور تیرے باعث اہل زمین و آسمان کو یہ فضیلت عطا فرمائی کہ جو کوئی تجھ پر صلاۃ بھیجے۔ اللہ
اس پر صلاۃ بھیجے پس رب تیرا محمود ہے اور تو محمد ہے اور رب تیرا اول و آخر ظاہر و باطن ہے اور تو بھی اول و
آخر ظاہر و باطن ہے پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی
فی اسمی وصفتی تمام افراد حمد اس ذات کیواسطے ثابت ہیں جسنے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت بخشی حتی کہ اسماء و صفات
میں بھی مجھے ان پر فضیلت دی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ بارک وسلم) اور آپکا لقب سید النبیین ہے حدیث میں
ہے انا سید النبیین اور قائد المرسلین ہے حدیث میں ہے انا قائد المرسلین اور سید الناس ہے حدیث میں ہے
انا سید الناس یوم القیامۃ اور سید ولد آدم ہے حدیث میں ہے۔ انا سید ولد آدم یوم القیامۃ اور اشرف
الناس ہے حدیث میں ہے انا اشرف الناس اور امام المتقین ہے اور قائد الغر المحجلین ہے اور خلیل الرحمٰن ہے
حدیث میں ہے قد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا اور صاحب حوض المورود ہے اور صاحب الشفاعۃ ہے اور
صاحب مقام محمود ہے کما قال تعالیٰ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا اور صاحب الوسیلہ ہے۔ جیسا
حدیث میں ہے سلوا اللہ لی الوسیلۃ فانہا منزلۃ فی الجنۃ لا ینبغی الا لعبد من عباد اللہ وارجوا
ان اکون انا ہو میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ طلب کرو کہ وہ ایک درجہ جنت ہے نہیں لائق ہے اسکے
مگر ایک بندہ اللہ کے بندوں سے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں اور صاحب الفضیلۃ ہے جیسا حدیث
شیخین میں وارد ہوا ہے من قال حین یسمع النداء اللہم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ
ات محمدن الوسیلۃ والفضیلہ وابعثہ مقاما محمودان الذی وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم
القیامۃ جس نے اذان سنتے وقت یہ کہا اے اللہ رب اس دعائے تامہ اور صلاۃ قائمہ کے عطا فرما تو محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور پہنچا تو انہیں مقام محمود میں جسکا تو نے وعدہ فرمایا ہے اسکے واسطے قیامت میں میری شفاعت حلال ہو گئی اور صاحب تاج ہے کہ قیامت کیدن آپکے فرق پر تاج مرصع بجواہر و یواقیت رکھا جائیگا کما ورد فی الحدیث اور صاحب المعراج[59] ہے کما ہو ظاہر اور صاحب لواء[60] ہے کہ قیامت کے دن آپ کو ایک نشان عطا فرمائے گا ۔جس کے نیچے تمام انبیاء کرام و مرسلین عظام ہونگے کما جاء فی الحدیث ولواء الحمد یومئذٍ بیدی و آدم ومن دونہ تحت لوائی یوم القیٰمۃ میرے ہاتھ میں قیامت کے روز لوائی حمد دیا جائیگا ۔اسکے نیچے آدم اور انکے ماسوا سب ہوں گے اور صاحب القضیب[61] ہے اور صاحب الناقۃ[62] والنجیب ہے اور صاحب البراق[63] ہے اور صاحب الحجۃ والسلطان[64] ہے اور صاحب العلامۃ[65] والبرہان ہے اور صاحب الہراوۃ[66] والنعلین ہے اور نور اللہ[67] ہے حدیث میں ہے انا من نور اللہ اور مصطفیٰ[68] ہے اور مجتبیٰ[69] ہے اور مرتضیٰ[70] ہے اور متقی[71] ہے اور طاہر[72] ہے اور مہیمن[73] ہے اور صادق[74] ہے اور مصدوق[75] ہے اور نجم الثاقب[76] ہے اور صراط مستقیم[77] ہے ،اور الآمر باللہ[78] اور بطحی[79] ہے اور اتقی الناس[80] ہے ۔اور اجود الناس[81] ہے اور احسن الناس[82] ہے اور احمد[83] ہے اور الآخذ بالحجرات[84] ہے اور الآخذ بالصدقات[85] ہے اور اخشی للہ[86] ہے اور ارجح الناس[87] عقلا ہے اور ارحم الناس[88] اور اسلم الناس[89] بھی ہے اور اشجع الناس[90] اور اطیب الناس[91] ریحا ہے اور الاغر[92] ہے اور اعلم باللہ[93] ہے اور اکثر الناس[94] تبعا ہے اور الاکرم[95] و اکرم الناس[96] ہے اور امام الخیر[97] اور امام الناس[98] ہے اور مقتدی[99] ہے اور مختار[100] ہے اور مفضل[101] ہے اور معزز[102] ہے اور موقر[103] ہے اور مقرب[104] ہے اور موید[105] ہے اور المعلم[106] ہے اور المحکم[107] ہے اور الحاکم[108] ہے ۔ الخاتم[109] الشاکر[110] الذاکر[111] الصابر[112] العابد[113] الساجد[114] الصاحب[115] التائب[116] الراضی[117] القانع[118] العالی[119] القاری[120] المصلی[121] المزکی[122] المنادی[123] المبلغ[124] المطہر[125] المومن[126] المسبح[127] المزمل[128] المبتتل[129] المتوکل[130] المتہجد[131] المودع[132] المبعوث[133] المعصوم[134] المحفوظ[135] المامور[136] اور غیر ان کے بہت سے اسماء صفات والقاب وسمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور کتب متقدمہ میں حضور کے نام یہ تھے المتوکل ، المختار ، مقیم السنۃ المقدس ، روح القدس ۔روح الحق فارقلیط ای الفارق بین الحق والباطل اور ماذ ماذ بمعنے طیب طیبا حمطایا بمعنی محافظ حرم اور خاتم لمشفح المنحمنا بمعنی محمد الاحید بمعنے دور کنندہ امت از نار دوزخ اور اولاً یا آخراً یا نبی الملاحۃ قتال اور آسمان دنیا میں آپ کا نام مجتبیٰ ،اور آسمان دوم میں مرتضیٰ اور آسمان سوم مزکی اور آسمان چہارم میں عجیب اور آسمان پنجم میں محب ۔ آسمان ششم میں مطہر اور آسمان ہفتم میں مقرب ہے اور زمین اول پر آپکا نام معظم ہے دوسری میں منجل اور تیسری میں محب اور چوتھی میں مشرف اور پانچویں میں ظاہر اور چھٹی میں طاہر اور

اور ساقین میں نور اللہ اور اصناف خلائق میں سے حاملانِ عرش آپ کو مصطفٰے کہتے ہیں اور کروبیان مختار اور روحانیان مکرم اور ساق عرش پر حبیب اللہ اور کرسی پر رسول اللہ اور لوح محفوظ پر صفی اللہ اور اوراق شجر طوبیٰ پر صفوۃ اللہ اور لوائے حمد پر خیرت اللہ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبد اللہ ہے اور ملائکہ کے نزدیک عبد المجید اور انبیا میں عبد الوہاب اور شیاطین میں عبد القہار اور جنوں میں عبد الرحیم اور سواکن جبال میں عبد الخالق اور بوادی میں عبد القادر اور سواکن بحار میں عبد القدوس اور ہوام زمین میں عبد الغیاث اور وحوش میں عبد الرزاق اور سباع میں عبد اللہ اور بہائم میں عبد المومن اور طیور میں عبد الغفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشہور ہیں واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی المعارج بالجملہ حضور کے اسمائے صفات والقاب وخطابات کثیر ہیں اس مختصر میں انکے ضبط کی گنجائش نہیں۔ لہٰذا انہیں حوالہ تصانیف علمائے کرام مثل الاحوذی شرح ترمذی اور مستوفی فی اسمائے مصطفےٰ اور لبحۃ البہیہ فی الاسماء النبویہ اور مواہب لدنیہ اور اس کی شروح کے کرتا ہوں یہاں جو اسما معرض تحریر میں لائے گئے۔ ان میں بعض وہ ہیں جو پروردگار عالم نے اپنے اسماء شریفہ سے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو عطا فرما کر حضور کی عزت افزائی فرمائی تنبیہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بعض انبیائے سابقین کو اپنے اسما میں سے دو دو ایک ایک نام عطا فرمائے مثلاً اسحٰق واسمٰعیل کو علیم وحلیم اور ابراہیم کو حلیم اور نوح کو شکور اور موسیٰ کو کریم اور یوسف کو حفیظ اور یحییٰ وعیسیٰ کو بر فرمایا۔ مگر ہمارے حضور پر نور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسمائے شریفہ میں سے ارسٹھ اسم مرحمت فرمائے جنکی تفصیل یہ ہے۔ حکیم، رحیم، سلام، مومن، مہیمن، عزیز، جبار، فتاح، علیم، رافع، سمیع، بصیر، مجیب، واسع، حلم، شہید، حق، وکیل، عدل، خبیر، حلیم، عظیم، غفور، شکور، علی، حفیظ، حسیب، کریم، رقیب، قوی، متین، ولی، حمید، ماجد، بر، عفو، رؤف، جامع، مقیط، غنی، معطی، نور، ہادی، رشید، صبور، قائم، حافظ، ذو القوہ، ذو الفضل، کفیل، شاکر، قریب، مبین، برہان، منیب، کافی، عالم، نصیر، صادق، احد، اکرم، منیر، وافی، بر، اول، آخر، ظاہر، باطن، جب یہ چار نام لے کر جبریل لے کر نازل ہوئے اور ان کے ساتھ سلام عرض کر کے وجہ تسمیہ بیان فرمائی۔ تب حضور نے اپنے رب کی حمد وثنا ان الفاظ میں بیان فرمائی الحمد للہ الذی فضلنی علیٰ جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی تمام افراد حمد ہر حامد سے ہر زمانہ میں اسی ذات کے واسطے ثابت ہیں۔ جس نے مجھے تمام انبیا پر ہر بات میں فضیلت بخشی حتی کہ اسم وصفات میں کما مر ترجمہ الحدیث ۔

انکے اسما کو بھی وہ شرف خدا نے بخشا	جو کسی امم کو ہرگز نہ ملے اور نہ ملائو

بلکہ حضور کے صدقہ و طفیل میں حضور کے غلاموں کی بھی یہ عزت افزائی فرمائی کہ اپنے اسمائے گرامی میں سے چند نام انہیں عطا فرما کر اپنا ہم نام بنایا۔ جیسے کہ اسحٰق ابن راہویہ اور ابن ابی شیبہ امام مکحول سے راوی کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو ایک یہودی نے افضلیت مطلقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ آپ نے اس کے طمانچہ مارا۔ وہ بارگاہ رسالت میں نالشی آیا۔ حضور نے امیر المومنین کو تو حکم فرمایا کہ تم نے اس کے تھپیڑ مارا اسے راضی کرلو اور خود یہودی کی طرف مخاطب ہو کر وجوہ فضیلت بیان فرمائیں اور انہیں یہ فرمایا۔ یا یہودی لیسمی اللہ باسمین سمی بہا امتی ہو السلام وسمی بہا امتی المسلمین و ہو المومن وسمی بہا امتی المومنین۔ بلکہ او یہودی اللہ تعالےٰ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا اللہ تعالیٰ مومن ہے اور میری امت کا نام مومنین رکھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنا اور اپنے حبیب کا نام نور، عزیز، عظیم، کریم، شہید، شاہد، حق، مبین، ہادی، حاکم، رحیم، نذیر، طاہر، طیب، داعی، قائم، صادق، حسن، سمیع اور بصیر رکھا۔ اور ہم غلامان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی انہیں اسما کا اطلاق فرمایا جس پر قرآن عظیم ناطق ہے کما ذکر النسفی فی تفسیرہ نقل عنہ فی المعارج۔ بلکہ جس طرح آقا اور آقا کے رب تبارک و تعالیٰ کا نام اول آخر ہے اسی طرح غلاموں کا نام بھی اول آخر ہے۔ کہ وہ دنیا میں تمام امم سے پیچھے بھیجے گئے۔ لہذا آخر ہوئے اور قیامت کے دن ہر کام میں سب پر سبقت لیجائیں گے مثلاً جنت میں اپنے مولا کیساتھ سب سے پہلے داخل ہونگے صراط پر اپنے آقا کیساتھ سب سے پہلے گزریں گے حساب کیلئے وہی پہلے بلائے جائیں اور انہیں کا سب سے پہلے حساب ہوگا لہذا حدیث میں وارد ہوا ہے نحن الآخرون الاولون ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء الحمد للہ کہ اس مختصر تحریر میں بھی یہانتک بعد حذف تکرار مع عاعداد و القاب و اسما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دو سو اٹھارہ تک پہنچا۔ جن میں ہر ایک حضور کے فضل و شرف کا مظہر اور اوصاف جمیلہ کا مبین ہے فان اکثرۃ الاسماء تدل علی شرف المسمی اور انہیں میں سے ایک نام حضور کا خاتم النبیین ہے۔ جس پر آیۃ مذکورہ تمام فرمائی گئی ہے۔ پس اللہ تبارک تعالیٰ سب سے پہلے حضور ہی پر باب نبوت مفتوح فرمایا اور پھر اوروں کو آپ کے صدقے وطفیل میں نبی بنایا۔ اور پھر آپ ہی پر اسے ختم فرمایا۔ تو دراصل نہ آپ سے پہلے کوئی اس مرتبے پر پہنچا اور نہ آپ کے

بعد پہنچے گا۔ جیسا حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کنت اول النبیین فی الخلق و اٰخرھم فی البعث میں خلق میں سب نبیوں سے پہلے اور بعثت میں پیچھے ہوں۔ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کنت نبیا واٰدم بین الروح والجسد۔ میں اس وقت مرتبہ نبوت پر فائز ہوا جب کہ آدم روح و تن میں تھے یعنی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ پس حضور کا خاتم الانبیا ہونا اس آیہ کریمہ و نیز احادیث صحیحہ سے کھلی ظاہر و باہر اور قطعاً یقیناً حق اور جزو ایمان ہے یعنی جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ کو احد و صمد لاشریک لہٗ ماننا فرض اور مناط ایمان ہے۔ اسی طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا اور ان کے زمانہ میں یا ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو قطعاً یقیناً محال و باطل جاننا فرض وجزو ایمان ہے۔ جو اس کا انکار کرے یا کسی نبی جدید کا قائل ہو یا خود دعوئ نبوت کرے وہ منکر آیۃ قرآن ذریت شیطان کافر بے ایمان ہے بلکہ جو اس کے کفر میں شک و شبہ کرے وہ بھی کافر ہے۔ چونکہ اس بارے میں تحریرات علمائے اہل سنت بکثرت ہیں۔ منجملہ ان کے ایک مبسوط رسالہ مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام المسلمین و مقتدائے اہل الیقین مفتی ملت عالم اہل سنت حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ اس مسئلہ کی تنقیح و توضیح کے واسطے کافی ووافی ہے۔ لہٰذا ان جملوں پر ہی اکتفا کر کے خدائے تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں و جملہ مسلمانوں کو ایسے خیالات فاسدہ اور اوہام باطلہ سے بچائے۔ اور اہل زیغ کے مکر و حیل اور دجالوں کے شر و دجل سے محفوظ فرما کر با ایمان دنیہ سے اٹھائے اور قیامت کے دن اپنے حبیب کی شفاعت سے بہرہ ور اور آب کوثر سے سیراب فرما کر جنت میں داخل فرمائے آمین آمین آمین۔ یارب العٰلمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ
علیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین الیٰ یوم الابد آمین

تمت بالخیر

ناشر۔ سید مسعود احمد رضوی معین اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی گیٹ لاہور

بالوبر سنت علی دلواهام دبن سنہ ادان بقلم خود

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

والمنۃ کہ دریں ایام برکت التیام کتاب مستطاب گنجینۂ اوصاف

فضائل محمدیہ خزینۂ خصائل و شمائل احمدیہ

المسمٰی بہ

نصرۃ الواعظین

باوصاف

سیّد المرسلین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

حصّہ سوم

از تالیف لطیف و تصنیف منیف جناب مولانا مولوی حکیم محمد حشمت علی

صاحب فائق سنی، حنفی، قادری، بریلوی،

ناشر
سیّد مسعود احمد رضوی معین

المترقی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ۔ لاہور

قیمت ۱/۸/- روپے

محمد اسمٰعیل خوشنویس

وعظ چہاردہم

بیان بعثت واصلاح عرب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ اس آیت کریمہ میں ارشاد فرماتا ہے۔ البتہ تحقیق احسان کیا اللہ نے مومنین پر جب کہ بھیجا ان میں رسول انکے نفسوں سے کہ پڑھتا ہے وہ ان پر آیات اللہ یعنی قرآن عظیم کو اور پاک وصاف کرتا ہے انہیں بتوں کی نجاست، کفروشرک کی غباثت، عقائد وعادات جاہلیت سے اور سکھاتا ہے ان کو کتاب وحکمت یعنی قرآن وسنت اور بے شک تھے وہ قبل بعثت آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کھلی گمراہی میں۔ ارباب تفاسیر وتواریخ لکھتے ہیں کہ اہل عرب قبل بعثت حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طرح طرح کی جہالتوں میں مبتلا، کفروشرک میں آلودہ بت پرستی میں منہمک رہتے۔ آپس میں ذرا ذراسی بات پر سالہا سال وپشتہا پشت تک جدال وقتال کرتے لڑتے مرتے، فتنہ وفساد، لوٹ مار بغض وعداوت، زنا چوری، ظلم وتعدی کا بازار گرم رکھتے تھے۔ کہ ناگاہ اس سرچشمۂ ہدایت آفتاب فلک رسالت نے جلوہ فرما ہوکر انھیں ہدایت

لہ اس کی تفسیر بیان اول میں گزرچکی ہے۔ وہاں دیکھنا چاہیے۔ ۱۲

نقشہ نعل مبارک نمبر ۲۔ کاغذ باریک پر تعویذ بنانے کے لئے ۱۲

فرمائی راہِ حق دکھائی - وحدانیت و عبادت معبودِ حق سکھائی - گمراہی و ضلالت، کفر و شرک کی نجاست عقائد و عادات جاہلیت سے پاک وصاف فرمایا - ان کے قلوب کو نورِ ایمان و عرفان سے مملو کتاب و حکمت سے مشحون فرمایا - ان کی خراب و خستہ حالتوں کو سنبھالا آپس کے جدال و قتال، فتنہ و فساد، لوٹ مار، بغض و عداوت، ظلم و تعدی وغیرہ بری عادتوں سے باز رکھا - اور ان میں روح اتحاد و اتفاق پھونک کر مثل ایک قالب و چند جان یک دل و یک زبان بنایا - جیسا مولانا نے مثنوی میں فرمایا ؎

نفس واحد از رسول حق شدند	ورنہ ہر یک دشمن مطلق بدند
اتحاد خالی از شرک و دوئی	باشد از توحید نی ما و توئی

اور ان کو دوزخ کی بھڑکتی آگ سے کھینچ کر جنت کا راستہ دکھایا - کما قال اللہ تعالےٰ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا یعنی یاد کرو تم اللہ کی نعمت کو جب کہ تھے تم (آپس میں ایک دوسرے کے) دشمن - پس الفت و محبت ڈالی تمہارے دلوں میں (ایمان و اسلام کے ساتھ) پس ہو گئے تم بہ باعث نعمتِ الٰہی آپس میں بھائی - اور تھے تم دوزخ کے کنارے پر - اور قریب اس میں گرنے کے کہ کھینچ لیا تم کو اس سے ایمان و اسلام کے ساتھ پس اے مسلمانوں اس احسان سے بڑھ کر اور کونسا احسان اور اس نعمت سے اعظم و اجل اور کون سی نعمت ہو گی - کہ اس معبود حقیقی خداوند ازلی نے تمہیں اسلام جیسا دین سب دینوں سے افضل و بہتر عطا فرمایا - اور اپنا حبیب جیسا رسول سب رسولوں کا سردار کل نبیوں کا آقا تمام خلق سے افضل و اعلیٰ، اشرف و بالا تمہاری ہدایت کے واسطے بھیجا - جس نے آکر تمہاری ڈوبتی کشتیوں کو پار لگایا - تمہیں نارِ دوزخ سے بچا کر جنت میں عیش مخلد کا مژدہ سنایا اور تمہیں بتوں کی نجاست شرک و کفر کی خباثت، گمراہی و ضلالت وغیرہ افعال شنیعہ و خصائل قبیحہ سے پاک وصاف فرما کر نیک راہ چلایا - اچھی اچھی باتیں بتائیں - عمدہ عمدہ خصلتیں سکھائیں مثلاً زمانۂ جاہلیت میں لوگ شرک و کفر میں مبتلا بتوں کی پرستش میں مشغول رہتے - جس پتھر کو چاہتے معبود قرار دے کر پوجتے، چڑھاوے چڑھاتے دارمی شریف میں ہارون سے ہے - کہ

كَانَ الرَّجُلُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ اِذَا سَافَرَ حَمَلَ مَعَهٗ اَرْبَعَةَ اَحْجَارٍ ثَلٰثَةٌ يُقَدِّرُ بِهَا وَالرَّابِعُ يَعْبُدُهٗ۔ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی سفر کرتا اپنے ہمراہ چار پتھر اٹھا لیتا۔ تین سے استنجا کرتا۔ چوتھے کو پوجتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب اہل عرب کو ایک پتھر پوجتے عرصہ ہو جاتا۔ تو دوسرا پتھر تلاش کرتے۔ جب کہیں عمدہ پتھر ہاتھ لگ جاتا پرانے پتھر کو پھینک دیتے اور نئے کو پوجنے لگتے۔ دارمی شریف میں ابورجا سے مروی کہ كُنَّا فِی الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا اَصَبْنَا حَجَرًا حَسَنًا عَبَدْنَاهُ وَاِنْ لَّمْ نُصِبْ حَجَرًا جَمَعْنَا كُثْبَةً مِّنْ رَمْلٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالنَّاقَةِ الصَّفِیِّ فَتَفَاجُ عَلَيْنَا فَنَحْلُبُهَا عَلَى الْكُثْبَةِ حَتّٰى نُرْوِيَهَا ثُمَّ نَعْبُدُ تِلْكَ الْكُثْبَةَ مَا اَقَمْنَا بِذٰلِكَ الْمَكَانِ یعنی زمانہ جاہلیت میں جب ہمیں کوئی اچھا پتھر ملتا۔ تو اسے پوجتے۔ ورنہ ریتے کا ڈھیر جمع کرتے پھر ایک اونٹنی بہت دودھ دینے والی لاتے اور اس کی ٹانگیں کشادہ کر کے اس ریتے کے ڈھیر پر دوہتے۔ یہاں تک کہ تر کرتے پھر اسے پوجتے جب تک کہ اس جگہ ٹھہرتے۔ اسی دارمی میں مجاہد سے ہے کہ میرے مولا نے مجھ سے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں مجھے میرے گھر والوں نے ایک پیالہ میں دودھ اور ایک میں مکھن دیکر اپنے معبودوں اساف اور نائلہ پر چڑھانے کو بھیجا۔ جب میں اسے لے کر چلا تو راہ میں میرا دل چاہا کہ اسے کھا لوں۔ مگر ان بتوں کے خوف سے رک گیا اور ان کے پاس جا کر رکھ دیا۔ کہ ایک کتے نے آکر اسے کھایا۔ اور چلتے وقت ان بتوں پر پیشاب پھر کر چلا گیا۔ مدارک وغیرہ میں ہے کہ یہ دونوں بت یعنی اساف ایک مرد تھا۔ اور نائلہ ایک عورت تھی۔ ان دونوں میں آشنائی تھی۔ موافق رسم رواج جاہلیت کے جب یہ دونوں خانہ کعبہ میں طواف کو گئے تو وہاں انہوں نے زنا کیا۔ فوراً غضب الٰہی نازل ہوا اور وہ دونوں پتھر کے ہو گئے۔ جب جہال مکہ نے انہیں دیکھا۔ اٹھا کر لائے اور ایک کو کوہ صفا پر اور دوسرے کو کوہ مروہ پر رکھ کر ان کا طواف و پرستش کرنے لگے۔ بھلا اس حماقت و جہالت کا کچھ ٹھکانا تھا۔ کہ جن ڈھیلوں سے استنجا کرتے۔ انہیں میں سے ایک کو خدا بنا کر پوجتے جس مٹی کے تودے پر چند دھاریں دودھ کی ڈال دیتے یا جس عمدہ پتھر کو دیکھتے خدا بنا کر اس کی پوجا کرنے لگتے۔ حتیٰ کہ ایسے متبرک مقام بیت الحرام میں جس کے پاک و صاف رکھنے کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام سے عہد و پیمان لیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَعَهِدْنَا

اَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَھِّرَ بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَ الْعَاکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ ۞ فعل حرام کیا کرتے تھے۔ اور اس میں تین سو ساٹھ بت نصب کر رکھے تھے جن کی روزانہ عبادت وطواف کیا کرتے جب حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور مکہ فتح فرمایا۔ ان بتوں کو توڑا۔ خانہ کعبہ کو ان کی پلیدی سے پاک وصاف فرمایا۔ اور لوگوں کو بتوں کی عبادت سے باز رکھا۔ شرک وکفر کی باتوں سے روکا۔ معبود حقیقی کی عبادت کرنے کا حکم فرمایا۔ اس کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنے، اس کے سوا غیر کو خدا ماننے سے منع فرمایا۔ اور اپنے رب عزوجل کا یہ حکم سنایا کہ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۞ فَاعْبُدُوْہُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا ۞ اور سب سے خدا وحدہٗ لاشریک کی واحدانیت اور اپنی رسالت کا اقرار کرایا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پڑھایا۔ بلکہ خود ان کے وہ جھوٹے معبود ہی خدا کی وحدانیت اور حضور کی رسالت کی تصدیق کیا کرتے اور ان کی جہالت وضلالت پر شہادت دیتے۔

روایت ہے کہ ابوجہل کے پاس منجملہ اور بہت سے بتوں کے ایک بت پیتل کا بھی تھا۔ وہ اسے اپنے کاندھے پر بٹھائے پھرا کرتا۔ ایک دن اسے کاندھے سے اتار کر پہلے تو سجدہ کیا۔ پھر باادب اس سے عرض کی۔ کہ اے میرے معبود آپ دیکھتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ تمہیں کس قدر برا کہتا ہے۔ ہمیں آپ کو برا کہنے سے رنج واذیت ہوتی ہے۔ اگر آپ ان کے روبرو چل کر انکے دین کو برا کہہ دیں تو بہت اچھا ہو۔ اور یہ سمجھا کر نہایت تعظیم سے کاندھے پر بٹھا کر خدمت اقدس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کو بہت برا کہا کرتے ہیں۔ آج ہمارا یہ معبود آپ کے سامنے آپ کو برا کہے گا۔ اور اس بت کو کاندھے سے اتار حضور کے سامنے رکھ دیا۔ پھر اسے اشارہ کیا کہ ناگاہ وہ بت کھڑا ہو کر ہلنے لگا۔ تب تو ابوجہل اور اس کے ساتھی نہایت خوش ہوئے کہ آج مراد دلی برآئی۔ کہ اس بت نے بزبانِ فصیح خدا کی

ف یعنی عہد وپیمان لیا ہم نے ابراہیم واسمٰعیل سے اس پر کہ پاک وصاف رکھیں وہ ہمارے گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے۔ ۱۲ منہ

وحدانیت اور حضور کی رسالت کی تصدیق کی اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا۔ اب تو بوجہل نہایت ذلیل و پشیمان ہوا۔ اور جل کر کہنے لگا کہ آپ نے اس بت پر بھی جادو کردیا اور یا تو اس بت کو نہایت ادب و تعظیم سے اپنے کاندھے پر بٹھا کر لایا تھا یا اسے پتھر سے کچل کر پھینک دیا۔ کذا فی الشواہد۔ مثنوی شریف میں روایت ہے کہ جب حلیمہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد انقضائے ایام رضاعت حضور کے دادا عبد المطلب کو سونپنے چلی سے

مصطفےٰ را چوں ز شیر او باز کرد
تا بسپارد آں شہنشہ را بجد
از ہوا بشنید بانگے کای حطیم
صد ہزاراں نور از خورشید جود
گشتہ حیراں آں حلیمہ زاں صدا
تا کند آں بانگ خوش را جستجو
چوں ندیدہ او خیرہ و نومید شد
مصطفےٰ را در مکانِ خود ندید
حیرت اندر حیرت آمد بر دلش
کاختراں گریاں شدند از گریہ اش
گفت احمد را رضیعم معتمد
می رسیدم می شنیدم از ہوا
تا کہ بینم آں صدا آواز کیست
ز ندا می منقطع شد یکزماں
گفتش از فرزند خود اندوہ مدار
او بداند منزل و نز حال طفل
ہیں مرا بنمائی آں شاہ نظر

برکفش برداشت چوں ریحان و ورد
چوں ہمی آورد امانت را ز بیم
تافت بر تو آفتابے بس عظیم
اے حطیم امروز آمد در تو رخت
نے کسے در پیش نے سر نے قفا
چشم کے انداخت آں دم سو بسو
جسم لرزاں ہمچو شاخ بید شد
سوئے منزلہا دوید و بانگ داد
گشت پس تاریک از غم منزلش
پیر مردیش آمد با عصا
پس بیاوردم کہ بسپارم بجد
من چو آں الحاں شنیدم از ہوا
کہ ندائی بس لطیف و بس شہی ست
چونکہ واگشتم ز حیرتہائے دل
کو نمایم من ترا یک شہریار
پس حلیمہ گفت اے جانم فدا
کش بود از حال طفل من خبر

میگریز اندیش از ہر نیک و بد
شد بکعبہ و آمد او اندر حطیم
اے حلیمہ امروز آمد بر تو زود
محتشم شاہی کہ پیک او ہست بخت
مصطفےٰ را بر زمین بنہاد او
کہ کجا ہست آں شہ اسرار گو
باز آمد سوئے آں طفل رشید
کہ کہ برد دردانہ ام غارت گماشت
سینہ کوباں آنچناں بگریست خوش
کای حلیمہ چہ فتاد آخر ترا
چوں رسیدم در حطیم آوازہا
طفل بنہادیم آنجا زاں صدا
ہر کسی دیدم بگرد خود نشاں
طفل را آنجا ندیدم وائے دل
کہ بگوید گر بخواہد حال طفل
مرترا اے شیخ خوب و خوش ندا
بردو او را پیش عزی کای صنم

ہست در اخبار غیبی مغتنم	من ہزاراں گم شدہ زو یافتم	چوں بخدمت سوئے او بشتافتم
پیر کرد اورا سجود و گفت زود	اے خداوند عرب دی بحر جود	ایں حلیمہ سعدی از امید تو
آمد اندر ظل شاخ بید تو ،	کہ از فرزند طفلی گم شدست	نام آں کودک محمد آمدست
چوں محمد گفت آں جملہ بتاں	سرنگوں گشتند و ساجد آں زماں	کہ برو ای پیر ایں چہ جستجوست
آں محمد را کہ عزل ما در وست	مانگوں و سنگسار ایم از و ،	ما کساد و بے عیار ایم ازو
آں خیالاتے کہ دیدندے زما	وقت فطرت گاہ گاہ اہل ہوا	گم شود چوں بارگاہ او رسید
آب آمد سر تیمم را درید	دور شو اے پیر فتنہ کم فروز	ہیں زرشک احمدی مارا مسوز
		مسعود احمد رضوی

دوسری روایت میں ہے کہ وہ ان کا بڑا قدرت والا ہبل نامی بت حضور کا نام نامی سنتے ہی منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اور سر کے بل چل کر بولا۔ اے بوڑھے تو دھوکے میں پھنسا ہے مجھے محمد سے کیا غرض مطلب۔ ان کے ہاتھ میں تو ہماری ہلاکی و استیصال ہے۔ ان کا رب انہیں ضائع نہ ہونے دے گا۔ وہ ان کا محافظ و نگہبان ہے۔ اے بڈھے تو تمام بت پرستوں کو خبردار کر دے۔ کہ محمد کے ساتھ ذبح اکبر اور تم سب کے قتل کا سامان ہے جب تک کہ تم اس کے دین میں نہ داخل ہو گے۔ تو بیشک اللہ تعالٰے نے مومنین پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ کہ ان میں ایسا رسول بھیجا جو ان پر آیات اللہ پڑھتا ہے اور انہیں کفر و شرک کی خباثت، بتوں کی نجاست، عقائد و عادات جاہلیت سے پاک وصاف فرماتا ہے۔ اسی طرح زمانہ جاہلیت میں لوگ بتوں پر چڑھاوے چڑھایا کرتے۔ ان کے نام پر جانور چھوڑتے، ذبح کرتے اپنے اشجار اثمار، کھیتوں جانوروں میں خدا کے برابر بتوں کا حصہ مقرر کرتے۔ خدا کا حصہ تو غرباء فقراء اور مساکین پر تقسیم کرتے اور بتوں کا حصہ پجاریوں کو دیتے۔ خدام بت خانہ پر صرف کرتے۔ اگر خدا کے حصہ سے بتوں کا حصہ کم یا بڑا نکلتا۔ یا بتوں کے حصہ میں سے خدا کے حصہ میں کچھ مل جاتا۔ تو فوراً بدل لیتے۔ اور ملے ہوئے کو علیحدہ کر لیتے۔ اور اگر خدا کا حصہ بتوں کے حصہ سے کم یا بڑا نکلتا یا خدا کے حصہ میں سے بتوں کے حصہ میں کچھ مل جاتا۔ تو نہ بدلتے نہ علیحدہ کرتے۔ خدا کی حلال کردہ اشیاء کو لوگوں پر حرام کرتے اور کہتے یہ جانور سوائے پجاریوں اور خدام اوثان کے سب کے واسطے

حرام ہے۔ فلاں جانور پر سوار ہونا، بوجھ لادنا، اس سے نفع اٹھانا حرام ہے۔ فلاں جانور کے پیٹ کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو مردوں کے واسطے حلال اور عورتوں کے واسطے حرام ہے۔ اور اگر مردہ پیدا ہو۔ تو اس میں مرد اور عورتیں سب برابر ہیں۔ سب کو حلال ہے۔

اسلام میں ان جاہلانہ باتوں کی ممانعت فرمائی گئی۔ اور قرآن عظیم میں ان کی ان ناشائستہ حرکتوں کی خبر دی گئی۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ یعنی جو چیزیں اللہ نے کھیتیوں اور جانوروں سے پیدا فرمائی ہیں۔ ان میں سے وہ خدا اور اپنے بتوں کے واسطے حصے مقرر کرتے اور اپنے گمان میں کہتے یہ حصہ خدا کا ہے اور یہ ہمارے شرکاء بتوں کا ہے جنہیں ہم نے خدا کا شریک بنا تا ہے پس جو حصہ ان کے بتوں کا ہوتا۔ وہ خدا کی طرف نہ پہنچتا۔ اس میں کسی قسم کا تغیر تبدل تصرف نہ کرتے۔ خازن میں قتادہ سے تحت آیہ مذکورہ مروی ہے کہ جب انھیں فقر و فاقہ گھیرتا۔ قحط میں مبتلا ہوتے۔ اللہ کے حصے کو اپنے تصرف میں لاتے۔ اور بتوں کے حصہ کو ہاتھ نہ لگاتے۔ حسن وسدی فرماتے ہیں۔ کہ اگر بتوں کے حصہ میں سے کوئی شئے ضائع وہلاک ہو جاتی۔ خدا کے حصہ میں سے لے کر اسے پورا کر دیتے۔ اور اگر خدا کے حصہ میں سے کچھ ہلاک ہو جاتا۔ تو بتوں کے حصہ میں سے لیکر پورا نہ کرتے۔ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ اور کہتے یہ جانور اور کھیتیاں حرام ہیں نہ کھائے انہیں مگر وہ کہ جسے ہم چاہیں (یعنی پجاری اور خدام اوثان کھائیں اور کوئی نہ کھائے) اور کہتے کہ ان جانوروں کی پیٹھ حرام کی گئی ہے واسطے سواری اور بار برداری کے (پس کوئی ان پر سواری اور بار برداری نہ کرے) اور کہتے کہ ان جانوروں پر اللہ کا نام نہ لیا جائے (بتوں کے نام پر ذبح کئے جائیں) افترا کرتے

ہیں وہ اپنے ان اقوال میں اللہ پر افترا کرنا قریب ہے کہ سزا دے گا انہیں اللہ بسبب اس کے کہ افترا کرتے تھے وہ اور کہتے کہ ان جانوروں کے پیٹ سے جو بچہ زندہ پیدا وہ مردوں ہی کے واسطے حلال ہے۔ عورتوں کے واسطے حرام کیا گیا ہے اور اگر مردہ پیدا ہو تو سب مرد عورتیں اس میں شریک ہیں اور سب کے واسطے حلال ہے۔ قریب ہے کہ جزا دے گا اللہ وصف ان کے کی یعنی تحریم و تحلیل میں جھوٹ بولنے کی۔ بیشک اللہ حکیم و علیم ہے۔ اور وہ ان جانوروں میں سے کسی کا نام بحیرہ رکھتے۔ کسی کا سائبہ کسی کا حام اور کسی کا وصیلہ اور کہتے کہ اللہ نے ہمیں اسی طرح حکم فرمایا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی کہ مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ یعنی نہیں حکم فرمایا ہے اللہ نے کسی شئے کا بحیرہ سے اور نہ سائبہ سے اور نہ وصیلہ سے اور نہ حام سے۔ اور لیکن جو لوگ کہ کافر ہوئے افترا کرتے ہیں وہ اللہ پر جھوٹ کو اور اکثر ان میں کے بے عقل ہیں۔ حلال و حرام کو جانتے نہیں خازن میں سعید ابن مسیب سے آیت مذکورہ کی تفسیر میں مروی ہے کہ اَلْبَحِیْرَۃُ الَّتِیْ یُمْنَعُ دَرُّھَا لِلطَّوَاغِیْتِ فَلَا یَحْلُبُھَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالسَّآئِبَۃُ کَانُوْا یُسَیِّبُوْنَھَا لَا یُحْمَلُ عَلَیْھَا شَیْءٌ۔ بحیرہ وہ جانور ہے جس کا دودھ مشرکان عرب اپنے معبودوں کے واسطے روکتے تھے۔ پس اسے کوئی نہ دوہتا تھا۔ اور سائبہ وہ جانور ہے جسے وہ اپنے معبودوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور نہ سوار کرتے تھے اس پر کوئی شئے اور بحری سات دفعہ جنتی دیکھتے اگر ساتویں بار مادہ جنتی تو اپنے واسطے رکھتے اور اگر نر جنتی تو کہتے یہ ہمارے معبودوں کا ہے اور اسے بتوں کے نام پر ذبح کرتے اور اگر نر و مادہ دونوں ایک ہی مرتبہ جنتی اسے حکم میں مادہ کے رکھتے اور اسے وصیلہ کہتے۔ اور جو نر دس سالہ اونٹنی کو گابھن کرتا ہے اسے حام کہتے ہیں اور بحیرہ کے حکم میں شامل کرتے۔ اور جب ان کا جانور پہلی مرتبہ بیاہتا تو اس کے بچے کو اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے یا جب سو اونٹ ان کے پورے ہو جاتے تو ایک بچا لے جا کر اپنے معبودوں پر ذبح کرتے اور اسے فرع بولتے۔ اور جب رجب کا مہینہ آتا تو ایک جانور ذبح کیا کرتے اور اسے عتیرہ کہتے۔ اسلام میں اس کی ممانعت فرمائی گئی۔ امام بخاری و مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لَا فَرَعَ وَلَا عَتِیْرَۃَ۔ اسلام میں فرع وعتیرہ نہیں ہے۔
تو اللہ تعالےٰ نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں اپنا رسول بھیج کر انھیں شرک وکفر کی باتوں
سے باز رکھا۔ خدا کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنے سے منع فرمایا زمانہ جاہلیت میں مذبوحہ
جانوروں کا خون جمع کرکے بھون کر کھاتے۔ بتوں کے نام پر جانور ذبح کرکے کھاتے۔ گلا گھونٹ
کر لکڑی پتھر سے مار کر کھاتے۔ جو جانور بلندی سے گر کر یا خود بخود یا دوسرے جانور کے مارنے سے
مرجاتا اسے کھاجاتے۔ درندوں مثلاً شیر بھیڑیا وغیرہ کا بچا ہوا شکار مارا جانور کھاتے خازنؔ
میں ہے کَانَتِ الْعَرَبُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ تَجْعَلُ الدَّمَ فِی الْمَصَابِرِیْنَ وَتَشْوِیْهِ وَتَاْکُلُهٗ
وَیَذْکُرُوْنَ اَسْمَاءَ اَصْنَامِهِمْ عِنْدَ الذَّبْحِ وَیَضْرِبُوْنَ الشَّاةَ بِالْعَصَا حَتّٰی تَمُوْتَ
فَیَاْکُلُوْنَهَا وَیَاْکُلُوْنَ النَّطِیْحَةَ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ کُلَّهٗ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَتَادَةُ
کَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ یَخْنُقُوْنَ الشَّاةَ حَتّٰی اِذَا مَاتَتْ اَکَلُوْهَا وَاِذَا جَرَحَ السَّبُعُ
شَیْئًا فَقَتَلَهٗ اَوْ اَکَلَ مِنْهُ اَکَلُوْا مَا بَقِیَ مِنْهُ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ۔ اسلام میں ان وحشیانہ
حرکتوں سے باز رکھا گیا۔ اور ایسے جانوروں کے کھانے سے ممانعت فرمائی گئی۔ اور سوائے مذبوحہ
بنام خدا کے تمام جانور حرام فرمائے گئے کما قال اللہ تعالیٰ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ
وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّیَةُ
وَالنَّطِیْحَةُ وَمَا اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ۔ یعنی حرام کیا گیا تم پر مرا ہوا جانور اور خون اور گوشت
سور کا اور وہ جانور کے جن پر ذبح کرتے وقت اللہ کے غیر کا نام لیا گیا ہو اور گلا گھونٹا ہوا جانور اور
لکڑی یا پتھر سے مارا ہوا اور بلندی سے گر کر مرا ہوا اور دوسرے جانور کا مارا ہوا اور درندہ کا کھایا ہوا
جانور مگر وہ جانور کہ جس کی تم نے ذکات دی اور ذبح کیا۔ حلال ہے۔ تو بیشک اللہ تعالےٰ نے

لہ ترجمہ :۔ یعنی اہل عرب زمانہ جاہلیت میں خون بھون کر کھاتے اور جانور ذبح کرتے وقت اپنے بتوں کا نام لیتے اور بکری
کو لکڑی سے مار کر کھاتے اور جانور کے مارے ہوئے جانور کو مار کر کھاتے۔ پس اللہ تعالےٰ نے ان سب کو حرام فرمایا ابن عباس
اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت بکری کا گلا گھونٹتے جب وہ مرجاتی تو کھاتے اور جب کوئی درندہ کسی
جانور کو مارتا یا اس سے کچھ کھالیتا جھاں عرب باقیماندہ کو کھاتے ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ نے یہ سب حرام فرمائے۔ ۱۲ منہ۔

مومنین پر نہایت ہی احسان فرمایا کہ ان میں ایسا رسول بھیجا جس نے آکر انہیں وحشیانہ حرکتوں جاہلانہ عادتوں سے پاک وصاف فرمایا اور کتاب وحکمت سکھائی زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی اولاد بوجہ فقر وفاقہ قتل کیا کرتے۔ لڑکیوں کو بخوف عسرت وامیری زندہ دفن کر دیا کرتے۔ معالم میں روایت ہے کہ ربیعہ ومضر وغیرہ بعض قبائل عرب اپنی لڑکیوں کو اس خیال سے زندہ دفن کر دیا کرتے۔ کہ ان کی بیاہ شادی کے واسطے صرف کہاں سے آئے گا۔ کوئی انہیں لوٹ کر اپنے تصرف میں لائے گا۔ قیدی بنائے گا۔ کہ تمام قبائل عرب میں قتل وغارت انتہا کو پہنچی تھی۔ لوٹ مار رات دن ہی رہتی تھی۔ اسلام میں اس حرکت سے منع کیا گیا اور قتل اولاد کو گناہ عظیم وحرام فرمایا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ؕ وَقَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سُفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ یعنی تم اپنی اولاد کو بخوف فقر وفاقہ قتل نہ کرو۔ ہم انہیں اور تمہیں دونوں کو رزق دیتے ہیں۔ بے شک قتل اولاد بہت بڑا گناہ ہے اور تحقیق نقصان اور ٹوٹے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو ازروئے بے علمی وجہالت قتل کیا۔ کہ اولاد ماں باپ کیواسطے نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ اور جب انہوں نے ایسی نعمت عظمٰی کو ہلاک وبرباد کیا۔ تو دنیا وآخرت دونوں جگہ نقصان میں رہے۔ دنیا میں تو بوجہ اضاعت نعمت الٰہی وقطع نسل اور آخرت میں بوجہ مستحق ہونے عذاب عظیم کے۔ اس حرکت پر بھلا اس شقاوت وبیرحمی کا کچھ ٹھکانا تھا۔ کہ ماں باپ اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں سے مارے، زندہ دفن کرے اور ذرا رحم نہ کھائے۔ دارمی شریف میں روایت ہے کہ ایک شخص نے خدمت اقدس نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ہم زمانۂ جاہلیت میں بت پرستی اور اپنی اولاد کو قتل کیا کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں میرے ایک لڑکی تھی جب وہ بولنے لگی۔ میں اسے پکارا کرتا۔ وہ میرے پکارنے سے نہایت خوش ہوتی تھی۔ ایک دن میں نے اسے بلایا۔ وہ آئی۔ اور میرے ساتھ ہولی۔ میں چلا اور ایک کوئیں پر جو میرے قبیلہ سے تھوڑی دور تھا آیا۔ اور اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر کوئیں میں گرا دیا۔ گرتے وقت اس کا آخری کلمہ یہ تھا یا ابتاہ، یا ابتاہ، اے میرے باپ فریاد ہے اے میرے باپ فریاد ہے۔ پس حضور اس واقعہ کو سن کر رو دئے اور چشم

مبارک سے آنسو بہنے لگے۔ تب حضور کے ہم جلیسوں میں سے ایک شخص نے اس سے کہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین کیا حضور نے اس سے فرمایا خاموش رہ کہ وہ کوئی اہم بات پوچھے گا۔ پھر حضور نے اس سے فرمایا کہ اپنی بات دوبارہ کہہ اس نے بموجب ارشاد عالی دوبارہ وہی واقعہ بیان کیا۔ پس حضور پھر روئے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر ڈاڑھی مبارک پر رواں ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ اللہ نے اعمال جاہلیت سے درگذر فرمائی۔ اب نئے سرے سے عمل کر تو بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر نہایت احسان فرمایا۔ کہ ان میں ایسا رفیع الشان رسول بھیجا جس نے ان ظالمانہ حرکتوں، بُری خصلتوں سے پاک وصاف فرمایا زمانہ جاہلیت میں جب لوگ احرام حج وعمرہ باندھتے۔ گھروں میں دروازوں سے نہ آتے۔ بلکہ پچھواڑے سے دیوار پھاند کر یا نوڑ کر داخل ہوتے اور اسے موافق اپنے گمان کے نیک ومحمود جانتے اور جو حالتِ احرام میں دروازے سے گھر میں داخل ہوتا اسے عار دلاتے اور برا کہتے کما فی الخازن اسلام میں ان کے اس گمان کو باطل کیا گیا اور اس کے خلاف حکم فرمایا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ہ یعنی تمہارا گھروں میں پچھواڑے سے آنا نیکی نہیں ہے۔ بلکہ صاحب نیکی وہ لوگ ہیں جو اللہ سے ڈرے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہوئے زمانہ جاہلیت میں مرد وزن ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ تالیاں اور سیٹیاں بجایا کرتے تھے۔ کما قال اللہ تعالیٰ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِیَةً نہ تھی نماز ان کی خانہ کعبہ میں مگر تالیاں اور سیٹیاں بجانا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ كَانَتْ قُرَیْشٌ یَطُوْفُوْنَ بِالْبَیْتِ وَهُمْ عُرَاةٌ یُصَفِّرُوْنَ وَیُصَفِّقُوْنَ۔ قریش خانہ کعبہ کا اس حال میں طواف کرتے تھے۔ کہ وہ ننگے ہوتے اور تالیاں وسیٹیاں بجاتے جاتے اور اسے عبادت تصور کرتے۔ حسان ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں صَلٰوتُهُمُ التَّصَدِّیْ وَالْمُكَاءُ نماز ان کی تالیاں اور سیٹیاں تھی۔ کما فی الخازن اور وجہ اس کی جیسا کہ فتح الباری میں مسطور ہے یہ تھی کہ قریش چونکہ مجاور خانہ کعبہ تھے۔ انہوں نے اپنے نفع کے واسطے یہ بُری رسم جاری کر رکھی تھی۔ کہ جو کعبہ کا طواف کرے۔ وہ ہم مجاوروں میں سے کسی کے کپڑے پہن کر طواف کرے۔ کہ سوائے

مجاورین کے سب کے کپڑے نجس ہیں۔ اور جو مجاورین کے کپڑے نہ لے۔ وہ برہنہ طواف کرے۔ کچھ عرصہ میں یہ رسم قبیح عام طور سے تمام مکہ میں رائج ہو گئی۔ اور سب مرد و زن ننگے مادرزاد ہو کر طواف کیا کرتے۔ اور کہتے کہ ہم جن کپڑوں میں گناہ کریں۔ ان سے خدا کی عبادت نہیں کرتے۔ کما روی عن الطاؤس فی حاشیہ الترمذی اسلام میں اس حرکت ناشائستہ یعنی برہنہ طواف کرنے اور اس میں لغویات بکنے حتی کہ آپس میں باتیں کرنے تک کی ممانعت فرمائی گئی۔ اور سب کو علی الاعلان فرمان والا شان سید الانس و جان علیہ الصلوٰۃ والسلام الرحمٰن سنایا گیا کہ اَلَا لَا یَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا یَطُوْفُوْنَ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ۔ رواہ مسلم آگاہ ہو کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی برہنہ حرم محترم کا طواف نہ کرے۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا۔ اَلطَّوَافُ حَوْلَ الْبَیْتِ مِثْلُ الصَّلٰوۃِ اِلَّا اَنَّکُمْ تَتَکَلَّمُوْنَ فِیْہِ فَمَنْ تَکَلَّمَ فِیْہِ فَلَا یَتَکَلَّمَنَّ اِلَّا بِخَیْرٍ۔ طواف خانہ کعبہ مثل نماز ہے خبردار ہو جاؤ کہ تم باتیں کرتے ہو اس میں۔ پس جو باتیں کرے اس میں۔ پس ہرگز نہ باتیں کرے اس میں مگر اچھی۔ زمانہ جاہلیت میں جب لوگ حج سے فارغ ہوتے مسجد منیٰ یا خانہ کعبہ کے پاس ٹھہر کر آپس میں مفاخرت کرتے۔ اپنے آباؤ اجداد کے فضائل و محاسن و مناقب بیان کرتے کہ میرا باپ چنیں و چناں تھا۔ میرا دادا ایسا اور ایسا تھا۔ اور ان کی شان میں طرح طرح کی فصیح و بلیغ نظم و نثر پڑھتے اور مقصود اس سے ہر ایک کو اپنی عزت و شہرت اور بڑائی ہوتی۔ کما فی الخازن اسلام میں انہیں اس حرکت سے بھی ممانعت فرمائی گئی۔ اور حکم کیا گیا کہ تم ان لغویات کی بجائے اللہ کا ذکر کرو۔ کما قال اللہ تعالیٰ اِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا۔ جب تم اپنے حج اور اس کے ارکان سے فارغ ہو تو اللہ کا ذکر کرو۔ جیسے کہ جاہلیت میں تم بعد حج اپنے ابا کا ذکر کیا کرتے تھے یا اس سے بھی زیادہ اللہ کو یاد کرو۔ کہ وہ منعم حقیقی ہے۔ تم اور تمہارے ابا و اجداد سب پر اسی نے انعام و اکرام فرمایا ہے۔ پس وہ ان سب سے زیادہ ذکر کرنے حمد و ثنا تسبیح و تقدیس کا مستحق ہے۔ تو بیشک اللہ تعالےٰ نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا۔ کہ ان میں ایسا رسول بھیجا جو انہیں کتاب و حکمت تعلیم فرماتا۔ اور عقائد و عادات جاہلیت سے پاک و صاف فرماتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ چھپ کر

زنا کیا کرتے اور پوشیدہ زنا کرنے کو حلال جانتے اسلام میں ان کے اس خیال کو باطل اور دونوں طرح زنا کو حرام فرمایا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ چھوڑ دو تم زنا کو کھلے اور پوشیدہ یعنی نہ چھپ کر زنا کرو اور نہ ظاہر ظہور۔ ضحاک سے آیۂ مذکورہ کی تفسیر میں مروی کہ اہل جاہلیت پوشیدہ زنا کرنے کو حلال سمجھتے۔ اور چھپ کر زنا کیا کرتے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں زنا کو ظاہر و پوشیدہ دونوں طرح حرام فرمایا۔ سدی آیۂ مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ظاہر سے بازاری عورتیں مراد ہیں۔ جن سے لوگ علانیہ زنا کرتے تھے۔ اور باطن سے وہ عورتیں مراد ہیں کہ جو لوگوں سے پوشیدہ آشنائی کر لیتی تھیں۔ اور چھپ کر زنا کراتی تھیں۔ کما فی الخازن زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی عورتوں کو مثل یہود حالت حیض میں گھر سے علیحدہ کر دیتے۔ نہ ان کے پاس بیٹھتے اٹھتے نہ ان کے ہمراہ کھاتے پیتے نہ کسی چیز کو چھونے دیتے کہ ناپاک ہو جائے گی۔ کما روی فی انوار التنزیل اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا لَمْ يُسَاكِنُوْا الْحَيْضَ وَلَمْ يُؤَاكِلُوْهَا كَفِعْلِ الْيَهُوْدِ وَالْمَجُوْسِ۔ اسلام میں اس فعل سے منع کیا گیا اور حائضہ عورتوں کے ساتھ سوائے جماع کے کھانا پینا لیٹنا بیٹھنا ما فوق ازار سے نفع اٹھانا سب جائز فرمایا گیا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے حائضہ عورتوں کا حکم پوچھا پس آیۃ کریمہ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ نازل ہوئی۔ آپ نے فرمایا اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ رواہ مسلم۔ حائضہ عورتوں سے سب کام لو مگر جماع نہ کرو۔ دوسری حدیث میں زید بن اسلم سے ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا مَا يَحِلُّ لِيْ مِنِ امْرَأَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ۔ میری عورت سے مجھ کو حالت حیض میں کیا شی حلال ہے فرمایا تَشُدُّ عَلَيْهَا اِزَارَهَا ثُمَّ شَأْنَكَ بِاَعْلَاهَا رواہ مالک و دارمی۔ اس کا پاجامہ باندھ پھر اس پر جو تیرا دل چاہے کر۔ تیسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا اُمِرْتُمْ اَنْ تَعْتَزِلُوا النِّسَاءَ بِجِمَاعِهِنَّ اِذَا حِضْنَ وَلَمْ يَأْمُرْكُمْ بِاِخْرَاجِهِنَّ مِنَ الْبُيُوْتِ كَفِعْلِ الْاَعَاجِمِ۔ یعنی تمہیں حائضہ

۱؎ اہل جاہلیت نہ حائضہ عورتوں کے ہمراہ رہتے۔ نہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے مثل یہود و مجوس کے ۱۲ منہ۔

عورتوں سے جماع نہ کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ نہ ان کو گھر سے نکال دینے کا مثل عجمیوں کے۔ روی فی انوار التنزیل تو بیشک بہت بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنین پر کہ ان میں ایسا رسول بھیجا۔ جس نے آکر انہیں کتاب و حکمت سکھائی اور عادات جاہلیت گمراہی و ضلالت سے پاک وصاف فرمایا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ دس دس بارہ بارہ عورتوں سے نکاح کیا کرتے۔ لیکن ان میں عدل و قسمت نہ کرتے۔ انہیں اذیت و تکلیف دیتے۔ عکرمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ کَانَ الرَّجُلُ مِنْ قُرَیْشٍ یَتَزَوَّجُ الْعَشَرَ مِنَ النِّسَاءِ اور اکثر قریس کے لوگ دس عورتوں یا دس سے زیادہ نکاح کرتے تھے۔ کما فی الخازن اسلام میں صرف چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی۔ چار سے زیادہ سوائے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حرام فرمائی گئیں۔ اور اگر ان چار میں بھی عدل نہ ہو سکے۔ تو صرف ایک ہی کا حکم فرمایا گیا کما قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا۔ یعنی اگر خوف کرو تم یتامیٰ میں عدل نہ کرنے کا پس نکاح کرو جو اچھی لگیں تمہیں عورتوں میں سے دو دو یا تین تین یا چار چار سے موافق اپنے حال و طاقت و مال کے پس اگر خوف کرو تم عدل نہ کرنیکا ان چار میں بھی تو نکاح کرو تم ایک حرہ سے یا باندی سے یہ ایک عورت سے نکاح کرنا نزدیک تر ہے۔ اس کے کہ میل و رجوع نہ کرو تم۔ حرث ابن قیس فرماتے ہیں اَسْلَمْتُ وَعِنْدِیْ ثَمَانُ نِسْوَۃٍ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِخْتَرْ مِنْھُنَّ اَرْبَعًا۔ (رواہ ابوداود)۔ میں جب مسلمان ہوا۔ تو میرے پاس آٹھ عورتیں تھیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ان میں سے چار کو پسند کرلے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اِنَّ غَیْلَانَ بْنَ سَلَمَۃَ الثَّقَفِیَّ اَسْلَمَ وَلَہٗ عَشَرُ نِسْوَۃٍ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَاَسْلَمْنَ مَعَہٗ فَاَمَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتَخَیَّرَ مِنْھُنَّ اَرْبَعًا اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ۔ غیلان ابن سلمہ ثقفی جب اسلام لائے تو ان کے پاس جاہلیت میں دس عورتیں تھیں۔ پس وہ بھی ان کے ہمراہ مسلمان ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا۔ کہ ان میں سے چار اختیار کرلو زمانہ جاہلیت میں لوگ عورتوں میں مثل مال وراثت جاری کیا کرتے جب کسی کا کوئی عزیز قریبی عورت چھوڑ کر مرجاتا۔ تو اس کا دوسری عورت سے لڑکا یا اور قریب عصبات سے آکر اپنا کپڑا اس پر ڈال دیتا۔ اور بمقابلہ غیر کے اس کا حقدار ہو جاتا خواہ وہ عورت اس سے راضی ہوتی یا نہ ہوتی۔ پھر یا تو وہ خود اس عورت سے بلا مہر نکاح کرلیتا۔ یا دوسرے سے نکاح کرا دیتا۔ اور اس کا مہر آپ ہضم کرتا یا اُسے نکاح سے باز رکھتا۔ یہاں تک کہ وہ عورت عاجز ہو کر اسے اپنے حصہ میں سے فدیہ دیتی یا مرجاتی۔ تو وہ اس کے مال کا مالک ہوتا کما فی الخازن اسلام میں یہ ظلم اور عورتوں کا زبردستی وارث بن جانا حرام فرمایا گیا۔ قال اللہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا۔ اے ایمان والو تمہارے واسطے زبردستی عورتوں کا وارث بن جانا حلال نہیں ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جب کسی کا باپ مرجاتا تو بیٹا اس کی موطوأۃ منکوحہ عورتوں سے نکاح کرلیتا۔ اپنے تصرف میں لاتا اور ذرا شرم وحیا نہ کرتا۔ کما فی الخازن اسلام میں موطوأۃ الاب سے نکاح کرنا ناجائز وحرام فرمایا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَنْکِحُوْا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِیْلًا۔ یعنی نہ نکاح کرو تم اپنے باپ کی منکوحہ عورتوں سے۔ مگر جو گزرا وہ عفو ہے۔ بیشک باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا قبیح اور سبب غضب الٰہی اور برا طریقہ ہے۔ اسی طرح زمانہ جاہلیت میں کما فی المدارک اسلام میں جمع بین الاختین بھی حرام فرمایا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ اور حرام کیا گیا تم پر دو بہنوں کا اکٹھا کرنا۔ مگر جو گزرا بیشک اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے ضحاک ابن فیروز الدیلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ وَتَحْتِیْ اُخْتَانِ۔ میں مسلمان ہوا اور میرے تحت میں دو بہنیں ہیں۔ فرمایا۔ طَلِّقْ اَیَّتَھُمَا شِئْتَ۔ جس کو چاہے ان دونوں میں سے ایک کو طلاق دے دے۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ اہل جاہلیت آپس میں ایک دوسرے کی بیٹیوں بہنوں کو بلا مہر نکاح میں لاتے۔ اور بعض ایک دوسرے کا مہر مقرر کرتے جس کو نکاح شغار کہتے ہیں اسلام میں ایسے عقد سے ممانعت فرمائی گئی۔ حدیث میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الشِّغَارِ (رواہ بخاری ومسلم) رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا اسی طرح یہ جاہل قوم اپنی لڑکیوں کو قبل پیدا ہونیکے ادنیٰ ادنیٰ چیز کے بدے میں بیاہ دیتے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے۔ کہ مجمع اعراب میں ایک شخص نے پکار کر کہا مَنْ یُعْطِیْنِیْ رُمْحًا بِثَوَابِہٖ۔ مجھے ایک تیر مع اس کے ثواب کے کون دیتا ہے۔ دوسرے نے پوچھا۔ اس کا ثواب کیا ہے، تو اس نے کہا اُزَوِّجُہٗ اَوَّلَ بِنْتٍ تَکُوْنُ لِیْ میں اپنی پہلی لڑکی جو پیدا ہوگی اس سے بیاہ دوں گا۔ پس اس نے ایک تیر اسے دیدیا۔ الحدیث دوسری روایت ہے کہ ایک شخص نے پکار کر کہا مَنْ یُّعْطِیْنِیْ نَعْلَیْہِ وَاُنْکِحُہٗ اَوَّلَ بِنْتٍ تُوْلَدُ لِیْ۔ مجھے کون جوتا پہناتا ہے اس شرط پر کہ میں اپنی پہلی لڑکی جو پیدا ہو اس سے بیاہ دوں پس دوسرے نے فوراً اپنے پاؤں کا جوتا اتار کر اسے دیدیا طریقہ عدت زمانہ جاہلیت میں یہ تھا کہ جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا تو اس کے گھروالے اسے ایک تنگ کوٹھڑی میں ایک سال کامل بٹھاتے۔ اور بُرے سے بُرے اسے کپڑے پہناتے۔ نہانے دھونے خوشبو وغیرہ سے دور رکھتے۔ جب ایک سال پورا اس حال میں گذر جاتا تو اسے کوٹھڑی سے باہر نکال کر ایک جانور اس کے بدن سے مس کرتے۔ وہ جانور اس کے بدن کی بدبو وا لجزات کے باعث بہت کم زندہ رہتا۔ پھر اس کی گود میں مینگنیاں بھرتے اور ایک گدھا لا کر اس پر اسے سوار کرتے اور تمام شہر میں اسے گشت کراتے۔ اور وہ ان مینگنیوں کو لوگوں پر پھینکتی جاتی۔ تاکہ سب لوگ اس کی انقضائے عدت سے واقف ہو جائیں۔ پھر اتنی مصیبت کے بعد اس بیماری کی خلاصی ہوتی۔ کپڑا پہننے۔ اشیائے تزئین استعمال کرنے، نہانے دھونے کی فرصت ملتی۔ رواہ المالک و ابوداؤد اسلام میں یہ مصائب معقودہ پر نہ رکھے گئے صرف چار ماہ دس دن عدت وفات بیٹھنے اور زینت کی اشیا مثل سرمہ تیل مسی خوشبو وغیرہ سے بچنے کا حکم فرمایا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا[1] اہ والحمد ثبت بالاحادیث زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی باندیوں سے زنا کراتے اور اس کی اجرت اپنے صرف میں لاتے اسلام میں اجرت زنا حرام اور باندیوں سے زنا کرانے کی ممانعت فرمائی گئی۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ

---

[1] جو لوگ تم میں سے مرجاتے اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں۔ تو وہ عورتیں اپنے نفسوں کو چار مہینے دس روز روکیں

عَلَى الْبِغَاءِ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام مَهْرُ الْبَغِيِّ حَرَامٌ۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنین پر نہایت احسان فرمایا کہ ان میں ایسا رسول بھیجا جس نے آکر انہیں کتاب و حکمت تعلیم فرمائی اور عقائد و عادات جاہلیت سے پاک و صاف فرمایا۔ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی مرجاتا تو اس کے عزیز و اقارب اس کے غم میں اپنا حال تباہ کرتے۔ کپڑے پھاڑتے۔ منہ پر طمانچے مارتے۔ چہرہ نوچتے سر کے بال منڈاتے چیخ چیخ کر روتے واویلا وامصیبتاہ کا شور مچاتے اسلام میں ان سب باتوں کی ممانعت فرمائی گئی حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔[2] لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ وَضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔ رواہ البخاری والترمذی۔ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں[3] لَيْسَ مِنَّا مَنْ سَلَقَ وَمَنْ حَلَقَ وَمَنْ حَرَقَ (رواہ ابوداؤد) اسی طرح جب جنازہ قبرستان لے جاتے تو اس کے ہمراہ آگ جلاتے۔ انگیٹھیاں سلگاتے اور راستہ میں اپنی چادریں زمین پر گھسیٹتے جاتے اور بعد دفن میت اس کی قبر پر ایک گائے یا بکری ذبح کرکے اس کا گوشت چیل کوؤں وغیرہ جانوروں کو کھلاتے اور یہ کہتے کہ یہ اپنی زندگی میں جانور ذبح کرکے مہمانوں کو کھلاتا تھا۔ ہم اس کی قبر پر ذبح کرکے جانوروں کو کھلاتے ہیں۔ تاکہ وہ حیات و ممات دونوں میں مطعم کہلائے اسلام میں ان سب جہالتوں سے باز رکھا گیا۔ اور ان کے ترک کا حکم فرمایا گیا۔ ابی بردہ و عمران ابی حصین سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازے کے ساتھ نکلے فَرَأَى قَوْمًا قَدْ طَرَحُوْا اَرْدِيَتَهُمْ يَمْشُوْنَ فِيْ قُمُصٍ۔ پس آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے اپنی چادریں لٹکادی ہیں اور صرف کرتوں سے جنازے کے ہمراہ چل رہے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا اَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَاْخُذُوْنَ اَوْ بِصُنْعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُوْنَ۔ کیا تم لوگ فعل جاہلیت کو اختیار کرتے ہو کیا تم منع جاہلیت سے مشابہت پیدا کرتے ہو البتہ تحقیق میں نے تم پر بددعا کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ تمہاری صورتیں مسخ ہوجائیں۔ پس لوگوں نے حضور کی زبان مبارک سے یہ کلمات سن کر اپنی چادریں سمیٹ لیں۔ اور پھر ایسا نہ کیا۔ رواہ الترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] اپنی باندیوں کو زنا کرانے پر مجبور نہ کرو ۱۲ منہ

[2] جس نے گریبان پھاڑے اور رخسارے نوچے منہ پیٹا اور رسوم جاہلیت کو اختیار کیا وہ ہم سے نہیں ہے ۱۲ منہ

[3] وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے کپڑے پھاڑے اور بال منڈائے منہ پیٹا حال تباہ کیا ۱۲ منہ

فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَتْبَعِ الْجَنَازَۃَ بِصَوْتٍ وَّلَا نَارٍ۔ رواہ ابو داود۔ جنازہ کا اتباع آواز و آگ کے ساتھ نہ کرو۔ یعنی اس کے ہمراہ آگ نہ لے جاؤ اور آواز نہ اٹھاؤ۔ انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا عَقْرَ فِی الْاِسْلَامِ دین اسلام میں عقر یعنے گائے یا بکری کو قبر پر ذبح کر کے اس کا گوشت جانوروں کو کھلانا جائز نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بڑا ہی احسان فرمایا۔ کہ ان میں ایسا رسول بھیجا جس نے آکر انہیں کتاب و حکمت سکھائی۔ عقائد و عادات جاہلیت سے پاک و صاف فرمایا۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب نے تین تیر بے پر یکگل ایک تھیلی میں ہبل نامی بت کے مجاوروں کے سپرد کر دیئے تھے۔ جن میں سے ایک پر امرنی ربی اور دوسرے پر نہانی ربی لکھا تھا۔ اور تیسرا کتابت سے خالی تھا۔ جسے ازلام و اقدام کہتے تھے۔ جب کوئی مہم انہیں پیش آتی یا کسی کام مثل تجارت سفر نکاح وغیرہ کا ارادہ کرتے تو ان کی طرف رجوع کرتے۔ اور کچھ تحفہ لے کر مجاورین ہبل کے پاس آتے اور اس تھیلی میں ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکال لیتے اور دیکھتے اگر اس پر امرنی ربی لکھا ہوتا تو فوراً اپنی حاجت روائی میں مشغول ہوتے اور اگر نہانی ربی لکھا ہوتا۔ تو ایک سال تک اس کام کو نہ کرتے اور اگر بغیر لکھا تیر نکلتا تو دوبارہ رجوع کرتے یہاں تک کہ لکھا ہوا تیر نکلتا۔ کذا فی المدارک والحسینی اسلام میں اس بیہودہ حرکت سے منع فرمایا گیا اور اسے حرام و فسق بتایا گیا کما قال اللہ تعالیٰ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ یعنی حرام کیا گیا ہے تم پر طلب قسمت و حکم کاموں میں ساتھ تیروں کے۔ یہ تیروں سے اپنے کاموں میں حکم طلب کرنا دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے کہ غیب کا حال دریافت کرنا ہے اور وہ بالذات سوائے خداوند عالم کے کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح کاہنوں نجومیوں کے پاس جا کر آئندہ کی باتیں پوچھ کر ان پر عمل کرتے اور انہیں سچا سمجھتے۔ جانوروں وغیرہ سے تفاؤل و بدشگونی لیا کرتے اور انہیں جلب نفع اور دفع ضرر میں مؤثر جانتے۔ بیماروں کے ساتھ بایں خیال کہ ان کی بیماری ہم میں تجاوز کر جائیگی مجالست مواکلت نہ کرتے۔ ستاروں کی گردش و دخول قمر فی المنازل کو باعث باراں قرار دیتے اور کہتے مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا وَکَذَا خسوف شمس و قمر و سقوط شہاب کو ملبث موت و پیدائش گمان کرتے۔ اور کہتے کہ آج کوئی بڑا شخص مرا یا پیدا ہوا۔ اسلام میں ان سب ناپاک خیالوں مذموم عقیدوں کی نفی کی گئی۔ امام مسلم و بخاری ابی ہریرہ و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَاعُدْوَانَ وَلَاطِيَرَةَ وَلَاهَامَةَ وَلَانَوْءَ وَلَاصَفَرَ وَلَاغُوْلَ۔ ابو داؤد کی حدیثوں میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْعِيَافَةُ وَالطَّرْقُ وَالطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ معاویہ بن حکم فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ یارسول اللہ ہم زمانہ جاہلیت میں کاہنوں کے پاس جاتے تھے۔ آپ نے فرمایا فَلَا تَاتُوا الْكُهَّانَ۔ اب تم کاہنوں کے پاس نہ جاؤ۔ پھر عرض کی۔ كُنَّا نَتَطَيَّرُ ہم بدشگونی لیا کرتے تھے فرمایا ذٰلِكَ شَيْئٌ يَجِدُهٗ اَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهٖ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ۔ یہ تفاؤل و بدشگونی ایک چیز ہے جو تم میں کا ایک اپنے قلب میں پاتا ہے۔ پس جب یہ تمہارے قلوب میں واقع ہو تو ہرگز تمہیں کاموں سے نہ روکے رواہ مسلم، امام احمد و ابو داؤد۔ ابی ہریرہ سے راوی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ اَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ یعنی جو شخص کاہن پاس آیا اور اس کی کہی کو سچا جانا۔ پس تحقیق وہ بری ہوگیا اس سے جو محمد پر نازل کیا گیا۔ بغوی بسند ثعلبی روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَكَهَّنَ اَوِ اسْتَقْسَمَ بِالْاَزْلَامِ اَوْ تَطَيَّرَ طِيَرَةً تَرُدُّهٗ عَنْ سَفَرٍ لَمْ يَنْظُرْ اِلٰى دَرَجَاتِ الْعُلٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ جس نے کاہنوں سے باتیں پوچھیں۔ یا تیروں سے اپنے کام میں حکم طلب کیا۔ یا ایسی بدشگونی لی کہ جو اسے سفر سے باز رکھے وہ قیامت کے دن بلند مرتبوں کو نہ دیکھے گا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے ایک صحابی انصاری نے خبر دی کہ ایک رات حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ستارہ ٹوٹا۔ اور روشنی پھیل گئی۔ پس حضور نے ہم سے

ؔ یعنی نہیں تجاوز کرتی بیماری ایک کی دوسرے کی جانب جیسا اہل جاہلیت خیال کرتے تھے۔ اور نہیں ہے بدشگونی کسی چیز میں اور نہ ہامہ میں یعنی الو میں جیسا کہ جہال عرب خیال کرتے تھے۔ کہ وہ جس کے گھر پر بولتا ہے وہ ویران و تباہ ہو جاتا ہے۔ اور گمان کرتے تھے کہ وہ میت کی بوسیدہ ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے اور نہیں ہے دخول قمر فی المنازل سبب باران بلکہ پانی کا برسنا بتقدیر الٰہی ہے۔ منازل قمر کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے اور نہ وہ مؤثر ہے ولا صفر اور نہیں منحوس ہے صفر جیسا اہل جاہلیت گمان کرتے تھے۔ کہ ماہ صفر محل نزول بلا و آفات و حوادث ہوتا ہے وفیہ اقوال آخر ولا غول۔ اور نہیں ہے ذات غول۔ یا نہیں قدرت ہے غول کو لوگوں کو ہلاک و گمراہ کرنے کی بلا اذن الٰہی۔ جیسا جہال عرب خیال کرتے تھے کہ غول جنگلوں میں رہتا ہے۔ لوگوں کو طرح طرح کی شکلیں بنا کر دکھاتا ہے اور ہلاک و گمراہ کرتا ہے ۱۲۔ ؔ یعنی پرندوں سے بدشگونی لینا اور سنگریزوں سے فال لینا جانوروں سے بدفالی لینا شرک ہے یا سبب شرک ہے یا اعمال مشرکوں سے ہے ۱۲

دریافت کیا مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هٰذَا۔ تم زمانہ جاہلیت میں کیا کہتے تھے۔ جب ایسا ستارہ پھینکا جاتا تھا۔ کہا اللہ اور اللہ کا رسول خوب جاننے والا ہے۔ كُنَّا نَقُولُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ اَوْ مَاتَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ۔ ہم جب یہ ستارہ ٹوٹتا تھا تو کہتے تھے کہ آج کی رات کوئی بڑا شخص پیدا ہوا یا مرا۔ پس آپ نے فرمایا۔ یہ ستارہ بسبب کسی مرنے کے یا پیدا ہونے کے نہیں پھینکا جاتا ہے۔ بلکہ جب ہمارا رب تبارک اسمہٗ کوئی حکم فرماتا ہے۔ تو حاملانِ عرش اور ساتوں آسمان والے تسبیح کرتے ہیں اور اس کی خبر آپس میں ایک دوسرے سمار دنیا تک پہنچاتے ہیں۔ پس اس خبر کے سننے کو چھپ کر جنات جاتے ہیں۔ ان کے یہ ستارے مارے جاتے ہیں۔ رواہ مسلم۔ نسائی کی حدیث میں ہے۔ کہ ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم جلدی کرتے ہوئے مسجد کی طرف تشریف لائے اور کسوف شمس ہو رہا تھا۔ پس آپ نے نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ اِلَّا لِمَوْتِ عَظِيْمٍ مِّنْ عُظَمَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَاِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا خَلِيْقَتَانِ مِنْ خَلْقِهٖ يُحْدِثُ اللّٰهُ فِيْ خَلْقِهٖ مَا شَاءَ۔ دوسری روایت میں ہے۔ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ۔ رواہ البخاری۔ اسی طرح آج کل کے بعض مسلمان بھی نجومیوں رمالوں کے پاس جا کر فال کھلواتے ہیں۔ آئندہ کی باتیں پوچھتے ہیں۔ پنڈتوں کو ہاتھ دکھاتے پوتھی کھلواتے ہیں منجمین جو جنتریوں میں حالات ارضی و سماوی لکھ دیتے ہیں۔ انہیں سچا سمجھتے ہیں۔ اکثر چیزوں سے بدشگونیاں لیتے ہیں۔ انہیں منحوس سمجھتے

لے یعنی بے شک اہل جاہلیت کہتے تھے۔ کہ شمس و قمر نہیں منخسف ہوتے۔ مگر بوجہ مرنے کسی بڑے شخص کے اہل زمین سے اور بیشک چاند و سورج نہیں منخسف ہوتے ہیں کسی کے مرنے اور جینے سے بلکہ وہ دونوں اللہ کی مخلوق سے ہیں۔ اللہ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ۱۲ منہ ؎ تحقیق چاند اور سورج دو نشانیاں ہیں۔ اللہ کی نشانیوں سے نہیں منخسف ہوتے کسی کے مرنے جینے سے ۱۲

ہیں۔ خصوصاً عورتوں کو تو اس قسم کے خیالات سے بچنا اور اپنی مستورات کو بچانا لازم ہے۔ کہ ابھی اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا کلام سن چکے کہ کسی چیز میں بدشگونی نہیں مسلمانوں کو فال کھلوانا بدشگونیاں لینا کاہنوں نجومیوں کے پاس جانا اور ان کی بات کو سچا جان کر عمل کرنا نہ چاہیے یہ سب باتیں اسباب شرک اور اعمال مشرکین سے ہیں۔ اللہ تعالٰے سب مسلمانوں اور ان کی عورتوں کو ان سے بچائے تو بیشک اللہ نے مومنین پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ کہ ان میں ایسا رسول بھیجا جس نے آکر انہیں بری عادتوں خراب خصلتوں سے باز رکھا۔ اور اچھی باتیں عمدہ خصلتیں سکھائیں زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی اولاد کو تو ذبح کیا کرتے اور کتوں کو بڑے پیار و محبت سے پالتے۔ دارمی شریف میں ہارون سے ہے کَانَ الرَّجُلُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ یُرَبِّیْ کَلْبَهٗ وَیَقْتُلُ وَلَدَهٗ۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی اولاد کو قتل کرتے اور کتوں کو پالتے تھے۔ اسلام میں کتے پالنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ اور ان کے قتل کا حکم فرمایا گیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ اِلَّا کَلْبَ صَیْدٍ اَوْ کَلْبَ غَنَمٍ اَوْ مَاشِیَةٍ۔ وَقَالَ مَنِ اقْتَنٰی کَلْبًا اِلَّا کَلْبَ مَاشِیَةٍ اَوْ ضَارٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطَانِ۔ (رواہ البخاری مسلم) دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَةُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِیْرُ۔ رواہ البخاری و مسلم زمانہ جاہلیت میں بیع و شرا کا طریقہ یہ تھا۔ جب آپس میں ایک دوسرے کا کپڑا چھو لیتے یا چیز ایک دوسرے کی جانب ڈال دیتے یا جس شے کو لینا ہوتا اس پر سنگریزے مار دیتے بیع واجب ہو جاتی۔ ایجاب و قبول کرنے دیکھنے بھالنے کی ضرورت نہ ہوتی اسلام میں ایسے عقود سے منع فرمایا گیا۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَبَیْعِ الْحَصَاةِ۔ ترمذی تحت حدیث لکھتے ہیں۔ وَ اِنَّمَا کَانَ هٰذَا مِنْ بُیُوْعِ اَهْلِ الْجَاهِلِیَّةِ فَنَهٰی عَنْ ذٰلِكَ طَرِیْقَةِ الْاِسْتِسْقَار

ل یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے شکاری کتے اور محافظ گلہ غنم کے سب کتوں کے قتل کا حکم فرمایا۔ اور فرمایا جس نے کوئی کتا سوائے شکاری کتے یا نگہبان غنم گلہ کے پالا۔ اس کے عمل سے ہر روز دو قیراط گھٹیں گے۔ ۱۲ منہ۔ اشارات نمبر ۲، ۳، ۴ کا ترجمہ دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

اس جاہل قوم میں یہ تھا کہ جب پانی نہ برستا تو ایک گائے کی دم میں گھاس پھوس کا پولا باندھ کر آگ لگاتے۔ پس وہ گائے آگ کے خوف سے تمام جنگل میں بھاگی بھاگی پھرتی۔ اللہ تعالیٰ اس کے جلنے پر رحم فرما کر پانی برساتا۔ اور اس کی آگ بجھاتا۔ اسلام میں طریقہ استسقاء اس طرح تعلیم فرمایا گیا۔ کہ جب پانی نہ برسے تو شہر سے باہر عیدگاہ وغیرہ میں لوگ جمع ہو کر دو رکعت نماز استسقاء پڑھیں۔ اور پھر باخشوع وخضوع جناب باری میں دعا کریں کہ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاحْيِ بَلَدَ الْمَيِّتَ۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ استسقاء پڑھتے اور یہ دعا فرماتے اہل جاہلیت آپس میں ایک دوسرے پر ازراہ تکبر فخر ومباہات کرتے اپنے آباؤ اجداد پر نازاں ہوتے کہ ہمارے باپ دادا چنیں وچناں تھے۔ ایک دوسرے کے حسب ونسب میں طعن کرتے اپنے کو نخوت کی نگاہ سے دیکھتے اسلام میں تکبر ونخوت اور باپ دادا پر فخر ومباہات کو منع کیا گیا۔ اور تواضع وفروتنی کا حکم دیا گیا۔ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْحٰى اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْتَخِرُ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ لَا يَبْغِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ۔ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَّفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَائِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمُ جَهَنَّمَ اَوْ لَيَكُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخُرْءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ اَوْ فَاجِرٌ شَقِيٌّ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ تیسری حدیث میں فرماتے ہیں۔ مَنْ تَعَزّٰى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَعِضُّوْهُ بِهَنِ اَبِيْهِ وَلَا تَكْنُوْا زمانہ جاہلیت کی طرح آج کل کے لوگوں میں بھی فخر وتکبر کثرت سے پایا جاتا ہے۔ ذرا سی ثروت میں جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں۔ ہمچو من دیگرے نیست کا خیال ان کے دل میں سما جاتا ہے۔

لہ یعنی جس گھر میں کتا یا تصویر ہوتی ہے۔ اس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے ہیں۔ ۱۲۔ ۳ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیع منابذہ (ایک دوسرے کی جانب چیز پھینک کر) اور بیع ملامسہ (ایک دوسرے کا کپڑا چھو کر) اور بیع حصاۃ (چیز پر کنکریاں مار کر) سے منع فرمایا۔ اور یہ ہر ایک بیع بطرح اہل جاہلیت سے تھی۔ پس حضور نے اس سے نہی فرمائی کما قال الترمذی ۱۲ منہ

لہ یعنی اے اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب فرما اور اپنی رحمت پھیلا۔ اور اپنے مردہ شہر کو جلا ۱۲ منہ

پھر اپنے برابر کسی کو شمار نہیں کرتے۔ اپنے باپ دادا کی ریاست پر نازاں ہوتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل پر عمل کریں اور فخر و تکبر کو دل سے نکال کر تواضع و فروتنی اختیار کریں ورنہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن خدائے عز و جل کے نزدیک گو کے کیڑے سے بھی بدتر اور ذلیل و خوار ہوں گے۔ ؎ تکبر عزازیل را خوار کرد ٭ بزندان لعنت گرفتار کرد۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ برے برے نام رکھا کرتے تھے اسلام میں برے نام رکھنے سے منع اور اچھے نام رکھنے کا حکم فرمایا گیا حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَآئِكُمْ وَاَسْمَآءِ اٰبَآئِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَآئَكُمْ۔ تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے پس تم اپنے عمدہ نام رکھو۔ چنانچہ بہت سے جاہلیت کے قبیح ناموں کو حضور نے تبدیل فرمایا۔ اور انکی بجائے اچھے اچھے نام رکھے مثلاً ایک صحابیہ کا نام عاصیہ تھا۔ آپ نے ان کا نام جمیلہ رکھا۔ ایک کا نام ہرم تھا۔ آپ نے زرعہ رکھا۔ ایک کا نام حزن تھا حضور نے سہل رکھا۔ اسی طرح عاص عزیز غفلہ شیطان حکم اعزاب حباب وغیرہ ناموں کو تبدیل فرمایا۔ اور شہاب کا ہشام رکھا۔ حرب کا نام سلم رکھا۔ مضطجع کا نام منبعث رکھا۔

؎ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ نے میری جانب وحی بھیجی کہ تم لوگ تواضع اور فروتنی اختیار کرو۔ یہاں تک کہ نہ فخر کرے کوئی کسی پر اور نہ زیادتی کرے کوئی کسی پر (رواہ مسلم) ۱۲ منہ ؎ یعنی چاہیے کہ باز رہیں لوگ اپنے مرے ہوئے باپوں پر فخر کرنے سے نہیں ہیں وہ مگر جہنم کے کوئلے ورنہ ہونگے۔ وہ اللہ پر خوار تر نجاست کے کیڑے سے بیشک دور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمسے فخر و تکبر نخوت و غرور جاہلیت کو نہیں ہے آدمی مگر مومن تقی یا فاجر شقی یعنی ہر آدمی دو حال سے خالی نہ ہوگا۔ یا تو مومن تقی یا گنہگار بدبخت ہوگا اور دونوں تقدیر پر اسے تفاخر و تکبر لائق نہیں ہے کہ اگر متقی پرہیزگار ہے تو سب کے نزدیک ذی عزت و عزیز ہوگا۔ پھر اسے فخر و تکبر کی کیا حاجت اور اگر فاجر بدبخت ہے تو خداوند خدا کے رسول کے نزدیک ذلیل و خوار ہے۔ پھر اسے کیا جائے تکبر سب لوگ اولاد آدم ہیں۔ اور آدم مٹی سے اور مٹی خوار و ذلیل ہے۔ اسے تفاخر و تکبر سزاوار نہیں ؎ ز خاک آفریدت خداوند پاک ٭ پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک ۱۲ منہ ؎ یعنی جو کوئی انتساب کرے بنسبت جاہلیت یعنی جو اہل جاہلیت کی طرح باپ دادا پر فخر و تکبر کرے۔ پس کٹواؤ تم اور اس کے منہ میں ڈالو۔ یعنی اس سے کہو کہ اپنے باپ کا ستر عورت اپنے منہ میں لے اور کاٹے اور یہ لفظ اس سے کنایۃً نہ کہو بلکہ صاف کہو یا لوگوں کے عیوب و نقائص کنایۃً نہ کہو صاف کہو۔ مسلمانوں غور کرو کہ فخر کرنے والوں پر حضور نے اس حدیث میں کتنی تشدید و تغلیظ فرمائی۔ تاکہ وہ مفاخرت سے باز رہیں۔ ۱۲ منہ

عفرہ کا نام خضرۃ رکھا شعب الضلالہ کا شعب الہدایہ رکھا۔ بنو ربیہ دہی کا نام بنو رشدہ رکھا۔ کما ذکرہ ۔
ابو داؤد فی سننہ ۔ تو بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر نہایت احسان فرمایا۔ کہ ان میں ایسا رسول بھیجا
جس نے آکر ان کی قبیح خصلتیں بری عادتیں چھڑائیں۔ اور اچھی باتیں تعلیم فرمائیں۔ رات دن ان
میں لڑائی جھگڑے قتل و غارت لوٹ مار بغض و عداوت فتنہ و فساد ظلم و تعدی کا بازار گرم رہتا
ادنیٰ ادنیٰ بات پر برسوں جنگ و جدل کرتے لڑتے مرتے خون کا بدلہ لیتے ۔ ہزار ہا لوگ جانبین
کے مارے جاتے جن کی پوری کیفیت کتب تواریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتی ہے ۔ مگر ان سب
میں بڑی دو لڑائیاں حرب الفجار کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ اور سبب ان کا نہایت حقیر
و ذلیل۔ جن میں لاکھوں بندگان خدا بلا وجہ مارے گئے ۔ ایک کا تو سبب یہ تھا۔ کہ بدر ابن مغیث
نامی ایک شخص ایک میلہ میں اپنا پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا۔ اور نخوت سے کہنے لگا۔ کہ ہے کوئی مجھ
سے زیادہ بڑا جو میرا پاؤں سمیٹ دے پس احمر بن مازن نے یہ سنکر تلوار سے اس کی ٹانگ
اڑا دی۔ اس پر دونوں طرف کے جاہل ایسی جانیں توڑ کر لڑے کہ لاکھوں آدمی طرفین کے
قتل ہوئے ۔ دوسری لڑائی کا باعث یہ تھا۔ کہ عکاظ بازار میں اہل عرب کا ایک میلہ ہوتا تھا ہنگام
میلہ میں ایک بدکار عورت قبیلہ بنی عامر کی میلے میں ایک سمت منہ چھپا کر بیٹھ گئی ۔ قبیلہ بنی کنانہ کے
ایک شخص نے اُسے چھیڑا ۔ اس نے شور و غل مچایا ۔ اس پر دونوں قبیلوں کے جہال جمع ہو کر یہاں
تک لڑے کہ لاشوں کے پشتے لگ گئے ۔ تمام بازار لاشوں سے بھر گیا ۔ تو یہ ادنیٰ و ناچیز باتیں
ان کے لڑنے مرنے آپس میں بغض و عداوت رکھنے کا باعث ہوا کرتیں ۔ اور برسیں گذر جاتیں
مگر ان کی جنگ و عداوت تمام نہ ہوتی ۔ محمد بن اسحٰق وغیرہ اہل اخبار بیان کرتے ہیں ۔ کہ اوس و خزرج
جو عرب میں بہت بڑے دو قبیلے ۔ ایک ماں باپ سے پیدا تھے ۔ ان میں ایک سو بیس برس سے
آتش جنگ و عداوت روشن تھی ۔ یہاں تک کہ اس نبی آخر الزمان ہادی گمرہاں علیہ التحیۃ والثناء نے
تشریف فرما ہو کر انہیں ہدایت فرمائی ۔ راہ حق دکھائی ۔ ان کے قلوب میں تخم محبت و الفت بویا ۔ روح اتحاد
و اتفاق پھونکی ۔ آپس میں لوٹ مار قتل و غارت فتنہ و فساد کرنے منع فرمایا ۔ اور سب کو علی الاعلان
اپنے رب کا فرمان واجب الاذعان سنایا ۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ
اور نہ قتل کرو تم اس نفس کو جس کا قتل اللہ نے حرام فرمایا ہے ۔ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا

فَجَزَاؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا - اور جو شخص قتل کرے گا کسی ایمان والے کو جان کر قصداً
پس جزا اس کی جہنم ہے. ہمیشہ اس میں رہے گا. وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ. اور فتنہ سخت تر
ہے قتل سے - وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ
مُّؤْمِنِیْنَ ط وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ہ اور نہ
فساد پھیلاؤ تم زمین میں بعد اسکی اصلاح کے. یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو. اور نہ پھرو
تم زمین میں فساد کرتے. اللہ فساد کو محبوب نہیں رکھتا ہے - وَلَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ
بِالْبَاطِلِ ہ اور نہ کھاؤ تم مالوں اپنوں کو آپس میں باطل طور پر لوٹ مار کرکے یعنی کوئی مسلمان کسی
مسلمان کو ناحق قتل نہ کرے جب اس سے کوئی خطا و قصور موجب قتل مثل زنا بشرط احسان یا انداد
یا قتل عمد سرزد ہو تو قتل کرے کہ وہ اس وقت مستحق قتل ہے جیساکہ ترمذی کی حدیث میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہے. لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثٍ زِنًی بَعْدَ اِحْسَانٍ اَوْ
اِرْتِدَادٍ بَعْدَ اِسْلَامٍ اَوْ قَتْلِ نَفْسٍ بِغَیْرِ حَقٍّ مُّقْتَلٌ بِہٖ. مسلمان کا خون بہانا
جائز نہیں. مگر تین باتوں سے ایک کے ساتھ یا تو وہ بعد احسان زنا کرے. یا بعد اسلام مرتد ہو جائے
یا بغیر حق کسی کو قتل کرے. پس وہ اس وقت قتل کیا جائے. اور آپسمیں لڑائی جھگڑوں کی باتیں
نکالنا قتل سے بھی سخت تر ہیں. کہ وہ بسا اوقات باعث قتل ہوتی ہیں. اور آپس میں فساد نہ پھیلاؤ
کہ فساد پھیلانا اللہ کو محبوب و مرغوب نہیں ہے اور آپس میں ایک دوسرے کا مال بلاوجہ باطل طور
پر لوٹ مار چھین جھپٹ چرا چھپا کر مکر و حیلہ، دغا فریب ظلم و تعدی سے لے کر نہ کھاؤ. بلکہ جائز طور
پر رضامندی سے لیکر کھاؤ جیساکہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلَا لَا تَظْلِمُوْا
اَلَا لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِیْبِ النَّفْسِ مِنْہُ وَمَنِ انْتَھَبَ نُھْبَۃً فَلَیْسَ
مِنَّا. خبردار ہو کہ نہ ظلم کرو. آگاہ ہو کہ کسی طرح مسلمان کا مال لینا حلال نہیں. مگر اس کی خوشی اور رضامندی
سے. اور جس نے لوٹا اور غارت کیا مال و اسباب کسی کا. پس وہ مجھ سے نہیں ہے. اسی طرح آپس میں
بغض و حسد کینہ و دشمنی رکھنے قطع رحمی کرنے کی ممانعت فرمائی. لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا
وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا. یعنی آپس میں قطع رحمی نہ کرو
ایک دوسرے کی پس پشت برائیاں نہ کرو. آپس میں بغض و حسد نہ رکھو اور سب اللہ کے بندے

اور آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔ فعلیٰ ہذا۔ وہ جاہل سرکش بے رحم قوم جس کا دن و رات لوٹ مار قتل و غارت ظلم و تعدی فتنہ و فساد شیوہ تھا۔ حضور کا پر تو جمال جہاں آرا پڑتے ہی کلام معجز نظام سنتے ہی نرم ہو گئی۔ تمام حرکات ناشائستہ و عادات قبیحہ چھوڑ کر نیک و پارسا بن گئی۔ اور ہر ایک آپس میں شیر و شکر کی طرح مل کر ایک دوسرے کی محبت و الفت کا دم بھرنے لگا۔ دکھ درد رنج و غم میں شریک ہونے لگا۔ اور ہر شخص اپنے مسلمان بھائی کے مصائب و مشکلات میں اعانت مظلوموں کی امداد غربا پروری مسافر نوازی بدل و جان کرنے لگا۔ جیسا کہ مولانا علیہ الرحمتہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

نفس واحد از رسولِ حق شدند	ورنہ ہر یک دشمن مطلق بدند	اتحاد خالی از شرک و دوئی
باشد از توحید نے ما و توئی	دو قبیلہ کاوس و خزرج نام داشت	یک ز دیگر جان خون آشام داشت
کینہائے کہنہ شاں از مصطفےٰ	محو شد در نور اسلام و صفا	اولا اخوان شدند آں دشمناں
ہمچو اعداد عنب در بوستاں	وز دم المومنون اخوۃ بہ پند	در شکستند و تن واحد شدند
صورت انگورہا اخواں بوند	چوں فشردی شیرہ واحد شوند	

تو بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ کہ ان میں اپنا پیارا رسول بھیجا جس نے آ کر انہیں خجستہ شعار نیک اطوار بنایا۔ بری عادتوں نامعقول حرکتوں سے پاک و صاف فرمایا۔ پس اے عزیزو تم بھی اسی طرح اپنے نبی مکرم شفیع معظم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر عمل کر کے اپنی خستہ حالتوں کو سنبھالو۔ بری عادتوں قبیح خصلتوں کو چھوڑو۔ آپس میں فتنہ و فساد ظلم و تعدی قطع رحمی نہ کرو۔ ایک دوسرے سے بغض و حسد کینہ و دشمنی نہ رکھو۔ بجائے قطع رحمی صلہ رحمی کرو۔ اپنے مسلمان بھائیوں کی برائی حقارت و عیب جوئی ضرر و نقصان رسانی ایذا دہی سے حتی الوسع بچو۔ کہ یہ سب باتیں ناجائز و گناہ ہیں۔ اور ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان سے بچنے کو فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے۔؎ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ وَلَا یَحْقِرُہٗ وَلَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا وَاِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ

؎ یہ حدیثیں بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و احمد کی ہیں۔ برائے اختصار اسانید حذف کر کے ایک کر دی گئی ہیں۔ ۱۲ منہ

فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَمَلْعُوْنٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَکَرَبِهٖ وَمَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ

یعنی ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تو نہ ظلم کرے وہ اس پر اور نہ ہلاکی میں ڈالے اسے اور نہ حقارت کرے اس کی کسی امر میں اور نہ قطع رحمی کرو تم اور نہ عیب جوئی اور برائی وغیبت اور اور بغض کرو تم اور ہو جاؤ تم سب بندگانِ الٰہی آپس میں بھائی اور بچو تم حسد سے کہ وہ نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ اور جس نے مکر وفریب کیا مسلمان سے اور ضرر ونقصان پہنچایا۔ اسے وہ ملعون ہے۔ خدا کی رحمت سے دور ہے۔ اور جس نے ایذا دی مسلمان کو۔ اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی۔ اس نے خدا کو ایذا دی۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اللہ کے رسول کو۔ لعنت ہے ان پر اللہ کی دنیا اور آخرت میں اور تیار کیا ہے واسطے ان کے عذاب رسوا کرنیوالا العیاذ باللہ۔ تو یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمان کو کسی قسم اذیت دینے والے کے واسطے عذاب مہین تیار ہے۔ اور اس پر دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت وپھٹکار ہے۔ تو اے بھائیو ہللہ اس لعنتِ خدا اور عذاب الٰہی سے بچو۔ اور مسلمانوں کو کسی قسم ایذا نہ پہنچاؤ۔ بلکہ اسے ایذا پہنچانے کی بجائے اس کے ساتھ محبت وشفقت سے پیش آؤ۔ کہ دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ یعنی قسم اس ذات کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے کہ مومن کامل نہیں ہوتا۔ بندہ جب تک محبوب نہ رکھے اپنے مسلمان بھائی کے واسطے وہ کہ اپنے نفس کے واسطے محبوب رکھتا ہے۔ مسلمانو! دیکھو اور غور کرو کہ تمہارے ایمانوں کی تکمیل تمہاری آپس کی محبت والفت پر موقوف ہے۔ اب تو ذرا مومن کامل بنو۔ اور آپس میں ایک دوسرے کی محبت اپنے دلوں میں بھر لو۔ اور اختلاف ونا اتفاقی۔ لڑائی جھگڑوں کو پاس نہ آنے دو۔ اگر اچانک کسی مسلمان سے رنجش ہو بھی جائے۔ تو ایک دو روز بعد اس سے مل جاؤ۔ اس کی طرف سے دل صاف کر لو۔ کہ تین دن سے زائد اسے نہ چھوڑو۔ کہ مسلمان کو تین روز سے زائد چھوڑنا۔ اس سے کلام سلام میل جول ترک کرنا حرام وگناہ ہے میرے تمہارے سب مسلمانوں کے آقائے نامدار

مولائے غمگسار علیہ صلوٰۃ اللہ العزیز الغفار فرماتے ہیں۔ لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ ھَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ (رواہ ابوداؤد) یعنی نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو تین روز سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑنا۔ پس جس نے چھوڑا مسلمان کو تین روز سے زیادہ اور مرگیا۔ دوزخ میں داخل ہوگا۔ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں مَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ سَنَۃً فَھُوَ کَسَفْکِ دَمِہٖ (رواہ ابوداؤد) جس نے چھوڑا اپنے بھائی مسلمان کو ایک سال تک پس یہ اس کا چھوڑنا مثل اس کے خون بہانے کے ہے۔ تیسری حدیث میں فرماتے ہیں۔ تمام لوگوں کے اعمال ہفتہ میں دو بار پیر و جمعرات کو پیش ہوتے ہیں۔ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ اِلَّا بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَاءُ حَتّٰی یَفِیْئَ (رواہ مسلم) پس گناہ بخشے جاتے ہیں گناہ ہر بندہ مومن کے مگر اس بندہ کے کہ درمیان اس کے اور درمیان بھائی مسلمان اس کے کے لڑائی اور رنجش ہو یہاں تک کہ وہ رجوع اور صلح کرکے لڑائی سے لہٰذا کوئی آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو۔ اور سب ایک دل وایک زبان ہوکر شیر و شکر کی طرح مل کر اتحاد و اتفاق سے رہو۔ ایک دوسرے کے دکھ درد رنج و غم میں شریک ہو مصائب و مشکلات میں اعانت کرو۔ بلکہ ان کے دکھ درد اور ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھو۔ کہ حقیقت میں تم سب ایک ہو۔ خود ہی بوجہ اختلاف و نا اتفاقی بغض و حسد کینہ و دشمنی جدا جدا ہوگئے ہو کہ تمہارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَکٰی عَیْنُہٗ اشْتَکٰی کُلُّہٗ وَاِنِ اشْتَکٰی رَاْسُہٗ اِشْتَکٰی کُلُّہٗ (رواہ مسلم) تمام مسلمان آپس میں مثل تن واحد کے ہیں۔ کہ اگر اس کی آنکھ دکھے۔ تو تمام بدن بےچین ہو جائے اور اگر سر دکھے۔ تو کل جسم بے قرار ہو جائے۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّکَ اَصَابِعَہٗ (رواہ البخاری) ہر مسلمان واسطے ہر مسلمان کے مثل عمارت کے ہے کہ مضبوط کرتا ہے بعض اس کا بعض کو پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو پیچ دے کر دکھایا۔ کہ اس طرح عمارت کی اینٹیں آپس میں ملصق و ملی اور ایک دوسرے کو مضبوط کئے ہوتی ہیں۔ پس مسلمانوں کو بھی اسی طرح آپس میں ملا ہوا اور ایک دوسرے کی پشت پناہ و قوتِ بازو اور اعضا بن کے رہنا چاہئے۔ اگر ان میں سے کسی کو دکھ درد رنج و مصیبت پیش آئے۔ تو دوسرے کو اس کی مدد و اعانت کرنا چاہئے۔ اور اس کی وجہ سے خود بےچین و بیقرار

ہونا چاہیئے۔ کہ ہم سب تن واحد ہیں۔ اور یہ دکھ درد رنج وغم اس پر نہیں ہم پر ہے کرے گی آدم اعضائے یک دیگرند ❊ کہ در آفرینش زیک جوہرند ❊ چو عضوی بدرد آورد روزگار ❊ دگر عضوہا را نماند قرار اور جہاں تک ہو سکے اپنے اسلامی بھائیوں کے نفع کی کوشش کرو۔ اور انہیں مضرت و نقصان سے بچاؤ کہ اس میں بہت بڑا اجر ہے۔ حدیث میں ہے۔ مَنْ كَانَ حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَلٰى مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلٰى مُسْلِمٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (رواہ البخاری ومسلم) یعنی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں مشغول ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں مشغول ہو گا۔ اور جو مسلمان سے کوئی سختی ومضرت دفع کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختیوں سختی دفع فرمائے گا۔ اور جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا۔ اُسے رسوا اور ذلیل نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے اور اس کے عیوب کو اپنے دامنِ رحمت میں چھپائے گا۔

پس ہم کو مسلمانوں کی ہر حالت میں امداد ہر مصیبت میں اعانت کرنا۔ اور آپس میں اتحاد واتفاق سے رہنا چاہیئے۔ کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ تمام دنیا کے کاروبار ترقی تنزلی، نفع و نقصان، ذلت وعزت، فتح وشکست، عسر ویسر وغیرہ سب کام اسی اتحاد واتفاق کے دامن سے وابستہ اور تحتِ قدم موضوع ہیں۔ اگر ہم میں یہ ہو گا۔ سب کام ہمارے درست ہونگے اور اگر یہ نہ ہو گا تو کوئی کام اگرچہ کتنی ہی کوشش سے کیا جائے ہرگز درست نہ ہو گا۔ اور اختلاف و نااتفاقی سے زیادہ جہان میں کوئی بُری شے نہیں۔ کہ تمام عالم کے لڑائی جھگڑے فتنہ وفساد و ذلت ورسوائی، ضرر ونقصان وغیرہ اسی بدبخت سے ظہور میں آتے ہیں اگر یہ نہ ہو تو کچھ بھی نہ ہو اللہ تعالیٰ اس نااتفاقی کو مسلمانوں سے اٹھائے اور اس کا استیصال فرمائے اور بجائے اس کے اتحاد واتفاق کی انہیں توفیق عطا فرمائے کہ جس کے باعث وہ ترقی کریں۔ نفع اٹھائیں۔ عزت ووجاہت پائیں اور تمام اقوام کے مقابلہ میں عروج واعلےٰ مراتب پائیں:۔ آمین آمین آمین۔ یارب العٰلمین بجاہ سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلام علیہ وعلےٰ آلہ وصحبہ اجمعین

برحمتك یا ارحم الراحمین ۵

وعظ پانزدہم

بیان فضائل وخصائص حضور پر نور سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ اللہ رب العزت جل جلالہٗ وعم نوالہٗ اس آیت کریمہ میں تمام انبیائے کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد وپیمان لیتا ہے۔ اور سب پر حضور کا مرتبہ حضور قدر ومنزلت بلند وبالا فرماتا ہے۔ اور اس تاجدار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضل وشرف شان وشوکت عزت ووجاہت ظاہر فرماتا ہے۔ کہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ اور یاد فرمائی اے محبوب جبکہ عہد لیا اللہ نے پیغمبروں سے کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دوں ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ پھر آئے تمہارے پاس رسول تصدیق فرماتا۔ اس کی جو تمہارے ساتھ ہے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ تو ضروری تم اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور تم اس کی مدد کرنا۔ پھر فرمایا ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ کیا اقرار کیا تم نے اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا سب انبیاء نے عرض کیا کہ ہم ایمان لائے اور اقرار کیا۔ فرمایا فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ پس جو اس کے بعد پھرے گا۔ تو وہی لوگ بے حکم ونافرمان ہیں۔ امام ابوجعفر طبری وابن جریر اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں حضرت علی

کرم اللہ وجہہ سے راوی۔ لَمْ یَبْعَثِ اللّٰہُ نَبِیًّا مِنْ اٰدَمَ فَمَنْ دُوْنَہٗ اِلَّا اَخَذَ عَلَیْہِ الْعَھْدَ فِیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بُعِثَ وَھُوَحَیٌّ لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ وَلَیَنْصُرُنَّہٗ وَیَاْخُذُ الْعَھْدَ بِذٰلِکَ عَلٰی قَوْمِہٖ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام سے لیکر آخر تک جتنے نبی بھیجے سب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کے زمانے میں مبعوث ہوں۔ تو وہ ان پر ایمان لائے۔ اور ان کی مدد فرمائے۔ اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔ اسی طرح حضرت قتادہ وسدی سے بھی منقول ہے۔ شرح شفا للعلی قاری و معارج میں ہے کہ پرودگار عالم نے اپنی ربوبیت برقرار لینے کو تمام ذریت آدم علیہ السلام سے پہلے گروہ انبیائے کرام کو ظاہر اور سب انبیاء سے پہلے اپنے محبوب کو ظاہر فرماکر خطاب فرمایا۔ مَنْ خَلَقَکَ۔ کس نے تجھے پیدا فرمایا۔ عرض کی اَنْتَ یَارَبِّ خَلَقْتَنِیْ۔ تو نے اے رب مجھے پیدا فرمایا ہے۔ پھر ارشاد ہوا۔ مَنْ رَّبُّکَ حضور نے عرض کی۔ اَنْتَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔ تو۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر تو۔ پھر اسی طرح باقی انبیائے کرام و مرسلین عظام سے اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا اور سب سے سنگ اسود پر ہاتھ رکھا کر عہد و میثاق لیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ۔ پھر بعد اقرار ربوبیت تمام انبیائے کرام کی جانب مخاطب ہوکر اور اپنے پیارے محبوب کی طرف اشارہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ محمد بیٹا عبداللہ کا اور میرا رسول ہے۔ آخر زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ تم اس کی مدح وثنا ر مناقب و مناصب اپنی اپنی کتابوں میں پاؤگے۔ اگر وہ تمہاری زندگی میں مبعوث ہو۔ تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی امداد کرنا۔ سب نے بدل وجان منظور کیا۔ اور حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر عہد و پیمان کیا۔ اللہ اللہ کیا عظمت وشان اس شہنشاہ دوجہان کی ان کے رب عزوجل کی بارگاہ عالی جاہ میں ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیائے کرام ورسل عظام گزرے سب سے حضور پر ایمان لانے آپ کی مدد کرنے پر عہد و پیمان لیا گیا۔ اور پھر عہد و پیمان ہی پر بس نہ کی۔ بلکہ اسے طرح طرح کی تاکیدوں سے مؤکد فرمایا اوّلاً تو تمام انبیا علیہم السلام معصومین ہیں۔ زنہار ان سے حکم الٰہی کا خوف محتمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک و تعالےٰ بطریق امر انہیں ارشاد فرمایا کہ اگر وہ نبی تمہاری زندگی میں مبعوث ہو

تو اس پر ایمان لانا۔ اور اس کی مدد کرنا۔ مگر اس قدر پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ اُن سے عہد و پیمان لیا۔ گویا یہ عہد اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے بعد دوسرا پیمان تھا۔ جیسے کلمہ طیبہ میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوا اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الٰہیہ کا اذعان ہے۔ پھر اس کے ساتھ رسالت محمدیہ پر ایمان۔ اسی بنائے علمائے کرام اپنی تصنیفاتِ لطیفہ و تالیفات منیفہ میں تصریحیں فرماتے ہیں کہ جس چیز کا خدا خالق ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں ثانیاً اپنے عہد کو لام قسم سے مؤکد فرمایا۔ جس طرح نوابوں سے بیعتِ سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شاید سوگند بیعت اسی سے ماخوذ ہے۔ ثالثاً۔ نون تاکید رابعاً وہ بھی ثقیلہ لاکر ثقل و تاکید کو اور دوبالا فرمایا۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ۔ خامساً۔ کمال اہتمام یہ کہ حضرات انبیاء ابھی جواب دینے نہ پائے تھے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں ءَ اَقْرَرْتُمْ کیا تم اس امر پر اقرار لاتے ہو۔ گویا کمال تعجیل و تسجیل مقصود ہے۔ سادساً۔ اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی۔ بلکہ ساتھ ہی ارشاد ہوا اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ خالی اقرار نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔ سابعاً علیہ یا علی ہذا کی جگہ علٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ فرمایا۔ تاکہ بعد اشارت دلیل عظمت ہو۔ ثامناً اور ترقی فرمائی گئی کہ فَاشْهَدُوْا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ حالانکہ معاذ اللہ ان پاک جانوں سے اقرار کرکے مکر جانا معقول نہ تھا۔ بلکہ ارشاد فرمایا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ۔ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ تاسعاً سب سے زیادہ نہایت کار یہ کہ اس قدر عظیم جلیل تاکید کے بعد باآنکہ انبیاء کو عصمت عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی کہ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اب جو اس اقرار سے پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔ چنانچہ اسی عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام حضور کے مناقب وسیعہ و مناصب رفیعہ سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مجالس و محافل کو حضور کے ذکر اور مدح و ثناء سے زیب و زینت دیتے۔ اور اپنی امت کو حضور کی تشریف آوری کی خوش خبری سناتے۔ اور ان سے حضور پر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد و پیمان لیتے۔ یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں حضرت مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ کہتا تشریف لایا۔ اور جب سب ستارے روشن مہ پارے مکمل غائب ہوئے تو اس

آفتاب عالم تاب خاتمیت نے باہزاراں جاہ وجلال طلوع اجلال فرمایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
عرائس امام ثعلبی میں ہے کہ ایک روز سلیمان علیہ السلام ہوا پر سوار جا رہے تھے کہ ان کا گزر مدینہ
منورہ میں ہوا۔ فرمایا۔ هٰذِهٖ دَارُ هِجْرَةِ نَبِيٍّ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ طُوْبٰى لِمَنْ اٰمَنَ وَاتَّبَعَهٗ
یہ جگہ ہجرت نبی آخر الزماں ہے۔ خوش نصیب اس شخص کے جو اس پر ایمان لائے اور ان کی پیروی
کرے۔ پھر وہاں سے حرم محترم پر گزرے۔ دیکھا کہ اس کے آس پاس بت رکھے ہیں۔ اور لوگ
انہیں پوج رہے ہیں۔ جب وہاں سے تجاوز کیا۔ تو خانہ کعبہ نے گریہ وزاری شروع کی۔ اللہ
تعالیٰ نے سبب گریہ پوچھا۔ عرض کی۔ یَارَبِّ هٰذَا نَبِيٌّ مِّنْ اَنْبِيَائِكَ وَقَوْمٌ مِّنْ اَوْلِيَا
ئِكَ مَرُّوْا عَلَيَّ وَلَمْ يَهْبِطُوْا فِيَّ وَلَمْ يُصَلُّوْا عِنْدِيْ وَلَمْ يَذْكُرُوْكَ بِحَضْرَتِيْ وَ
الْاَصْنَامُ تُعْبَدُ حَوْلِيْ۔ خداوند! یہ تیرے نبیوں میں سے ایک نبی ہے۔ اور تیرے اولیاء
میں سے ایک قوم ہے کہ انہوں نے مجھ پر گذر کیا۔ مگر نہ وہ ٹھہرے۔ اور نہ انہوں نے مجھ میں
دوگانہ ادا کیا۔ اور نہ میرے روبرو تیری تسبیح و تہلیل کی۔ حالانکہ میرے آس پاس بہت بہت
پوجے جاتے ہیں۔ ارشاد ہوا اے کعبہ غم نہ کھا۔ میں بہت جلد تجھے سجدہ کرنیوالوں سے بھر
دوں گا۔ اور تجھ میں اپنا کلام نازل کروں گا۔ اور اس سرزمین میں ایسا رسول بھیجوں گا۔ جو
میرے نزدیک تمام انبیاء سے محبوب تر ہوگا اور ایسی قوم کو اس جگہ مقرر کروں گا۔ جو تجھے
بنائے سنوارے گی۔ اور تیری زیارت وطواف فرض کروں گا۔ اور تجھے بتوں کی پلیدی اور
مشرکوں کی نجاست سے پاک وصاف کروں گا۔ پھر سلیمان علیہ السلام بحکم پروردگار اس
جگہ اترے اور نماز پڑھی۔ اور بہت سے اونٹ گائے بکریاں ذبح کیں۔ اور اپنی قوم سے
فرمایا۔ یہ وہ مکان ہے جہاں سے نبی عربی ظہور فرمائے گا۔ نصرت الٰہی اس کے ہمرکاب
ہوگی۔ اور اس کی تلوار مخالفوں پر رواں ہوگی۔ اور اس کی ہیبت وجلال معاندوں کے قلوب
میں تاثیر کرے گی۔ اپنے پرائے قریب وبعید سب کو یکساں دعوت حق دے گا۔ اس کی
رسالت واحکام شریعت میں کسی قسم کا فتور واقع نہ ہوگا۔ خوش نصیب اس شخص کے جو وقت
بعثت اس کی تصدیق کرے۔ اور اس کی خدمت وملازمت سے سرفراز ہو۔ حاضرین نے
پوچھا۔ اے نبی اللہ آپ کی اور اس کی بعثت کے درمیان کتنا زمانہ ہوگا۔ فرمایا قریب

ایک ہزار سال کے۔ ابن عساکر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی۔ لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یَتَقَدَّمُ فِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰدَمُ فَمَنْ بَعْدَہٗ وَلَمْ تَزَلِ الْاُمَمُ تَتَبَاشَرُ بِہٖ وَتَسْتَفْتِحُ بِہٖ حَتّٰی اَخْرَجَہُ اللّٰہُ فِیْ خَیْرِ اُمَّۃٍ وَفِیْ خَیْرِ قَرْنٍ وَفِیْ خَیْرِ اَصْحَابٍ وَفِیْ خَیْرِ بَلَدٍ۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب انبیاء علیہم السلام سے پیشین گوئی فرماتا رہا۔ اور قدیم سے سب امتیں حضور کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتی اور حضور کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اس جناب کو بہترین امم اور بہترین زمانہ اور بہترین اصحاب اور بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا جس کی تصدیق خود قرآن عظیم فرما رہا ہے۔ وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ہ یعنی اس نبی کے ظہور سے پہلے کافروں پر اس کے وسیلہ سے فتح چاہتے ہیں۔ پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے۔ سو خدا کی پھٹکار ہے منکروں پر۔ علماء فرماتے ہیں جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلَیْھِمْ بِالنَّبِیِّ الْمَبْعُوْثِ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِیْ نَجِدُ صِفَتَہٗ فِی التَّوْرَاۃِ۔ الٰہی ہمیں صدقہ میں اس نبی آخر الزمان کے جس کی تعریف ہم توراۃ میں پاتے ہیں۔ ان میں فتح دے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

سجدہ میکردندی کہ اے رب البشر
باعیاں شاں میشدندی سرنگوں
ہر کجا بماری ستزمن بدی
در دلِ دور گوش دوافواہ شاں
آں ہمہ تعظیم و تفہیم و دواد

در عیاں آرایش ہر چہ زود تر
ہر کجا حرب مہولی آمدی
بادشاں را روی شانی شدی
این ہمہ انکار کفراں زاد شاں
چوں بدندندش بصورت برد باد

تا بنام احمد از یستفتحون
خوش شاں کراری احمد بدی
نقش او میگشت اندر راہ شاں
چوں در آمد سید آخر زماں
قلب آتش دیدہ و روح شد سیاہ

قلب را در قلب کے بو دست راہ
اسی بیان الٰہی کے سبب حضرت علیہ علیہ السلام آخر زمانہ

میں نزول فرما کر باوجود منصب نبوت پر ممعور ہونے کے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے۔ اور حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے اور حضور کے ایک امتی و نائب یعنی امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ تمہارا حال کیا ہوگا جب کہ ابن مریم (عیسیٰ) تم میں اتریں گے۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ اور یہی باعث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰؑ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ مُوْسٰی کَانَ حَیًّا اَلْیَوْمَ مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اَنْ یَّتَّبِعَنِیْ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر آج موسیٰ (علیہ السلام) دنیا میں زندہ ہوتے۔ میری پیروی کے سوا ان کو کچھ گنجائش نہ ہوتی۔ پس یہ آیت کریمہ صاف و صریح طور سے دلالت کر رہی ہے اور بتا رہی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں سب سے زیادہ عزت و وجاہت اور شان و شوکت والے اور تمام اولین و آخرین انبیاء کرام و مرسلین خلق اللہ اجمعین سے افضل و اعلیٰ سید کل ہادی سبل ہیں۔ اور جو نسبت امتوں کو انبیاء و رسل سے ہے۔ وہ انبیاء و رسل کو اس سید کل سے ہے۔ جب تو پروردگار عالم نے ان سب سے حضور پاک کے بارے میں اس طرح کا عہد و پیمان لیا۔ اور انہیں حضور پر ایمان لانے آپ کی مدد کرنے کا یہ سخت و شدید حکم کیا۔ اور طرح طرح کے فضائل و کمالات اور خصوصیات و خوارق عادات سے حضور کو سرفراز فرمایا۔ جن کا عشر عشیر بھی دوسروں نے نہ پایا۔ بلکہ جس نے جو پایا۔ وہ اسی جناب کی طفیل میں پایا۔ قرآن عظیم حضور کے اوصاف جمیلہ و فضائل جلیلہ سے مملو اور کتب سماویہ سے واحادیث و آثار صحیحہ اس ذات ستودہ صفات کے محامد و مناقب سے مشحون ہیں۔ کتب آئمہ اسلام و علمائے کرام حضور کی حمد و ثنا، اوصاف و فضائل، خصائل و شمائل میں بکثرت موجود ہیں۔ مگر ان میں سے بعض کا یہاں نقل کرنا ضروری ہے۔ کہ عنوان بیان فضائل حضور ہے۔ فاقول و باللہ التوفیق۔

سب سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فضل عطا کیا

کہ تمام عالم کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ نہیں بھیجا ہم نے تمہیں اے محبوب مگر رحمت سارے جہان کے لئے اور عالم ماسوا اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء اولیاء ملائکہ وغیرہ سب داخل تو لاجرم حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے واسطے سراپا رحمت ہوئے اور وہ سب حضور کی بارگاہ عالی جاہ سے مستفیض وبہرہ ور جس کی قدرے تفصیل بیان اول میں گزری۔ امام رازی علیہ الرحمۃ تحت آیہ مذکورہ تحریر فرماتے ہیں۔ لَمَّا كَانَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ لَزِمَ اَنْ يَّكُوْنَ اَفْضَلَ مِنْ كُلِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ جب حضور تمام عالم کے واسطے رحمت ہوئے تو واجب ہوا کہ تمام ماسوا اللہ سے افضل ہوں۔ دوسرے تمام انبیائے سابقین کو اللہ تعالیٰ نے خاص ایک قوم یا ایک بستی کی طرف مبعوث فرمایا۔ جس سے آگے تجاوز نہ کرسکے کما قال اللہ تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔ نہ بھیجا ہم نے کوئی نبی مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے۔ مگر حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام خلق کی طرف (آیت ۲) رسول بنا کر بھیجا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ نہ بھیجا ہم نے تمہیں اے حبیب مگر سب لوگوں کے واسطے خوشخبری دیتا ڈر سناتا۔ اور لیکن بہت سے لوگ بے خبر ہیں۔ اور یہ ظاہر کہ ایک ولایت کے بادشاہ یا ایک بستی کے حاکم سے شہنشاہ ہفت کشور بدرجہا افضل و اعلیٰ و شوکت و وجاہت والا ہوگا تو سے

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی	✕	سب سے بالا و والا ہمارا نبی

اس آیت کا بھی مفصل بیان اوپر گزرا۔ تیسرے حضور کے دین کو تمام ادیان پر غالب اور حضور کی امت کو سب امتوں سے بہتر فرمایا۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ هُوَ الَّذِيْٓ (آیت ۳) اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ساتھ ہدایت اور دین حق کے تاکہ غالب کرے اسے تمام دینوں پر۔ وقال اللہ تعالیٰ۔ وَكُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ تم سب سے بہتر امت ہو۔ اور لوگوں کے لئے

ظاہر کئے گئے ہو۔ اور جب حضور کا دین سب دینوں سے اعلیٰ و اکمل اور سب پر غالب اور آپ کی امت
تمام امم سے بہتر و افضل تو لاجرم اس دین کا صاحب اور اس امت کا آقا سب دین و امت والوں
سے افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ہوگا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم) چوتھے
سب سے زیادہ عزت و وجاہت پیار و محبت خداوند عالم کا اپنے محبوب کے حال پر ملاحظہ
کیجئے کہ ہر نبی کو قرآن عظیم میں نام لے کر پکارا۔ کما قال اللہ تعالیٰ یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ
زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وقال اللہ تعالیٰ یٰنُوْحُ اھْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وقال اللہ تعالیٰ یٰعِیْسٰۤی
اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وقال اللہ تعالیٰ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً وقال اللہ تعالیٰ یٰزَکَرِیَّا
اِنَّا نُبَشِّرُکَ وقال اللہ تعالیٰ یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ وقال اللہ تعالیٰ یٰۤاِبْرٰھِیْمُ
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا۔ وقال تعالیٰ۔ یٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللہُ۔ مگر اپنے حبیب
کو جہاں کہیں یاد فرمایا پیارے خطاب نرالے القاب ہی سے سرفراز فرمایا۔ جو صاف و صریح
اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی بارگاہ میں حضور سے زیادہ کوئی محبوب و پیارا عزت و
وجاہت والا نہیں ہے۔ مثلاً کہیں فرماتا ہے یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰکَ۔ اے نبی ہم
نے تجھے رسول کیا۔ یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ۔ اے رسول پہنچا جو تیری
طرف اترا۔ کہیں فرماتا۔ یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ۔ اے کپڑا اوڑھے لپیٹنے والے رات
میں قیام فرما مگر تھوڑا۔ یٰۤاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ۔ اے
جھرمٹ مارنے والے کھڑا ہو۔ لوگوں کو ڈر سنا۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان فرما
یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اے سردار مجھے قسم ہے
حکمت والے قرآن کی بے شک آپ مرسلوں سے ہیں۔ طٰہٰ۔ مَاۤ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْقُرْاٰنَ
لِتَشْقٰۤی۔ اے پاکیزہ رہنما یا اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے
نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے ۝

القاب کیسے کیسے خدا نے کئے عطا،	حضرت رسول پاک کو قرآں میں جابجا
یٰسٓ کہیں پکارا تو طٰہٰ کہیں کہا،	حمٓ نٓ اور کہیں والشمس والضحیٰ
کیا میرا علم و عقل صفت آپ کی کروں	تم سب پڑھو درود میں ذکر نبی کروں

امام عزالدین ابن عبدالسلام وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں۔ جب کوئی بادشاہ تمام امرا کو نام لے کر پکارے۔ اور ان میں سے خاص ایک کو یوں ندا کرے۔ اے مقرب حضرت اے نائب سلطنت اے صاحب عزت اے سردار مملکت۔ تو کیا کسی کو اس امر میں کسی طرح کا شک وشبہ باقی رہے گا۔ کہ وہ بادشاہ کے نزدیک تمام عمائد سلطنت وارا کین مملکت سے زیادہ محبوب وپیارا اور عزت و وجاہت والا ہے۔ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالۂ مبارکہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں اس جگہ یوں افادہ فرماتے ہیں۔ خصوصاً یاایھا المزمل اور یاایھا المدثر تو وہ پیارے خطاب ہیں۔ جن کا مزہ اہل محبت ہی خوب جانتے ہیں۔ ان آیات کے نزول کے وقت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاپوش اوڑھے جھرمٹ مارے لیٹے تھے۔ اسی وضع حالت سے حضور کو یاد فرما کر ندا کی گئی۔ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے پیارے محبوب کو پکارے۔ او بانکی ٹوپی والے۔ او دھانی دوپٹے والے ع او دامن اٹھا کے جانے والے ؎

پھر نہایت کار یہ کہ یہود مدینہ ومشرکین کہ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جاہلانہ گفتگوئیں کرتے۔ انہیں بغرض ردو ابطال بارہا نقل فرمایا گیا۔ مگر ان گستاخوں کی بے ادبانہ ندا کا نام اقدس لے کر پکارنے کا محل نقل میں بھی ذکر نہ آیا۔ ہاں جہاں انہوں نے وصف کریم سے ندا کی تھی۔ اگرچہ ان کے زعم میں بطور استہزا تھی اسے قرآن مجید نقل کرلایا۔ قالوا یاایھا الذی نزل علیہ الذکر۔ بولے اے وہ جس پر قرآن اترا (صلی اللہ علیہ وسلم) بخلاف حضرات انبیائے سابقین کے کہ اُن سے کفار کے مخاطبے ویسے ہی منقول ہیں یٰنوح قد جادلتنا ہ وانت فعلت ھذا بالھتنا یاابراھیم ہ یموسیٰ ادع لنا ربک بما عھد عندک ہ یصلح ائتنا بما تعدنا ہ یشعیب ما نفقہ کثیرا مما تقول ہ پانچویں اگلی امتیں اپنے انبیاء کو نام لے کر پکارا کرتیں الاسباط نے کہا یموسیٰ لن نصبر علی طعام واحد۔ حواریوں نے کہا یعیسی ابن مریم ھل یستطیع ربک۔ یہاں اپنے حبیب کی یہ تعظیم وتوقیر کہ ان کی امت مرحومہ پر ان کو نام لے کر پکارنا حرام فرمایا گیا۔ کما قال تعالیٰ۔ لاتجعلوا دعاء

الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ کہ اے زید اے عمر بلکہ ادب سے ان کی خدمت میں یوں عرض کرو یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا سید المرسلین یا خاتم النبیین یا شفیع المذنبین۔ ابو نعیم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی قَالَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَنَهَا اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ اِعْظَامًا لِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ پہلے حضور کو یا محمد یا ابو القاسم کہا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی۔ جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہا کرتے۔ لہذا علمائے کرام فرماتے ہیں کہ نام اقدس لے کر پکارنا حرام ہے۔ اور واقعی محل انصاف ہے کہ جب انہیں ان کا رب تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے تو غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے۔ بلکہ اس آقائے نامدار سردار ذی وقار کے طفیل میں ان کے غلاموں کی بھی یہ عزت و توقیر ہوئی کہ انھیں سب سے پیارا خطاب عطا ہوا۔ اور تمام امم سابقہ سے ان کا خطاب ممتاز ٹھہرا۔ اگلی امتوں کو اللہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الْمَسَاکِیْنُ فرمایا کرتا۔ تورات مقدس میں جا بجا یہی لفظ ارشاد ہوا۔ اس امت مرحومہ کو تورٰۃ میں حمادوں فرمایا گیا۔ اور قرآن عظیم میں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر پکارا گیا۔ چھٹے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور سے پہلے جتنے انبیائے کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے کبھی کسی کی جان کی زمان کی شہر کی باتوں کی قسم یاد نہ فرمائی۔ مگر اپنے پیارے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مرتبہ جلیلہ عطا فرمایا۔ کہ ان کی جان کی ان کے زمانہ کی ان کے شہر کی ان کی باتوں کی قرآن نے قسم کھائی۔ کما قال تعالیٰ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ تمہاری جان کی قسم اے محبوب وہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں وقال تعالیٰ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ قسم یاد کرتا ہوں میں اس شہر کی جس میں اے جان عالم آپ تشریف فرما ہیں۔ وہ قال تعالیٰ وَقِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ مجھے قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب میرے یہ قوم ایمان نہیں لاتی۔ وقال تعالیٰ وَالْعَصْرِ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ قسم ہے زمانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ مسلمانوں یہ مرتبہ جلیلہ اس جان محبوبیت کے سوا کسے میسر ہوا کہ قرآن عظیم نے ان کی جان کی

ان کے زمانہ کی ان کے شہر کی ان کی باتوں کی قسم کھائی ہو۔ ابن مردویہ اپنی تفسیر میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا حَلَفَ اللّٰہُ بِحَیَاتِ اَحَدٍ قَطُّ اِلَّا بِحَیَاتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَعَمْرُكَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ وَحَیَاتِكَ یَا مُحَمَّدُ یعنی اللہ تعالےٰ نے کبھی کسی کی زندگی کی قسم یاد نہ فرمائی۔ سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آیہ "لعمرک" میں فرمایا۔ مجھے تیری جان کی قسم ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیہقی ابونعیم وغیرہ محدثین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ مَا خَلَقَ اللّٰہُ وَمَا ذَرَاَ وَمَا بَرَاَ نَفْسًا اَکْرَمَ عَلَیْہِ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا حَلَفَ اللّٰہُ بِحَیَاۃِ اَحَدٍ قَطُّ اِلَّا بِحَیَاۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ لَعَمْرُكَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ پروردگار عالم نے کوئی ایسا نہ بنایا نہ پیدا فرمایا نہ آفرینش کیا۔ جو اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عزیز ہو نہ کبھی ان کی جان کے سوا کسی جان کی قسم یاد فرمائی۔ کہ ارشاد فرماتا ہے۔ مجھے تیری جان کی قسم وہ کافر اپنی مستی میں بہک رہے ہیں شفا شریف میں ابوالجوزار سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا مَا اَقْسَمَ عَزَّ وَجَلَّ بِحَیَاتِ اَحَدٍ غَیْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّہٗ اَکْرَمُ الْبَرِیَّۃِ عِنْدَہٗ۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے کسی کی جان کی قسم یاد نہ فرمائی سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ وہ اس کے نزدیک تمام خلق سے زیادہ عزیز ہیں۔ مواہب میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے خدمت اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَغَ فَضِیْلَتُكَ عِنْدَ اللّٰہِ وَتَعَالٰی اَنْ اَقْسَمَ بِحَیَاتِكَ دُوْنَ سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَلَقَدْ بَلَغَ فَضِیْلَتُكَ عِنْدَہٗ اَنْ اَقْسَمَ بِتُرَابِ قَدَمَیْكَ فَقَالَ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان بے شک حضور کی بزرگی خدا تعالےٰ کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ اس نے حضور کی زندگی کی قسم یاد فرمائی نہ باقی انبیاء کی۔ اور تحقیق حضور کی فضیلت خدا کی جناب میں اس نہایت کو پہنچی کہ اس نے حضور کی خاک پا کی قسم یاد فرمائی کہ فرماتا ہے۔ مجھے قسم ہے اس شہر کی جس میں

آپ تشریف فرمائیں ساتویں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اپنے محبوب کو سب انبیاء سے پہلے یاد فرمایا۔ بعد ازاں اوروں کو تاکہ تقدم فی الذکر دلیل عظمت ہو فقال تعالیٰ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰے الخ۔ یاد فرمائیے جب کہ عہد لیا ہم نے نبیوں سے اور آپ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ سے۔ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ الباری شرح شفا میں ذیل آیہ مذکورہ فرماتے ہیں قَدَّمَ نَبِیَّنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّاِیْمَاءً اِلٰی تَقْدِیْمِ نُبُوَّتِہٖ فِیْ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ الْمُشَارِ اِلَیْہِ بِقَوْلِہٖ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ یعنی آیہ شریفہ میں ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء سے پہلے برائے اظہار تعظیم و تکریم ذکر فرمایا ہے۔ اور اس جانب اشارہ کیا ہے کہ آپ عالم ارواح میں سب سے پہلے مرتبہ نبوت پر فائز ہوئے جسکی جانب قول حضور میں اس وقت نبی تھا۔ کہ آدم روح و جسد میں تھے۔ مشیر ہے۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے جل و علا اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ الخ بے شک اے حبیب ہم نے تمہاری جانب وحی بھیجی جیسے کہ نوح کی جانب ہم نے وحی اتاری۔ اس کے تحت میں بھی مولانا موصوف تحریر فرماتے ہیں وَفِیْہِ تَلْوِیْحٌ اِلٰی فَضْلِہٖ حَیْثُ قَدَّمَہٗ عَلٰی رُسُلِہٖ وَکَانَ یُمْکِنُ اَنْ یُّقَالَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ۔ یعنی اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و شرف کی طرف اشارہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام رسولوں سے پہلے ذکر فرمایا۔ اگر حضور کا فضل و شرف ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا۔ تو کمآ اوحینآ الی نوح الخ کو پہلے اور انآ اوحینآ الیک کو پیچھے کہنا ممکن تھا۔ شفا شریف میں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عرض کیا بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللہِ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَ اللہِ اَنْ بَعَثَکَ اٰخِرَ الْاَنْبِیَآءِ وَذَکَرَکَ فِیْ اَوَّلِھِمْ فَقَالَ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ الخ یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پہ قربان بے شک آپ کی فضیلتوں سے اللہ کے نزدیک ایک یہ فضیلت ہے۔ کہ آپ کو سب انبیاء سے پیچھے بھیجا اور سب سے پہلے ذکر کیا پس فرمایا اور جب کہ عہد لیا ہم نے نبیوں سے اور آپ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ سے علیہم الصلوٰۃ والسلام) ابونعیم

دلائل میں اور ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں اور ابن لال مکارم اخلاق میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کُنْتُ اَوَّلُ الْاَنْبِیَاءِ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرُهُمْ فِی الْبَعْثِ فَلِذَا وَقَعَ ذِكْرُهٗ مُقَدَّمًا فِیْهَا نُوْحٍ وَغَیْرِهٖ یعنی حضور نے فرمایا میں سب انبیاء سے پہلے پیدا گیا اور سب سے پیچھے بھیجا گیا۔ لہذا حضور کا ذکر آیہ مذکورہ میں حضرت نوح علیہ السلام وغیرہ انبیائے کرام سے پہلے واقع ہوا امام ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فِیْ هٰذَا تَفْضِیْلُ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِتَخْصِیْصِهٖ بِالذِّكْرِ قَبْلَهُمْ اس آیت سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت عیاں ہوتی ہے کہ حضور کو خاص طور سے سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے۔ آٹھویں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ۔ یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ کچھ ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا اور ان میں بعض کو درجوں میں بلند فرمایا آئمہ کرام فرماتے ہیں کہ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ سے مراد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جن کو بوجوہ متعددہ وہ مراتب تنبا عدہ سارے انبیائے کرام پر افضل و اعلیٰ بلند و بالا فرمایا۔ اور نام نامی اس لئے ظاہر نہ فرمایا کہ ابہام نام میں حضور کے فضل و شرف اور تعظیم و تکریم و رفعت و قدر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی وہ ایسے جلیل القدر رفیع الشان ہیں کہ نام لو یا نہ لو انھیں کی جانب ذہن سبقت کرے گا۔ اور خیال جائے گا۔ شیخ مدارج میں فرماتے ہیں۔ باتفاق مفسران مراد بایں بعض محمد ست صلی اللہ علیہ وسلم وگفتہ اند کہ دریں ابہام از تعظیم فضل و اعلائی قدر اوست و مخفی نیست بر دارد و باسالیب کلام شہادت بانکہ وی متمیز و متعین ست چنانکہ اشتباہ نیست دراں نویں جب انبیائے سابقین کی قوم کے کفار ان سے جاہلانہ جھگڑے بیہودہ گفتگوئیں کرتے تو وہ حضرات خود انھیں جواب دیتے اور دفع الزام فرماتے مثلاً جب نوح علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ بیشک ہم تمہیں کھلا گمراہ پاتے ہیں۔ فرمایا۔ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ اے قوم مجھے تو گمراہی سے کچھ علاقہ نہیں میں رسول پروردگار عالم ہوں۔ جب ہود علیہ السلام

سے عاد نے کہا۔ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ۔ یقیناً ہم تمہیں حماقت میں خیال کرتے ہیں اور ہمارے گمان میں تم بیشک جھوٹے ہو۔ فرمایا۔ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اے قوم میری مجھ میں اصلا سفاہت نہیں میں تو پیغمبر ہوں رب العلمین کا۔ شعیب علیہ السلام سے جب اصحاب مدین نے کہا اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْنَا ضَعِیْفًا وَ لَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍ ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہارے ساتھ یہ چند آدمی نہ ہوتے تو ہم تمہیں پتھروں سے مارتے اور ہماری نگاہ میں تم کچھ عزت والے نہیں۔ فرمایا یٰقَوْمِ اَرَهْطِیْۤ اَعَزُّ عَلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِیًّا۔ اے میری قوم! کیا میرے کنبے کے یہ چند لوگ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ زبردست ہیں، اور اسے تم بالکل بھلا بیٹھے ہو۔ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرعون نے کہا۔ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا۔ میرے گمان میں تو اے موسیٰ تم پر جادو ہوا۔ فرمایا۔ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا۔ تو خوب جانتا ہے کہ نہیں اتارا مگر آسمان و زمین کے مالک نے دلوں کی آنکھیں کھولنے کو۔ اور میرے یقین میں تو اے فرعون تو ہلاک ہونیوالا ہے۔ مگر جب حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار نے گستاخیاں، زبان درازیاں کیں۔ تو حضور کو لب جان بخش ہلانے کی تکلیف بھی نہ ہوئی۔ کہ خود ان کے رب جل وعلا نے اپنے محبوب کی طرف سے ان گستاخیوں کی بیہودہ باتوں کے جواب عطا فرمائے۔ جابجا ان خبیثوں کے الزام رفع فرمائے۔ اور اپنے حبیب کی طرح طرح تنزیہ و تبریت فرمائی جو حضور کے لئے بذات خود جواب دینے سے بدرجہا بہتر اور حضور کے فضل و شرف کے مظہر ہوئے مثلاً جب کفار نے حضور کی شان میں کہا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ۔ اے وہ جن پر قرآن اتارا گیا۔ بیشک تم مجنوں ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا نٓ ۚ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ ۙ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔ قسم ہے قلم کی اور نوشتہائے ملائکہ کی۔ تو اپنے رب کے فضل سے ہرگز مجنوں نہیں۔ وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ اور بیشک تو بڑے خلق

پر ہے۔ کہ ان دشمنان دین و ایمان کی بدزبانیاں بیہودہ گفتگوئیں سنکر صبر وتحمل کرتا ہے اور ان کیساتھ رحم وکرم سے پیش آتا ہے۔ اور جب تو ایسی صفات کے ساتھ متصف ہے۔ جو بڑے بڑے عقلا میں بھی نہیں تو تجھے مجنوں کہنے والا خود مجنوں ہے فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ۔ عنقریب تو اور تجھے مجنوں کہنے والا دیکھ لے گا کہ تم دونوں میں سے کون مجنون ہے۔ آج وہ اپنی کور باطنی و بے عقلی سے جو چاہے بک لے۔ کل سب پر کھل جائے گا۔ کہ مجنون کون تھا۔ إِنَّ رَبَّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ۔ تیرا رب بیشک جانتا ہے اسے جو اس کی راہ سے بوجہ کور باطنی و دیوانگی کے گمراہ ہوا اور وہ جانتا ہے اسے جس نے ہدایت پائی روشنی عقل میں عقلا کی طرح پھر اس پر بھی بس نہ فرمائی گئی۔ بلکہ اپنے محبوب کو مجنون کہنے والے کے تمام عیوب بیان فرما دیئے کہ۔ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ۔ پس اے حبیب آپ ایسے جھوٹوں (کفار مکہ) کے ساتھ نرمی سے پیش نہ آیئے۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں اور دوست رکھتے ہیں۔ کہ اگر آپ ان سے نرمی کریں۔ تو وہ بھی آپ سے نرمی کریں وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ۔ اور نہ نرمی کرو تم جھوٹی قسمیں کھانے والے ذلیل وخوار عیب دار طعنہ زن غماز سخن چیں۔ نیک کام سے روکنے والے بخیل ظالم وجابر، فاسق وفاجر مرتکب بانواع معاصی سخت رو۔ درشت خو۔ بدخلق۔ شدید الخصومۃ سے کہ بعد پائے جانے ان سب عیبوں کے حرامی ہے۔ تفسیر زاہدی میں مذکور ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع قریش میں ولید پلید پر نازل فرمائی۔ اس نے سب عیب سوائے حرامی ہوتے کے اپنے میں پائے۔ دل میں خیال کیا کہ میں سردار قریش اور معروف النسب ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دروغ گو نہیں۔ پھر میں حرامی کیسے ہوا اور تلوار کھینچ کر ماں کے پاس آیا۔ اور کہا محمد نے آج مجھے حرامی کہا ہے۔ اور وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ بتا میں حرامی کس طرح ہوا۔ ورنہ قتل کردوں گا۔ ماں نے بخوف جان اقرار کیا۔ اور کہا کہ تیرا باپ نامرد وبے اولاد تھا۔ اس کے بھتیجے میراث لینا چاہتے تھے۔ مجھے ناگوار ہوا میں نے ایک غلام خریدا۔ اور تو اس کے نطفہ سے پیدا ہوا۔ اسی طرح جب حضور نے دعوت اسلام کی آغاز کی اور آیات قرآنیہ اہل مکہ کو سنائیں۔ کفار بولے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نے خطا کی۔ اور اپنے باپ دادا کے دین سے گمراہ ہوا ہمیں اپنے دل سے باتیں گڑھ گڑھ کر سناتا ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کی جانب سے جواب دیا۔ وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی۔ مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَاغَوٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی قسم ہے شہاب ثاقب یا ستارہائے فلک کی جب کہ وہ طلوع یا غروب کریں نہ تمہارا صاحب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) گمراہ ہوا۔ نہ اس نے خطا کی۔ اور نہ وہ اپنے دل سے کوئی بات بنا کر کہتا ہے۔ نہیں ہے اس کا کلام مگر وحی ربانی کہ اس پر نازل ہوئی۔ اور جبرائیل نے آکر اسے سکھائی شیخ مدارج میں فرماتے ہیں کہ آیات نجم حضور کے فضل و شرف سے ایسی پُر ہیں کہ اس کا عدد و احصا ناممکن ہے۔ وامّا سورۃ النجم پس تحقیق متضمن ست آیات او از فضل شرف مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم چیزے را کہ ممکن نیست عدد و احصائے آں و متعددست وصول بکنہ حقیقت آں۔ اقوال اسی طرح آیات سورۂ فتح حضور کے فضل و شرف سے لبریز ہیں۔ مگر چونکہ ان کے متعلق علیحدہ بیان لکھنے کا ارادہ ہے۔ لہذا انھیں یہاں شمار میں داخل نہیں کیا جب واقعہ معراج سن کر کفار نے حضور کی تکذیب کی اور راستے کی کیفیت اور علامات بیت المقدس اور حالاتِ کارواں پوچھے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کے روبرو بیت المقدس کر دیا۔ کہ اسے دیکھ کر بتائیں۔ اور فرمایا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ پاک ہے اس ذات کی جو لے گیا اپنے بندے کو رات میں مسجد حرام سے بیت المقدس تک اور دوسری آیت میں فرمایا مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عجائب و غرائب عالم بالا دیکھے۔ اس میں وہ جھوٹا نہیں۔ کیا تم اس سے اس دیکھے ہوئے میں جھگڑا کرتے ہو۔ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی بیشک اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ جب نزول وحی میں دیرگی کا فر بولے اِنَّ مُحَمَّدًا وَدَّعَہٗ رَبُّہٗ وَقَلَاہُ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا۔ اور دشمن پکڑا۔ حق تعالےٰ نے فرمایا۔ وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ہ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی۔ اے محبوب تیرے رخ روشن کی قسم اور تیری زلف مشکیں کی قسم جب کہ وہ تیرے چاند سے چہرے پر بکھر آئے

نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا، اور نہ دشمن بنایا۔ یہ بیدین جل کر تجھ پر طوفان جوڑتے اور جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ تجھ پر خدا کی بڑی مہر ہے۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔ اور تیرے لئے ہر ساعت آئندہ گزشتہ سے بہتر ہے۔ وہاں جو نعمتیں تجھے ملیں گی، اور جو رحمتیں خدا کی تجھ پر نازل ہوں گی۔ نہ وہ کسی کی آنکھوں نے دیکھیں۔ نہ کانوں نے سنیں جن کا اجمال یہ ہے۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۵ عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ اور تمام اولین و آخرین مخالفین و موافقین پر روشن ہو جائے گا۔ کہ تیرے رب کو تیری برابر کوئی عزیز و پیارا نہ تھا۔ اگر آج یہ کور باطن نہیں جانتے۔ تو نہ جانیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب حضور نے اپنے اقربا کو جمع فرما کر وعظ و نصیحت اور دین اسلام کی طرف دعوت کی۔ تو ابولہب ملعون نے کہا تَبًّا لَّکَ سَائِرَ الْیَوْمِ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا ہمیشہ تمہارے لئے ہلاکی اور ٹوٹا ہو۔ کیا ہمیں اسی لئے تم نے جمع کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ۵ ٹوٹ جائیں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہو وہ مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ۵ نہ فائدہ دیا اسے اس کے مال نے اور نہ کمائی نے۔ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ ۵ عنقریب داخل ہوا چاہتا ہے۔ وہ بھڑکتی آگ میں وَامْرَاَتُہٗ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ ۵ فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۵ اور اس کی عورت سر پر لکڑیاں اٹھانے والی کے گلے میں مونجھ کی رسی۔ جب کفار بولے مَالِ ھٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ۔ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا اور بازار میں پھرتا ہے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّآ اِنَّھُمْ لَیَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ۔ نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے رسول مگر یہ کہ وہ سب کھانا کھاتے اور بازار میں پھرتے تھے جب کفار نے حضور کو قرآن عظیم تلاوت فرماتے سنا۔ بولے۔ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ ھٰذَآ اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ۔ اگر ہم چاہیں تو ایسا کہہ سکتے ہیں۔ نہیں ہے یہ مگر گزروں کے قصے کہانیاں۔ اللہ تعالےٰ نے جواب دیا۔ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ۔ اے حبیب ان بے دینوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ایک چھوٹی سی ہی

سورۃ اس کی مثل بنالاؤ۔ اور فرما دیجیے قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ۔ اگر تمام جن وانس مل کر اس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو ایسا نہیں لاسکتے۔ جب کفار نے حضور سے کہا لَسْتَ مُرْسَلًا تم رسول نہیں ہو۔ حق تعالےٰ نے فرمایا۔ یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اے سردار مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی تو بیشک مرسلوں سے ہے جب کفار نے حضور کو شاعری کا عیب لگایا۔ اور کہا اَئِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر مجنون کے باعث چھوڑ دیں۔ اللہ تعالےٰ نے جواب دیا۔ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ۔ نہ ہم نے انہیں شعر سکھایا اور نہ ان کے لائق تھا۔ جب ابن ابی معون نے حضور کی شان میں یہ کلمہ ملعونہ کہا۔ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ ساری عزت تو خدا اور رسول اور مومنین کو ہے لیکن منافقوں کو خبر نہیں جب عاص ابن وائل شقی نے شہزادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر حضور کو ابتر کہا۔ خاطر عاطر کو ملال ہوا۔ پرودگار عالم نے اپنے محبوب کی تشفی خاطر فرمائی۔ اور جواب دیا۔ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ بے شک ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمائی جس سے قیامت تک تمہارا نام نامی روشن اور دولوں جہان میں تمہاری حمد و ثنا کا غلغلہ بلند ہوگا۔ اور ہر جگہ تمہارے ذکر کا چرچا ہوتا رہیگا کچھ اولاد ہی پر نام و نشان کا باقی رہنا منحصر نہیں بہتیرے صاحب اولاد گزرے۔ جن کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ تم اس بدبخت کے کہنے سے ملول و محزون نہ ہو۔ بلکہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ اپنے رب کے شکریہ میں اس کیلئے نماز پڑھو۔ اور قربانی کرو۔ بیشک تمہیں ابتر کہنے والا اور تم سے دشمنی رکھنے والا خود ابتر اور نسل بریدہ ہے۔ کہ جن بیٹوں پر وہ ناز کرتا ہے وہی اس کے دشمن ہو کر تمہارے دین میں مل جائیں گے۔ اور تمہارے دینی بیٹے کہلائیں گے۔ اور وہ منقطع النسل اور گمنام رہ جائیگا۔ مسلمانو! مقام غور ہے۔ کہ جب ارکین سلطنت وعمائد مملکت سے باغیان سرکش بے ادبانہ گستاخانہ

پیش آئیں۔ اور بادشاہ ان سب کے جواب انہیں پر چھوڑ دے۔ مگر ایک سردار عالی وقار کی طرف سے مخالفوں کو خود جواب دے۔ اسے کچھ بولنے نہ دے۔ تو کیا ہر ذی عقل اس معاملہ کو دیکھ کر یہ یقین نہ کرے گا۔ کہ بارگاہ سلطانی میں جو اس خاص شخص کا اعزاز و اکرام ہے کسی کا نہیں۔ اور جو خاص نوازش اس کے حال پر ہے۔ کسی پر نہیں فَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ دسویں حضور مقام محمود یعنی شفاعت کبریٰ عطا فرمائی۔ کما قال تعالیٰ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود پہنچائے گا۔ کہ جہاں آدم صفی اللہ سے لیکر عیسیٰ روح اللہ تک ہیبت الٰہی سے تھرتھرائیں گے۔ نفسی نفسی فرمائیں گے۔ مگر ہمارے آقائے نامدار حبیب پروردگار علیہ الصلوٰۃ اللہ العزیز الغفار اَنَا لَهَا میں ہوں شفاعت کے لئے اَنَا لَهَا میں ہوں شفاعت کیلئے فرمائیں گے۔ اور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر سجدے میں جائیں گے۔ تب ان کا رب تبارک وتعالیٰ فرمائے گا۔ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ اے محمد اپنا سر اٹھا اور عرض کر کہ تیری عرض سنی جائے گی۔ اور مانگ کہ تجھے عطا ہوگا۔ اور شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول ہوگی۔ اس وقت تمام اولین و آخرین میں حضور کی حمد وثنا کا غل ہوگا۔ اور ہر موافق و مخالف، دوست و دشمن پر حضور کا فضل و شرف عیاں ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ۔ گیارھویں حضور کو حوض مورود عطا فرمائی۔ کہ جس کا طول و عرض ایک ماہ کی راہ ہے۔ اور پانی اس کا برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اور جو اسے ایک بار پیے گا۔ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ کما قال تعالیٰ۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ ہم نے عطا کیا تمہیں اے محبوب حوض کوثر کہ جس سے قیامت کے دن تم اپنی امت کی پیاس بجھاؤ گے۔ بارھویں حضور کی اطاعت بعینہ اطاعت الٰہی اور حضور کی نافرمانی بعینہ رب عزوجل کی نافرمانی ٹھہری کما قال تعالیٰ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۝ جس نے اطاعت کی رسول کی پس تحقیق اس نے اطاعت کی اللہ کی۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ جس نے میری تابعداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ شفا شریف میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ جَعَلَ طَاعَتَکَ طَاعَتَہٗ فَقَالَ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَبِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَہٗ اَنَّ اَھْلَ النَّارِ یَوَدُّوْنَ اَنْ یَّکُوْنُوْا اَطَاعُوْکَ وَھُمْ بَیْنَ اَطْبَاقِھَا یُعَذَّبُوْنَ یَقُوْلُوْنَ یَالَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَ۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان بیشک حضور کی فضیلت خدا کے نزدیک اس حد کو پہنچی۔ کہ اس نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا۔ اور بیشک آپ کی فضیلت بارگاہِ رب عزوجل میں اس انتہا کو پہنچی۔ کہ دوزخی اس وقت آپ کی اطاعت کو چاہیں گے جب کہ وہ طبقاتِ نار میں عذاب دیئے جاتے ہوں گے۔ کہیں گے کاش ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے۔ تیرھویں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی اطاعت کو اپنی محبت کی شرط اور موقوف علیہ ٹھہرایا۔ اور فرمایا۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اے محبوب آپ ان لوگوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو میری فرمانبرداری اور اتباع کرو۔ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔ چودھویں۔ حضور کا شرح صدر فرما کر نور ایمان و عرفان اور علم و حلم و حکمت سے بھرا۔ کما قال تعالےٰ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ اے حبیب کیا ہم نے تمہارے سینہ بے کینہ کو کشادہ نہ فرمایا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ شَرَحَہٗ بِنُوْرِ الْاِسْلَامِ۔ حضور کا سینہ نور اسلام سے کشادہ فرمایا۔ سہل فرماتے ہیں شَرَحَہٗ بِنُوْرِ الرِّسَالَۃِ۔ اسے نور رسالت سے مشرح فرمایا۔ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مَلَأَہٗ عِلْمًا وَّحِکْمًا۔ حضور کے سینہ کو چاک فرما کر علوم و حکم سے بھر دیا۔ پندرھویں حضور پر عبائے رسالت کو جو کہ سخت گرانبار اور جس کا تحمل دشوار تھا۔ آسان فرمایا۔ کما قال

تعالیٰ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ۔ سولھویں حضور کے ذکر کو بلند فرمایا۔ کما قال تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند فرمایا۔ بایں طور کہ ہمارے نام کے ساتھ آپکا نام لیا جائے ہمارے ذکر کے کیساتھ آپ کا ذکر کیا جائے۔ جو ہماری ربوبیت کا قائل ہو وہ آپ کی رسالت کا قائل ہو۔ بلکہ حقیقت میں حضور کا ذکر اللہ کا ذکر ہے۔ جیسا ملاّ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔ وَلَا يَبْعُدُ أَنْ يُقَالَ الْمُرَادُ بِرَفْعِ ذِكْرِهِ اِنَّهٗ جَعَلَ ذِكْرَهٗ ذِكْرَهٗ كَمَا جَعَلَ طَاعَتَهٗ طَاعَتَهٗ وَلَا مَقَامَ فَوْقَ هٰذَا فِي الْمَرْتَبَةِ۔ یہ کہنا بعید نہیں ہے کہ مراد رفع ذکر حضور سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذکر کو اپنا ذکر فرمایا۔ جیسے ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا۔ کہ کوئی مرتبہ اس سے بالا نہیں ہے۔ سترھویں۔ حضور کے دست مبارک کو اپنا ید قدرت فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ بے شک جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ جز ایں نیست کہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر۔ اٹھارھویں جنگ بدر میں جو کفار پر حضور نے مٹی کنکر پھینکے ان کو اللہ نے اپنا پھینکنا فرمایا۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ اے محبوب تو نے جو کنکریاں پھینکیں وہ تم نے نہیں پھینکیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے پھینکیں مسلمانو! تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت اس حد کو پہنچی کہ حضور کی بیعت خدا کی بیعت حضور کا فعل خدا کا فعل ٹھہرا۔ انیسویں حضور اور حضور کی امت کو سب پر گواہ بنایا مگر حضور پر کسی کو شاہد نہ فرمایا۔ کما قال تعالیٰ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا۔ اور لائیں گے ہم تمہیں ان سب پر گواہ۔ وقال تعالےٰ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۤءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۵ اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت وسط تاکہ ہو تم لوگوں پر شاہد۔ اور ہو رسول تم پر گواہ۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ وہ قیامت کے دن تمام انبیائے سابقین اور ان کی امتوں پر گواہ ہوں گے۔ اور انبیاء کی تصدیق اور ان کی امتوں کی تکذیب فرمائیں گے۔ اور حضور پر کوئی گواہ نہ ہوگا۔ حضور کا قول بلا گواہ

قبول ہوگا۔ شفا شریف میں ہے وَهِيَ مِنْ خَصَائِصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی حضور کا سب پر شاہد ہونا خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اسی میں امام ابوالحسن قابسی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں۔ اَبَانَ اللّٰهُ فَضْلَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَضْلَ اُمَّتِهٖ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ۔ اللہ تعالیٰ نے آیہ مذکورہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت مرحومہ کے فضل کو ظاہر فرمایا ہے کہ انہیں سب پر شاہد بنایا۔ مگر ان پر کسی کو گواہ نہ بنایا۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِفَضْلِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ وَهُوَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ بیسویں۔ اگلے انبیاء کو ان کی امت کے کفار زندہ نہ چھوڑتے۔ موقع پاکر قتل کر ڈالتے۔ جن کے تذکرے قرآن میں مذکور۔ مگر اس خاتم الانبیاء کی جانِ عزیز حق جل وعلا کو اتنی محبوب و پیاری اور معظم و محترم کہ خود اس کا محافظ و نگہبان ہوا۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اور کوئی شقی اسے گزند نہ پہنچا سکا۔ تمام کفار مکہ حضور کے دشمنوں کے قتل کی فکر کرتے تدبیریں سوچتے رہے۔ بہتیرے بیڑے اٹھا اٹھا کر حضور کے قتل کو چلے۔ مگر کسی سے کچھ نہ ہوسکا۔ اور ہمیشہ وہ تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم چشم بد بیں سے محفوظ و سلامت رہے۔ ایک بار تمام کفار نے حضور کی بابت جمع ہوکر مشورہ کیا اور قتل پر متفق ہوکر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ان کے مشورے سے مطلع کیا اور مدینہ کی جانب ہجرت کا حکم فرمایا۔ حضور نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر کی۔ وہ بھی حضور کے ہمراہ جانے کو تیار ہوئے۔ شب کو سرکشان قریش مثل ابوجہل و ابولہب و ابی عقبہ وغیرہ بڑے بڑے اشقیا موافق اپنے مشورے کے خوابگاہ حضور کے گرداگرد جمع ہوئے اور خواب حضور کے انتظار میں رہے۔ حضور نے ان کی خبر پاکر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔ اے علی! مجھے ہجرت کا حکم ہوا ہے۔ لوگوں کے ودائع تمہیں سپرد کرتا ہوں۔ تم انہیں دے دینا۔ اور اس رات کفار نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ تم میری چادر اوڑھ کر میری جگہ لیٹ رہو۔ اور کچھ ہراس نہ کرو تمہیں کوئی ایذا نہیں پہنچ سکتی۔ پس حضرت علی رضی اللہ حضور کی چادر اوڑھ کر لیٹ رہے اور حضور نے دروازے پر آکر ایک مٹھی خاک پر یٰسٓ تا فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ پڑھ کر کفار کے ماری۔ کہ سب اندھے ہوگئے اور حضور صحیح و سلامت تشریف لے گئے۔ جب کفار کو یہ واقعہ زبانی ایک شخص کی معلوم ہوا۔ اپنے چہروں پر ہاتھ پھیرا۔ غبار آلود پایا۔ گھر میں جھانکا ایک

سوتا پایا۔ بولے یہ محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) گھر میں گھسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پایا۔ حضور کو نہ پایا۔ پوچھا محمد کہاں گئے۔ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں کیا ان کا محافظ تھا۔ جہاں چلا ہا گئے پس وہ بے ایمان نہایت شرمندہ و پشیمان ہوئے۔ اور جل کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قید کیا بعد چند روز کے ابولہب کے کہنے سے انہیں چھوڑا۔ اور تمام میں حضور کو ڈھونڈھا۔ جب کہیں سراغ نہ چلا۔ تو بولے۔ کہ ابوبکر سے دریافت کرو۔ اسے ضرور معلوم ہوگا۔ کہ وہ ان کا بڑا یار و جان نثار ہے۔ جب ان کے گھر آئے اور ان کی صاحبزادی سے دریافت کیا۔ انہوں نے پتا نہ دیا۔ ابوجہل نے غصہ میں آکر ان کے ایسا طمانچہ مارا کہ ان کے کان کا گوشوارہ ٹوٹ کر گر گیا۔ پھر تمام مکہ میں آکر ندا کرائی۔ کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو ڈھونڈ کر لائے گا۔ یا ہمیں ان کا پتہ بتائے گا۔ وہ ۱۰۰ (سو) اونٹ انعام پائے گا۔ اکثر جوانان قریش لالچ میں آکر قائف کو ہمراہ لے کر حضور کی تلاش میں نکلے۔ قائف نے غار ثور تک نشان پا دیکھ کر بتایا۔ اور کہا کہ اس غار سے آگے تمہارا مطلوب نہیں گیا ہے۔ کفار جستجو کرتے ہوئے غار تک آئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھ کر رونا شروع کیا۔ حضور سبب گریہ پوچھا۔ عرض کی کفار در غار پر ہیں۔ اگر ذرا نیچے نگاہ کریں گے۔ تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ اور گزند پہنچائیں گے۔ حضور نے جواب دیا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ اے یار غم نہ کر کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور ہمارا محافظ و نگہبان ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مکڑی اور کبوتر کو اپنے حبیب کی حفاظت کو بھیجا۔ مکڑی نے آکر در غار پر جالا پورا اور کبوتر نے گھونسلا بنا کر انڈے دیئے۔ جب کفار غار پر آئے۔ کبوتر انہیں دیکھ کر اڑے۔ تو کفار بولے کہ اگر کوئی غار میں جاتا۔ تو مکڑی کا جالا اور کبوتر کے انڈے ٹوٹ جاتے۔ اور یہ کہہ کر واپس آئے کذا فی المعارج۔ اسی طرح سراقہ ابن مالک بطمع مال حضور کی تلاش میں چلا۔ اور اتنا قریب ہوا کہ اس کے کان میں حضور کی تلاوت کی آواز آنے لگی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر خدمت اقدس میں عرض کی کہ دشمن قریب آگیا۔ حضور نے انہیں تسلی دی اور جناب باری میں دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا بِمَا شِئْتَ۔ الٰہی جس طرح تو چاہے ہمیں دشمن کے شر سے بچا۔ فوراً اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی اور سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پاؤں زمین نے پکڑ لئے۔ سراقہ بولا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں جانتا ہوں کہ یہ آپ کی بد دعا کا اثر ہے۔ میں عہد کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ مجھے خلاص فرمائینگے تو میں آپ سے کچھ تعرض نہ کروں گا۔ بلکہ جو تمہارے پیچھے آئے گا۔ اسے بھی پھیر دوں گا۔ گھوڑا زمین سے نکلا۔ اور وہ بعد فتح مکہ مشرف باسلام ہوا۔ اسیطرح ایک روز حضور اکیلے قیلولہ فرما رہے تھے۔ کہ ایک بدوی بارادہ قتل تلوار کھینچ کر سرہانے آیا۔ فوراً آپ کی آنکھ کھلی۔ اس نے کہا اب کون آپ کو مجھ سے بچائے گا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ۔ یہ کہتے ہی تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی آپ نے تلوار لے کر اسے پکڑا اور پوچھا۔ اب تجھے کون قتل سے بچائے گا۔ وہ خوف سے کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر رحم فرما کر چھوڑ دیا۔ اس نے اپنی قوم میں جا کر حضور کی نہایت تعریف کی۔ اس آیہ کریمہ کے نزول سے پہلے حضور کے جاں نثار حضور کی حرمت کیا کرتے۔ محافظت و نگہبانی فرمایا کرتے۔ جب یہ آیۂ شریفہ نازل ہوئی۔ حضور نے ان سے فرمایا یَآاَیُّهَا النَّاسُ اِنْصَرِفُوْا فَقَدْ عَصَمَنِیَ اللّٰہُ۔ اے لوگو! اب تم اپنے گھروں میں آرام کرو۔ کہ میرا رب عزوجل خود میرا محافظ و نگہبان ہے۔ اس نے مجھے اپنی عصمت میں لیا ہے۔ رواہ الترمذی۔ **اکیسویں**۔ حضور کو مرتبہ معراج عطا فرمایا۔ عجب شان و شوکت سے اپنے پاس بلایا۔ اپنی قربت اور کلام و دیدار سے مشرف فرمایا۔ تمام عالم بالا میں پھرایا۔ عجائب و غرائب قدرت کا تماشا دکھایا۔ انبیاء و ملائکہ کا پیشوا بنایا۔ اور اس کے طرح طرح کے انعام و اکرام سے اس رات اپنے محبوب کو سرفراز فرمایا۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ اس جان محبوبیت کے سوا کسی نے نہ پایا۔ جس کا ذکر حق تعالیٰ نے سورۂ اسریٰ اور والنجم میں فرمایا۔ **بائیسویں**۔ جب انبیائے سابقین کی امتیں معاصی میں مبتلا ہوتیں۔ خدائے تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتیں۔ اس کے رسولوں پر ایمان نہ لاتیں۔ انہیں ایذا و تکلیف پہنچاتیں۔ تو فوراً ہلاک کر دی جاتیں۔ طرح طرح کے عذابوں و بلاؤں میں مبتلا کر دی جاتیں۔ اگرچہ وہ اس رسول کی اہل و عیال یا کنبہ و قبیلہ ہی سے ہوتیں۔ جن کے تذکرے قرآن عظیم میں موجود۔ مگر حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مومن تو مومن کفار و منافق تک اس جناب کے صدقے و طفیل میں استیصال سے بچے۔ عذاب الٰہی سے محفوظ رہے۔ باوجودیکہ وہ خود طلب عذاب کرتے۔ اور کہتے اِنْ کَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ط

اگر یہ حق ہے تو ہم پر پتھر آسمان سے برسا یا عذاب دردناک نازل فرما۔ مگر پھر بھی حضور کے باعث ان پر عذاب نازل نہ فرمایا گیا۔ بلکہ یوں کہا گیا۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اللہ تعالیٰ کو یہ لائق نہیں ہے کہ اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو اور وہ انہیں عذاب میں مبتلا کرے۔ اللہ اللہ پروردگار عالم کا اس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر کس قدر نوازش و اکرام ہے کہ اگلے انبیاء کی امتوں کو تو بعد ظہور قصور فوراً سزا دے عذاب میں گرفتار کرے۔ اور اپنے حبیب کی امت سے ان کے صدقے میں کچھ باز پرس نہ کرے خاص ایک روز کے واسطے اٹھا رکھے۔ اور اس روز بھی حضور کی سفارش سے سوائے کفار کے سب کو بخش کر جنت میں داخل فرمائے۔ کیا اس معاملے کو دیکھ کر ہر ذی عقل یہ نہ کہے گا۔ کہ حضور اپنے رب عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و پیارے۔ اور عزت و وجاہت والے اور تمام عالم سے افضل و اعلیٰ و بلند و بالا ہیں فصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم۔ تئیسویں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن عظیم جیسی کتاب تمام کتب سماویہ سے بزرگ و برتر اور سب کی جامع و ناسخ عطا فرمائی۔ جس میں اگلے پچھلوں کا حال ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ پھر اس میں سات آیتیں ایسی عطا ہوئیں۔ جو ام القرآن ہیں۔ اور کسی کو نہ دی گئیں۔ کما قال تعالیٰ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۔ اے محبوب ہم نے تمہیں سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا فرمایا۔ اور مراد سبع مثانی سے الحمد شریف ہے۔ جیسا کہ ترمذی و ابوداؤد کی روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ وَاُمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِيْ سورۃ فاتحہ ام القرآن اور ام الکتاب اور سبع المثانی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ۔ الحمد شریف ہی سبع المثانی ہے اور اسے سبع مثانی اس لئے فرمایا گیا کہ یا تو وہ نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہے یا اللہ اور عباد اللہ میں منقسم بالنصف ہے یا اس میں کلمات مکرر ہیں۔ جیسے صراط صراط، ایاک ایاک یا وہ دو مرتبہ نازل ہوئی ہے۔ ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں مع ستر ہزار فرشتوں کے۔ یا وہ حمد وثنائے الٰہی

پر مشتمل ہے یا وہ امت مرحومہ کے لئے مستثنٰے فرمائی گئی ہے جیسا کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی وجہ تسمیہ میں منقول ہے اِنَّ اللّٰہَ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی اِسْتَثْنَاھَا وَ ذَخَرَھَا بِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ فَلَمْ یُعْطِیْھَا لِغَیْرِھِمْ بلکہ اس کے علاوہ بہت سی آیات وسور حضور کے سوا کسی کو نہ دی گئیں۔ جیسے سورہ بقر کی آخیر آیات اور حوامیم و مفصلات جن کا ذکر ارشاداتِ حضور میں آئے گا۔ چوبیسویں۔ حضور کو علوم اولین و آخرین ماکان و مایکون عطا فرمائے۔ اور تمام عالم کے حالات آپ پر منکشف فرمائے ؎

ہوا کرتے ہیں ان کے سامنے اعمالِ امت پیش

انہیں معلوم ہے دَر پردہ حال ہر ایک کے گھر کا

کما قال تعالیٰ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا اور سکھایا ہم نے تمہیں اے محبوب وہ جو تم نہ جانتے تھے اور تم پر خدا کا بڑا فضل ہے۔ بعض احادیث میں ہے شبِ معراج عرش عظیم سے میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا۔ فَعَلِمْتُ بِھَا مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔ پس اس سے مجھ پر گذشتہ و آئندہ کا حال منکشف ہو گیا۔ اور میں نے سب جان لیا۔ پچیسویں۔ حضور کے دین کو کامل و اکمل فرمایا۔ اور اپنی نعمتوں کو حضور پر تام و تمام فرمایا۔ کما قال تعالیٰ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔ اے حبیب آج ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل اور اپنی نعمتوں کو تمام فرمایا۔ اور ہر شے سے تمہیں مستغنی بنایا۔ کوئی شے ایسی نہ رہی۔ جو تمہیں مرحمت نہ ہوئی ہو تنبیہہ۔ یہاں تک تو نہایت ایجاز و اختصار کے ساتھ بعض آیات قرآنیہ سے حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل و شرف اور شوکت و شان و رفعت قدر و علو مکان بیان ہوا۔ اب چند احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ لکھی جاتی ہیں۔ تاکہ بیان تکمیل پائے اور اس میں قال اللہ و قال الرسول دونوں کا جلوہ نظر آئے اور عاشقانِ ذکر حضور اس سے دوگونہ لطف اٹھائیں۔ اور عام مسلمان اپنے پیارے نبی کی شوکت و شان سے بخوبی واقف ہو جائیں۔ اور از راہِ قدر دانی اسے اپنا حرزِ جان بنائیں۔ کہ یہ اس کتاب کے تمام بیانات کا انتخابات اور قرآن و حدیث کا لب لباب ہے حدیث ۱ وباللہ التوفیق۔ حاکم بیہقی طبرانی احمد وغیرہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب آدم علیہ السلام سے خطا واقع ہوئی عرض کی اے رب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں میری مغفرت فرما۔ خطاب ہوا۔ تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کس طرح پہچانا۔ عرض کی جب تو نے مجھے اپنے ید قدرت سے بنایا۔ اور مجھ میں اپنی روح پھونکی۔ میں نے سر اٹھایا۔ تو عرش کے پایوں پر کلمہ طیبہ منقوش پایا۔ جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے۔ جو تجھے تمام خلق سے زیادہ محبوب و پیارا ہے فرمان آیا صَدَقْتَ یَا آدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ اِذَا سَاَلْتَنِیْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا غَفَرْتُكَ وَمَا خَلَقْتُكَ۔ اے آدم تو نے سچ کہا۔ بیشک وہ مجھے تمام جہان سے پیارا ہے۔ اب کہ تو نے ان کے صدقے میں مجھ سے مانگا۔ تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں۔ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں نہ تجھے بناتا۔ اور نہ تیری مغفرت فرماتا۔ بیہقی و طبرانی کی حدیث میں یوں ہے رَاَیْتُ فِیْ كُلِّ مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ اَكْرَمُ خَلْقِكَ عَلَیْكَ۔ میں نے جنت میں ہر جگہ تیرے نام کے ساتھ ان کا نام لکھا پایا۔ جانا کہ وہ تیرے نزدیک تمام خلق سے زیادہ عزت و وجاہت والا ہے۔ آجری کی روایت میں ہے فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ لَیْسَ اَحَدٌ اَعْظَمُ قَدْرًا عِنْدَكَ مِمَّنْ جَعَلْتَ اِسْمَهٗ مَعَ اِسْمِكَ۔ مجھے یقین ہوا کہ اس سے بڑھ کر کسی کا رتبہ تیرے نزدیک نہیں ہے۔ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے۔ ابونعیم۔ انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی اِنَّهٗ مَنْ لَقِیَنِیْ وَهُوَ جَاحِدٌ بِاَحْمَدَ اَدْخَلْتُهُ النَّارَ جو احمد سے منکر ہو کر میری جناب میں آئے گا۔ اسے میں دوزخ میں ڈالوں گا۔ یَا رَبِّ وَمَنْ اَحْمَدُ قَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَكْرَمَ عَلَیَّ مِنْهُ كَتَبْتُ اِسْمَهٗ مَعَ اِسْمِیْ فِی الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ اَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِیْ حَتّٰی یَدْخُلَهَا هُوَ وَاُمَّتُهٗ قَالَ وَمَنْ اُمَّتُهٗ قَالَ الْحَمَّادُوْنَ (وَذَكَرَ صِفَتَهُمْ ثُمَّ قَالَ) اِجْعَلْنِیْ نَبِیَّ تِلْكَ الْاُمَّةِ قَالَ نَبِیُّهَا مِنْهَا قَالَ اجْعَلْنِیْ اُمَّةَ ذٰلِكَ

النَّبِیِّ قَالَ اسْتَقْدَمْتَ وَاسْتَأْخَرْتَ وَلٰکِنْ سَاَجْمَعُ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ فِیْ دَارِ الْخُلْدِ۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب احمد کون ہے۔ فرمایا میں نے کوئی مخلوق اس سے زیادہ اپنے نزدیک عزت والی نہ بنائی۔ میں نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا۔ اور جب تک وہ اور اسکی امت جنت میں داخل نہ ہو جنت کو تمام مخلوق پر حرام کیا۔ عرض کی الٰہی اس کی امت کون ہے فرمایا وہ بڑی حمد کرنیوالی ہے اور ان کی صفات ذکر فرمائے۔ عرض کی الٰہی مجھے اس امت کا نبی کر۔ فرمایا ان کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کی الٰہی مجھے اس نبی کی امت میں کر۔ فرمایا تو زمانہ میں پہلے اور وہ پیچھے ہے مگر خلد بریں میں تجھے اور اسے جمع کروں گا۔ ابن عساکر و خطیب بغدادی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَمَّا اُسْرِیَ بِیْ قَرَّبَنِیْ رَبِّیْ حَتّٰی کَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ کَقَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ فَھَلْ غَمَّکَ اَنْ جَعَلْتُکَ اٰخِرَ النَّبِیِّیْنَ قُلْتُ لَا (یَا رَبِّ) قَالَ فَھَلْ غَمَّ اُمَّتَکَ اَنْ جَعَلْتُھُمْ اٰخِرَ الْاُمَمِ قُلْتُ لَا یَا رَبِّ۔ یعنی شب معراج مجھے میرے رب نے اتنا قریب کیا کہ مجھ میں اور اسمیں دو کمانیں بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہا۔ تو فرمایا۔ اے محمد! کیا تجھے کچھ غم ہوا۔ کہ میں نے تجھے سب انبیاء سے پیچھے کیا میں نے عرض کی نہیں اے رب میرے فرمایا۔ کیا تیری امت کو کچھ غم ہوا۔ کہ میں نے انہیں سب امتوں سے پیچھے کیا۔ میں نے عرض کی نہیں اے رب میرے فرمایا تو اپنی امت کو خبر دے کہ میں نے اس لئے آخر الامم کیا کہ اور امتوں کو ان کے روبرو رسوا کروں۔ اور انہیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں ابو نعیم انہیں سے راوی کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب میں سیر سموات سے فارغ ہوا۔ جناب باری میں عرض کی۔ اے رب میرے مجھ سے پہلے جتنے نبی گزرے سب کو تو نے فضائل بخشے۔ ابراہیم کو خلیل کیا۔ موسیٰ کو کلیم کہا۔ داؤد کیلئے پہاڑ مسخر کئے سلیمان کے لئے ہوا اور شیاطین تابع بنائے۔ عیسیٰ کے واسطے مردے جلائے مجھے کیا عطا فرمایا۔ قَالَ اَوَلَیْسَ اَعْطَیْتُکَ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ لَا اُذْکَرُ اِلَّا ذُکِرْتَ مَعِیَ۔ فرمایا کیا میں نے تجھے ان سب سے زیادہ فضیلت و بزرگی عطا نہ فرمائی کہ میری یاد نہ ہو جب تک کہ تو میرے ساتھ

ذکر نہ کیا جائے۔ ابوہریرہ کی روایت میں یوں ہے۔ مَا اَعۡطَیۡتُكَ خَیۡرٌ مِّنۡ ذٰلِكَ اَعۡطَیۡتُكَ الۡكَوۡثَرَ وَجَعَلۡتُ اِسۡمَكَ مَعَ اِسۡمِیۡ یُنَادٰی بِهٖ فِیۡ جَوِّ السَّمَآءِ اِلٰی اَنۡ قَالَ خَبَاتُ شَفَاعَتَكَ وَلَمۡ اَخۡبَاءُ هَا غَیۡرَ ذٰلِكَ۔ جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے خیر کثیر عطا فرمائی۔ اور میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ کیا کہ جوف آسمان میں پکارا جاتا ہے۔ اور میں نے تیرے لئے شفاعت ذخیرہ بنائی اور تیرے سوا کسی کو یہ دولت نہ دی۔ حکیم ترمذی وغیرہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرَاهِیۡمَ خَلِیۡلًا وَّمُوۡسٰی نَجِیًّا وَّاتَّخَذَنِیۡ حَبِیۡبًا ثُمَّ قَالَ وَعِزَّتِیۡ وَجَلَالِیۡ لَاُوۡثِرَنَّ حَبِیۡبِیۡ عَلٰی خَلِیۡلِیۡ وَنَجِیِّیۡ۔ اللہ تعالےٰ نے ابراہیم کو خلیل موسےٰ کو نجی کیا اور مجھے اپنا حبیب بنایا۔ پھر فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال قسم بیشک میں اپنے حبیب کو اپنے خلیل پر فضیلت دوں گا ابن عساکر عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ وسلم فرماتے ہیں۔ میرے رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا فَخَلَعۡتُ اِبۡرَاهِیۡمَ خُلَّتِیۡ وَكَلَّمۡتُ مُوۡسٰی تَكۡلِیۡمًا وَّاَعۡطَیۡتُكَ یَا مُحَمَّدُ كِفَاحًا۔ ابراہیم کو میں نے اپنی خلعت بخشی اور موسیٰ سے کلام کیا اور تجھے اے محمد نے اپنا مواجہ عطا فرمایا۔ کہ تو نے پاس آکر بے پردہ وبے حجاب میرا وجہہ کریم دیکھا بیہقی وہب ابن منبہ سے راوی کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں فرمایا۔ یَا دَاوٗدُ اِنَّهٗ سَیَاتِیۡ بَعۡدَكَ اِسۡمُهٗ اَحۡمَدُ وَّمُحَمَّدُ صَادِقًا نَبِیًّا لَا اَغۡضَبُ عَلَیۡهِ اَبَدًا وَّلَا یَعۡصِیۡنِیۡ اَبَدًا۔ اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد اور محمد ہے میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا۔ اور نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا۔ بعد از اں حضور کی امت مرحومہ کو جو نعمتیں عطا ہوئیں یاد فرمائی اور کہا یَا دَاوٗدُ اِنِّیۡ فَضَّلۡتُ اَحۡمَدَ وَاُمَّتَهٗ عَلَی الۡاُمَمِ كُلِّهِمۡ۔ اے داؤد میں نے احمد اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی۔ اسحٰق بن راھویہ وغیرہ امام مکحول سے راوی کہ امیرالمومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا۔ اس سے فرمایا قسم ہے اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تمام البشر پر فضیلت بخشی میں تجھے نہ چھوڑونگا یہودی نے حضور کی افضلیت سے انکار کیا۔ امیرالمومنین نے اس کے طمانچہ مارا وہ بارگاہ رسالت

میں نالش آیا حضور نے امیر المومنین سے فرمایا۔ کہ تم نے اس کے تھپڑ مارا ہے راضی کر لو اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اٰدَمُ صَفِیُّ اللّٰہِ وَ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ وَمُوْسٰی نَجِیُّ اللّٰہِ وَعِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ وَ اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ بَلْ یَا یَھُوْدِیُّ تَسَمَّی اللّٰہُ بِاسْمَیْنِ سَمّٰی بِھِمَا اُمَّتِیْ ھُوَ السَّلَامُ وَیُسَمّٰی بِھَا اُمَّتِی الْمُسْلِمِیْنَ وَ ھُوَ الْمُؤْمِنُ وَسُمِّیَ بِھَا اُمَّتِی الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ یَا یَھُوْدِیُّ اِنَّ الْجَنَّۃَ مُحَرَّمَۃٌ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ حَتّٰی اَدْخُلَھَا وَ ھِیَ مُحَرَّمَۃٌ عَلَی الْاُمَمِ حَتّٰی تَدْخُلَھَا اُمَّتِیْ۔ یعنی اے یہودی آدم صفی اللہ ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں۔ بلکہ اے یہودی اللہ تعالیٰ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے۔ اللہ تعالیٰ سلام ہے۔ اور میری امت کا نام مسلمین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مومن ہے۔ اور میری امت کا نام مومنین رکھا۔ بلکہ اے یہودی بہشت سب انبیاء پر حرام ہے۔ یہاں تک کہ میں اس میں داخل ہوں اور سب امتوں پر حرام ہے۔ یہاں تک کہ میری امت اس میں داخل ہو۔ **ابونعیم** وغیرہ عبداللہ بن غنم سے راوی کہ ہم حضور کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک ابر نظر آیا۔ پس حضور نے فرمایا۔ سَلَّمَ عَلَیَّ مَلَکٌ فَقَالَ لَمْ اَزَلْ اَسْتَاْذِنُ رَبِّیْ فِیْ لِقَائِکَ حَتّٰی کَانَ ھٰذَا اَوَانُ اِذْنٍ لِیْ اِنِّیْ اُبَشِّرُکَ اِنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنْکَ۔ مجھے ایک فرشتہ نے سلام کے بعد عرض۔ مدت سے میں اپنے رب سے قدمبوسی حضور کی اجازت مانگتا تھا۔ یہاں تک کہ اب اس نے اذن دیا میں حضور کو مژدہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو حضور سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔ احادیث معراج میں وارد ہوا ہے۔ کہ شب اسریٰ جب حضور نے براق پر سوار ہونا چاہا۔ اس نے شوخی شروع کی۔ جبرائیل نے فرمایا۔ اَبِمُحَمَّدٍ یَفْعَلُ ھٰذَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَلَا تَسْتَحْیِیْنَ یَا بُرَاقُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُسْکُنْ فَوَاللّٰہِ مَا رَکِبَکَ خَلْقٌ قَطُّ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنْہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَا رَکِبَکَ مِثْلُہٗ۔ کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ گستاخی کرتا ہے۔ اے براق تجھے شرم نہیں آتی ٹھہر کہ خدا کی قسم تجھ پر کبھی کوئی ایسا شخص سوار نہ ہوا۔ جو اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ عزت و وجاہت والا ہو۔ اور نہ ان کے مثل کوئی تجھ پر سوار ہوا۔ فارفض عرقا پس براق کو یہ سنکر

پسینہ آگیا سب شوخی بھول گیا افضل القریٰ میں منقول ہے کہ جبرائیل نے آکر حضور سے عرض کی اَبْشِرْ فَاِنَّكَ خَيْرُ خَلْقِهٖ وَصَفْوَتُهٗ مِنَ الْبَشَرِ حَبَاكَ اللّٰهُ بِمَا لَمْ يَحْبُ بِهٖ اَحَدًا مِنْ خَلْقِهٖ لَا مَلَكًا مُقَرَّبًا وَلَا نَبِيًّا مُرْسَلًا۔ مژدہ ہو کہ حضور بہترین خلق خدا ہیں۔ اس نے تمام آدمیوں میں سے حضور کو چن لیا اور وہ دیا جو سارے جہان میں سے کسی نہ دیا۔ نہ کسی مقرب فرشتہ اور نہ کسی نبی مرسل کو بعض احادیث میں مذکور ہے لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِیْ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ میرے لئے خدا کے ساتھ ایسا وقت ہے جس میں نہ کسی فرشتہ کی گنجائش ہے نہ نبی مرسل کی۔ ذکرہ الشیخ فی المدارج ۵

راز و نیاز کے لئے محبوب کو ملا ✪ وہ وقت خاص جس میں کسی کا گزر نہیں

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفا میں ایک حدیث طویل نقل فرمائی۔ جس کے آخر میں حضور فرماتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنِیْ عَلٰى جَمِيْعِ النَّبِيِّيْنَ حَتّٰى فِیْ اِسْمِیْ وَصِفَتِیْ۔ تمام حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت بخشی یہاں تک کہ میرے نام اور صفت میں یہ حدیث بیان آیہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ میں پوری گزری بیہقی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرَمُ الْخَلْقِ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمام خلق سے زیادہ عزت و کرامت والے ہیں۔ امام احمد و بزار انہیں سے راوی اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى نَظَرَ اِلٰى قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ مِنْهَا قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهٖ۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو ان میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو پسند فرما کر اپنی ذات کریم کے لئے چن لیا امام مسلم و ترمذی واثل ابن اسقع سے کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ بَنِیْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِیْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ۔ اللہ تعالیٰ اولاد ابراہیم سے اسمٰعیل کو، اولاد اسمٰعیل سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو برگزیدہ فرمایا۔ اور بنی ہاشم سے مجھے

مصطفےٰ اور برگزیدہ کیا **ترمذی** حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِہِمْ ثُمَّ جَعَلَہُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِہِمْ فِرْقَۃً ثُمَّ جَعَلَہُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِہِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَہُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِہِمْ بُیُوْتًا فَاَنَا خَیْرُہُمْ نَفْسًا وَخَیْرُہُمْ بَیْتًا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہترین مخلوقات میں رکھا۔ پھر ان کے دو گروہ ہوئے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا۔ پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے قبیلہ میں رکھا۔ پھر ان کے خان دان کئے تو مجھے بہتر خاندان میں رکھا پس میں خود بھی بہتر ہوں۔ اور میرا خاندان بھی سب سے افضل ہے۔ بزار و ابن عساکر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خِیَارُ وُلْدِ آدَمَ خَمْسَۃٌ نُوْحٌ وَاِبْرَاہِیْمُ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمُحَمَّدٌ وَخَیْرُہُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ بہترین اولاد آدم پانچ ہیں۔ نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد اور ان سب بہتروں میں سے بہتر و افضل محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) **حاکم** ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَہَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اَجِدْ بَنِیْ اَبٍ مِنْ بَنِیْ ہَاشِمٍ مجھ سے جبرائیل نے عرض کی کہ میں تمام روئے زمین پر پھر کر دیکھا کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہ پایا۔ اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے بہتر نظر آیا۔ **دیلمی** کی روایت میں ہے۔ اَنَا اَشْرَفُ النَّاسِ حَسَبًا۔ میں تمام لوگوں سے حسب میں اشرف ہوں۔ امام **احمد** مولا علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَسُمِّیْتُ اَحْمَدَ وَجُعِلَ لِیَ التُّرَابُ طَہُوْرًا وَجُعِلَتْ اُمَّتِیْ خَیْرَ الْاُمَمِ۔ مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا۔ رعب کے ساتھ میری نصرت کی گئی اور خزائن ارض کی کنجیاں مجھے مرحمت ہوئیں۔ اور میرا نام احمد رکھا گیا۔ اور مٹی میرے واسطے

پاک ومطہر فرمائی گئی۔ اور میری امت سب امتوں سے بہتر وافضل کی گئی۔ محمد ابن نصر انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ اَعْطَانِی السَّبْعَ الطِّوَالَ مَكَانَ التَّوْرَاةِ وَاَعْطَانِي الرَّاتَ اِلَى الطَّوَاسِيْنَ مَكَانَ الْاِنْجِيْلِ وَاَعْطَانِيْ مَا بَيْنَ الطَّوَاسِيْنَ اِلَى الْحَوَامِيْمِ وَالْمُفَصَّلِ مَا قَرَاَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِيْ۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے بجائے تورات کے سبع طوال اور بجائے انجیل کے رات طواسین تک اور زبور کی جگہ طواسین اور حوامیم کے درمیان کی سورتیں عطا فرمائیں۔ اور حوامیم اور مفصل کے ساتھ مجھے تفصیل دی کہ مجھ سے پہلے کسی نبی نے انہیں نہ پڑھا۔ امام احمد طبرانی بیہقی حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں اُعْطِيْتُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ يُعْطَهَا نَبِيٌّ قَبْلِيْ۔ مجھے سورہ بقر کی پچھلی آتیں خزانہ عرش سے عطا ہوئیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔ ابن مردویہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُعْطِيْتُ ثَلَاثَ خِصَالٍ اُعْطِيْتُ صَلَاةً فِي الصُّفُوْفِ وَاُعْطِيْتُ السَّلَامَ وَهُوَ تَحِيَّةُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاُعْطِيْتُ اٰمِيْنَ وَلَمْ يُعْطَهَا اَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ اَعْطَاهَا هَارُوْنَ فَاِنَّ مُوْسٰى كَانَ يَدْعُوْ وَيُؤَمِّنُ هَارُوْنُ (وَفِي رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ وَالنَّسَائِي وَاَحْمَدَ هٰكَذَا) فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلٰئِكَةِ الْحَدِيْثَ۔ مجھے تمام لوگوں پر تین خصلتوں سے فضیلت دی گئی۔ ایک تو ہماری نماز کی صفیں مثل صفوف ملائکہ کی گئیں۔ دوسرے مجھے سلام جو تحیۃ اہل جنت سے عطا ہوا۔ تیسرے مجھے آمین عطا ہوئی۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو سوائے ہارون کے نہ ملی تھی۔ پس موسیٰ دعا کرتے تھے اور وہ آمین کہتے تھے۔ امام مسلم و ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ

(وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِي) وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ (وَلَمْ يَذْكُرْ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ) (وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِي) وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ (وَلَمْ يَذْكُرْ اعطيت جوامع الكلم وختم بي النبيون) یعنی میں تمام انبیاء پر چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دیا گیا۔ مجھے جوامع الکلم عطا ہوئی۔ (کہ جن کے لفظ تھوڑے اور معنی بہت ہیں) اور میں رعب کے ساتھ نصرت دیا گیا (یعنی میرا رعب اور دہشت لوگوں کے قلوب میں ڈالا گیا۔ اور میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔ اور ساری زمین مطہر اور مسجد بنائی گئی (کہ جہاں چاہوں نماز پڑھوں۔ اگر پانی نہ ملے تو تیمم سے ادا کروں) اور میں تمام خلق کی طرف مبعوث کیا گیا۔ اور مجھے خاتم الانبیاء کیا اور مجھے مرتبہ شفاعت عطا ہوا جیساکہ روایت بخاری میں ہے امام ابوذکریا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی کہ حضور کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں مجھے ولادت کے وقت تین شخص نظر آئے۔ کہ جن کے چہرے مثل آفتاب روشن تھے۔ ان میں سے ایک نے حضور کو اٹھا کر تھوڑی دیر اپنے پروں میں چھپایا۔ اور کان میں کچھ کہا کہ میری سمجھ میں نہ آیا۔ صرف اتنا سنا کہ عرض کرتا ہے اَبْشِرْ يَا مُحَمَّدُ فِيْمَا بَقِيَ لِنَبِيٍّ عِلْمٌ اِلَّا وَقَدْ اُعْطِيْتَهُ فَاَنْتَ اَكْثَرُهُمْ عِلْمًا وَاَشْجَعُهُمْ قَلْبًا مَعَكَ مَفَاتِيْحُ النَّصْرِ قَدْ اُلْبِسْتَ الرُّعْبَ وَالْخَوْفَ لَا يَسْمَعُ اَحَدٌ بِذِكْرِكَ اِلَّا وَجِلَ فُؤَادُهٗ وَخَافَ قَلْبُهٗ وَاِنْ لَمْ يَرَكَ يَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ۔ اے محمد مژدہ ہو کہ کسی نبی کا کوئی علم باقی نہ رہا جو حضور کو نہ ملا ہو۔ تو حضور ان سب سے علم میں زائد اور شجاعت میں فائق ہوئے۔ نصرت کی کنجیاں حضور کے ہمراہ ہیں۔ حضور کو رعب و دبدبہ کا جامہ پہنایا ہے۔ جو حضور کا نام پاک سنے گا اس کا قلب ڈر جائے گا اور دل خوف کھائے گا۔ اگرچہ اس نے حضور کو دیکھا نہ ہو۔ اے اللہ کے نائب۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ وہ رضوان خازن جنان تھا ابن عساکر جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ اَعْطٰى مُوْسَى التَّكْلِيْمَ وَاَعْطَانِي الرُّؤْيَةَ وَفَضَّلَنِيْ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا۔ اور مجھے اپنے دیدار سے مشرف کیا اور مقام محمود اور حوض

مورد کے ساتھ فضیلت بخشی۔ بیہقی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے۔ فُضِّلْتُ عَلٰی اٰدَمَ بِخَصْلَتَیْنِ کَانَ شَیْطَانِیْ کَافِرًا فَاَعَانَنِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ حَتّٰی اَسْلَمَ وَکُنَّ اَزْوَاجِیْ عَوْنًا لِّیْ وَکَانَ شَیْطَانُ اٰدَمَ کَافِرًا وَکَانَتْ زَوْجَتُہٗ عَوْنًا عَلٰی خَطِیْئَتِہٖ۔ میں آدم پر دو خصلتوں سے فضیلت رکھتا ہوں۔ ایک تو میرا شیطان کافر تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر میری اعانت کی یہاں تک کہ وہ مسلمان اور میرا مطیع اور تابع فرمان ہوا۔ دوسرے میری ازواج میری معین ہوئیں اور آدم کا شیطان کافر تھا۔ اور ان کی زوجہ خطا میں ان کی مددگار تھی۔ دارمی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُھُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا اَیِسُوْا اَلْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ اَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّھُمْ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَّنْثُوْرٌ۔ میں سب سے باہر آؤں گا۔ جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔ اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا۔ جب وہ دم بخود ہو جائیں گے۔ میں ان کا شفیع ہوں گا جب وہ عرصہ محشر میں روکے جائیں گے اور میں بشارت دوں گا انہیں۔ جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ خزائن رحمت کی کنجیاں اور لواء احمد اس دن میرے ہاتھ میں ہو گی۔ اور میں تمام اولاد آدم سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک عزت و بزرگی والا ہوں۔ میرے پس و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے۔ گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے

ابن بخاری و مسلم انہیں سے راوی کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ قیامت کے دن تمام انبیاء سے زیادہ میری پیروی کرنیوالے ہوں گے اور میں سب سے پہلے در جنت کھٹکھٹاؤں گا۔ مسلم کی حدیث میں ہے اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَسْتَفْتِحُ

فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ ۔ میں قیامت کے دن درِ جنت کھلواؤں گا۔ دربان کہے گا تم کون ہو۔ میں کہوں گا محمد۔ پس وہ عرض کرے گا۔ مجھے یہی حکم کیا گیا تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے واسطے درِ جنت نہ کھولوں۔ ابن عساکر کی حدیث میں ہے اَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّفْتَحُ لَہٗ بَابُ الْجَنَّۃِ سب سے پہلے میرے لئے ہی جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔ طبرانی کی حدیث میں ہے اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ سب سے پہلے میں جنت میں داخل ہوں گا۔ صحیح ابن حبان میں انہیں سے مروی کہ حضور فرماتے ہیں اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْبَرًا مِّنْ نُّوْرٍ وَّاِنِّیْ لَعَلٰی اَطْوَلِھَا وَاَنْوَرِھَا فَیَجِیْءُ مُنَادٍ یُّنَادِیْ اَیْنَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ قَالَ یَقُوْلُ الْاَنْبِیَآءُ کُلُّنَا نَبِیٌّ اُمِّیٌّ فَاِلٰی اَیْنَ اُرْسِلَ فَیَرْجِعُ الثَّانِیَۃَ فَیَقُوْلُ اَیْنَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْعَرَبِیُّ قَالَ فَیَنْزِلُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی یَاْتِیَ بَابَ الْجَنَّۃِ فَیَقْرَعُ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ اِلٰی اَنْ قَالَ فَیُفْتَحُ لَہٗ فَیَدْخُلُ فَیَتَجَلّٰی لَہُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا یَتَجَلّٰی لِشَیْءٍ قَبْلَہٗ فَیَخِرُّ لَہٗ سَاجِدًا ۔ قیامت میں ہر نبی کے لئے ایک نور کا منبر ہوگا۔ اور سب سے زیادہ بلند اور نورانی منبر پر ہوں گا۔ پھر منادی آکر ندا کرے گا کہاں ہیں نبی امی تو انبیاء کہیں گے ہم سب نبی امی ہیں۔ کسے یاد فرمایا ہے۔ وہ واپس جائے گا اور دوبارہ جا کر یوں ندا کرے گا۔ کہاں ہیں نبی امی عربی صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس حضور اقدس اپنے منبر سے اتر کر جنت کو تشریف لیجائیں گے۔ اور دروازہ کھلوا کر اندر جائیں گے۔ تو رب عزوجل ان کیلئے تجلی فرمائے گا۔ اور ان سے پہلے کسی چیز پر تجلی نہ کرے گا پس حضور اپنے رب کیلئے سجدہ کریں گے۔ مسلم کی حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز لوگوں پر بعد حساب کتاب واجرائے احکام جنت پیش کی جائے گی۔ تو وہ آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ کلمۃ اللہ تک سے درِ جنت کھلوانے کو کہیں گے سب لفظ انکار زبان پر لائیں گے۔ اور ہمارے آقا کی طرف اشارہ فرمائیں گے۔ سب خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کریں گے۔ کہ آپ ہمارے واسطے باب جنت کھلوائیے۔ پس حضور اس حال میں اٹھیں گے کہ آپ کے بدن سے خوشبو مہکتی ہوگی۔ اور سر سے پا تک ہر موئے تن سے نور چمکتا ہوگا۔ اور جناب باری حاضر ہو کر اذن چاہیں

گے۔ اور در جنت کھلوائیں گے تو ملتی۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ فَاُحِلَّۃٌ مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ یَقُوْمُ ذٰلِکَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ۔ سب سے پہلے زمین سے باہر میں آؤں گا۔ پھر مجھے بہشت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائیگا پھر میں عرش کی دہنی طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کوئی کھڑا نہ ہو سکے گا۔ بیہقی کی روایت میں ہے اَکْسِیْنِیْ حُلَّۃً مِّنَ الْجَنَّۃِ لَا یَقُوْمُ لَھَا الْبَشَرُ مجھے وہ بہشتی لباس پہنایا جائے گا کہ جس کے لائق کوئی نہ ہوگا۔ ابن ماجہ وغیرہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا نَبِیٌّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ وَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ اور یہ کچھ فخر سے نہیں کہتا اور میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا۔ اور یہ براہ فخر نہیں کہتا۔ اور اس روز آدم اور ان کے سوا جتنے نبی ہیں سب میرے لوائے حمد کے نیچے ہوں گے اور یہ ازراہِ فخر نہیں کہتا معارج میں منقول ہے کہ لوائے حمد ایک ہزار سالہ راہ کی مثل بلند و مرتفع ہوگا۔ اور اس کا قبضہ چاندی سپید کا ہوگا۔ اور سنان اس کی یاقوت سرخ کی اور پھریرا اس کا زمرد سبز کا ہوگا۔ جس کے تین گوشے ہوں گے۔ ایک مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا مکہ معظمہ میں۔ اور اس پر تین سطریں لکھی ہوں گی۔ پہلی سطر میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ دوسری میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تیسری میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جب اسے عرصہ محشر میں لائیں گے۔ منادی ندا کرے گا اَیْنَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْعَرَبِیُّ الْقُرَشِیُّ الْمَکِّیُّ الْحَرَمِیُّ التِّھَامِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ پس حضور تشریف لا کر اپنے دست مبارک میں لیں گے۔ پھر اس کے نیچے آدم صفی اللہ سے لے کر عیسیٰ روح اللہ تک تمام انبیاء و مرسلین و شہداء و صالح اور عرفاء و صدیقین جمع ہوں گے۔ بعدازاں جملہ حاضرین تحت لوائے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے حلل و تیجان بہشتی لائے جائیں گے۔ اور ہمارے آقائے نامدار حبیب پروردگار کیواسطے

خاص طور سے نور کا تاج اور حریر سبز کی پوشاک حاضر کی جائیگی حضور اس تاج منور کو فرق انور پر رکھ کر اور پوشاک زیب جسم فرما کر امت مرحومہ کو اس علم کے سایہ میں لے کر براق پر سوار ہو کر عجب شان وشوکت سے مثل نوشہ ذی عزت وجاہ کے تشریف لے چلیں گے۔ اس وقت حضور کی شان وشوکت تمام اولین وآخرین پر عیاں اور حضور کا فضل وشرف ہر فرد بشر پر نمایاں ہو جائے گا۔ اور ہر ایک کی زبان پر حضور کی حمد وثنا کا غلغلہ بلند ہو گا۔ حاکم بیہقی عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں۔ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَھُوَ تَحْتَ لِوَائِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَنْتَظِرُ الْفَرَجَ وَاِنَّ مَعِیَ لِوَاءُ الْحَمْدِ اَنَا اَمْشِیْ وَیَمْشِی النَّاسُ مَعِیَ حَتّٰی اٰتِیَ بَابَ الْجَنَّۃِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیُقَالُ مَنْ ھٰذَا فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیُقَالُ مَرْحَبًا بِمُحَمَّدٍ فَاِذَا رَاَیْتُ رَبِّیْ خَرَرْتُ لَہٗ سَاجِدًا اَنْظُرُ اِلَیْہِ میں روز قیامت تمام لوگوں کا سردار ہوں۔ اور کچھ افتخار نہیں ہے شخص قیامت میں میرے ہی نشان کے نیچے کشائش کا انتظار کرتا ہو گا اور میرے ہی ساتھ لوائے حمد ہو گا۔ میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے۔ حتی کہ در جنت پر آکر اسے کھلواؤں گا۔ پوچھا جائیگا کون ہے کہوں گا محمد۔ کہا جائے گا۔ مرحبا ہو۔ محمد کو پھر جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا۔ اس کے حضور میں اسے دیکھتا ہوا سجدے میں گرونگا۔ دارمی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ میں پیشوائے مرسلین ہوں اور کچھ فخر نہیں اور خاتم الانبیا ہوں اور کچھ افتخار نہیں اور سب سے پہلے شفاعت کروں گا۔ اور یہ کچھ فخر سے نہیں کہتا اور سب سے پہلے میری شفاعت اور یہ کچھ ازراہ فخر نہیں۔ تنبیہ۔ شفاعت کی حدیثیں متواتر اور حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل وشرف اور عزت ووجاہت کی مظہر ہیں جن کا مجموعہ بیان سورہ کوثر میں ذکر ہوا کہ یہ جامۂ زیبا حضور ہی کے قدر رعنا پر قیامت کے روز سجے گا۔ اور حضور کے سوا کوئی اس کے لائق نہ ہو گا۔ سب حرف انکار زبان پر لائیں گے اور حضور اَنَا لَھَا اَنَا لَھَا فرمائیں گے اور سب کو شفاعت فرما کر جنت میں لے جائیں گے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ

اَلْقِیٰمَۃِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔ ابو نعیم و ابن سعد
میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ
بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ میں نبی تھا۔ جب کہ آدم روح و جسد میں تھے۔ یعنی پیدا ابھی نہ ہوئے
تھے۔ حاکم کی حدیث میں ہے کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَھُمْ فِی الْبَعْثِ
میں سب انبیاء سے پہلے پیدا ہوا اور ان کے بعد مبعوث ہوا۔ امام احمد، طبرانی ابوہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اَنَا سَیِّدُ
النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں بعض روایات میں
اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ اور بعض میں اَنَا سَیِّدُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ بھی وارد ہوا ہے۔ یعنی
میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔ میں تمام انبیاء کا سردار ہوں۔ اور یہ کچھ فخر سے نہیں کہتا۔ حاکم و
بیہقی کی روایت میں ہے۔ اَنَا سَیِّدُ الْعٰلَمِیْنَ میں تمام عالم کا سردار ہوں۔ حضور کی والدہ
ماجدہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایام حمل میں خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے اِنَّکِ قَدْ
حَمَلْتِ بِخَیْرِ الْبَرِیَّۃِ وَسَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ فَاِذَا وَلَدْتِہٖ اَحْمَدُ وَمُحَمَّدُ تمہارے
حمل میں بہترین عالم اور سردار عالمیان ہیں۔ جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام احمد و محمد رکھنا رواہ
ابونعیم عن ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترمذی وغیرہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے راوی کہ جب حضور کے چچا ابوطالب حضور کو ہمراہ لیکر سرداران قریش کیساتھ ملک شام کو
چلے۔ راہ میں بحیرہ راہب کی عبادت گاہ کے پاس اترے۔ بحیرہ اس سے پہلے کبھی اس قافلہ
میں نہ آتا۔ مگر اس بار خود لوگوں میں گزرتا ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضور کا دستِ
مبارک تھام کر بولا ھٰذَا سَیِّدُ الْعٰلَمِیْنَ یَبْعَثُہُ اللّٰہُ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ یہ تمام
جہان کے سردار ہیں۔ انہیں اللہ نے رحمت عالم بنا کر بھیجا ہے۔ سرداران قریش نے پوچھا۔
تجھے کیوں کر معلوم ہوا۔ کہا جب اس گھاٹی سے بڑھے۔ تو ہر شجر و حجر سجدے میں گرا۔ اور وہ نبی
کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ اور میں انہیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں۔ کہ ان کے شانوں
کے درمیان مثل سیب کے ہے۔ پھر وہ واپس جا کر قافلہ کے لئے کھانا لایا۔ حضور تشریف
فرما نہ تھے۔ آدمی طلب کو گیا۔ تشریف لائے۔ ابر سر پہ سایہ گستر تھا۔ بحیرہ بولا اُنْظُرُوْٓا اِلَیْہِ

عَمَامَۃً تُظِلُّہٗ۔ وہ دیکھو ابر ان پر سایہ افگن ہے۔ قوم نے پہلے سے درخت کا سایہ گھیر لیا تھا حضور نے جگہ نہ پائی۔ دھوپ میں تشریف رکھی کہ درخت کا سایہ فوراً حضور پر جھک پڑا۔ راہب بولا اُنْظُرُوْا اِلٰی فَیْءِ الشَّجَرِ مَالَ اِلَیْہِ۔ وہ دیکھو پیڑ کا سایہ اس کی طرف جھک گیا امام مسلم وغیرہ محدثین کی روایات میں وارد ہوا ہے کہ شب اسرائے حضور کیواسطے تمام انبیاء وملائکہ جمع فرمائے گئے۔ حضور نے ان سب کی امامت فرمائی۔ اور ان سب نے آپ کی اقتدا کی اور قیامت کے دن حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے امام ہونگے جیسا کہ حدیث ابن ماجہ وغیرہ میں ہے اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ قیامت کے روز میں سب نبیوں کا امام ہوں گا دارمی عمرو ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللہَ اَدْرَکَ بِیَ الْاَجَلَ الْمَرْحُوْمَ وَاخْتَصَرَ لِیَ اخْتِصَارًا فَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاِنِّیْ قَائِلٌ قَوْلًا غَیْرَ

؎ تذئیل علما فرماتے ہیں کہ حضور کے قول اِخْتَصَرَ لِیْ اِخْتِصَارًا سے یا تو یہ مراد ہے کہ مجھے اختصار کلام بخشا کہ لفظ تھوڑے ہوں اور معنی بہت یا میرے لئے زمانہ مختصر کیا کہ میری امت کو قبروں میں کم رہنا پڑے۔ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں یا یہ کہ میری امت کی عمریں تھوڑی کیں کہ دنیا سے جلد خلاصی پائیں۔ گناہ کم ہوں نعمت باقی تک جلد پہنچیں یا یہ کہ میری امت کیلئے طول حساب اتنا مختصر فرمایا کہ اے امت محمدیہ میں نے تمہیں اپنے حقوق معاف کئے آپس میں ایک دوسرے کے حق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ یا یہ کہ میرے غلاموں کیلئے پل صراط کی راہ جو پندرہ ہزار برس کی ہے اتنی مختصر کرے گا کہ چشم زدن میں گزر جائیں گے یا جیسے بجلی کوندگئی۔ کما فی الصحیحین عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا یہ کہ قیامت کا دن جو پچاس ہزار سال کا ہے اس سے کم دیر میں گزر جائیگا جتنی دیر میں ۲ رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ کما فی حدیث احمد وغیرہ یا یہ کہ علوم وسعادت جو ہزارہا سال کی محنت وریاضت سے حاصل نہ ہو سکیں میری چند روزہ خدمت گاری میں میرے اصحاب پر منکشف فرمادیئے یا یہ کہ زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لئے ایسی مختصر کردی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلاً ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہو گیا۔ ؎ زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم ؞ اک دم میں سرعرش گئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا یہ کہ مجھ پر ایسی کتاب اتاری جسکے معدود ورقوں میں تمام اشیائے گزشتہ و آئندہ کا روشن ومفصل بیان ہے۔ جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار عالم جسکی ایک آیت کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر جائیں اس سے زیادہ اور کیا اختصار مقصود یا یہ کہ شرق سے غرب تک اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر کردیا کہ میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے۔ سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے

فَخْرٍ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللهِ وَمُوْسٰى صَفِيُّ اللهِ وَاَنَا حَبِيْبُ اللهِ یعنی جب رحمت خاص کا زمانہ آیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے مجھے پیدا فرمایا۔ اور میرے لئے کمال اختصار کیا ہم ظہور میں پچھلے اور قیامت کے روز مرتبہ میں اگلے ہوں گے۔ اور ایک بات کہتا ہوں جس میں فخر کو کچھ دخل نہیں۔ ابراہیم اللہ کے خلیل اور موسیٰ اللہ کے صفی ہیں اور میں اللہ کا حبیب ہوں

غزل

یارسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی | برگزیدہ ذوالجلال پاک و بے ہمتا توئی
نازنین حضرت حق صدر بدر کائنات | نور چشم انبیا چشم و چراغ ما توئی
در شب معراج بودی جبرئیل اندر رکاب | پا بہادہ بر سریر گنبد خضرا توئی
یارسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند | عاجزاں را رہنما و جملہ را ماوا توئی
عمزادہ شاہ مرداں حضرت شیر خدا | فخر فرزند نبی آدم صفی اللہ توئی
شمس تبریزی چہ داند نعت تو پیغمبرا | مصطفےٰ و مجتبےٰ و سید اعلیٰ توئی

امام احمد و ابوداؤد طیالسی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی اِذَا اَرَادَ اللهُ اَنْ يَّصْدَعَ بَيْنَ خَلْقِهٖ نَادٰى مُنَادٍ اَيْنَ اَحْمَدُ وَاُمَّتُهٗ فَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ نَحْنُ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَاَوَّلُ مَنْ يُّحَاسَبُ فَتَفْرُجُ لَنَا الْاُمَمُ عَنْ طَرِيْقِنَا فَنَمْضِيْ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الطُّهُوْرِ فَيَقُوْلُ الْاُمَمُ كَادَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ اَنْ تَكُوْنَ اَنْبِيَاءَ كُلُّهَا یعنی جب اللہ تعالےٰ خلق میں فیصلہ کرنا

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اپنی اس ہتھیلی کو کمانی الحدیث الطبرانی وغیرہ یا یہ کہ میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ یا کمانی الحدیث الاجری والصحیحین قال ذلك فضلی اوتیہ من لیشاء یا اگلی امتوں پر جو اعمال شاق طویلہ تھے۔ اس نے میری امت سے اٹھا لئے۔ پچاس نمازوں میں پانچ رہیں اور حساب کرم میں پچاس ہلوئی وزکاۃ میں چہارم مال کا چالیسواں حصہ رہا اور کتاب فضل میں وہی ربع کا ربع وعلیٰ ہذا القیاس والحمد للہ رب العالمین۔ یہ بھی حضور کے اختصار کلام سے ہے۔ کہ ایک کے اتنے کثیر معنے (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کذا فی تجلی عقین بان نبینا سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم۔ ۱۲ منہ

چاہے گا۔ تو ایک منادی پکارے گا۔ کہاں ہیں احمد اور ان کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں ہم سب امتوں سے زمانہ میں پیچھے اور حساب میں پہلے ہیں۔ تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی اور ہم چلیں گے۔ اثر وضو سے رخشندہ رخ و تابندہ اعضا۔ سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ ساری امت انبیاء ہو جائے ؎

جمال ہم نشیں در من اثر کرد،	وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم،

امام مالک اور بخاری اور مسلم جبیر ابن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنَا الحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ میں حاشر ہوں کہ تمام لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے۔ یعنی روز حشر حضور اقدس آگے ہوں گے اور تمام اولین و آخرین پیچھے۔ ابن زنجویہ کثیر ابن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تُبْعَثُ نَاقَۃُ ثَمُوْدَ لِصَالِحٍ فَیَرْکَبُھَا مِنْ عِنْدِ قَبْرِہٖ حَتّٰی یَاتِیَ الْمَحْشَرَ قَالَ مَعَاذٌ وَ اَنْتَ تَرْکَبُ الْعَضْبَاءَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تَرْکَبُھَا اِبْنَتِیْ وَاَنَا عَلَی الْبُرَاقِ اُخْتُصِصْتُ بِہٖ مِنْ دُوْنِ الْاَنْبِیَاءِ یَوْمَئِذٍ وَیُبْعَثُ بِلَالٌ عَلٰی نَاقَۃٍ مِنْ نُوْقِ الْجَنَّۃِ یُنَادِیْ عَلٰی ظَھْرِھَا فَاِذَا سَمِعَتِ الْاَنْبِیَاءُ وَاُمَمُھَا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ قَالُوْا وَنَحْنُ نَشْھَدُ عَلٰی ذٰلِکَ۔ یعنی صالح علیہ السلام کے لئے ناقہ ثمود اٹھایا جائے گا۔ وہ اپنی قبر سے اس پر سوار ہو میدان حشر میں آئیں گے۔ (حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ فرماتے ہیں) فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ۔ کہ عشاق کی عادت ہے جب کسی جمیل یا عزت کی کوئی خوبی سنتے ہیں۔ فوراً ان کی نظر اپنے محبوب کی طرف جاتی ہے کہ اس کے مقابل اس کے لئے کیا ہے۔ اسی بنا پر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اور یا رسول اللہ حضور اپنے ناقہ مقدسہ عضبا پر سوار ہوں گے۔ فرمایا نہیں۔ اس پر میری صاحبزادی (فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سوار ہوں گی۔ اور میں براق پر تشریف فرما ہوں گا۔ وہ اس روز سب انبیا سے الگ خاص مجھی کو عطا ہوگا۔ اور ایک جنتی اونٹنی پر بلال کا حشر ہوگا۔ کہ عرصات محشر میں۔ ان کی پشت پر وہ اذان دے گا۔

جب انبیاء اور ان کی امتیں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنیں گی سب لوگ بول اٹھیں گے کہ ہم بھی اس پر گواہی دیتے ہیں۔ سبحان اللہ! جب تمام مخلوق الٰہی اولین و آخرین جمع ہوں گے۔ اس وقت بھی ہمارے ہی آقا کے نام کی دہائی بھرے گی۔ اور سب پر روشن ہو جائے گا کہ حضور سید الانبیاء والمرسلین حبیب رب العالمین ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ابن جریر وغیرہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَنَا وَاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰی كَوْمٍ مُشْرِفٍ مَا مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اِلَّا وَدَّ اَنَّهٗ مِنَّا۔ اور میری امت قیامت کے روز بلندیوں پر سب سے اونچی ہوگی (جسے دیکھکر) ہر ایک تمنا کریگا۔ کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا

ہر اک امت کرے گی یہ تمنا — انہیں کے ساتھ ہو محشر ہمارا
ہماری ہوگی بخشش سب سے پہلے — نبی ہے شافع محشر ہمارا
کیا بندہ حبیب اپنے کا ہم کو — خدا ہے مہرباں ہم پر ہمارا
ہمارے واسطے ہے آب کوثر — نبی ہے مالک کوثر ہمارا
خدا وہ دن دکھائے اب تو اے لطف
نبی کا آستاں ہو سر ہمارا

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ۔ جب پشت جہنم پر صراط رکھیں گے میں سب سے پہلے اپنی امت کو لے کر گزر فرماؤں گا۔ دار قطنی وغیرہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْجَنَّةُ حُرِّمَتْ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ حَتّٰى اَدْخُلَهَا وَحُرِّمَتْ عَلَى الْاُمَمِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا جنت انبیاء پر حرام ہے جب تک کہ میں اس داخل نہ ہوں اور امتوں پر حرام ہے۔ جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو۔ مسلم شریف میں ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال دیئے۔ میں

نے دو بار عرض کیا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ۔ الٰہی میری امت کو بخش دے الٰہی میری امت کو بخش دے۔ وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَۃَ لِیَوْمٍ یَّرْغَبُ اِلَیَّ فِیْہِ خَلْقٌ حَتّٰی اِبْرَاھِیْمُ۔ اور تیسرا اس دن کے لئے اٹھا رکھا جس میں تمام خلق میری طرف نیاز مند ہوگی حتیٰ کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ لَقَائِمٌ اَنْتَظِرُ اُمَّتِیْ تَعْبُرُ الصِّرَاطَ اِذْ جَاءَ عِیْسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ ھٰذِہِ الْاَنْبِیَاءُ قَدْ جَاءَتْکَ یَا مُحَمَّدُ یَسْاَلُوْنَ اَنْ یَّدْعُوْا اللّٰہَ اَنْ یُّفَرِّقَ جَمْعَ الْاُمَمِ اِلٰی حَیْثُ یَشَاءُ لِعِظَمِ مَا ھُمْ فِیْہِ فَالْخَلْقُ یُلْجَمُوْنَ فِی الْعَرَقِ قَالَ قَالَ یَا عِیْسٰی انْتَظِرْ حَتّٰی اَرْجِعَ اِلَیْکَ فَذَھَبَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَلَقِیَ مَا لَمْ یَلْقَ مُصْطَفًی وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ۔ میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا ہوں گا۔ کہ وہ صراط پر سے گزر جائے اتنے میں عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آکر عرض کریں گے کہ اے محمد یہ انبیاء حضور کے پاس التماس لے کر آئے ہیں۔ کہ حضور اللہ سے عرض کر دیں۔ کہ وہ امتوں کی اس جماعت کو جہاں چاہے تفریق فرما دے۔ کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں پسینہ لگام کی مانند ہوگیا ہے۔ حضور فرمائیں گے اے عیسیٰ آپ انتظار کریں۔ یہاں تک کہ میں واپس آؤں۔ پھر حضور زیر عرش جا کر کھڑے ہونگے۔ وہاں وہ پائیں گے جو نہ کسی ملک مقرب کو ملا اور نہ کسی نبی مرسل کو ؎

پڑیگا غلغلہ محشر میں جب خورشید محشر کا	پیمبر سارے تکتے ہونگے منہ میرے پیمبر کا

ترمذی نسائی ابوداؤد وغیرہ عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا یَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ اَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ ھُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ۔ میرے لئے وسیلہ مانگو کہ وہ جنت میں ایک منزل ہے سوا ایک بندے کے کسی کو شایاں نہیں ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں۔ تو جو میرے لئے وسیلہ مانگے گا۔ اس پر میری شفاعت اترے گی۔ وفی روایۃ اَعْلٰی دَرَجَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ لَا یَنَالُھَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ۔ وسیلہ بلند ترین درجات جنت سے ہے نہ پائیگا

مگر جسے ایک شخص. امید کرتا ہوں. کہ وہ میں ہوں. امام احمد کی حدیث میں ہے اَلْوَسِیْلَةُ دَرَجَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ لَیْسَ فَوْقَهَا دَرَجَةٌ وسیلہ اللہ کے نزدیک ایک درجہ ہے جس سے بلند کوئی درجہ نہیں. علماء فرماتے ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام میں کلمہ ترجی وامید یقینی الوقوع ہے. تو یقینا حضور کا رب تبارک وتعالیٰ حضور کو وہ درجہ عطا فرمائے گا. جس کے کوئی لائق وسزاوار نہیں عثمان بن سعید دارمی عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَنِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْ اَعْلٰی غُرْفَةٍ مِنْ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ لَیْسَ فَوْقِیْ اِلَّا حَمَلَةُ الْعَرْشِ. اللہ تعالیٰ مجھے روز قیامت جنت النعیم کے سب غرفوں سے اعلیٰ غرفہ میں بلند فرمائے گا کہ مجھ سے اوپر بس خدا کا عرش ہوگا شفا شریف میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَطْمَعُ اَنْ اَکُوْنَ اَعْظَمَ الْاَنْبِیَاءِ اَجْرًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ میں امید کرتا ہوں کہ روز قیامت میرا ثواب سب انبیاء سے بڑا ہو مسلم شریف میں ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُهَا مَا زُوِیَ مِنْهَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ. بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین لپیٹ دی. پس میں نے تمام روئے زمین ملاحظہ کی اور عنقریب میری امت اس سب کی مالک ہوگی اور مجھے دو خزانے سرخ وسفید عطا ہوئے. یعنی کسریٰ وقیصر کا غرضیکہ جو مراتب اور انبیاء کو جدا جدا عطا ہوئے وہ سب اور ان سے بدرجہا زیادہ افضل واعلیٰ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ملے. اور جو حضور کو ملے کسی کو نہ ملے ع

خط سبز ولب لعل رخ زیبا داری	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
خوبی وشکل وشمائل حرکات سکنات	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بلکہ دراصل دنیا واخریٰ میں جو جس کو ملا وہ حضور ہی کے صدقہ وطفیل میں ملا. اور جو پیدا ہوا. وہ حضور ہی کے باعث پیدا ہوا. تمام دنیا جہان حضور ہی کے لئے پیدا کیا گیا. اور زمین وآسمان انہیں کے باعث بنایا گیا. اگر حضور نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا. ابن عساکر سلمان فارسی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل فرمایا۔ آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا حضور کو کیا فضل دیا۔ فوراً جبرائیل نازل ہوئے اور عرض کی حضور کا رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنْ كُنْتُ اتَّخَذْتُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا فَقَدِ اتَّخَذْتُكَ حَبِيْبًا اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا تو تمہیں اپنا حبیب کیا۔ وَاِنْ كُنْتُ كَلَّمْتُ مُوْسٰى فِي الْاَرْضِ تَكْلِيْمًا فَقَدْ كَلَّمْتُكَ فِي السَّمَآءِ۔ اور اگر میں نے موسیٰ سے زمین پر کلام کیا۔ تو تم سے آسمان پر کلام کیا وَاِنْ كُنْتُ خَلَقْتُ عِيْسٰى مِنْ رُّوْحِ الْقُدُسِ فَقَدْ خَلَقْتُ اِسْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ اَخْلُقَ الْخَلْقَ بِاَلْفَيْ سَنَةٍ وَلَقَدْ وَطِئْتَ فِي السَّمَآءِ مَوْطِنًا لَمْ يَطَاهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ وَلَا يَطَاهُ اَحَدٌ بَعْدَكَ۔ اور اگر میں نے عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا۔ تو تمہارا نام آفرینش خلق سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا۔ اور بیشک تمہارے قدم آسمان میں وہاں پہنچے جہاں نہ تم سے کوئی گیا نہ تمہارے بعد کسی کی رسائی ہو وَاِنْ كُنْتُ اصْطَفَيْتُ اٰدَمَ فَقَدْ خَتَمْتُ بِكَ الْاَنْبِيَآءَ وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْكَ (وساق الحديث الى ان قال) ظِلُّ عَرْشِيْ فِي الْقِيٰمَةِ عَلَيْكَ مَمْدُوْدٌ وَتَاجُ الْحَمْدِ عَلٰى رَاْسِكَ مَعْقُوْدٌ وَقَرَنْتُ اِسْمَكَ مَعَ اِسْمِيْ فَلَا اُذْكَرُ فِيْ مَوْضِعٍ حَتّٰى تُذْكَرَ مَعِيْ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِيْ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔ اور اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا تو تمہیں خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ اور خلق میں تم سے زیادہ عزت و کرامت والا کسی کو نہ بنایا قیامت میں میرے عرش کا سایہ تم پر گسترده اور احمد کا تاج تمہارے سر پر آراستہ ہوگا۔ تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا۔ کہ کہیں میری یاد نہ ہو جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ اور بیشک دنیا اور اہل دنیا میں نے اسی لئے بنائے کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے۔ ان پر ظاہر کروں۔ اگر تم نہ ہوتے۔ میں دنیا کو نہ بناتا۔

مفہوم صاف صاف یہ لولاک سے ہوا		قائم انہیں کے دم سے زمین و آسمان ہے	

امام ابن سبع مولا علی کرم اللہ وجہ سے راوی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا مِنْ اَجَلِكَ

اَسطَحُ البُطحَاءَ وَاَموجُ المَوجَ وَاَرفَعُ السَّمَاءَ وَاَجعَلُ الثَّوَابَ وَالعِقَابَ میں تیرے ہی لئے بچھاتا ہوں زمین اور موجزن کرتا ہوں دریا اور بلند کرتا ہوں آسمان اور مقرر کرتا ہوں جزا اور سزا ذکرہ الزرقانی فی الشرح

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل		مقصود نور اوست دگر جملگی ظلام	

دیلمی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَتَانِی جِبرَیِیلُ فَقَالَ اِنَّ اللہَ یَقُولُ لَولَاکَ مَاخَلَقتُ الجَنَّۃَ وَلَولَاکَ مَاخَلَقتُ النَّارَ میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) نے حاضر ہو کر عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر تم نہ ہوتے ۔میں جنت نہ بناتا۔ اور اگر تم نہ ہوتے میں دوزخ نہ بناتا حاکم عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اَوحَی اللہُ تَعَالیٰ بِعِیسیٰ اَن اٰمِن بِمُحَمَّدٍ وَاَمُر مَن اَدرَکَہٗ مِن اُمَّتِکَ اَن یُؤمِنُوا بِہٖ فَلَولَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقتُ اٰدَمَ وَلَا الجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ وَلَقَد خَلَقتُ اٰدَمَ فَکَتَبتُ عَلَیہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ فَسَکَنَ۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لا اور تیری امت سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں۔ انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں۔ کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتا۔ تو نہ میں آدم کو پیدا کرتا اور نہ جنت دوزخ بناتا۔ جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا۔ اس نے جنبش کی۔ میں نے اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا۔ وہ ٹھہر گیا۔

عرش بریں کو ہلنے سے فوراً ہوا سکون		نام ان کا ساق عرش پہ جس دم رقم ہوا	

مواہب میں مروی کہ آدم علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی۔ الٰہی تو نے میری کنیت ابو محمد کس لئے رکھی۔ حکم ہوا کہ سر اٹھا۔ جب آدم (علیہ السلام) نے سر اٹھایا۔ سراپردہ عرش پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نظر آیا۔ عرض کی الٰہی یہ کیسا نور ہے۔ فرمایا ھٰذَا نُورُ نَبِیٍّ مِن ذُرِّیَّتِکَ اِسمُہٗ فِی السَّمَآءِ اَحمَدُ وَفِی الاَرضِ مُحَمَّدٌ لَولَاہُ مَا خَلَقتُکَ وَلَا خَلَقتُ سَمَاءً وَلَا اَرضًا یعنی یہ نور تیری اولاد میں سے ایک نبی کا ہے۔ اس کا نام

زمین میں محمد اور آسمان میں احمد ہے اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا۔ اور نہ آسمان و زمین پیدا کرتا **تنبیہہ** ان سب احادیث کا یہی مطلب ہے کہ آدم و عالم سب حضور کے طفیلی ہیں۔ اور سب کو حضور کے صدقے میں خلعتِ وجود عطا فرمایا گیا ہے۔ اگر حضور نہ ہوتے۔ تو عالم عالمیان کچھ بھی نہ ہوتا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے
اک ترے رخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
انس کا انس اسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے

وعظ شانزدہم

دربیان احسان و امتنان خالق کون و مکان بر سید انس و جان علیہ الصلوٰۃ اللہ المنان

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالضُّحٰی ۝ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۝ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ۝ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۝ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۝ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی ۝ وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ۝ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ

مسلمانو! یہ سورہ پاک بھی تمہارے نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رفعت و عظمت شان و علو مکان ظاہر فرما رہی ہے اور اس کی ہر آیت سے مہر و محبت پیار و منت کی بو آرہی ہے اربابِ تفاسیر شانِ نزول اس کا اس طرح فرماتے ہیں کہ ایک

بلو حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی عذر کے باعث دو یا تین رات قیام لیل (رات کو نماز ادا) نہ فرما سکے۔ پس ایک عورت نے یہ حال دیکھ کر حضور سے کہا شاید آپ کو آپ کے شیطان نے چھوڑ دیا۔ کہ میں اسے تمہارے پاس نہیں دیکھتی ہوں۔ جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے اِشْتَکٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَقُمْ لَیْلَتَیْنِ اَوْ ثَلَاثٍ فَقَالَتْ لَہٗ اِمْرَأَۃٌ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ یَّکُوْنَ شَیْطٰنُکَ قَدْ تَرَکَکَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بوجہ مرض کے دو یا تین روز قیام لیل نہ فرما سکے۔ پس ایک عورت نے آپ سے کہا میں امید کرتی ہوں کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا۔ ثعلبی کی روایت میں ہے کہ حضور کی انگشت مبارک پک گئی تھی جس کے باعث دو تین رات آپ قیام نہ فرما سکے۔ پس ام جمیل زوجہ ابولہب نے دیکھ کر حضور سے فرمایا مَا اُرٰی شَیْطٰنَکَ اِلَّا قَدْ تَرَکَکَ لَمْ اَرَہٗ قَرِبَکَ مُنْذُ لَیْلَتَیْنِ اَوْ ثَلَاثٍ میرے گمان میں تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے کہ میں اسے دو تین رات سے تمہارے پاس نہیں دیکھتی (ابن سکن کی روایت میں ہے کہ یہ عورت حضور کی پھوپھیوں میں سے ایک غیر مومنہ پھوپھی تھی۔ مگر روایت حاکم اول روایت ہی کی تائید کرتی ہے۔ کہ وہ عورت زوجہ ابی لہب اخت ابی سفیان ابن حرب تھی۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کی جانب سے اسے جواب دیا۔ اور یہ سورت نازل فرمائی۔ مگر جمہور مفسرین کے نزدیک سبب نزول اس سورہ پاک کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کچھ روز انقطاع وحی ہوگیا تھی کفار نے خوش ہوتا اور کہنا شروع کیا اَنَّ مُحَمَّدًا وَدَّعَہٗ رَبُّہٗ وَقَلَاہُ۔ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا۔ اور دشمن پکڑا۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ نے یہ سورت نازل فرما کر ان کے اس قول کا جواب دیا۔ اور حضور پر سے رفع الزام فرمایا۔ لیکن سبب انقطاع وحی میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سبب انقطاع وحی یا تو زجر و منع سائل تھا یا یہ تھا کہ حضور کے تحت خیمہ کتے کا بچہ آگیا تھا۔ اس کے باعث جبرائیل وحی لے کر نہ آسکے جب وہ کتے کا بچہ وہاں سے علیحدہ کیا گیا۔ اور وہ جگہ پاک وصاف کی گئی۔ تو جبرئیل آئے حضور نے سبب نہ آنے کا دریافت کیا۔ عرض کی اَمَا عَلِمْتَ اَنَّا لَا نَدْخُلُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ

وَلَا صُوْرَۃٌ ہم کتے اور تصویر دار گھر میں نہیں آتے۔ بعض کہتے ہیں کہ سبب انقطاع یہ تھا ایک جماعت یہود نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اگر آپ ہمیں روح اور ذی القرنین اور اصحاب کہف کے حال سے ٹھیک ٹھیک خبر دیں گے تو ہم آپ کو سچا نبی جانیں گے۔ اور آپ کی تصدیق کریں گے۔ حضور نے بغیر انشاء اللہ کہے ان سے فرما دیا کہ میں کل تمہیں اس کا جواب دوں گا۔ اور وحی کے انتظار میں رہے۔ مگر نہ آئی۔ جب تو کفار نے نہایت خوش ہو کر کہا اِنَّ مُحَمَّدًا وَّدَّعَہٗ رَبُّہٗ وَقَلَاہُ۔ بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کے رب نے چھوڑ دیا۔ اور دشمن پکڑا۔ حضور کو ان کے اس کہنے اور طعنہ دینے اور وحی نہ آنے سے نہایت صدمہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے محبوب کی دلجوئی کے لئے وحی نازل فرمائی قصہ ذی القرنین و اصحاب کہف سے آگاہ فرما کر ان دشمنانِ دین و ایمان کی ساری آرزو خاک میں ملائی۔ اور ان طعنہ زنوں بدگویوں کا حضور کی جانب سے اس طرح جواب عطا فرمایا کہ وَالضُّحٰی ۝ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝ اے محبوب قسم تمہارے رخ انور کی اور قسم ہے تمہاری زلفِ عنبر کی جب کہ وہ تمہارے چاند سے رخساروں پر بکھر آئے مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی (نہ تمہیں تمہارے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن بنایا) یہ اشقیا جھوٹ بولتے ہیں اور حسد و عناد سے تم پر بہتان جوڑتے اور جلے دل کے پھپولے پھوڑتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ تیرے رب کی تم پر بڑی مہر ہے اور تمہارے حال پر ہر وقت نظر لطف و کرم ہے وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی اور ہر پچھلی گھڑی پہلی گھڑی سے تیرے واسطے بہتر ہے اور تیرے کمالات کو یوماً فیوماً ترقی ہے یا آخرت تیرے واسطے دنیا سے بہتر ہے وہاں جو نعمتیں تمہیں عطا ہوں گی۔ اور جو رحمتیں تجھ پر نازل ہونگی وہ نہ آنکھوں نے دیکھیں اور نہ کانوں نے سنیں اور کسی بشر یا ملک کے خطرے میں گزریں جن کا اجمال یہ ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی۔ عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دے گا۔ کہ تو راضی ہو جائے گا) اور ہر دوست دشمن پر اس روز کھل جائیگا کہ بارگاہِ الٰہی میں تیرے برابر کوئی پیارا محبوب اور عزت و وجاہت والا نہ تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم علما فرماتے ہیں کہ یہ سورہ پاک بچند وجوہ تعظیم و تکریم و تنویہ قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متضمن ہے اول تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب

قسم یاد فرمائی کہ وَالضُّحٰی وَاللَّیۡلِ اِذَا سَجٰی۔ قسم ہے وقت چاشت (پہر دن چڑھے کی) کہ وقت ارتفاع و امنات شمس ہے اور قسم ہے رات کی جب کہ وہ اندھیری ڈالے اور تمام اشیائے عالم کو اپنی تاریکی میں چھپا دے۔ نکتہ اللہ تعالےٰ نے قسم کے واسطے وقتِ چاشت ہی کو اختیار کیا۔ اور اس کی قسم یاد فرمائی۔ اس کے علاوہ کسی اور وقت کی قسم یاد نہ فرمائی۔ کہ وہ مخصوص بخصوصیات متعددہ تھا مثلاً طلب معاش و کسب و تحصیل علم اکثر اسی وقت ہوا کرتی ہے۔ دوسرے یہ وقت نماز فریضہ سے خالی اور عبادت نافلہ کے لئے فارغ ہے تیسرے اس وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ چوتھے۔ ساحرانِ فرعون اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر ایمان لائے۔ اور پروردگار عالم کو سجدہ کیا۔ پانچویں۔ نماز چاشت اسی وقت پڑھی جاتی ہے۔ جس کی فضیلت احادیث میں بہت آتی ہے۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ضحی" سے مراد روز ولادت اور "لیل" سے شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو یہ معنیٰ ہوئے کہ قسم ہے روز ولادت اور قسم ہے شب معراج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کشف الاسرار تحریر فرماتے ہیں کہ وَالضُّحٰی وَاللَّیۡلِ اِذَا سَجٰی۔ میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی روشنی اور موئے معنبر کی سیاہی کی طرف اشارہ ہے یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی قسم جو مثل وقتِ چاشت روشن درخشاں ہے اور گیسوئے معنبر کی قسم جو مثل رات کے ہیں ؎

والضحیٰ رمزی زروئے ہمچو ماہ مصطفےٰ است	معنے واللیل گیسوئے سیاہ مصطفےٰ است

اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا اور حضور کے سوا کسی کو حاصل نہ ہوا۔ شفا شریف میں ہے وَھٰذَا مِنۡ اَعۡظَمِ دَرَجَاتِ الۡمَبَرَّۃِ اور یہ حضور کے لئے قسم کھانا بہت بڑے مراتب سے ہے دوسرے جو مہر و محبت اور نظر شفقت و رحمت خداوند عالم کی اس جان عالم پر تھی ظاہر فرمائی گئی کہ ان اشقیا کو اپنے پیارے محبوب کی جانب سے قسم کھا کر جواب دیا۔ اور انہیں لب جان بخش ہلانے بھی نہ دیا کہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی۔ نہ تمہیں تمہارے رب نے چھوڑا جب سے کہ اختیار و برگزیدہ کیا اور نہ مبغوض

ودشمن کیا اجب سے کہ محبوب بنایا۔ یعنی انقطاع وحی اس لئے نہیں ہوا کہ تمہیں رب نے بوجہ کسی قصور یا فتور کے چھوڑ دیا ہو۔ بلکہ وہ بنا بر حکمت منقطع کی گئی۔ قریب ہے کہ وہ تم پر نازل ہو۔ یہ بے دین جھوٹ بولتے اور تجھ پر افترا و بہتان دھرتے ہیں۔ تیسرے یہ ظاہر فرمایا گیا کہ میرے حبیب کے مراتب و کمالات کو یوماً فیوماً ترقی ہے۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔ اور ہر پچھلی حالت تیرے واسطے پہلی حالت سے بہتر ہے۔ یا بلشک آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے جو نعمتیں تجھے وہاں ملیں گی۔ اور جو رحمتیں تجھ پر وہاں نازل ہوں گی۔ وہ دنیا کی چیزوں سے جو تمہیں عطا ہوئی ہیں بدرجہا بہتر ہیں لہٰذا حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اَنَا اَھْلُ الْبَیْتِ اِخْتَارَ اللّٰہُ لَنَا الْاٰخِرَۃَ عَلَی الدُّنْیَا (رواہ البغوی) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ یعنی ہم اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے دنیا پر آخرت کو اختیار فرمایا ہے چوتھے۔ انہیں نعمتوں اور رحمتوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل و عطا ہوئیں۔ مجملاً بیان فرمایا ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی۔ اور بیشک عنقریب تجھے تیرا رب دونوں جہاں میں وہ نعم کثیرہ جزیلہ اور منازل رفیعہ و مراتب جلیلہ عطا فرمائے گا کہ تو راضی و خوشنود ہو جائے گا۔ مثلاً دنیا میں تجھے چشم خلائق سے نگاہ رکھا جائے گا۔ تیرا رعب و داب خلق اللہ کے قلوب میں ڈالا جائے گا۔ کہ وہ ایک ماہ راہ سے تیرا نام سنکر دہشت کھائیں گے اور تیرے آوازے سے لرزیں اور تھرتھرائیں گے تیرے دین کو دائم و قائم رکھا جائے گا۔ تیری کتاب کو نسخ و تبدیل سے بچایا جائے گا۔ تجھے کثیر الامۃ اور بہترین امت کا سردار بنایا جائے گا۔ تمہیں فتوحات کثیرہ دی جائے گی۔ فرشتوں سے تمہاری مدد کی جائے گی۔ تم تمام عالم کے لئے رحمت اور جہاں بھر کے واسطے بشیر و نذیر بنا کر بھیجے جاؤ گے تمہارے دین کو سب کتب کا ناسخ بنایا جائے گا۔ تمہاری نافرمانی خدا کی نافرمانی اور تمہاری فرمانبرداری خدا کی فرمانبرداری ٹھہرے گی۔ تمہارے ذکر کو بلند کیا جائے گا۔ کہ جہاں ہمارا ذکر ہو۔ ہمارا نام لیا جائے وہاں تمہارا بھی ذکر ہو اور تمہارا نام بھی لیا جائے اور تمہارے سینہ کو کشادہ کیا جائے گا۔ تا کہ نور ایمان و عرفان و علوم و حکم سے معمور ہو اور محل تجلیات الٰہی

کے قابل ہو۔ اور تمہیں مرتبہ معراج عطا کیا جائے گا۔ دیدار و کلام سے مشرف فرمایا جائیگا سیر ملکوت اعلیٰ کرائی جائے گی۔ علوم اولین و آخرین تمہیں مرحمت ہوں گے۔ اور تمام جہان کے حالات تم پر منکشف ہوں گے۔ خواتیم سورہ بقرہ اور سبع مثانی تمہیں عطا ہوں گی۔ قیامت کے دن سب سے پہلے تمہیں اٹھائے جاؤ گے۔ اور براق پر سوار کر کے عرصۂ محشر میں لائے جاؤ گے۔ اور لباس فاخرہ پہنا کر عرش کے دہنی جانب کرسی جواہر نگار پر بٹھائے جاؤ گے۔ ستر ہزار فرشتے تمہارے جلو میں ہوں گے۔ عرش عظیم کا سایہ اس روز تم پر ہوگا۔ تاج حمد تمہارے فرق الور پر رکھا جائے گا۔ دست اقدس میں لوائے حمد دیا جائے گا۔ جس کے نیچے آدم سے لے کر عیسیٰ تک تمام انبیاء و مرسلین خلق اللہ اجمعین جمع ہوں گے۔ مقام محمود اور حوض مورود اور شفاعت کبریٰ تمہیں عطا ہوگا۔ آدم و اولاد آدم کا سردار تمہیں بنایا جائے گا۔ تمام انبیاء و مرسلین خلق اللہ اجمعین اس روز خوف و ہراس سے نفسی نفسی کہتے ہوں گے۔ اور تم سب کے امام و پیشوا ہو گے تمہیں سب سے پہلے حساب کے لئے بلائے جاؤ گے اور حساب و کتاب سے فارغ ہو کر پل صراط پر اپنی امت کو لے کر سب سے پہلے گزر فرماؤ گے۔ اور سب سے پہلے تمہیں در جنت کھلواؤ گے اور سجدے میں جاؤ گے اور حرف شفاعت زبان پر لاؤ گے اور سب کو بخشوا کر جنت میں لے جاؤ گے۔ تم سے پہلے جنت میں جانا منصب پیمبرانہ ہوگا۔ تمہارے سر سے پا تک ہر موئے تن سے نور کے بقعے بلند ہوں گے۔ تمہیں مفاتیح نصرت و رحمت اس روز عطا ہوں گی۔ اور تمام اولین و آخرین تمہارے دست نگر ہوں گے۔ غرض کہ تمہیں دونوں جہان میں وہ کثیر جزیل نعمتیں عطا ہوں گی۔ کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں۔ نہ کسی کان نے سنیں۔ جن کا اجمال یہ ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ عنقریب تمہیں تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ بشارت جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوں گا۔ جب تک کہ اپنی امت کے ہر شخص کو بخشوا کر جنت میں داخل نہ کرا لوں گا۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

کَیْسَ اٰیَۃٌ فِی الْقُرْاٰنِ اَرْجٰی مِنْہَا وَلَا یَرْضٰی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَنْ یَدْخُلَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِہٖ النَّارَ۔ یعنی قرآن مجید میں اس آیت سے زیادہ کوئی امید و توقع کی آیت نہیں ہے اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس امر سے کبھی راضی ہوں گے کہ ان کا کوئی امتی دوزخ میں داخل ہو۔

نماند بدوزخ کسے در گرو		کہ دارد چنیں سید پیشرو	
عطائے شفاعت چنانش دہند		کہ امت تمامی ز دوزخ دہند	

ذکرہٗ علی القاری علیہ الرحمتہ الباری ایک بار حضور نے آبدیدہ ہو کر امت عاصی کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے باوجود علیم و دانا ہونے کے جبرائیل سے فرمایا۔ میرے حبیب سے جا کر رونے کا سبب دریافت کرو۔ جبرائیل نے آکر حضور سے کا باعث استفسار کیا۔ آپ نے بیان فرمایا۔ جبریل نے بارگاہ الہٰی میں حاضر ہو کر عرض کی حکم ہوا جا۔ اور میرے محبوب سے کہہ اَنَا سَنُرْضِیْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ۔ ہم تمہیں تمہاری امت کے معاملہ میں راضی کر دیں گے۔ ناخوش نہ کریں گے۔ رواہ مسلم عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچویں۔ پھر ان احسانوں کو شمار کیا۔ جو نعم مذکورہ سے پہلے اس محبوب پر فرمائے گئے تھے۔ گویا اس طرف اشارہ کیا گیا۔ کہ ہمارے احسان اور ہماری نعمتیں اور انعام و اکرام اس تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر آج کی نہیں ہمیشہ کی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ مگر کفار کو نہیں سوجھتیں۔ جو اس پر طوفان جوڑتے ہیں۔ اور فرمایا اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی۔ کیا نہ پایا تمہیں اے محبوب یتیم بے مادر و پدر پس ٹھکانا دیا) یعنی تم بعد مرنے ماں باپ کے یتیم ہو گئے تھے۔ کوئی تمہیں پالنے و پرورش کرنے والا۔ نگاہ رحم و کرم سے دیکھنے والا۔ محبت و شفقت سے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرنے والا۔ تمہارے ناز و نخرے اٹھانے والا۔ تمہیں آرام پہنچانے والا۔ محافظت کرنے والا نہ رہا تھا۔ کہ ہم نے تمہارے دادا عبدالمطلب پھر چچا ابو طالب کے دل میں تمہاری محبت والفت پیدا کی۔ انہیں تم پر نہایت مہربان و رحیم بنایا مدارج و معارج

میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھ سال کے ہوئے۔ حضرت آمنہ آپ کو ام ایمن کے ہمراہ لے کر حضور کے والد کے اعزا سے ملانے مدینہ لے چلیں۔ اور دار نابعہ میں جو کہ مدفن پدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ ایک ماہ ٹھہریں۔ کہ حضور ایک روز اولاد مدنیاں کے ساتھ چاہ بنی عدی میں سیاحت فرما رہے تھے۔ اور مہر نبوت حضور کے دونوں شانوں کے درمیان مثل آفتاب روشن تھی۔ کہ ایک طائفہ یہود وہاں سے گزرا۔ اور ایک نے ان میں حضور کو دیکھ کر پہچانا۔ اور ہمراہیوں سے کہا۔ کہ یہ نبی آخرالزمان ہیں۔ ام ایمن نے یہ سن کر آمنہ سے کہا۔ اور وہاں سے مکہ کو چلنے کا ارادہ کیا۔ راہ میں جب منزل ابوار میں پہنچیں۔ تو بیمار ہوگئیں۔ حضور ان کے سرہانے بیٹھے۔ کہ ناگاہ انہیں غش آگیا۔ جب افاقہ ہوا تو حضور کے چہرۂ انور کی طرف نظر کر کے کچھ اشعار پڑھے۔ اور کہا ہر زندہ مرے گا۔ اور ہر نیا پرانا ہوگا۔ اگر میں مر بھی جاؤں گی۔ تو کوئی افسوس نہیں کہ میں نے ایسا فرزند ارجمند نیک سیرت پاکیزہ خصلت چھوڑا ہے۔ جس سے میرا نام ہمیشہ جاری رہے گا۔ یہ کہہ کر انتقال کیا۔ اور اسی جگہ دفن کی گئیں۔ بعد موت آمنہ اللہ تعالےٰ نے حضور کے دادا کے دل میں حضور کی اس قدر محبت وعظمت پیدا فرمائی کہ انہیں وہ تمام اولاد سے زیادہ محبوب وپیارا اور معظم ومکرم رکھتے اور بے غایت حضور کی عزو پرداخت اور تعظیم وتکریم کرتے۔ ہر طرح کے آرام کا سامان مہیا رکھتے۔ کبھی کسی بات کی تکلیف نہ ہونے دیتے ہر وقت حضور کی حفاظت ونگہداشت میں مصروف رہتے۔ بغیر حضور کھانا نہ کھاتے۔ خلوت وجلوت میں ہر وقت حضور ان کے پاس رہتے۔ اور جس وقت چاہتے بلا اجازت ان کے پاس آتے۔ اور ان کے مسند پر جلوہ فرما ہوتے۔ اگر کوئی خاص آدمی بجہت ادب حضور کو مسند پر بیٹھنے سے منع کرتا۔ تو عبدالمطلب اس سے کہتے کہ میرے دل بند کو میری مسند پر بیٹھنے سے منع نہ کرو۔ کہ وہ اپنے نفس میں فضل وشرف احساس کرتا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ ایسے مرتبہ کو پہنچے گا۔ کہ کوئی عرب میں نہ پہنچا ہوگا۔ سوتے میں عبدالمطلب کو سوائے حضور کوئی نہ جگا سکتا۔ اور نہ خلوت میں سوائے حضور کوئی جا سکتا۔ ہمیشہ وہ ام ایمن کو حضور کی محافظت وحضانت کی تاکید کرتے رہتے۔ اور کہتے کہ اسے ہر وقت آرام سے

رکھو۔ کوئی تکلیف نہ دو۔ جب ان کی عمر ایک سو بیس اور بروایت ایک سو چالیس برس کی ہوئی ضعیفی نے گھیرا۔ بینائی نے ساتھ چھوڑا۔ پیام اجل آ پہنچا۔ تو اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا۔ کہ مجھے سوائے اس فرزند کے کسی کی فکر نہیں۔ اور نہ کسی بات کا غم ہے۔ نہ معلوم میرے بعد اس بے مادر و پدر کیا گزرے گی۔ کہ نہ اس کا کوئی محافظ و نگہبان ہے۔ نہ کوئی مربی و کفیل ہے میں اُسے جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اس کی حفاظت و تربیت میں بے حد کوشش کرتا تھا۔ ہر طرح اسے آرام دیتا۔ اور اس کی دلجوئی کرتا تھا۔ مگر افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی۔ اب میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ تم میں سے اس کی پرورش کا کوئی عہد کرلے اور اس کی حفاظت و تربیت کما ینبغی اپنے ذمہ لے اور بے غایت اس کی محافظت و نگہبانی کرے۔ یہ سن کر ابولہب اٹھا۔ اور باادب عرض کی۔ کہ اے رئیس عرب خدا تمہاری عمر میں برکت دے اور تمہاری مرادیں پوری کرے۔ اور تمہیں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا زمانہ رشد و ہدایت دکھائے ہم سب ان کی خدمت کے واسطے موجود ہیں۔ آپ کیوں غم کرتے ہیں۔ ہم میں سے جسے چاہیں۔ اس کے سپرد فرمائیں۔ اور اگر مناسب ہو تو مجھی کو عطا فرمائیں۔ کہ میں اس کی پرورش بدل و جان کروں گا۔ عبدالمطلب نے کہا۔ اگرچہ تو مالدار ہے اور قابل پرورش ہے۔ مگر نہایت سفاک و بیرحم ہے۔ اور یتیم خستہ دل ہوتے ہیں۔ ادنیٰ دل آزاری کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ لہٰذا تیرے پاس ان کا رہنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سن کر سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے۔ اور زمین ادب کو چوم کر اس دولت گرانمایہ کے خواستگار ہوئے۔ عبدالمطلب ایک تو تم بے اولاد ہو اور بے اولاد دوسرے کی اولاد کی قدر نہیں کرتا۔ اور پرورش کی قابلیت نہیں رکھتا۔ دوسرے تم مرد سپاہی و شکاری ہو۔ شاید کسی روز اپنی ورزش و شکار میں مشغول ہو کر اس سے غافل ہو جاؤ۔ اور کوئی اس کے دشمنوں کو گزند پہنچائے۔ بعد ازاں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھ کر آداب بجا لائے۔ اور اس دریتیم کے جویاں ہوئے۔ عبدالمطلب نے کہا۔ تم کثیر العیال ہو۔ دوسرے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اپنوں کو عزیز رکھتا ہے۔ غیر پر ترجیح دیتا ہے۔ پھر ابوطالب نے کھڑے ہو کر آداب عرض کیا۔ اور کہا اے سردار عرب مجھے اس نعمت عظمیٰ و دولتِ کبریٰ کے حاصل کرنے کی بڑی آرزو تھی۔ مگر بوجہ ادب برادران

سے پہلے عرض نہ کر سکا۔ اگر حضور کو مناسب معلوم ہو۔ تو مجھے عطا فرمائیں۔ اگرچہ غریب ہوں مگر اپنی جان کی برابر اس لوز نظر کو رکھوں گا۔ عبد المطلب نے سب اولاد میں انہیں لائق پرورش حضور سمجھ کر سپرد کیا۔ اور حضور کی حفاظت وحضانت اور دلجوئی و آرام رسانی کی نہایت تاکید فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ جب سب حضور کے خواستگار ہوئے۔ تو عبد المطلب نے حضور ہی پر اس مہم کو رکھا۔ اور کہا کہ اب ہم تم سے جدا ہوتے اور داغِ جدائی دل پر سہتے ہیں۔ تم ہمارے سامنے اپنے چچاؤں میں سے جس کے پاس رہنا پسند کرو اس کے پاس چلے جاؤ۔ حضور یہ سن کر زانوئے ابو طالب پر جا بیٹھے۔ اور ان کے گلے لگ گئے۔ تو عبد المطلب نے حمد الٰہی بجا لا کر کہا۔ جو مجھے پسند تھا وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہوا۔ پھر ابو طالب سے کہا۔ کہ اے ابو طالب اس فرزند نے نہ تو باپ کی بو سونگھی اور نہ شفقتِ مادر دیکھی ہے۔ تمہیں اسے جان و دل سے عزیز رکھنا چاہیئے اور جس طرح تجھے اس نے سب پر ترجیح دی۔ اور اچھا سمجھا اسی طرح تو بھی اپنے تمام اہل و عیال پر اُسے ترجیح دے اور اچھا سمجھ اور اس کی حفاظت و نگہداشت بہت کرنا۔ پیار و محبت بے حد رکھنا۔ اور ہمیشہ اس کی دلجوئی کرنا اور اس کی تربیت اچھی طرح کرنا۔ اگر ان کی بعثت کا زمانہ پاؤ۔ تو حتی الامکان ان کی پیروی کرنا۔ اور مدد و اعانت کرنا۔ قریب ہے کہ وہ سید قوم بلکہ سید اولادِ آدم بلکہ سید عالم ہوگا بعد ازاں کہا کہ میری وصیت تم نے قبول کی۔ کہا ہاں۔ خدا گواہ ہے اور میرے دل کے حالات سے آگاہ ہے۔ پھر عبد المطلب نے ابو طالب کا ہاتھ ہاتھ میں پکڑ کر کہا۔ کہ اب مجھ پر موت آسان ہوئی۔ پھر حضور کو آغوش محبت میں لے کر دستِ الفت سے چہرۂ اقدس صاف کیا۔ اور فرقِ انور پر بوسہ دیا۔ اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تجھ سا فرزند خوش رُو خوش بو نہ پیدا ہوا اور نہ ہوگا۔ بعد کچھ روز کے انتقال کیا۔ ام ایمن سے منقول ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزِ وفات عبد المطلب کے جنازے کے پیچھے روتے جاتے تھے۔ پھر بعد وفات عبد المطلب ابو طالب موافق وصیت عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پرورش کرتے۔ اپنے اہل و عیال و جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتے۔ بے غایت حفاظت و نگہداشت کرتے۔ شب کو اپنے پاس سلاتے۔ ہر جگہ اپنے ہمراہ رکھتے۔ ذرا دیر کو جدا نہ ہونے

دیتے۔ بغیر حضور کھانا نہ کھاتے۔ اور جب کھاتے ایک برتن میں دونوں کھاتے۔ اور جس کھانیکو حضور نہ کھاتے اسے وہ بھی نہ کھاتے۔ حتی کہ ان کے اہل وعیال بھی بغیر کھائے حضور کے کھانا کھاتے۔ انتظار میں رہتے جب حضور کھا لیتے۔ تو وہ سب کھاتے۔ کہ کھانے میں دست اقدس پڑ جانے سے برکت ہو جاتی تھی۔ اور وہ لوگ بعد کو خوب سیر ہو کر کھا لیتے تھے ورنہ بھوکے رہتے تھے۔ ہمیشہ ابو طالب حضور کو سفر میں اپنے ساتھ رکھتے گھر پر نہ چھوڑتے اور طرح طرح کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں اشعار کہتے۔ منجملہ انکے یہ شعر ہے

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِیُجِلَّهٗ	فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

جس کی تضمین حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَ عَبْدَهٗ	بِاٰیَاتِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلٰی وَاَمْجَدُ
وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِیُجِلَّهٗ	فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

غرضکہ بعد عبد المطلب ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان ومال اہل وعیال سے زیادہ عزیز رکھا۔ اور ہر طرح کی حفاظت ومدد واعانت وتعظیم وتکریم ودلجوئی وآرام دہی اپنی زندگی بھر بتوفیق الٰہی کی جس کو اللہ تعالیٰ اس آیت میں ذکر فرماتا ہے۔ کہ ہم نے تمہیں بعد مادر پدر آغوش عبد المطلب وکنار عاطفت ابو طالب میں ٹھکانا دیا۔ اور پرورش کرایا۔ یا یہ معنی ہیں کہ کیا نہ پایا ہم نے تمہیں اے محبوب بے مادر وپدر بغیر مونس و مددگار۔ پس اپنی حفاظت ونگہبانی اور ظل حمایت وعاطفت میں رکھا۔ اور اپنے ماسوا سے مستغنی کیا۔ تنبیہہ۔ یہ آخر معنی روایت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناسب ہیں کہ ان سے حالت صغر میں حضور کے سر سے سایہ مادر وپدر اٹھا لینے کی حکمت دریافت کی گئی۔ فرمایا تاکہ مخلوق کا کوئی حق واحسان حضور پر نہ ہو۔ اور اللہ کے سوا کسی سے تعلق نہ رہے۔ ذکرہ علی القاری علیہ الرحمۃ الباری۔ یا یہ معنی ہیں۔ کہ کیا نہ پایا ہم نے تمہیں در یتیم یکتا و بے مثل وبے نظیر پس اپنے یہاں ٹھکانا۔ اور اپنے لئے اختیار کیا۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی ہ اور پایا تمہیں راہ سے بھٹکا ہوا۔ پس ہدایت فرمائی راہ دکھائی۔ چونکہ ظاہر میں آیت کے معنے مشتبہ معلوم ہوتے تھے کہ انبیا علیہم السلام قطعاً یقیناً معصوم ہیں۔ پھر ان کی طرف ضلالت کو

منسوب کرنے کے کیا معنی بلکہ حقیقت میں معنی پاک و صاف تھے۔ لہذا علمائے کرام نے اس کے چند معنی بیان فرماکر رفع اشتباہ کیا۔ منجملہ ان کے ایک تو یہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد بلوغ قبل بعثت بت پرستی و رسوم جاہلیت کو مذموم و معیوب لور ہیچ سمجھتے تھے ہمیشہ حق کی تلاش میں رہتے تھے۔ کہ پیران کہن سال سے سنا کہ دین ابراہیمی حق تھا۔ پس آپ اس پر مائل ہوئے۔ لیکن چونکہ قواعد ملت ابراہیمی کسی کو یاد نہ رہے تھے۔ اور نہ کوئی کتاب اس ملت دین کی گئی تھی۔ لہذا حضور اس کی تلاش میں ادھر ادھر پھرتے اور جو احکام دین ابراہیم علیہ السلام کے کسی پرانے شخص کی زبانی معلوم ہوتے۔ ان پر عمل کرتے کہ اللہ تعالٰی نے حضور پر وحی نازل فرمائی۔ ملت حنفی کی راہ دکھائی اور اس آیۂ کریمہ میں اسی کی جانب اشارہ فرمایا۔ کہ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۔ اور پایا تمہیں دین حق کے لئے وارفتہ۔ پس رہنمائی کی۔ اور اس کی طرف پہنچا دیا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلیمہ سعدیہ بعد دودھ چھڑانے کے عبدالمطلب کو سونپنے چلیں۔ راہ میں قریب مکہ حضور کو ایک جا بٹھا کر قضائے حاجت کو گئیں۔ واپس آکر نہ پایا۔ نہایت شور و واویلا مچایا۔ ان کی یہ اضطرابی و بیقراری ایک بڈھے نے دیکھ کر حال پوچھا۔ کہا میرا بچہ گم ہوگیا ہے۔ اس کے لئے میں بیقرار ہوں۔ اس نے کہا بیقرار نہ ہو یہاں خداوند ہبل رہتے ہیں۔ ان سے جاکر کہہ دو۔ تیرے بچہ کا پتہ نشان بتادیں گے اور چل میں بھی تیری سفارش ان سے کردوں گا۔ پس وہ بڈھا حلیمہ کو لے کر ہبل کے سامنے آیا۔ اور سجدہ کرکے نہایت عاجزی سے گڑگڑایا اور کہا کہ اس عورت کا بچہ یہاں گم ہوگیا ہے حضور اس کے حال پر مہربانی فرماکر پتہ نشان سے آگاہ فرمائیں۔ کہ ناگاہ وہ بت اور اس کے ہمراہ جتنے بت تھے سب اوندھے منہ گر پڑے اور ہبل نے نہایت چیخ کر کہا کہ اے بڈھے بدعقل تو کس کا نام ہمارے سامنے لیتا ہے ارے اسی بچے کے ہاتھ میں تو ہماری ہلاکی ہے وہ ہرگز گم ہونے اور راہ بھولنے والا نہیں ہے۔ اس کا خدا محافظ و نگہبان ہے۔ اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ یہاں حضور کو جبرئیل بحکم رب جلیل باحفاظت تمام عبدالمطلب کے پاس پہنچا گئے۔ جب حلیمہ مایوس ہوکر عبدالمطلب کو آگاہ کرنے آئیں تو حضور کو ان کے پاس رونق افروز پایا۔ بہت خوش ہوئیں

پس اسی کی جانب اللہ تعالےٰ اس آیت میں ارشاد فرما رہا ہے۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى
اور پایا تمہیں بیابان مکہ میں راہ بھولا ہوا۔ پس راہ دکھلائی اور تمہارے دادا پاس پہنچایا۔
تفسیر یہ معنی ہیں کہ ایام طفولیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوہستان میں
راہ گم کی تھی۔ حیران و پریشان تلاش راہ میں پھرتے تھے۔ کہ ابولہب اونٹنی پر سوار ادھر جا نکلا
اور حضور کو حیران و پریشان راہ بھٹکا دیکھ کر اپنی اونٹنی پر بٹھا کر عبدالمطلب کے پاس لایا۔
اور کہا میں نہیں جانتا کہ اس تمہارے لڑکے سے مجھے کیا ضرر پہنچے گا۔ عبدالمطلب نے کہا کیا
ہوا۔ کہا کہ میں نے اسے فلاں پہاڑ کے درہ میں راہ بھولا دیکھ کر اپنے پیچھے اونٹنی پر سوار کر کے
چلنے کا قصد کیا۔ تو اونٹنی ہرگز نہ چلی۔ بلیٹھے سے نہ اٹھی۔ مجبور ہو کر آگے بٹھایا۔ تو اونٹنی اٹھ کر چلی۔
پس اس قصہ کو اللہ تعالےٰ آیۂ مذکورہ میں ذکر فرماتا ہے۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى۔ اور پایا
تمہیں کوہستان مکہ میں حیران و ششدر راہ بھولا ہوا۔ پس راہ دکھائی۔ اور تمہیں تمہارے
دشمن ابولہب کے ہاتھ عبدالمطلب کے پاس بخیر و خوبی پہنچایا۔ تنبیہ۔ ان دونوں تاویلوں
کی ایک روایت مرفوعہ بھی تائید کرتی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں حالت
صغرا میں اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس سے گم ہو گیا تھا۔ اور قریب تھا کہ بھوک سے ہلاک
ہو جاؤں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے راہ دکھائی۔ ذکرہ امام الرازی کذا فی المواہب و
المدارج۔ انتباہ یہ قصہ اخیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے بہت مشابہت رکھتا
ہے کہ جس طرح موسےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے دشمن کے ہاتھوں پرورش کرایا۔ اسی طرح
حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کے ہاتھ عبدالمطلب کے پاس پہنچایا۔ چوتھے
سعید ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مراد اس سے قصہ ابلیس ہے کہ ایک بار
حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوطالب کے ساتھ قافلہ بسسرہ غلام خدیجہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں سفر کو تشریف لے گئے تھے کہ رات ہو گئی۔ ابلیس نے اندھیری میں
حضور کے ناقہ کی مہار پکڑ کر راہ راست سے دوسری راہ پر ڈال دیا۔ پس حضور قافلہ والوں
سے علیحدہ ہو گئے کہ جبرئیل آئے۔ شیطان چیخ کر بھاگا۔ اور جبرائیل نے حضور کو راہ
راست بتا کر قافلہ سے ملایا۔ پس اس قصہ کو اللہ تعالیٰ اس آیت میں یاد دلاتا ہے۔ اور

اور فرماتا ہے کہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ہ اور پایا تجھے قافلہ میسرہ سے بھٹکا ہوا۔ پس ہدایت فرمائی راہ دکھائی۔ اور قافلہ سے ملایا۔ پانچویں یہ کہ ضلالت کے معنے یہاں غمر و غلبہ کے ہیں۔ اہل عرب جب دودھ میں پانی زیادہ مل جاتا ہے اور غالب ہو جاتا ہے۔ تو کہتے ہیں ضل الماء فی اللبن۔ اسی طرح چونکہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس وقت کفار میں مغمور و مغلوب تھے۔ لہذا اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى۔ اور پایا تجھے کفار مکہ میں مغمور و مغلوب پس قوت دی تجھے اور سب پر ظاہر و غالب فرمایا۔ چھٹے جو درخت بیابان میں تنہا و اکیلا ہوتا ہے اسے اہل عرب اپنے محاورے میں ضالہ کہتے ہیں۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تنہا و یگانہ تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى۔ اور پایا تنہا و یگانہ مثل اس درخت کے کہ جنگل میں اکیلا ہو۔ پس میوہ توحید و ایمان سے تجھے بار آور کیا اور تیری جانب خلق اللہ کو راہ دکھائی۔ اور وہ سب تجھ سے بہرہ ور ہوئے۔ ساتویں۔ قوم پر جو احسان ہوتے ہیں۔ وہ کبھی سردار قوم کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایسا ہی کیا اور فرمایا۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى۔ اور پایا تیری قوم کو گمراہ۔ پس ہدایت کی انھیں۔ آٹھویں۔ کبھی ضلالت بمعنی محبت بولا کرتے ہیں۔ پس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ پایا تمہیں اپنی محبت و طلب میں سرگردان پس راہ دکھائی تمہیں اپنی جانب جیسا کہ آیۂ وَاِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ اور لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ میں ضلالت سے مراد ہے۔ کذا روی عن عطا۔ نویں یہ معنے ہیں کہ پایا تجھے قرآن عظیم کے سیکھنے اور بیان کرنے متحیر پس تمہیں اس کے بیان کرنے کی ہدایت فرمائی کذا روی عن جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ دسویں یہ معنے ہیں کہ پایا تمہیں معالم نبوت و احکام شریعت سے انجان پس ہدایت کی۔ گیارھویں یہ معنے ہیں کہ پایا تمہیں بعض امور میں سہو و نسیان کرتے۔ پس ہدایت کی یہ توجیہہ ان کے نزدیک ہے۔ جو طریاں سہو و نسیاں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز رکھتے ہیں۔ بہر حال معنی آیت پاک و صاف ہیں حقیقت میں اس پر کسی قسم کا شبہ و شک دار د نہیں۔ کہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن عظیم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے نفی ضلالت فرما رہا ہے کہ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ اور باتفاق آئمہ اہل سنت وعلمائے ملت انشار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توحید و ایمان اور عصمت پر رہے اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسوم بضلالت نہ ہوئے۔ نہ قبل نبوت اسی طرح باقی انبیائے کرام علیہم السلام اور کسی اہل خبر نے نقل نہ کیا کہ کوئی انبیاء علیہم السلام میں سے بکفر واشتراک وفسق وضلالت موصوف ومعروف ہوا ہو ہاں اختلاف اس میں ہے کہ عقلاً بھی جائز ہے یا نہیں۔ معتزلہ جائز نہیں مانتے ہیں۔ اہل سنت جائز مانتے ہیں اور کہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک کو کوچۂ ضلالت وگمراہی سے نکال کر راہ ہدایت دکھائے۔ اور مرتبۂ نبوت پر پہنچائے لیکن نقل ودلیل سمعی اس پر قائم ہے کہ یہ جواز وقوع میں نہیں آیا۔ اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے خدا کی ذات وصفات میں جہل اور تشکک اور کفر ومعاصی اور موجبات نقص ونفرت سے معصوم ہیں۔ اور بعد ازاں کبائر وصغائر سہو ونسیاں غلط وغلطت جد وہزل اور جو کچھ کہ تشریح ملت وتبلیغ امت سے تعلق رکھتا ہے اور حق تعالیٰ کو غیر مرضی ہے معصوم ہیں۔ خصوصاً حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ عصمت آپ کی سب سے اتم واکمل اور مرتبہ حضور کا ارفع واعلیٰ ہے۔ کسی عیب ونقصان کو دامن رحمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کی مجال وگنجائش نہیں ہے۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى۔ اور پایا تمہیں فقیر وعیالدار پس غنی ومالدار کیا۔ بیان اس نعمت الٰہی کا یہ ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا عبد المطلب پھر چچا ابو طالب کے مال سے مستغنی وبے پرواہ رہا کرتے جب وہ مرے تو پچیس برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب کو حضور کی طرف مائل کیا۔ اور اس قدر محبت والفت ان کے قلب میں القا فرمائی کہ انہوں نے حضور سے نکاح فرما کر تمام مال واسباب اپنا حضور کے پیش کش کیا۔ اور رؤسائے قریش کو جمع کر کے کہا کہ یہ سب مال میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے حضور جو چاہیں کریں مالک ومختار ہیں علمائے سیر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام زنان عرب میں نہایت حسین وجمیل عقل وشعور میں بے نظیر نجابت وشرافت میں بے مثل ملک ومال

میں یکتا لکھی پڑھی تھیں۔ اکثر صاحب ثروت وجاہ ان سے نکاح کرنا چاہتے۔ مگر وہ کسی کو منظور نہ کرتی تھیں۔ ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ چاند آسمان سے میری گود میں لٹتا ہے جس کے انوار و ضیا سے تمام عالم روشن و منور ہو گیا ہے بیدار ہو کر تعبیر پوچھنے کو بحیرا کے پاس آدمی بھیجا۔ بحیرا خواب سن کر کہا۔ تعبیر اس کی یہ ہے کہ عنقریب پیغمبر آخر الزمان پیدا ہو کر تجھے اپنے عقد میں لائیں گے۔ اور تیرے گھر میں ان پر وحی نازل ہو گی۔ تمام عالم ان سے روشن و منور ہو جائیگا۔ اور عورتوں میں سب پہلے تو ان پر ایمان لائے گی۔ اور پیغمبر ہاشمی تیرے قبیلے سے ہوں گے۔ خدیجہ یہ سن کر نہایت خوش ہوئیں۔ اور اور حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا انتظار کرنے لگیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس برس کی ہوئی۔ ابو طالب کو تنگدستی گھیرا اور زر گار وحصول مال کی فکر میں مبتلا ہو گئے۔ لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ خدیجہ کو ایسے آدمی دیانت وامانت دار کی ضرورت ہے۔ جو اس کے مال سے مضاربۃً تجارت کرے اور غبن و غارت نہ کرے۔ ابو طالب نے سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ کہ تم خدیجہ سے درخواست کرو۔ شاید وہ تمہیں کچھ مال مضاربۃً دے دیں۔ جس کے ذریعہ سے یہ تنگدستی دور ہو۔ حضور راضی ہوئے۔ اور اس کا تذکرہ لوگوں میں کیا۔ شدہ شدہ یہ خبر خدیجہ کے کان تک بھی پہنچی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مضاربۃً تجارت پر آمادہ ہیں۔ خدیجہ نے بہت غنیمت جانا اور فوراً ایک آدمی حضور کے بلانے کو بھیجا۔ دوسری روایت میں ہے کہ عاتکہ بنت عبد المطلب نے جا کر خدیجہ سے کہا کہ میرا بھتیجا محمد عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجارت کرنا چاہتا ہے اور تم لوگوں کو مال دے مضاربۃً تجارت کے واسطے بھیجا کرتی ہو۔ اگر اسے بھی کچھ تجارت کے واسطے دے دو۔ تو ہماری قوم پر بڑا احسان ہو اور وہ کام بھی نہایت دیانت و امانت سے کرنے والے ہیں۔ کہ تمام عرب میں محمد امین مشہور ہیں۔ خدیجہ نام نامی سنتے ہی بشاش ہو گئیں اور بولیں کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ و فضائل حمیدہ سے واقف ہوں۔ تمہیں بیان کی حاجت نہیں۔ اگر وہ تجارت کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں انہیں سب سے زیادہ مال تجارت کے لئے دوں گی۔ مگر یہ کہ تم انہیں میرے پاس

بلاؤ تاکہ میں دیکھ لوں کہ ان میں سفر کی سختیاں اٹھانے کی طاقت تعہد قافلہ و محافظت اموال اور تجارت کے نشیب و فراز سمجھنے کی لیاقت بھی ہے یا نہیں۔ مگر مقصود خدیجہ کا اس بلانے سے نظارۂ جمال جہاں آرار اور علامات نبوت دیکھنا تھا۔ الغرض ادھر تو عاتکہ یا دہ آدمی حضور کو لینے آیا۔ ادھر خدیجہ آراستہ و پیراستہ ہو کر مسند جلالت پر چلمن کی آڑ میں کتاب مقدس لے کر حضور کے انتظار میں بیٹھیں۔ اور ایک مسند بے بہا حضور کے واسطے آراستہ کر کے خدام کو حکم کیا۔ کہ اس سرور دو عالم کو اس پر رونق افروز کرنا۔ جب حضور تشریف فرما ہوئے تو نہایت اعزاز و اکرام کیساتھ مسند پر بٹھایا۔ اور موافق اپنے حال کے تعظیم و توقیر بجا لائیں۔ بعد ازاں علامات و نشانیاں نبی آخر الزماں حضور کے چہرہ اقدس میں دیکھنے لگیں۔ جب کل نشانیاں بموجب انجیل شریف پائیں دل میں کہا آج مراد دلی برآئی اور خواب کی تعبیر ملی۔ مگر چندے صبر کرنا اور راز کو پنہاں رکھنا چاہیئے پھر نہایت شاداں و فرحاں معاملات تجارت طے کئے۔ اور فوراً اسباب تجارت تیار کرا کر میسرہ غلام کے ہمراہ با مال و اسباب کثیر ملک شام کی طرف تجارت کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور غلام سے نہایت تاکید سے کہا کہ بلا اجازت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام نہ کرنا۔ اور کسی بات کی تکلیف نہ دینا۔ ہر طرح کے آرام کے سامان مہیا رکھنا اور با حفاظت تمام سالم و غانم واپس لانا۔ الغرض جب قافلہ روانہ ہوا۔ چاروں طرف سے لوگ برائے نظارہ دوڑے آئے۔ دوست احباب عزیز و اقارب ملنے اور رخصت کرنے آئے۔ حضور نے سب کو رفق و محبت کے ساتھ ملاقات فرما کر رخصت کیا اور قافلہ کو کوچ کا حکم فرمایا۔ میسرہ نے کچھ دور جا کر حضور کو لباس فاخرہ پہنایا۔ عمدہ اونٹ پر سوار کر کے قافلہ کے آگے کیا۔ مہار شتر خود تھامی۔ کہ عقبہ و شیبہ پسران ابو جہل نے جو قافلہ کے ہمراہ تھے میسرہ سے کہا کہ اس لڑکے کو برا لباس پہناؤ۔ سخت کام لو تاکہ آرام بھولے۔ سختی و پریشانی اٹھانے کی عادت پڑے۔ میسرہ نے جواب دیا کہ میں تمہارا غلام نہیں ہوں۔ جو حکم مانوں۔ بلکہ میں اور یہ مال خدیجہ کا ہے۔ جیسا حکم انہوں نے فرمایا ہے اس کے موافق کروں گا۔ تمہاری ایک نہ سنوں گا۔ روایت ہے اس قافلہ میں میسرہ کے علاوہ حضرت خزیمہ کو بھی

خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔ وہ ہمیشہ حضور سے محبت و شفقت سے پیش آیا کرتے اور حضور کی محافظت و نگہبانی کرتے۔ کسی وقت جدا نہ ہوتے۔ ہر طرح کا آرام پہنچاتے تکالیف سے بچاتے۔ اور جا بجا طرح طرح کے خوارق عادات حضور سے مشاہدہ فرماتے۔ چنانچہ ایک منزل پر قافلہ کے دو اونٹ ماندے ہو گئے۔ چلنے کے لائق نہ رہے۔ میسرہ نے حضور کو اطلاع پہنچائی۔ حضور نے تشریف فرما کر دست مبارک ان پر پھیر کر دعا فرمائی۔ فوراً وہ چنگے ہو کر سب اونٹوں سے آگے چلنے لگے۔ جب بصرہ میں پہنچے۔ عبادت خانہ نسطورا راہب کے قریب ایک درخت خشک کے نیچے رونق افروز ہوئے۔ فوراً وہ درخت سرسبز و شاداب اور بار آور ہو گیا۔ اور حوالی درخت میں بھی سبزہ لہلہانے لگا۔ نسطورا نے جو یہ حال مشاہدہ کیا بولا اس درخت کے نیچے کوئی نبی آکر بیٹھا ہے اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی تمہیں لات و عزیٰ کی قسم اپنا نام بتاؤ حضور نے فرمایا ثکلتك امك۔ تیری ماں تجھے روئے۔ جا میرے پاس سے دور ہو کر عرب کی کوئی بات اس سے زیادہ گراں مجھ پر نہیں ہے۔ لکھا ہے کہ نسطورا کے ہاتھ میں صحیفہ تھا۔ کہ اس میں دیکھ کر حضور کے چہرۂ اقدس کی جانب نگاہ کرتا۔ اور کہتا قسم ہے اس خدا کی جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی۔ کہ یہ وہی ہیں۔ حضرت خذیمہ نے جو یہ واقعہ دیکھا۔ جانا کہ یہ حضور کے ساتھ مکر کرنا چاہتا ہے۔ بے اختیار چیخا۔ اور آل غالب کو پکارا۔ جتنے قریش قافلہ میں موجود تھے۔ آکر جمع ہوئے۔ اور پوچھا کیا حادثہ درپیش ہوا حضرت خذیمہ نے راہب کی شکایت کی۔ سب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ راہب خوف سے تنہا نہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ اور وہاں سے پکار کر کہا۔ کہ تم لوگ مجھ سے کیوں ڈرتے ہو۔ خدا کی قسم تم سے زیادہ کوئی قافلہ عزیز مجھ پر نہ گزرا۔ اور میں اس صحیفہ میں دیکھتا ہوں کہ فلاں درخت کے نیچے جو شخص بیٹھا ہے۔ وہ رسول خدا و خاتم پیغمبراں ہے جو کوئی اس کی فرمانبرداری کرے گا فلاح و رستگاری پائے گا۔ اور جو کوئی اس کی مخالفت کرے گا۔ خراب و خستہ ہو گا۔ پھر خذیمہ سے کہا۔ کیا تمہیں اس سے کوئی تعلق ہے۔ خذیمہ نے کہا میں ان کا ایک خادم ہوں۔ راہب نے کہا مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے۔ خذیمہ نے کہا۔ کہہ! کہا اس صحیفہ میں لکھا ہے کہ یہ شخص تمام بلاد پر غلبہ کرے گا۔ اور سب پر فتح پائے گا۔ کوئی اس سے تاب مقاومت نہ لا سکے گا۔

اے خزیمہ آگاہ ہو کہ اس شخص کے دشمن بہت ہیں خصوصاً یہود۔ تو تم بہت اس کی حفاظت کرو۔ اور دشمنوں سے بے خوف نہ رہو۔ پھر میسرہ کو بلا کر بھی اسی قسم کے الفاظ حضور کی بابت کہے۔ اور وصیت کی کہ ہرگز ہرگز اس سے ایک لحظہ جدا اور غافل نہ رہو۔ اور شام کو لے کر نہ جاؤ کہ وہاں ان کے بہت دشمن ہیں۔ اگر میں ان کی بعثت کے زمانہ تک زندہ رہوں گا۔ تو ضرور ان کی متابعت اور مدد و اعانت کروں گا۔ القصہ میسرہ اور حضرت خزیمہ نے آپس میں صلاح کی کہ اس مال و متاع کو بصرہ ہی میں فروخت کر کے مکہ کو واپس چلنا چاہیئے۔ چنانچہ مال و اسباب وہیں فروخت کیا۔ اور حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بے حد نفع اٹھایا۔ بلکہ تمام قافلہ والوں نے حضور کی برکت سے دو چند نفع اٹھایا۔ اور وہاں سے جو مال مکہ لائے۔ اس میں بھی اسی قدر نفع حاصل ہوا۔ غرضیکہ باحصول نفع کثیر قافلہ مکہ کو واپس چلا۔ جب مکہ میں داخل ہوا۔ حضرت خدیجہ غرفہ میں بیٹھیں تھیں۔ کہ انہیں دور سے ایک جماعت شتر سواروں کی دکھائی دی۔ اور درمیان میں ان کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت عمدہ اونٹ پر پوشاک شاہانہ پہنے جیسے براتیوں کے بیچ میں دولہا یا سپاہ میں شاہ یا انجم میں ماہ۔ نظر پڑے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ دو مرغ فرق انور پر سایہ کئے تھے۔ رخ انور کی چمک کے آگے آفتاب کی روشنی شرمائی جاتی تھی۔ ناقہ اقدس کی چال عجیب لطف دکھاتی تھی۔ خدیجہ اس شاہ ذی جاہ کو دیکھ کر متحیر اور وارفتہ ہوئیں۔ کہ میسرہ نے آکر زمین ادب چومی۔ اور تمام واقعات و خوارق عادات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سفر میں مشاہدہ کئے تھے۔ اور نسطورا راہب کی زبانی سنے تھے۔ ان کے روبرو بیان کئے۔ اور کہا حضور کی برکت سے جو نفع اس سفر میں ہوا ہے کبھی نہ ہوا۔ خدیجہ سن کر بہت خوش ہوئیں۔ اور اخفائے واقعات کی میسرہ کو نہایت تاکید کی۔ اور اس وقت سے آتش عشق محمدی ان کے قلب میں زیادہ مشتعل ہوئی۔ اور خواہش زوجیت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئی۔ نفیسہ بنت عقبہ کو اپنے مافی الضمیر پر مطلع کر کے برائے ترغیب نکاح حضور پاس بھیجا۔ وہ عورت نہایت چالاک و عقلمند تھی۔ فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ آپ کو کس شے نے اب تک نکاح سے باز رکھا ہے۔ فرمایا تنگدستی و بے سروسامانی نے

اس نے کہا کہ اگر تمہیں کوئی ایسی عورت ہاتھ آئے۔ جو نہایت حسین وجمیل شریف خاندان صاحب ثروت وجاہ۔ اور تمہارے تمام اخراجات کی متکفل ہو۔ تو اس کے ساتھ نکاح کر لوگے۔ فرمایا ایسی کون ہے کہا خدیجہ بنت خویلد۔ فرمایا میں ایسا وسیلہ کہاں سے لاؤں جو اس سے نکاح کروں اس نے کہا تمہیں اس سے کیا مطلب۔ میں اسے راضی کر لونگی۔ یہ کہہ کر نفیسہ خدیجہ پاس آئی۔ اور کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح پر راضی کر آئی۔ خدیجہ نے ساعت سعید میں عمرو بن سعد اور ورقہ بن نوفل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا۔ کہ فلاں ساعت میں میرے یہاں تشریف فرما ہو جئے۔ اور کسی قسم کا تعلق وتاسف نہ فرمایئے۔ ابو طالب وغیرہ یہ سن کر بہت اندوہ گیں ہوئے اور کہنے لگے۔ افسوس ہمارے پاس اس وقت اتنا بھی نہیں جو اس شادی میں اٹھائیں۔ اور لباس شاہانہ بنا کر حضور کو پہنا کر خدیجہ کے گھر لے جائیں۔ اسی فکر وتردد میں تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور کو غمگین پا کر سبب استفسار کیا۔ اور کہا میرا جان و مال حضور پر قربان ہے۔ اگر میرے کرنے کا کوئی کام ہو تو بدل وجان حاضر ہوں۔ حضور نے واقعہ بیان کیا۔ صدیق اکبر نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرما کر عرض کیا۔ کہ عبدالمطلب نے مجھے ہزار دینار اور بہت سے نفیس کپڑے دیکر وصیت کی تھی۔ کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی حاجت شدید پیش آئے تو انہیں دے دینا۔ اور انمیں کچھ کپڑے سلے ہوئے بھی ہیں۔ میں انہیں ابھی حاضر کرتا ہوں اور مکان سے وہ سب مال لا کر حضور کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضور نے اس میں سے پہننے کو کپڑے نکالے کہ اتنے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی پوشاک شاہانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھیجی۔ حضور نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ میں صدیق کے کپڑوں پر کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔ اور یہی پہنونگا پس حضور نے وہ کپڑے پہن کر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیواسطے دعا کی۔ اور فرمایا چونکہ ابوبکر میرے ہر کام میں شریک ہوتا ہے اور کوئی چیز مجھ سے زیادہ عزیز نہیں رکھتا ہے۔ میں اس وقت بھی اس سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ میرا ساتھ دے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن کر فرمایا ع بسر رویم کہ ایں رہ بپا ہی نتواں رفت۔ **الغرض** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ کپڑے پہن کر روُ سائے عرب وسرداران قریش کے ہمراہ حضرت خدیجہ کے مکان کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ یہاں خدیجہ نے تمام مکان کو آراستہ کرایا۔ حضور کے واسطے مسند پر تکلف بچھوائی۔ جہانوں کے واسطے سامان

عیش و عشرت مہیّا کیا۔ طرح طرح کے نفیس کھانے پکوائے اور اپنا سنگار کر کے لباس فاخرہ وزیورات بے بہا پہن کر مسند ناز پر جلوہ فگن ہوئیں۔ کہ اتنے میں وہ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عجب شان و شوکت سے تشریف لائے۔ اور بعد طے ہونے معاملات نکاح کے ابوطالب نے خطبہ بلیغ پڑھا۔ اور اس میں بعد حمد و ثنا الٰہی حضور اور حضور کے خاندان کا فضل و شرف ظاہر کیا۔ پھر ورقہ بن نوفل برادر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خطبہ آغاز کیا۔ اور اس میں بعد تعریف خدا تعالیٰ فضل و شرف خاندانی بیان کیا۔ ابوطالب کے اقوال کی تصدیق کی۔ پھر جانبین سے ایجاب و قبول ہوا۔ چار سو مثقال سونے مہر بندھا۔ سب اعزا کا دل اس تقریب سے مسرور ہوا۔ کنیزان خدیجہ خوشی کے نزانے اور دف بجانے لگیں۔ ابوطالب نے جشن شاہانہ ترتیب دیا۔ اور تمام دوست و احباب، عزیز و اقارب کو دعوت ولیمہ کھلا کر رخصت کیا۔ اور اسی روز زفاف واقع ہوا۔ بعد ازاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تمام مال و اسباب اپنا منگوا کر حضور کے حوالے کیا۔ یہ سب آپ کا ہے جو چاہے کیجئے مجھے کچھ سروکار نہیں ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ میرے زیر احسان نہ رہیں۔ بلکہ میں ہمیشہ آپ کی ممنون و احسان مند رہوں۔ ابوطالب اس واقعہ سے نہایت شاد و خرم ہوئے۔ اور فکر معیشت تاجدار دو عالم سے چھوٹے۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْکُرُبَ وَادْفَعَ عَنَّا الْغُمُوْمَ زبان پر جاری کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس روز سے کمر خدمتگاری باندھی۔ اور تمام عمر حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری و فرمانبرداری اور رضا و خوشنودی میں گزاری۔ غرضکہ پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدالمطلب پھر ابوطالب پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال سے غنی و مالدار فرمایا۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال و اسباب سے مستغنی کیا۔ اور ان کے دل میں اس قدر حضور کی محبت و شفقت القا فرمائی۔ کہ چالیس ہزار درہم سے زیادہ حضور کے حوائج میں صرف کیا۔ بلکہ اپنا تمام مال حضور ہی کی رضا و خوشنودی میں اٹھایا۔ کسی صحابی کے مال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا نفع نہ اٹھایا۔ جتنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے اٹھایا۔ پھر بعد ہجرت مال انصار سے مستغنی و بے پرواہ کیا۔ پھر مال غنائم سے اتنا کچھ عطا فرمایا۔ کہ کسی کی حاجت نہ رہی۔ پس اسی غنا کو اللہ تبارک و تعالیٰ اس آیہ کریمہ میں یاد دلا رہا ہے اور فرما رہا ہے۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰی۔ اور پایا تمہیں فقیر و بے مال وزر۔ پس غنی کر دیا

مال خدیجہ و ابوبکر و انصار و مال غنائم سے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں سَأَلْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ مَسْئَلَةً وَوَدِدْتُ اِنِّيْ لَمْ اَكُنْ سَأَلْتُهٗ قُلْتُ يَا رَبِّ اِنَّكَ اَعْطَيْتَ سُلَيْمٰنَ ابْنَ دَاوٗدَ مُلْكًا عَظِيْمًا وَاَعْطَيْتَ فُلَانًا كَذَا وَفُلَانًا كَذَا قَالَ يَا مُحَمَّدُ اَلَمْ اَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوَيْتُكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ اَلَمْ اَجِدْكَ ضَالًّا فَهَدَيْتُكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ اَلَمْ اَجِدْكَ عَائِلًا اَغْنَيْتُكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَبِّ (الحدیث) رواہ البغوی باسناد الثعلبی عن ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما یعنی میں نے اپنے رب عز و جل سے ایک بات پوچھی۔ اور اچھا نہ سمجھتا تھا کہ پوچھوں۔ میں نے عرض کی اے رب تو نے سلیمان ابن داؤد کو ملک عظیم الشان دیا۔ اور فلاں نبی کو یہ عطا کیا اور فلاں کو یہ دیا۔ فرمایا اے محمد کیا نہ پایا تمہیں ہم نے بے مادر و پدر۔ پس ٹھکانا دیا۔ میں نے عرض کی ہاں اے رب میرے فرمایا کیا نہ پایا ہم نے تجھے بھٹکا ہوا راہ سے پس راہ دکھائی۔ میں نے عرض کی ہاں اے رب میرے فرمایا کیا نہ پایا ہم نے تجھے فقیر۔ پس غنی و بے پرواہ کیا۔ میں نے عرض کی ہاں اے رب میرے فرمایا کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ فرمایا اور تم سے تمہارا بوجھ نہ اتارا۔ میں نے عرض کی ہاں اے رب میرے پھر چونکہ منعم و محسن کا شکر لازم ہے۔ اور منعم حقیقی وہی پاک بے نیاز ہے جس نے اپنے حبیب اکرم سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح سے انعام فرمائے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب سے ارشاد فرمایا فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ۔ پس تو ان نعمتوں اور احسانوں کے شکریہ میں یتیم پر ہرگز قہر نہ کر۔ یعنی اسکے حقوق اور مال و اسباب کو تلف نہ کر۔ اس سے سختی و درشتی سے بات نہ کر۔ رفق و محبت سے اس کیساتھ پیش آ کہ تو بھی یتیم ہو چکا ہے۔ اور یتیموں کی ضعف و ناتوانی اور شکستہ دلی کو خوب جانتا ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ اور فقیر و سائل کو نہ جھڑک اور سختی سے اسے منع نہ کر۔ کہ تو خود بالکل و زر رہ کر الم احتیاج دیکھ چکا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ اور اپنے رب کی نعمتوں اور احسانوں کو جو پیدائش کے روز سے تجھ پر فرمائیں۔ سب پر ظاہر کر اور ہر ایک کے آگے بیان فرما۔ اور کسی سے نہ چھپا۔ تاکہ لوگ تیرا فضل و شرف جانیں۔ قدر و منزلت پہچانیں۔ اور خدا کی مہر و محبت نظر لطف و عنایت جو روز ازل سے تیرے حال پر ہے۔ اور روز بروز ترقی پر ہے۔ دیکھیں۔ اور تجھ سے فیضیاب ہوں۔

وعظ ہفت دہم

بیان شرح صدر و وضع وزر و رفعت ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۝ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ ۝ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۝ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝ مسلمانوں تمہارا رب تبارک وتعالیٰ اس سورۂ پاک میں بھی اپنی نعمتوں کو ذکر فرما رہا ہے۔ کہ جو اس نے اپنے حبیب اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں۔ اور وہ دو قسم تھیں۔ ایک ظاہری دوسری باطنی۔ ظاہری وہ نعمتیں تھیں کہ جو ظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں۔ اور ہر شخص انہیں حضور میں دیکھتا اور مشاہدہ کرتا تھا۔ اور باطنی وہ نعمتیں تھیں کہ جو باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھیں۔ اور کوئی انہیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پس نعم ظاہری کو تو پروردگار عالم نے سورہ والضحٰی میں ذکر فرمایا۔ اور نعم باطنی کو اس سورۂ پاک میں بیان فرماتا ہے۔ **شان نزول** اس سورت کا بعض مفسرین یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں عرض کی اے رب تو نے ابراہیم کو مرتبہ خلعت عطا فرمایا اپنا خلیل بنایا۔ عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا۔ موسیٰ کو خلعت کلیمی بخشا اور ان سے کلام کیا۔ داؤد کے واسطے پہاڑ کو مسخر اور لوہے کو نرم بنایا سلیمان کو بادشاہ جن وانس کیا۔ اور ہوا کو ان کے تابع حکم فرمایا مجھے کونسی نعمت کے ساتھ مخصوص کیا۔ لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنے محبوب کے سوال کا یوں جواب دیا۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ کیا نہ کشادہ کیا ہم نے تمہارے لئے اے محبوب تمہارا سینہ۔ تاکہ نزول وحی کی۔ اس میں گنجائش ہو۔ اسرار الٰہی وانوار باری کے سمانے کی اس میں جگہ ہو۔ اور

نور ایمان و عرفان علم و حلم حکمت ورحمت وغیرہ اس میں جمع ہو سکے اور تم ان سے نفع اٹھا سکو۔ کمال حاصل کر سکو۔ فائدہ اَلَمْ نَشْرَحْ میں ہمزہ استفہام انکار نفی شرح ہے اور انکار نفی نفی ہوتا ہے۔ اور نفی نفی اثبات کا فائدہ دیتی ہے۔ تو گویا نہایت اثبات وتقریر مراد ہے۔ کہ تحقیق اور بیشک ہم نے ایسا کیا۔ اور تمہارا سینہ کشادہ فرمایا۔ شرح کے معنی ایک مغلق اور بند چیز کو کھولنے اور کشادہ کرنے کے ہیں۔ تاکہ اس میں دوسری چیزیں اچھی طرح داخل ہو سکیں پس اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے سینہ میں تنگی اور اس میں اشیاء مذکورہ داخل ہونیکی گنجائش نہ دیکھی کما قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ تو اسے کشادہ فرمایا تاکہ اس میں اشیاء مذکورہ اچھی طرح داخل ہو سکیں۔ اور حضور ان سے نفع اٹھا سکیں۔ اور علی وجہ الکمال انہیں حاصل کر سکیں لہٰذا اس کے صلہ میں لام انتفاع لایا اور لَكَ فرمایا کہ اگر لفظ لک نہ لاتا۔ تو یہ معنی مفہوم نہ ہوتے فائدہ صدر کے معنی لغت میں سینہ کے ہیں۔ مگر یہاں اس سے مراد قلب ہے کہ قابل تعلیق و توسیع نہیں ہوتا۔ لیکن اصطلاح اہل طریقت میں قلب کے لئے دو دروازے ہیں۔ ایک جانب نفس جسے صدر کہتے ہیں۔ اور دوسرا جانب روح جو بہ نسبت صدر کے بہت وسیع اور کشادہ ہے اور صدر بہ نسبت اس کے بہت تنگ اور چھوٹا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہاں صدر کے کشادہ کرنیکی خبر دی تاکہ باب روح کو اس پر قیاس کر لیا جائے کہ وہ بہ نسبت صدر کے کس قدر وسیع اور کشادہ ہوگا ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا ٭ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ شَرَحَهٗ بِنُوْرِ الْاِسْلَامِ حضور کے سینہ کو اللہ تعالیٰ نے نور اسلام و ایمان بھرنے کے لئے کشادہ فرمایا۔ گویا اس میں اشارہ ہے اس آیہ کریمہ کی طرف اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شَرَحَهٗ بِنُوْرِ الرِّسَالَةِ حضور کے سینہ کو اللہ نے نور رسالت بھرنے کو کشادہ فرمایا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے مَلَأَهٗ حِكْمًا وَّعِلْمًا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے سینہ کو علم و حکمت سے مملو و مشحون فرمایا۔ بعض علما فرماتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں اَلَمْ نُطَهِّرْ قَلْبَكَ حَتّٰى لَا يُؤْذِيَكَ الْوَسْوَاسُ۔ کیا نہیں پاک و صاف کیا ہم نے تمہارا قلب تاکہ نہ ایذا دیں تمہیں وسوسے

شیاطین اور انسانوں کے **انتباہ** مسلمانو! ذرا بنظر غور دیکھو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کا سینہ بلاطلب و استدعا واسع اور کشادہ فرمایا حضور کو دعا کرنے کی ضرورت بھی نہ ہوئی اور حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعا کرنے کی حاجت پڑی۔ اور جناب باری میں یوں عرض کی رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۔ اے رب میرا سینہ کشادہ فرما۔ پھر باوجود دعا کے بھی اس کمیت وکیفیت کے ساتھ حضرت موسیٰ کا شرح صدر نہ ہوا جیسا کہ تمہارے سردار حبیب پروردگار کا شرح صدر ہوا۔ کہ حضور کا شرح صدر چار بار ہوا۔ ایک تو ایام طفولیت میں جبکہ حلیمہ حضور کو دودھ پلاتے پرورش کرنے موافق عادت اہل عرب کے اپنے گھر لے گئیں۔ اور ان کے یہاں چار برس کے ہوئے کہ ایک روز حلیمہ کے لڑکوں کے ساتھ چراگاہ میں بکریاں چرانے تشریف لے گئے۔ ناگاہ دو جانور گدھ صورت نمودار ہوئے۔ اور ایک نے دوسرے سے پوچھا۔ یہ وہی لڑکا ہے۔ دوسرے نے جواب دیا ہاں۔ پس وہ دونوں حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضور ڈر کر بھاگے۔ انہوں نے جلدی سے آپ کے بازو پکڑ کر زمین پر گرایا اور اپنی چونچوں سے حضور کا پیٹ چاک کیا۔ اور سینہ سے دل نکال کر چیرا۔ اور اس میں سے ایک چیز سیاہ مثل خون بستہ کے نکال کر پھینکی۔ پھر دل اور شکم مبارک برف کے پانی سے پاک کیا۔ آلائش دنیوی سے صاف کیا۔ پھر اک خشک چیز قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چھڑک کر اور اسے سینہ میں رکھ کر سیا۔ اور مہر کی۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کُنْتُ اَرٰی اَثَرَ الْمَخِیْطِ فِیْ صَدْرِہٖ۔ میں حضور کے سینہ میں سلائی کا نشان دیکھتا تھا۔ ایام طفولیت میں شرح صدر کرنے میں یہ حکمت تھی۔ کہ بچوں کو اس عمر میں لہو ولعب کھیل کود کی طرف زیادہ رغبت ہوتی ہے۔ ان سے حرکات ناشائستہ اس عمر میں اکثر سرزد ہوتے ہیں۔ لہذا حضور کا اس عمر میں شرح صدر فرمایا گیا۔ تاکہ آپ لہو ولعب کھیل کود کی طرف رغبت نہ کریں حرکات ناشائستہ سے پاک و صاف رہیں۔ چنانچہ حضور لڑکپن میں اور بچوں کی طرح لہو ولعب کھیل کود کی طرف اصلا رغبت نہ فرماتے۔ اور کوئی کام عبث و بے فائدہ نہ کرتے۔ دوسرے دسویں سال حضور کا شرح صدر ہوا۔ جیسا کہ ابن عساکر و حاکم و ابو نعیم وغیرہ محدثین روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس برس کے قریب تھے۔ ایک روز جنگل کو تشریف لیگئے

ناگاہ دو آدمی ظاہر ہوئے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا سا نورانی چہرہ کسی کا نہیں دیکھا
اور ان کے بدن کی سی خوشبو عطر میں بھی نہ پائی۔ اور ان کے کپڑوں کی سی چمک دمک
صفائی و نفاست کسی کپڑے میں نظر نہ آئی۔ ایک ان میں سے جبرئیل تھے اور دوسرے
میکائیل دونوں نے میرے بازو زمی سے پکڑ کر آہستہ سے زمین پر لٹایا۔ کہ ذرا سی بھی
بے چینی مجھے معلوم نہ ہوئی۔ پھر میرا پیٹ چاک کیا۔ اور ذرا بھی خون نہ نکلا۔ پھر ایک طشت
پانی سے بھرا ہوا لائے۔ اور اس میں میرا سینہ دھویا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کا دل
بھی نکال کر پاک و صاف کرو اور اس میں سے خصائل ذمیمہ نکال کر مہربانی اور شفقت و رحمت
سے بھرو چنانچہ میرا دل نکال کر پاک و صاف کیا۔ اور اس میں سے مثل خون بستہ کے کوئی چیز نکال
کر پھینکی۔ اور کوئی چیز مثل تل کے اس میں رکھی۔ اور اس پر کوئی خشک شے چھڑک کر برابر
کر دیا۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا۔ اور کہا کہ جاؤ اور سلامت رہو۔ حضور فرماتے ہیں۔ کہ میں اس
وقت سے اپنے دل میں ہر چھوٹے بڑے پر رحمت و شفقت پایا کرتا۔ اس عمر میں شرح صدر
فرما کر ان باتوں سے پاک و صاف کیا۔ تلبیس سے۔ جب کہ وقت بعثت قریب آیا اور
زمانہ نزول وحی نزدیک ہوا۔ برائے تنقیہ و تقویت دل مبارک حضور کا چاک کیا گیا۔ جس کو بیہقی
و ابونعیم وغیرہ محدثین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یوں روایت کرتے
ہیں۔ کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ کے اعتکاف کی نذر کی۔ حضرت
خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حضور کے ساتھ اس اعتکاف میں شریک ہوئیں۔ اتفاق سے
وہ مہینہ رمضان کا تھا۔ دونوں غار میں معتکف ہوئے کہ حضور ایک رات تاروں کو دیکھنے
وقت پہچاننے کے لئے غار سے باہر تشریف لائے ناگاہ کان میں آواز سلام علیک کی آئی
حضور نے یہ خیال فرما کر کہ شاید اس جگہ جنات کا گزر ہوا ہے۔ جلدی سے غار میں تشریف
لے آئے اور خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا۔ خوف کی بات
نہیں ہے خوشی کی بات ہے۔ کہ سلام علیک علامت امان و موانست ہے حضور پھر باہر
تشریف لائے دیکھا کہ جبرائیل تخت پر آفتابہ لئے بیٹھے ہیں۔ اور ایک پر ان کا
مشرق کو گھیرے ہوئے ہے اور ایک مغرب کو۔ یہ دیکھ کر آپ کو خوف معلوم ہوا۔

اور غار کی طرف لوٹے کہ جبرائیل نے فرصت نہ دی۔ اور جلدی سے حضور کے اور غار کے درمیان میں آ گئے۔ اور حضور نے ان سے کلام کرنے اور دیکھنے میں انس پایا۔ پھر جبرائیل نے حضور سے عرض کی کہ آپ اکیلے فلاں وقت تشریف لائیے چنانچہ حضور موافق ان کے کہنے کے اکیلے اس جگہ تشریف لے گئے۔ جبرائیل کو وہاں نہ دیکھا۔ دیر تک انتظار کیا۔ جب وہ نہ آئے تو واپس آنے کا ارادہ کیا۔ کہ جبرائیل مع میکائیل ظاہر ہوئے۔ اور حضور کو پکڑ کر زمین پر لٹایا۔ اور سینہ کو چیر کر دل نکالا۔ اور اُسے آب زمزم سے طشت زریں میں دھویا۔ اور اس میں سے خون بستہ نکال کر پھینکا۔ پھر دونوں نے حضور کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر اس طرح الٹا پلٹا جس طرح کوئی کسی برتن کو لوٹ پوٹ کر کے کوئی چیز نکالتا ہے پھر پشت پر مہر لگائی کہ اثر اس کا حضور نے اپنے دل میں محسوس فرمایا۔ اس مرتبہ شرح صدر کرنے میں یہ **حکمت** تھی۔ کہ زمانہ نزول وحی اور ورود اسرار و انوار الٰہی قریب تھا۔ لہذا شرح صدر فرمایا گیا تاکہ اسرار و انوار الٰہی سمانے کی اس میں گنجائش ہو بار وحی اٹھانے کی طاقت ہو۔ چوتھے شب معراج حرم محترم میں آپ کا جبرئیل نے شرح صدر فرمایا۔ تاکہ سیر عالم ملکوت بلا خوف و خطر کر سکیں۔ تجلیات باری عز اسمہ کے دیکھنے کی قوت پیدا کریں۔ جس کا قصہ مشہور ہے۔ اور بیان معراج میں بالتفصیل گزرا ہے۔ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ۔ اور دور کیا اور اتار دیا ہم نے تم سے تمہارا بوجھ وہ بوجھ کہ جس نے تمہاری پشت کو دوہرا اور قریب ٹوٹنے کے کر دیا تھا۔ وِزْرِ کے معنی اصل میں ثقل یعنی گرانی اور بوجھ کے ہیں۔ اور وہ قسم قسم کا ہوتا ہے۔ لہذا اقوال علما اس کی تفسیر میں مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ مراد اس سے بار گناہ ہے یعنی قبل نبوت و ایام جاہلیت میں جو لغزشیں اور غفلتیں اور خطا و سہو و نسیان حضور سے سرزد ہوا تھا۔ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کو معاف فرمایا۔ اور اسکا بوجھ آپ کی پشت مبارک سے اتار کر ہلکا اور مطمئن کیا۔ کہ انبیا علیہم السلام قطعاً و یقیناً بالاجماع معصوم ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ مراد وضع "وزر" سے عصمت ہے یعنی محفوظ رکھا ہم نے تمہیں اے محبوب گناہوں سے۔ کہ اگر ہم تمہیں گناہوں سے محفوظ نہ رکھتے۔ تو تم سے گناہ سرزد ہوتے۔ اور بار گناہ تمہاری پشت کو دوہرا کر دیتا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک روایت میں ہے۔ کہ فرماتے ہیں۔ میں نے جب کسی رسم جاہلیت پر عمل کرنیکا ارادہ کیا۔ تو میرے رب نے مجھے

اس سے باز رکھا۔ یہاں تک کہ اپنی رسالت کے ساتھ مکرم کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضور جن امور پر قبل نبوت عمل کر چکے تھے اور بعد کو وہ حرام ہوئے، غمگین رہا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے حضور سے وہ غم دور فرمایا۔ اور انہیں آواز قلب میں سے شمار کیا۔ اور ان سے درگزر کرنے کو وضع سے تعبیر کیا ذکرہ الشیخ فی المدارج و ملا علی قاری فی شرح الشفا۔ بعض کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کی سنت و ملت کو قریش نے متغیر کر رکھا تھا۔ یہ حضور کو ناگوار و گراں تھا اور ان کے رو کنے اور منع کرنے پر آپ قادر نہ تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے یہ بار اتارا۔ اور آپ کی تائید و تقویت دبعثت و رسالت کی اور ملت ابراہیمی کے اتباع کا آپ کو حکم کیا۔ وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا۔ اور آپ قریش کے منع کرنے پر قادر و توانا ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضور قبل بعثت طلب شریعت و احکام حنفہ میں حیران و سرگردان رہا کرتے۔ ملت حنفی کی تلاش میں متفکر رہا کرتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے یہ بار دُور فرمایا۔ اور آپ کو شرائع و احکام حنفیہ کیطرف راہ دکھائی۔ بعض کہتے ہیں کہ حضور پر حفظ امور شریعت گراں بار تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس بار کو آپ سے اتارا اور حفظ امور شریعت کو آپ کیلئے سہل و آسان کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے بار گناہ امت ہے کہ آپ کو ہر وقت ان کی فکر دامن گیر رہا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کو مژدہ شفاعت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ وَعَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ سے خوش فرمایا۔ بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے وہ اندوہ و غم ہے جو آپ کو مکہ سے ہجرت کرتے وقت ہوا تھا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ نے مدینہ منورہ پہنچا کر دور کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کافروں کے ظلم و تعدی سے جو آپ کو رنج و غم ہوتا تھا وہ مراد ہے، کہ اسے اللہ تعالےٰ نے آپ سے اپنی تائید و نصرت سے دور فرمایا۔ بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے بار وحی ہے۔ کہ جب حضور پر وحی نازل ہوا کرتی نہایت سخت گزرتی۔ یہاں تک کہ ایام سرما میں جبیں مبارک سے پسینہ ٹپکنے لگتا۔ جس کا مفصل ذکر بیان رسالت جلد ثانی اس کتاب میں گزرا اسے اللہ تعالیٰ نے حضور پر خفیف و سہل فرمایا اور اس کی گرانی دبار کو آپ سے دور فرمایا۔ بعض کہتے ہیں کہ مراد وضع وزر سے بار نبوت و اعبائے رسالت ہے جس کے اٹھانے کی حضور طاقت نہ رکھتے تھے

مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کے واسطے اسے نہایت سہل و آسان کیا۔ اور اس کے بوجھ کو خفیف فرمایا۔ بفضلہ وکرمہٖ ؎

کس شان سے اٹھایا نبوت کے بار کو
ظاہر میں گو وہ رشکِ قمر دھان پان ہے

غرضیکہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے محبوب کو ہر قسم کے بار اور بوجھ سے سبکدوش فرمایا ہے۔ ہر شئے ثقیل وگراں کو حضور کے لئے خفیف و آسان کیا ہر رنج وغم کو دور کیا۔ ہر سختی کو دفع فرمایا جسکی خبر اس آیہ کریمہ میں دے رہا ہے۔ کہ اتار دیا ہم نے تم سے تمہارا بوجھ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔ اور بلند کیا ہم نے تمہارا ذکر زمینوں اور آسمانوں میں بایں طور کہ جس جگہ ہمارا ذکر ہو تمہارا بھی ذکر ہو جہاں ہمارا نام لیا جائے وہاں تمہارا نام بھی لیا جائے اور ملایا ہم نے تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ۔ طاعت وعبادت اذان و اقامت، تحیات وخطبات کلمہ طیبہ وکلمہ شہادت وغیرہ میں بلکہ سوائے تین جگہ عطسہ۔ ذبیحہ۔ آخر اذان کے ہر جگہ تمہارے نام کو اپنے نام سے ملایا۔ آسمان وزمین میں کوئی جگہ کوئی شئے ایسی نہیں جہاں ہمارا نام ہو اور تمہارا نہ ہو ؎

خطبات میں کلموں میں اقامت میں اذان میں
ہے نام الٰہی سے ملا نام محمدؐ

بلکہ اصل ایمان ہی کو تمہارے ذکر پر موقوف رکھا کہ جب تک ہماری ربوبیت اور واحدانیت کے ساتھ تمہاری رسالت کا اقرار نہ کیا جائے۔ ایمان تام و تمام نہیں ہوتا۔ لاکھ بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ بلا محمد رسول اللہ کہا جائے مسلمان نہیں ہوتا۔ بغوی باسناد ثعلبی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے آیۃ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کی بابت جبرائیل سے سوال کیا۔ (یعنی یہ پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے میرا ذکر کس طرح بلند فرمایا۔) تو جبرائیل نے جواب دیا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ۔ جب میں ذکر کیا جاؤں گا۔ تو تم بھی ذکر کئے جاؤ گے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں۔

يُرِيْدُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ وَالتَّشَهُّدَ وَالْخُطْبَةَ عَلَى الْمَنَابِرِ فَلَوْ اَنَّ عَبْدًا عَبَدَ اللّٰهَ وَصَدَّقَهٗ فِىْ كُلِّ شَيْئٍ وَلَمْ يَشْهَدْ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ يَنْتَفِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْئٍ وَكَانَ كَافِرًا یعنی مراد اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیَ سے اذان و اقامت اور کلمہ طیبہ، شہادت اور منبروں پر خطبہ ہیں (کہ جن میں اللہ کے ذکر کے ساتھ اس کے محبوب کا ذکر ہوتا ہے) پس اگر کوئی بندہ ہر چیز میں اللہ کی عبادت کرے اللہ کی تصدیق کرے۔ مگر صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول نہ کہے۔ حضور کی رسالت پر گواہی نہ دے۔ تو اسے اللہ کی تصدیق اور عبادت سے کچھ نفع نہ ہوگا۔ اور کافر رہے گا۔ ضحاک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَا تَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا بِہٖ وَلَا تَجُوْزُ الْخُطْبَۃُ اِلَّا بِہٖ نہیں جائز ہوتی ہے نماز مگر ساتھ ذکر حضور کے اور نہیں جائز ہے خطبہ مگر ساتھ ذکر محبوب کے۔ کذا فی الخازن۔ ابن حبان وابن جریر و ابی یعلی وطبرانی انہیں سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبِّیْ وَرَبَّكَ يَقُوْلُ اَتَدْرِیْ كَيْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ قُلْتُ اَللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیَ۔ یعنی میرے پاس جبرائیل نے آ کہا کہ میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا، کہ جب میں ذکر کیا جاؤں تو تم بھی ذکر کئے جاؤ۔ ابو العباس ابن عطا فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے جَعَلْتُ تَمَامَ الْاِيْمَانِ بِذِكْرِیْ مَعَكَ وَجَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِیْ فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِیْ۔ میں نے ایمان کو اپنے ذکر سے مع تمہارے ذکر کے تمام کیا۔ کہ جب تک دونوں جز کلمے کے نہ کہے جائیں اور میری واحدانیت والوہیت کیساتھ تمہاری رسالت کا اقرار نہ کیا جائے۔ ایمان صحیح اور قابل اعتبار نہیں ہوتا۔ اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر کیا۔ پس جس نے تمہیں ذکر کیا مجھے ذکر کیا۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ مراد اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیَ سے یہ ہے کہ لَا يَذْكُرُكَ اَحَدٌ بِالرِّسَالَةِ اِلَّا ذَكَرَنِیْ بِالرُّبُوْبِيَّةِ۔ کوئی تجھے رسالت کے ساتھ ذکر نہ کریگا مگر مجھے ربوبیت والوہیت کے ساتھ ذکر کرے گا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ

فرماتے ہیں رَفَعَ اللّٰہُ ذِکْرَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَلَیْسَ خَطِیْبٌ وَّ لَا مُتَشَھِّدٌ وَّلَا صَاحِبُ صَلٰوۃٍ اِلَّا یَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند فرمایا۔ پس کوئی خطبہ پڑھنے والا۔ اور کوئی کلمہ پڑھنے والا اور کوئی نماز پڑھنے والا ایسا نہیں ہے کہ جو اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ کہتا ہو کذا فی المواھب والشفا یا اِذَا ذُکِرْتَ ذُکِرْتَ مَعِیَ سے یہ مراد ہے کہ ہم نے تمہارے نام کو اپنے نام سے اور تمہاری طاعت کو اپنی طاعت سے جا بجا ملایا۔ بلکہ تمہاری طاعت کو عین اپنی طاعت اور تمہاری نافرمانی کو عین اپنی نافرمانی ٹھہرایا کما قال تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ اطاعت کرو تم میری اور اطاعت کرو تم رسول کی وقال تعالیٰ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اللہ کے رسول کی۔ پس تحقیق وہ بڑی مراد کو پہنچا وَ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ جس نے اطاعت و فرمانبرداری کی رسول کی۔ پس تحقیق اطاعت و فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی وقال تعالیٰ وَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ ایمان لاؤ تم اللہ اور اللہ کے رسول پر وقال تعالےٰ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ۔ اللہ اور اللہ کا رسول زیادہ حقدار ہے اس کے کہ اسے راضی وخوشنود کرو کذا فی الشفا والمواہب قاضی بیضاوی فرماتے ہیں۔ وَاَیُّ رِفْعَۃٍ مِّثْلُ اَنْ قُرِنَ اِسْمُہٗ بِاِسْمِہٖ فِیْ کَلِمَتَیِ الشَّھَادَۃِ وَجَعَلَ طَاعَتَہٗ طَاعَتَہٗ اور کونسی رفعت اس کی مثل ہو گی کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کے نام کو اپنے نام سے کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت میں ملایا۔ اور اپنی طاعت کو حضور کی طاعت فرمایا۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کا ذکر یوں بلند فرمایا۔ کہ روز اول تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے حضور کے بارے میں عہد و میثاق لیا۔ اور ان پر حضور کی مدد کرنا اور ایمان لانا لازم کیا۔ کما قال تعالےٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ (الخ) کما فی الخازن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مراد رفع ذکر سے مقام شفاعت ہے

کہ اللہ تعالے وہاں پر اپنے محبوب کا ذکر بلند فرمائے گا۔ اور تمام اولین و آخرین کو حضور کا فضل و شرف جاہ و جلال دکھائے گا۔ کما فی الشفا۔ غرضکہ اللہ تبارک و تعالی نے اپنے محبوب کا ذکر دنیا و آخرت دونوں جگہ بلند فرمایا۔ اور حضور کے نام کو اپنے نام سے جابجا ملایا۔ کوئی جگہ ایسی نہیں۔ جہاں حضور کے نام کا چرچا نہ ہو حضور کے ذکر کا غلغلہ نہ ہوے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دہام
کان جدھر لگایئے۔ تیری ہی داستان ہے

تمام اشیائے علوی پر حضور کا نام نامی منقوش فرمایا گیا۔ بلکہ بعض اشیائے سفلی پر بھی آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا نام کندہ پایا گیا۔ کما ذکرہ الشیخ فی المدارج ونقل عنہ فی بیان آیۃ ماکان محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفی المواہب وَكُتِبَ اِسْمُهُ الشَّرِيفُ عَلَى الْعَرْشِ وَعَلٰى كُلِّ سَمَاءٍ وَعَلَى الْجِنَانِ وَمَا فِيْهِمَا۔ یعنی حضور کا اسم شریف عرش پر اور تمام آسمانوں پر اور جنتوں اور جو چیز کہ جنتوں میں ہے منقوش فرمایا گیا۔ بزار ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَمَّا عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ اِسْمِيْ مَكْتُوْبًا فِيْهَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ جب مجھے آسمان کی طرف لیگئے تو میں کسی آسمان پر نہ گزرا مگر اس پر اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا پایا۔ حلیہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ عَلَيْهَا وَرَقَةٌ اِلَّا مَكْتُوْبٌ عَلَيْهَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ جنت کے درختوں میں کوئی پتہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ لکھا ہوا۔ ابن عساکر کعب احبار سے روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے شیث علیہ السلام سے وصیت فرمائی۔ کہ جب تم میرے بعد خلیفہ ہو تو خدا کے ذکر کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کرنا۔ کہ میں نے انکا نام عرش و کرسی اور تمام آسمانوں اور جنتوں کے ہر غرفہ اور قصر پر اور حوروں کے سینوں اور فرشتوں کی آنکھوں میں اور شجر طوبیٰ اور سدرہ کے پتوں پر اللہ کے نام کے ساتھ لکھا ہوا پایا۔ روز ازل اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے حضور کا ذکر فرمایا۔ اور ان سے حضور کی مدد کرنے حضور پر ایمان کا عہد و پیمان لیا۔ کما قال تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

الآیۃ یعنی یاد کرو تم اے محبوب جب عہد لیا اللہ نے پیغمبروں سے کہ جو میں تمہیں کتاب وحکمت دوں۔ پھر آئے تمہارے پاس رسول تصدیق اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہے تو ضرور ہے اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا۔ چنانچہ اسی عہد وپیمان الٰہی کے مطابق ہمیشہ انبیاء علیہم السلام حضور کا ذکر حضور کی مدح وثنا فرماتے آئے۔ اور اپنی امتوں کو حضور کے آنے کی خوشخبری سناتے اور حضور کی مدد کرنے حضور پر ایمان لانے کا ان سے عہد وپیمان لیتے آئے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔ کہتا تشریف لایا جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی۔ تو حضور ہی کا ذکر فرمایا۔ حضور ہی کو یاد کیا۔ اور کہا اے رب صدقہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے میری خطا کو معاف فرما تو ان کی خطا معاف فرمائی گئی۔ کما مر اور جب وہ جنت سے دنیا میں نازل ہوئے تو متوحش اور پریشان تھے۔ کہ جبرئیل نے آکر اذان کہی تو ان کی وحشت وپریشانی زائل ہوئی۔ ابو نعیم حلیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی لَمَّا نَزَلَ اٰدَمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِالْهِنْدِ اِسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَادٰى بِالْاَذَانِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مَرَّتَيْنِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ۔ یعنی جب کہ آدم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے پریشان ومتوحش ہوئے تو جبرئیل نے آکر اذان کہی۔ جس میں دو مرتبہ اللہ اکبر اور دو مرتبہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اور دو مرتبہ اشہد ان محمد رسول اللہ (الحدیث) جب ان کی وفات قریب ہوئی۔ تو اپنے لڑکے شیث علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ تم میرے بعد خلیفہ ہوگے تم اللہ کے ذکر کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا۔ کرنا کہ میں نے ان کا اسم گرامی عرش وکرسی طوبیٰ اور سدرہ کے پتوں اور تمام آسمانوں اور جنتوں اور ان کی ہر غرفہ اور قصر پر اللہ کے نام کیساتھ لکھا ہوا دیکھا ہے کما مر۔ جب انبیاء علیہم السلام پر کتابیں اتاریں وحی نازل فرمائی تو ان میں بھی اپنے حبیب کا ذکر فرمایا۔ اپنے محبوب کے اوصاف بیان فرمائے۔ جس کی خبر قرآن عظیم دے رہا ہے کہ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہیں رسول نبی

امی کی کہ پاتے ہیں جسے وہ نزدیک اپنے لکھا ہوا توریت وانجیل میں حکم کرتا ہے وہ انہیں نیک کاموں کا اور باز رکھتا ہے۔ وہ انہیں برے کاموں سے مدارج میں منقول ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام پر صحیفہ نازل فرمایا۔ تو اس میں اپنے محبوب کا یوں ذکر کیا کہ میں خداوند مکہ ہوں اور مکہ کے باشندے میرے پیرو ہیں اور ان کی زیارت کرنے والے میرے مہمان ہیں۔ اور میری حفاظت وحمایت میں ہیں۔ میں اسے آسمان وزمین کے باشندوں سے بھر دونگا۔ کہ وہ اس میں گروہ گروہ غبار آلودہ بال بکھرے آنسو بہاتے آئیں گے۔ اور تکبیر وتہلیل وتلبیہ کہیں گے۔ جو لوگ اس گھر کی زیارت خلوص نیت سے کریں گے۔ اور سوائے میری رضا اور اس کی زیارت کے اور کچھ مطلب نہ ہوگا۔ تو گویا وہ میری زیارت کریں گے۔ اور میرے مہمان ہوں گے۔ مجھے لائق ہوگا۔ کہ میں ان کی تکریم کروں۔ اور انہیں محروم نہ کروں۔ تنظیم اس گھر کا تیری ہی اولاد میں سے ایک پیغمبر ابراہیم ہوگا۔ اسی سے اس کے قواعد بنواؤں۔ اور تعمیر کراؤں گا۔ اور چاہِ زمزم کو اس کیلئے ظاہر کروں گا۔ اور حلت وحرمت اس کی اسے میراث میں دونگا اور اس شعائر اس کے ہاتھ پر ظاہر کروں گا۔ بعد اس کے ہر زمانہ میں آدمیوں سے اسے آباد کروں گا۔ یہاں تک کہ تیرے فرزندوں میں سے ایک پیغمبر کی نوبت آئے گی جسکا نام محمد ہوگا۔ وہ خاتم پیغمبران ہوگا۔ اسے اس گھر کے ساکنوں اور والیوں اور حاجیوں اور ساقیوں میں سے کروں گا۔ اسی میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام میں اپنے حبیب کا اس طرح ذکر فرمایا۔

کہ اے ابراہیم دعائے تو در شان اسمٰعیل فرزند مستجاب کردم بروئے نسل وے برکات فائض

گردانم وازوے پسرم بوجود آرم معظم ومکرم کہ نام وے محمد باشد وبرداشتہ وبرگزیدہ من باشد وامت او بہترین امم باشد ۔ یعنی اے ابراہیم ہم نے دعا تیری تیرے لڑکے اسماعیل کی شان میں قبول فرمائی۔ اس پر اور اس کی نسل پر ہم برکتیں نازل فرمائیں گے اور اس سے ایک لڑکا معظم ومکرم پیدا فرمائیں گے جسکا نام محمد ہوگا۔ اور وہ میرا برگزیدہ ہوگا۔ اور اس کی امت سب امتوں سے بہتر ہوگی۔ اسی میں منقول ہے کہ صحیفہ حیقوق علیہ السلام میں اس طرح حضور کا ذکر ہے۔ جَآءَ اللّٰہُ مِنَ التَّیْمَنِ وَالتَّقَدُّسِ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ وَامْتَلَأَتِ الْاَرْضُ مِنْ تَحْمِیْدِ اَحْمَدَ وَتَقْدِیْسِہٖ وَمَلَکَ الْاَرْضَ وَرِقَابَ الْاُمَمِ

وَتَضِيئُ بِنُوْرِهِ الْاَرْضُ وَيَحْمِلُ خَيْلَهُ فِي الْبَحْرِ وَالْبَرِّ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کوہ فاران سے ساتھ برکت و پاکی کے آیا۔ اور بھر گئی زمین حمد و ثنائے احمد سے اور ان کی پاکیزگی سے اور مالک ہوا احمد تمام روئے زمین اور جملہ امم کی گردنوں کا۔ اور روشن ہوگئی تمام زمین احمد کے نور سے پھرائے گا وہ اپنے گھوڑوں کو خشکی اور تری میں علامہ ابن ظفر وغیرہ علماء کرام اپنی تصانیف جلیلہ میں نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ صحیفہ شعیا علیہ السلام میں یوں حضور کا ذکر فرماتا ہے۔ عَبْدُ الَّذِي سَرَّتْ بِهِ نَفْسِيْ اُنْزِلُ عَلَيْهِ وَحْيِيْ فَيُظْهِرُ فِي الْاُمَمِ عَدْلِيْ وَيُوْصِيْهِمْ اَلْوَاصَايَا وَلَا يَضْحَكُ وَلَا يُسْمَعُ صَوْتُهُ فِي الْاَسْوَاقِ يَفْتَحُ الْعُيُوْنَ وَالْاٰذَانَ الصُّمَّ وَيُحْيِي الْقُلُوْبَ الْغُلْفَ وَمَا اُعْطِيْهِ لَا اُعْطِيْ اَحَدًا مُشَفَّحٌ يَحْمَدُ اللّٰهَ حَمْدًا جَدِيْدًا۔ یعنی میرا بندہ جس سے میرا نفس شاد ہے میں اس پر اپنی وحی اتار دوں گا۔ پس وہ تمام امتوں میں میرا عدل ظاہر کرے گا۔ اور انہیں نیک کاموں کی وصیت فرمائے گا۔ نہ وہ بیجا ہنسے گا۔ اور نہ بازار میں اس کی آواز سنی جائے گی۔ وہ اندھی آنکھیں اور بہرے کان کھول دے گا اور غافل دلوں کو زندہ کرے گا۔ میں جو اسے دوں گا وہ کسی کو نہ دوں گا۔ مشفح (محمد) اللہ کی نئی حمد کرے گا۔ بیہقی وہب بن منبہ سے راوی اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْحٰى فِي الزَّبُوْرِ يَا دَاوٗدُ اِنَّهٗ سَيَاْتِيْ بَعْدَكَ مَنْ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ وَمُحَمَّدٌ صَادِقًا نَبِيًّا لَا اَغْضَبُ عَلَيْهِ اَبَدًا وَلَا يَعْصِيْنِيْ (الی ان قال) يَا دَاوٗدُ اِنِّيْ فَضَّلْتُ مُحَمَّدًا وَاُمَّتَهٗ عَلَى الْاُمَمِ كُلِّهِمْ۔ یعنی زبور مقدس میں اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہے۔ میں اس سے کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ اور نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا۔ اے داؤد میں نے محمد اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ مدارج میں منقول ہے کہ اللہ تعالےٰ نے زبور مقدس کے چالیسویں مزمور میں یوں حضور کو مخاطب فرما کر فرمایا ہے فَاضَتِ النِّعْمَةُ مِنْ شَفَتَيْكَ مِنْ هٰذَا بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اِلَى الْاَبَدِ تَقَلَّدْ اَيُّهَا الْجَبَّارُ السَّيْفَ فَاِنَّ شَرَائِعَكَ وَسُنَنَكَ مَقْرُوْنَةٌ بِهَيْبَةِ يَمِيْنِكَ وَجَمِيْعُ الْاُمَمِ يَخِرُّوْنَ تَحْتَكَ۔ یعنی

نعمت دنیا و آخرت کی تیری بدولت لوگوں ملی ہے۔ اسی باعث تجھے اللہ نے ہمیشہ کیلیے برکت عطا فرمائی ہے۔ لٹکا تلوار اے بزرگ کہ تیری شریعت اور سنت تیرے داہنے ہاتھ سے ملی ہوئی ہے اور تیر تیرے سیدھے ہاتھ ہیں اور جملہ امتیں تیرے روبرو سرنگوں ہوں گی۔ مدارج میں ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو عبداللہ ابن سلام جو احبار و اشراف یہود سے تھے حضور کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے اور ایمان لائے حضور نے ان سے پوچھا کہ تمہیں عبداللہ ابن سلام ہو۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا تمہیں قسم ہے۔ اس خدا کی جس نے توریت نازل فرمائی ہے۔ کیا میری صفت میرا ذکر اس میں پاتے ہو۔ عرض کی ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ اور خدا آپ کو اور آپ کے دین کو سب دینوں پر ظاہر و غالب کرنے والا ہے۔ بیشک میں آپ کی صفت خدا کی کتاب (توریت) میں پاتا ہوں۔ کہ خدا اس میں حضور کو مخاطب بنا کر فرماتا ہے یَاأَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیْرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّیِّیْنَ وَأَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ سَمَّیْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَسْتَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِیْظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِی الْأَسْوَاقِ وَلَا یُجْزِیُ السَّیِّئَةَ بِالسَّیِّئَةِ وَلٰكِنْ یَعْفُوْ وَیَغْفِرُ وَلَنْ یَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰی یُقِیْمَ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ یَّقُوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَیَفْتَحُ بِهٖ أَعْیُنًا عُمْیًا وَّآذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔ اے نبی بیشک بھیجا ہم نے تمہیں گواہی دینے والا اور خوشی و ڈر سنانے والا اور پشت و پناہ بے پڑھوں کا تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل (اللہ پر بھروسہ کرنے والا) رکھا ہے۔ نہ تو سخت دل و درشت خو ہے اور نہ بازاروں میں آوازیں اٹھانے والا ہے اور نہ برائی کے بدلے میں برائی دیتا ہے۔ بلکہ اسے معاف کرتا اور بخشتا ہے۔ اور نہیں اٹھائے گا تجھے اللہ تعالیٰ دنیا سے۔ یہاں تک کہ سیدھا کرے بیڑھی راہ اور دین کو ساتھ قول لا الٰہ الا اللہ کے پس کھول دے گا اس کے ساتھ اندھی آنکھوں اور بہرے کانوں اور بے خبر دلوں کو۔ آئی میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ توریت میں نعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح

پاتے ہو کہ اس میں یوں لکھا ہے۔ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَبْدُہٗ الْمُخْتَارُ مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَمُہَاجِرُہٗ بِالْمَدِیْنَۃِ وَمُلْکُہٗ بِالشَّامِ لَا فَظٍّ وَلَا غَلِیْظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ السَّیِّئَۃَ بِالسَّیِّئَۃِ وَلٰکِنْ یَعْفُوْ وَیَغْفِرُ۔ یعنے محمد ابن عبداللہ بندہ مختار ہے۔ جائے پیدائش اس کی مکہ اور جائے ہجرت اس کی مدینہ اور ملک اس کا شام ہے نہ وہ سخت دل و درشت خو ہوگا اور نہ بازاروں میں آوازیں بلند کرے گا۔ اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دے گا۔ بلکہ اسے معاف کرے گا۔ اور بخش دے گا مطالع المسرات میں توریت مقدس کی چند آتیں نقل کی گئیں ہیں۔ جن میں اللہ تعالےٰ اپنے محبوب کو یوں ذکر فرماتا ہے یٰمُوْسٰی اَحْمَدُ نِیْ اِذْ مَنَنْتُ عَلَیْکَ مَعَ کَلَامِیْ اِیَّاکَ بِالْاِیْمَانِ بِاَحْمَدَ وَلَوْ لَمْ تَقْبَلِ الْاِیْمَانَ بِاَحْمَدَ مَا جَاوَرْتَنِیْ فِیْ دَارِیْ وَلَا تَنَعَّمْتَ فِیْ جَنَّتِیْ یٰمُوْسٰی مَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِاَحْمَدَ مِنْ جَمِیْعِ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَمْ یُصَدِّقْہُ وَلَمْ یَشْتَقْ اِلَیْہِ کَانَتْ حَسَنَاتُہٗ مَرْدُوْدَۃً عَلَیْہِ وَمَنَعْتُہٗ حِفْظَ الْحِکْمَۃِ وَلَا اُدْخِلُ فِیْ قَلْبِہٖ نُوْرَ الْہُدٰی وَاَمْحُوْا اِسْمَہٗ مِنَ النُّبُوَّۃِ یٰمُوْسٰی مَنْ اٰمَنَ بِاَحْمَدَ وَصَدَّقَہٗ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفَائِزُوْنَ ۵ وَمَنْ کَفَرَ بِاَحْمَدَ وَکَذَّبَہٗ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِیْ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْخَاسِرُوْنَ ۵ اُولٰٓئِکَ ہُمُ النَّادِمُوْنَ - اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْغَافِلُوْنَ - اے موسیٰ میری حمد کر کہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ تجھ سے احمد پر ایمان لانے کے بارے میں کلام کیا۔ اور اگر تو احمد پر ایمان لانا قبول نہ کرتا میرے گھر میں مجھ سے نزدیک نہ ہوتا۔ اور نہ میری جنت میں چین کرتا۔ اے موسےٰ تمام پیغمبروں سے جو کوئی احمد پر ایمان نہ لائے گا۔ اور اس کی تصدیق نہ کرے گا۔ اور اس کا مشتاق نہ ہوگا اس کی نیکیاں مردود ہوں گی۔ اور اسے حکمت کے حفظ کرنے سے روک دوں گا۔ اور اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ ڈالوں گا۔ اور اس کا نام دفتر انبیاء سے مٹا دوں گا۔ اے موسےٰ جو احمد

پر ایمان لائے گا۔ اور اس کی تصدیق کرے گا۔ وہی مراد کو پہنچے گا۔ اور میری مخلوق میں سے جس نے احمد سے انکار کیا۔ اور اس کی تکذیب کی۔ وہی نقصان پانے والا۔ اور پشیمان ہونے والا ہے۔ وہی بے خبر ہے۔ **ابو نعیم** حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَوْحَیٰ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی مُوْسٰی نَبِیِّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنَّہٗ مَنْ اَمِنَنِیْ وَھُوَ جَاحِدٌ بِاَحْمَدَ اَدْخَلْتُہُ النَّارَ قَالَ یَا رَبِّ وَمَنْ اَحْمَدَ قَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْہُ کَتَبْتُ اِسْمَہٗ مَعَ اِسْمِیْ فِی الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ اَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الحدیث) یعنے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی۔ کہ جو مجھ سے اس حال میں ملے گا۔ کہ احمد سے انکار کرتا ہوگا۔ میں اسے دوزخ میں داخل کردں گا۔ موسیٰ نے کہا اے رب احمد کون ہے۔ فرمایا۔ میں نے کوئی اس سے عزت و وجاہت والا اپنی بارگاہ میں نہ بنایا۔ میں نے آسمان وزمین بنانے سے پہلے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا۔ اور وہ اور اس کی امت جب تک داخل نہ ہولے جنت کو تمام مخلوق پر حرام فرمایا۔ **حاکم** حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی یَا عِیْسٰی اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَمُرْ مَنْ اَدْرَکَہٗ مِنْ اُمَّتِکَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِہٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ (الحدیث) یعنی اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی۔ اے عیسیٰ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لا اور تیری امت سے جو ان کا زمانہ پائیں انہیں حکم کر کہ ان پر ایمان لائیں۔ کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں آدم کو نہ پیدا کرتا۔ اور نہ جنت و دوزخ بناتا مدارج میں مواہب سے منقول ہے کہ جب جارود نصرانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لایا۔ تو حضور سے عرض کی قسم ہے اس خدا کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ بے شک میں حضور کا وصف انجیل میں پاتا ہوں۔ اور ابن بتول (عیسیٰ علیہ السلام) حضور کی تشریف آوری کی خوشخبری دے گئے ہیں بالجملہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے روز ازل سے ہی آپ کا ذکر بلند فرمایا۔ اور ہر زمانہ

ہر جگہ میں اپنے حبیب کا ذکر پھیلایا۔ ہر نبی حضور کی یاد، حضور کے ذکر سے رطب اللسان رہتا اور اپنے زمانہ کے لوگوں کو حضور کی تشریف آوری کی خوشخبری دیتا۔ حضور کی مدد کرنے۔ حضور پر ایمان لانے کی تاکید کرتا رہتا۔ اور لوگ آپس میں ایک دوسرے کو وصیت کر جاتے۔ خطوط لکھ کر دے جاتے کہ اگر وہ نبی آخر الزمان ہمارے بعد تمہارے روبرو جلوہ فرما ہو تو ہمارا یہ خط اسے دے دینا۔ ہمارا اسلام ان سے کہہ دینا۔ انہیں ہمارے ایمان لانے کی خبر کر دینا۔ تو دنیا میں اللہ تعالےٰ نے اس طرح اپنے محبوب کا ذکر بلند فرمایا۔ اور آخر میں یوں رفع ذکر فرمائے گا۔ کہ اس روز تمام اولین و آخرین، موافقین و مخالفین کی زبان پر حضور ہی کا ذکر ہوگا۔ آپ ہی کا نام ہوگا۔ ہر فرد و بشر وہاں حضور ہی کا دست نگر ہوگا۔ تمام عرصہ محشر میں آپ ہی کی حمد و ثنا کا غلغلہ بلند ہوگا۔ آپ ہی کے نام کی آذان ہوگی۔ ندا دیجائے گی۔ جو مرتبہ اس روز آپ کا ہوگا۔ کسی کا نہ ہوگا۔ اور جو نعمتیں اس دن محبوب کو عطا ہوں گی۔ کسی کو نہ ملیں گی۔ فذالك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ محمد الرؤف الرحیم ؐ

تمام شد

(تعلیمی پریس لاہور)